KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عقیدہ ختم نبوت اور فکر اقبال

پروفیسر محمد الیاس اعظمی

مفکر اسلام حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال (متوفی ۱۹۳۸ء) برصغیر کی وہ عبقری اور نادر روزگار شخصیت تھے کہ جن کو عین حیات اور بعد از مرگ بھی فکر اسلامی کی تشکیل اور تعین میں ایک اہم مقام حاصل رہا ہے۔بالخصوص برصغیر پاک وہند میں اُمت مسلمہ کے ملی تشخص اور فکری نظریہ حیات کے احیاء میں جو کردار تنہا حضرت اقبال نے ادا کیا ہے وہ دیگر طبقات حیات میں سے ایک فرد یا ایک جماعت مل کر بھی عشر عشیر ادا نہیں کر سکے۔

اقبال کو حضور ایزدی سے فکری قیادت کا وہ اعلیٰ وارفع مقام عطا کیا گیا تھا کہ ہمارے برصغیر کی تاریخ میں کوئی بڑے سے بڑا عالم، مفکر اور دانشور اس مقام کو چھو بھی نہیں سکتا۔دیگر بہری وجوہات کے علاوہ انکی ایک بڑی وجہ اقبال کا بیک وقت اسلامی اور غیر اسلامی فلسفہ حیات کا گہرا اور ناقدانہ مطالعہ تھا۔اقبال نے فلسفہ جدید (مغربی فلسفہ) کو قریب سے ہو کر دیکھا اور پڑھا تھا۔انکی خوبیاں، خامیاں سب پر عیاں تھیں۔ایک مسلم مفکر ہونے کی حیثیت سے فلسفہ اسلام کا ایک ایک پہلو ان کی نگاہ میں تھا۔فلسفہ قدیم وجدید کے گہرے مطالعے کیساتھ ساتھ انہوں نے مسلم وغیر مسلم تاریخ کا انتہائی گہرا مطالعہ بھی کر رکھا تھا۔چنانچہ تاریخ کے اس مطالعہ نے بھی انکی فکر رسا کی راہیں متعین کرنے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔

بیسویں صدی کے ربع اول کی پہلی دو دہائیوں پر مشتمل برصغیر کی مسلم اعتقادی، سیاسی وتہذیبی اور فکری زندگی پر ایک طائرانہ نظر ڈالنے سے ایک عام شخص بھی ان پر فکر اقبال کے اثرات نمایاں دیکھنے لگتا ہے۔اقبال کی فکر راست کا یہی پہلو تھا جس نے اسے بالخصوص مسلمانوں اور بالعموم ہندوستان سے تعلق رکھنے والی تمام اقوام وافراد کی نگاہ میں معتبر بنا دیا اور زندگی کے ہر پہلو سے متعلق انکی رائے کو عزت اور قبولیت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

علامہ اقبال نے فکر اسلامی کے ارتقاء کے حوالے سے مسلم معاشرے میں مختلف ادوار اور مراحل کے موقع پر پیدا ہونے والے مسلم فرقوں اور گروہوں انکی تاریخ انکے فکر وفلسفہ اور ان کے وجود میں آنے کے تاریخی، سیاسی، تہذیبی، تمدنی، علمی، فکری اور نظریاتی وجوہ واسباب کا کھوج لگایا اور گہرے تجزیے اور مشاہدے کے بعد انکے مسلم معاشرے پر مرتب ہونے والے اثرات کا جائزہ بھی لیا تھا جس کے باعث وحدت ملی پارہ پارہ ہو چکی تھی۔اقبال جو دراصل ملت اسلامیہ کی چشم بینا کی حیثیت رکھتے تھے اس لیے وہ مسلمانوں کے اندر اٹھنے والی ہر نئی تحریک اور پیدا ہونے والی نئی جماعت کے عقائد ونظریات، فکر وفلسفہ، قیادت اور اسکے طریقہ کار پر نہ صرف نگاہ رکھتے تھے بلکہ اسکا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

ناقدانہ جائزہ لیکر اپنا ماہرانہ تبصرہ بھی کیا کرتے تھے۔

قادیانیت جس نے انیسویں صدی کے آخری سالوں میں برطانوی گورنمنٹ کی گود میں جنم لیا تھا اور اپنی پیدائش کے بعد تھوڑی مدت میں ہی یہ برصغیر پاک و ہند کا سب سے بڑا نظری فتنہ بن گیا تھا۔ اس فتنہ نے ابتداء میں جب بڑے بڑے اہل علم کو متاثر کیا اور عوام کا تو کیا کہنا جو اس طرف مائل ہوتے جارہے تھے۔ اس فتنہ کے بانی نے اپنی دعوت کو قرآن کی دعوت بنا کر پیش کیا تھا اور کہا کرتا تھا

جمال و حسن قرآن نور جاں ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

(براہین احمدیہ حصہ اول ص ۱۹۸)

چنانچہ حضرت اقبال نے اس تحریک کے بالکل ابتدائی دنوں میں اس کو ٹھیٹھ اسلام کا نمونہ قرار دیا تھا (یاد رہے کہ یہ اس زمانے کی بات ہے جب مرزا کے کفر اور گمراہی پر مبنی دعاوی منظر عام پر نہیں آئے تھے۔ الیاس) مگر جب مرزا کا کفر طشت ازبام ہو گیا تو دیگر مسلم رہنماؤں کی طرح حضرت اقبال نے بھی قادیانیت کو اسلام دشمن اور نبوت محمدیہ سے بغاوت اور قوم و ملت کا داندار اور اس کے خلاف ایک سازش قرار دیا۔ یوں اقبال نے ملت اسلامیہ کے وجود میں پیدا ہو جانے والے اس ناسور اور اسکی مضرت رسانیوں کا بروقت اظہار کر کے اعتقادیات کے باب میں ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ اقبال کی اس فکری رہنمائی سے بالخصوص جدید تعلیم یافتہ طبقہ کے ذہنوں میں قادیانیوں کے پیدا کردہ شکوک و شبہات کا نہ صرف ازالہ ہو گیا بلکہ انکا دین و ایمان بھی ختم نبوت پر پختہ اعتقاد کے حصار میں آکر محفوظ ہو گیا۔

اقبال کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت :

حضرت اقبال اپنے مشہور خطبات میں دین اسلام میں ختم نبوت کی حقیقت اسکی ضرورت و اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

[[اسلام کا ظہور استقرائی فکر (INDUCTIVE INTELLECT) کا ظہور ہے۔اس میں نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور اس تکمیل سے اس نے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا۔اس میں یہ لطیف نکتہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ کیلئے عہد طفولیت کی حالت میں نہیں رکھا جاسکتا۔اسلام نے مذہبی پیشوائیت اور وراثتی بادشاہت کا خاتمہ کردیا۔قرآن مجید غور وفکر اور تجربات ومشاہدات پر بار بار زور دیتا ہے اور تاریخ فطرت دونوں کو علم انسانی کے ذرائع ٹھہراتا ہے۔یہ سب اسی مقصد کے مختلف گوشے ہیں جو ختم نبوت کی تہ میں پوشیدہ ہیں۔پھر عقیدہ ختم نبوت کی ایک بڑی اہمیت یہ بھی ہے کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا مدعی نہیں ہوسکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار (Super Natural Authority) کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرسکتا ہے۔ختم نبوت کا عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے دعوی اقتدار کا خاتمہ کردیتی ہے]]۔(تشکیل جدید الٰہیات ص ۱۹۳، بزم اقبال ۱۹۵۰ء)

پنڈت جواہر لال نہرو نے کلکتہ سے نکلنے والے "ماڈرن ریویو" میں قادیانیت کے دفاع میں سلسلہ وار تین مقالات لکھے تو قادیانی کے ہندو وکیل کی طرف سے پھیلائی جانے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے اور شکوک وشبہات کا ازالہ کرنے کیلئے حضرت اقبال نے "سونار کی ایک لوہار کی" ضرب المثل کے مطابق "اسلام اور احمدیت" کے عنوان سے ایسا معرکۃ الآراء مقالہ لکھا کہ وکیل اور موکل دونوں منہ تکتے رہ گئے۔حضرت علامہ کے اس مقالہ کا جواب جواہر لال نہرو تو کیا دیتے خود قادیانی فضلاء بھی اقبال کے اٹھائے ہوئے علمی نکات اور فکری ونظریاتی واضح سوالات کے جواب دینے سے قاصر رہے۔

اقبال بنام نہرو

حضرت علامہ نے ۲۱ جون ۱۹۳۶ء میں جواہر لال نہرو کے نام ایک نجی خط میں قادیانیت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا!

[[میرے ذہن میں اس سے متعلق کوئی ابہام نہیں کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں]]۔(تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری ص ۹۰)

اقبال کی خواہش :

اس دور کے اقبال کے اخباری بیانات اور خطابات و پیغامات کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال ا حوالے سے کس اضطراب کا شکار تھے۔چنانچہ انہوں نے اپنے ایک بیان میں اپنی اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ!

[[قادیانیوں اور جمہور مسلمانوں کی نزاع نے جو مسئلہ پیدا کیا ہے وہ نہایت اہم ہے اور ہندوستان نے اس کی اہمیت کو حال ہی میں محسوس کرنا شروع کیا ہے۔میرا ارادہ تھا کہ ایک کھلی چٹھی کے ذریعہ انگریز قوم کو اس مسئلہ کی معاشرتی اور سیاسی الجھنوں سے آگاہ کروں لیکن افسوس کہ میری صحت نے ساتھ نہ دیا]]۔(تحریک ختم نبوت ص ۹۸)

احمدیت اسلام کیلیے کیوں خطرہ ہے؟ :

علامہ اقبال بنیادی طور پر ایک فلسفی تھے اس لیے وہ معاملہ کی تہہ تک جا کر اس کے علل و اسباب کا کھوج لگاتے تھے اور پھر اس سے ایسا منطقی نتیجہ نکالتے تھے کہ جس کا انکار کرنا یا اس کو جھٹلانا آسان نہیں ہوتا تھا چنانچہ دین اسلام میں نبوت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں کسی نئی نبوت سے پیدا ہونے والے نتائج اور ان کے عواقب کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

[[اسلام دینی حیثیت سے ان تمام مذاہب سے زیادہ گہرا ہے جو جزوی طور پر مذہب اور جزوی طور پر نسل سے تشکیل پاتے ہیں۔اسلام نسلی تخیل و تصور کی کاملاً نفی کرتا اور اپنی اساس قطعاً دینی اعتقاد پر رکھتا ہے چونکہ اسکی اساس ہی دینی ہے جو سرتا پا روحانیت ہے۔اس لیے خونی رشتوں سے کہیں زیادہ لطیف ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلمان ایسی تمام تحریکوں کے بارے میں بہت زیادہ حساس ہیں جنہیں وہ اپنی اساسی وحدت کے لیے خطرناک سمجھتے ہیں۔چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہے لیکن اپنی بنیاد کسی نئی نبوت پر رکھتی ہے اور ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے جو اس کے مبینہ الہامات پر اعتقاد نہیں رکھتے۔مسلمان اس جماعت کو اسلام کی وحدت کیلیے ایک خطرہ تصور کرتے ہیں اور ایسا ہونا بھی چاہیے کیونکہ وحدت اسلامی کا تحفظ ختم نبوت کے عقیدہ ہی سے ممکن ہے]]۔(تحریک ختم نبوت ص ۹۸)

چنانچہ وحدت اسلامی کے اسی تصور کو اپنے اشعار کی صورت میں یوں پیش کرتے ہوئے اپنی مشہور نظم "ہندی اسلام" میں لکھتے ہیں!

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوت بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خداداد
مُلا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

اخبار اسٹیٹمین کے نام خط:

۱۰ جون ۱۹۳۵ء کو اخبار اسٹیٹمین کے ایڈیٹر کے نام ایک خط میں دین اسلام کی اعتقادی حدود کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

[[اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت والوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کیلئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے]]۔ (حرف اقبال ص ۱۱۷ مرتبہ لطیف احمد شیرانی)

عقیدہ ختم نبوت کی یہی وہ دینی و مذہبی، سیاسی و سماجی اور روحانی واعتقادی اہمیت ہے جس کے باعث اقبال جیسا دانشور جہاں بھی یہ خطرہ محسوس کرتا ہے کہ مسلمانوں کے اس تشخص اور اسلام کے امتیازی عقیدہ پر حرف آتا ہے تو وہاں وہ بے لاگ اور بے جھجک ختم نبوت سے متعلق اپنے عقیدہ وفکر کو پیش کر دیتے ہیں اور اسی سلسلہ میں کسی قسم کی مداہنت کا شکار نہیں ہوتے۔

اقبال ایک مفکر و مصلح ہونے کے علاوہ اس دور میں مسلمانوں کے نامور سیاسی اور سماجی رہنما بھی تھے۔ انہیں بالعموم سیاسی اور سماجی سٹیج پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع بھی ملتا رہتا تھا چنانچہ وہ حسب موقع ہر مقام اور ہر سٹیج پر اپنی فکر اور نظریے کا اظہار کر دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے صدر اور کشمیر کمیٹی کے ایک متحرک اور موثر ممبر ہونے کی بنا پر اپنے بیانات خطابات کے ذریعہ احمدیت کا اصلی چہرہ عامۃ الناس کے سامنے رکھنے میں انہوں نے اہم ترین کردار ادا کیا ہے۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

آل انڈیا کشمیر کمیٹی:

۲۵ جولائی ۱۹۳۱ کو مرزا بشیر الدین محمود (ابن مرزا غلام احمد قادیانی) نے بعض نامور مسلمانوں کا ایک اجلاس بلا کر "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں لایا۔ اس کشمیر کمیٹی میں حضرت اقبال اور ان کے بعض معتمد ساتھی بھی شامل تھے لیکن ان پر چند ہی دنوں میں یہ حقیقت منکشف ہوگئی کہ مرزا بشیر الدین محمود اس کشمیر کمیٹی کے ذریعہ اور اپنی جماعت کی معرفت کیا گل کھلانا چاہتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کمیٹی کے دیگر ممبران سے خم ٹھوک کر مطالبہ کیا کہ آل انڈیا کشمیر

کمیٹی کا آئندہ سربراہ غیر قادیانی ہونا چاہیے۔اقبال کے اس بیان اور مطالبہ سے مسلمان رہنماؤں میں ایک نئی سوچ پیدا ہونے لگی تو دوسری طرف احمدیت قادیانیت کے پیروکاروں میں صف ماتم بچھ گئی کہ اقبال جیسی ہستی نے یہ مطالبہ کیوں کیا ہے؟

آل انڈیا مسلم کانفرنس اور گلانسی کمیشن :

جن دنوں علامہ اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اراکین سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ کمیٹی کا آئندہ سربراہ غیر قادیانی ہونا چاہیے انہیں دنوں علامہ نے اپنے خاص دوست نواب حمید اللہ خان والی بھوپال کے ذریعہ مہاراجہ کشمیر کو اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ وہ مسلمانان کشمیر کے جائز مطالبات کی تحقیق کیلیے ایک کمیشن (کمیٹی) مقرر کریں۔تو اس پر حکومت کشمیر نے اقبال کی حسب خواہش "گلانسی کمیشن" مقرر کردیا مگر اس کمیشن میں جو مسلم مطالبات کا جائزہ لینے کیلیے مقرر کیا گیا تھا اس میں مسلم اراکین کی جگہ قادیانیوں کو رکن نامزد کردیا گیا۔ان دنوں علامہ اقبال آل انڈیا مسلم کانفرنس کے صدر تھے چنانچہ انہوں نے گلانسی کمیشن کی تشکیل پر اعتراض کیا اور ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء کو منعقد ہونے والے آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اجلاس میں حسب ذیل قرارداد منظور کروائی!

> [[گلانسی کمیشن میں جو مسلمان اراکین لیے گئے ہیں انہیں مسلم جماعت سے مشورہ کیے بغیر نامزد کیا گیا ہے اس لیے گلانسی کمیشن کی موجودہ حیثیت اس کانفرنس کیلیے ناقابل قبول ہے۔یہ کانفرنس حکومت کشمیر سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ مسلم جماعت سے مشورہ کر کے مسلمان اراکین کو مقرر کرے]]۔(ملخصا شاہد حنیف مفکر پاکستان ص ۳۱۳،۳۱۶)

مرزا بشیر الدین کا استعفیٰ :

کشمیر کی صورتحال کے حوالے سے علامہ اقبال اور ان کے رفقا کا احتجاج اس قدر شدید تھا کہ مرزا بشیر الدین محمود اس کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔چنانچہ اس پر مرزا بشیر الدین محمود نے ۱۷ مئی ۱۹۳۳ء کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔

اقبال کی صدارت اور استعفیٰ :

مرزا بشیر الدین کے کمیٹی کی سربراہی سے استعفیٰ کے بعد علامہ اقبال کو متفقہ طور پر کمیٹی کا صدر منتخب کیا گیا۔مگر ان کے انتخاب پر قادیانی حلقے پیچ پا ہورہے تھے۔چنانچہ وہ اپنے امیر جماعت کی صدارت وقیادت کے علاوہ کسی

دوسرے مسلمان جو غیر قادیانی بھی ہوں کی سربراہی میں کام کرنے پر تیار نہ تھے۔بایں وجہ وہ ہمیشہ کمیٹی کے اندر تفرقہ و انتشار پھیلانے میں کوشاں رہے۔قیادت کی کوئی بات ان کیلئے قابل قبول نہ ہوتی تھی۔یوں جب یہ کشمیر کمیٹی اپنی افادیت کھو بیٹھی۔جس کو صدر کمیٹی نے بھی ذاتی طور پر محسوس کیا تو علامہ اقبال صرف ایک ماہ بعد ہی کمیٹی کی صدارت سے دست کش ہو گئے اور پریس بیان میں اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا!

[[بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں۔مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرے کا مجاور یا کسی زندہ نام نہاد پیر کا مرید بن جائے]]۔

اپنے اس بیان پہلے انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ!

[[مجھے پتہ چلا ہے کہ یہ لوگ (قادیانی) دراصل کمیٹی کو دو ایسے حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں جن میں اتحاد صرف برائے نام ہو گا چنانچہ میں نے اپنا استعفیٰ پیش کرنے سے پہلے ممبران کو اپنی رائے سے اچھی طرح آگاہ کر دیا تھا]]۔

اقبال نے استعفیٰ کی مزید وجوہات بیان کرتے ہوئے کہا!

[[ایک صاحب نے مجھے صاف طور پر کہا کہ وہ کسی کشمیر کمیٹی کو نہیں مانتے اور جو کچھ انہوں نے یا ان کے ساتھیوں نے اس ضمن میں کیا وہ ان کے امیر کے حکم کی تعمیل تھی۔مجھے اعتراف ہے کہ میں نے ان کے اس بیان سے اندازہ لگایا ہے کہ تمام احمدی حضرات کا یہی خیال ہو گا اور اس طرح میرے نزدیک کشمیر کمیٹی کا مستقبل مشکوک ہو گیا ہے]]۔

کمیٹی ختم کرنے کا مشورہ :

کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور ان کی سازشوں کو سامنے رکھتے ہوئے حضرت اقبال نے اسی بیان میں کمیٹی کو ختم کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے کہا!

[[جہاں تک مجھے علم ہے کشمیر کمیٹی کی عام پالیسی کے متعلق ممبران میں کسی قسم کا اختلاف نہیں۔ پالیسی سے اختلاف کی بنا پر کسی نئی پارٹی کی تشکیل پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق نہیں پہنچتا لیکن جہاں تک میں نے حالات کا جائزہ لیا ہے کشمیر کمیٹی کے چند ارکان کو جو اختلافات ہیں وہ بالکل بے تکے ہیں۔ ان حالات کے پیش نظر مجھے اس امر کا یقین ہے کہ کمیٹی میں اب ہم آہنگی کے ساتھ کام نہیں ہو سکتا اور ہم سب کا مفاد اسی میں ہے کہ موجودہ کمیٹی کو ختم کر دیا جائے]]۔ (ملخصاً مفکر پاکستان ص ۳۱۸،۳۱۵)

قادیانیت کا دوسرا حربہ "تحریک کشمیر" :

جب علامہ اقبال نے قادیانیوں کی ستم ظریفیوں سے تنگ آ کر کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اور کمیٹی کو عملاً ختم کر دیا تو اس کے بعد قادیانیوں نے "تحریک کشمیر" کے نام سے ایک اور تنظیم قائم کی اور حسب معمول عیاری سے کام لیتے ہوئے علامہ اقبال کو ہی انہوں ان نوزائیدہ تحریک کشمیر کی صدارت کی پیشکش کی لیکن چونکہ وہ مومن تھے جس سے متعلق ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ! [[مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا]]۔ اقبال جو کشمیر کمیٹی کی صورت میں پہلے ہی ایک تجربہ کر چکے تھے وہ دوبارہ اس چال میں نہ پھنسے بلکہ اس کے بعد انہوں نے کمال سنجیدگی اور مزید گہرائی کیساتھ قادیانیت اور اسکے عزائم کا مطالعہ شروع کر دیا چنانچہ وہ فکر و نظر کے نتیجہ میں جان گئے کہ قادیانی اپنے عقائد و نظریات کے فروغ کیلئے تحریک کشمیر کا نام استعمال کرنا چاہتے ہیں۔ اصل مقصود انکا اپنے مخصوص مفادات کا حصول ہے چنانچہ انہوں نے تحریک کشمیر کی صدارت کی قادیانی پیشکش کو پورے جذبہ ایمانی سے ٹھکرا دیا۔ چنانچہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو انہوں نے قادیانیت کے حوالے سے اپنے دوسرے باطل شکن، قادیانیت سوز بیان میں قصر قادیانیت پر وہ کاری ضربیں لگائیں کہ جس سے اسکے در و دیوار کی ایک ایک اینٹ ہل کر رہ گئی۔

صدارت کی پیشکش ایک فریب ہے :

علامہ مرحوم نے نہ صرف یہ کہ صدارت کی پیشکش کو قبول نہ کیا بلکہ اس سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا!

[[میں تو ایسی پیشکش کے متعلق سوچنا ہی غلط سمجھتا ہوں۔ یہ پیشکش جو مجھے کی گئی ہے یقیناً ایک فریب ہے]]۔ (شاہد حنیف مفکر پاکستان ص ۲۰)

قادیانیوں کے متعلق علامہ اقبال کے بیانات سے قادیان میں صف ماتم کا بچھنا تو عقل میں آتا ہے مگر اس پر ایک ہندو کا مضطرب ہونا فہم سے بالاتر ہے۔ جب پنڈت جواہر لال نہرو نے قادیانیت کی وکالت کرنا شروع کی اور قادیانیوں سے متعلق مسلمانوں میں عام پائی جانے والی روش پر پریشانی کا اظہار کیا تو اس پر علامہ نے جواہر لال کے اضطراب کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا!

[[میرا میلان فکر یہ ہے کہ قادیانیت کے بارے میں میرے بیان نے جو اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ ایک مذہبی اصول کی تشریح جدید انداز میں کی گئی تھی۔ (پنڈت جی اور قادیانی) مسلمانوں کے سیاسی مذہبی اتحاد و یکجہتی کے ممکنات کو خصوصیات سے ہندوستان کے اندر ناپسند کرتے ہیں۔ اگر چہ دونوں کے وجوہ مختلف ہیں]]۔ (شورش کاشمیری تحریک ختم نبوت ص ۱۰۴)

قادیانی اضطراب کا اصل سبب :

علامہ اپنے بیانات پر قادیانی اضطراب کا اصل سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

[[قادیانی بھی مسلمانان ہند کی سیاسی بیداری پر مضطرب ہیں کیوں کہ محسوس کرتے ہیں کہ مسلمانان ہند کا سیاسی اقتدار بڑھ جائے گا تو قادیانیوں نے رسول عربی ﷺ کی اُمت سے اپنے ہندوستانی نبی کی نئی اُمت نکالنے کے لیے جو منصوبے تیار کر رکھے ہیں۔ وہ یقیناً درہم برہم ہو جائیں گے۔ میں نے مسلمانان ہند کو یہ جتانے کی کوشش کی تھی کہ ہندوستان کے اندر انکی تاریخ کے موجودہ نازک دور میں داخلی اتحاد و ہم آہنگی حد درجہ ضروری ہے اور میں نے ان انتشار انگیز قوتوں کیخلاف انہیں تنبیہ کی تھی جو اصلاحی تحریکات کا لباس پہن کر بروئے کار آئی ہیں۔ میرے لیے یہ امر کم حیرت افزاء نہیں کہ میری ان کوششوں نے پنڈت جی کیلیے اس قسم کی قوتوں سے اظہار ہمدردی کا موقع بہم پہنچا دیا ہے]]۔ (تحریک ختم نبوت ص ۱۰۴،۱۰۵)

رد قادیانیت میں اقبال کا تاریخی کارنامہ :

یہ ایک حقیقت ہے کہ قادیانیت کے مقابلہ میں علماء کرام تحریر و تقریر، مناظرہ و مباہلہ اور تصنیف و تالیف کے

میدان میں برسر پیکار رہے۔ انہیں کامیابیاں بھی ملی ہیں لیکن ہر طرح کی کوشش کے باوجود طبقہ علماء کو اس میدان میں مکمل کامیابی بوجوہ حاصل نہیں ہوسکی جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ نژادنو اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ قادیانیوں کے ظاہری اعمال اور ان کی معاشرتی زندگی سے دھوکہ کھاتے ہوئے ہمیشہ انہیں مسلمانوں کا ہی ایک طبقہ اور فرقہ سمجھتا رہا ہے جبکہ ہمارے علماء کا استدلال وہی پرانا تھا۔ چنانچہ قادیانیوں کے کفر سے متعلق علماء کی رائے کو بالعموم اسی نقطہ نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ نتیجۃً قادیانی پھیلتے چلے گئے۔ حضرت اقبال اگرچہ جدید تعلیم رکھنے کے باوجود فکر قدیم رکھنے والے ایک مخلص اور سچے مسلمان تھے۔ وہ عصر جدید کی زبان سے بھی آگاہ تھے اور اسکے طرز استدلال سے بھی بہرہ ور تھے چنانچہ انہوں نے قادیانی مسئلہ کے حوالے سے ملت اسلامیہ کے جذبات کو بھانپتے ہوئے ہر موقع پر اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور ملی اضطراب کے مرض کی اصلی اور حقیقی وجہ تلاش کی۔ پنڈت نہرو کیساتھ اپنی خط وکتابت میں قادیانی مسئلہ کی نزاکت، اسکے مقاصد، اسکے عواقب اور ہندوستانی بالخصوص پنجاب کی مسلم معاشرت پر اس کے ممکنہ مضر اثرات کا دلائل کی روشنی میں جائزہ لیکر آخر میں جچے تلے الفاظ میں قادیانی قضیہ کا جو حل پیش کیا بالآخر ۷سال بعد علماء اسی پر متفق ہوئے اور پاکستان کی قومی اسمبلی نے بھی اجتماعی طور پر وہی فیصلہ دیا جو بعد میں آئین کا مستقل حصہ قرار پایا اور قادیانی ہمیشہ کیلئے غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دیا جائے :

قادیانی مسئلہ کا حل پیش کرتے ہوئے اقبال لکھتے ہیں!

[[میرے نزدیک حکومت کیلئے بہترین راستہ یہ ہے کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت قرار دیدے اور ان کی اپنی پالیسی کے بھی عین مطابق ہوگا۔ ادھر مسلمان بھی انکے ساتھ وہی رواداری برتیں گے جو وہ باقی مذاہب کے بارے میں اختیار کرتے ہیں]]۔ (حرف اقبال ص ۱۰۹)

یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جس طرح مرزا نے مذہبی رہنما کے روپ میں ایک بہروپیے کا کردار ادا کیا ہے ہماری تاریخ میں اور بھی بہت سے کردار ایسے پائے جاتے ہیں جنہوں نے منبر ومحراب اور جبہ دستار کی آڑ میں دین اسلام اور ایمان کی

بنیادو اساس پر سخت حملے کیے۔ دل کھول کر اہانت رسول کی۔ اپنی مذعومہ شیطانی توحید کے تسور کو عام کرنے کیلئے مقام رسالت کو مشکوک بنانے کی سعی بد کی۔ جس کے نتیجے میں بالآخر امت مختلف گروہوں میں بٹ گئی۔ ایسی ہی جدید گروہ

بندیوں میں سے ایک طبقہ ہندوستان کے ضلع سہارنپور کے ایک گاؤں "دیوبند" میں پیدا ہونے والا بھی ہے۔اس کے اپنے مخصوص عقائد ونظریات میں بالخصوص شان رسالت میں تنقیص کرنا ان کی ایک خاص علامت ہے۔

علامہ محمد اقبال نے اس مخصوص گروہ اور قادیانیت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا!

[[قادیان اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار ہیں جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے]]۔نذیر نیازی سید: اقبال کے حضور حصہ اول ص۲۶۱ طبع اول ۱۹۷۱ء اقبال اکادمی کراچی)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

اسلام اور قادیانیت

حکیم الامت شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ محمد اقبال قادری رحمۃ اللہ علیہ

مرتب: لطیف احمد شیروانی

مترجم: محمد روز خان

مترجم کی طرف سے تعارف:

زیر نظر علمی مواد حکیم الامت علامہ محمد اقبال کی تحریروں، تقریروں اور بیانات پر مبنی جناب لطیف احمد شیروانی کی تالیف کے صفحہ نمبر ۱۷۱ تا ۲۰۰ حصہ سوم کے طور پر درج ذیل عنوانات کے نام سے چھپا ہوا ہے۔

۱۔ قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان

۲۔ مجلہ نور وغیرہ کی بحث کا جواب

۳۔ روزنامہ سٹیٹس مین کو ایک خط

۴۔ رومن حکمرانی میں یہودی سالمیت

۵۔ اسلام اور احمدیت

۶۔ احمدیوں کے بارے میں پنڈت جواہر لال نہرو کو لکھا گیا خط مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

یہ مواد وقتاً فوقتاً مختلف سمتوں سے اٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات کے طور پر وجود میں آیا اس کا مطالعہ اس امر پر سیر حاصل روشنی ڈالتا ہے کہ حضرت اقبال کی دور رس نگاہ میں مسئلہ ختم نبوت کتنا اہم ہے اس کتاب کے ایڈیشن ۱۹۴۴ء، ۱۹۴۸ء، ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئے۔ کتاب کا پہلا ایڈیشن مولف نے "شاملو" کے قلمی نام سے شائع کرایا۔ وقت گزرنے کیساتھ ساتھ کتاب کے حجم میں اضافہ ہوتا رہا۔ کتاب کا ۱۹۷۷ء والا ایڈیشن اقبال اکادمی لاہور کا شائع کردہ ہے یہی ایڈیشن راقم کے سامنے ہے۔

مترجم نے مرتب کے حواشی کیساتھ ساتھ مزید حواشی دیئے ہیں۔ ترجمہ سے استفادہ میں آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معانی بھی قوسین میں دیئے ہیں۔ (محمد روز خان)

۱۔ قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان: (۱)

قادیانیوں اور صحیح العقیدہ مسلمانوں میں مباحثہ کی وجہ سے پیدا شدہ مسئلہ انتہائی اہم ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں نے ابھی سے اسکی اہمیت کو محسوس کرنا شروع کیا ہے۔ میرا ارادہ تھا کہ مسئلہ کے سماجی اور سیاسی

مضمرات (پوشیدہ باتیں یا معاملات) کی وضاحت کرتے ہوئے انگریز قوم کو ایک کھلا خط لکھوں لیکن بد قسمتی سے میری صحت نے مجھے ایسا کرنے سے روک دیا۔ پھر بھی ایک ایسے معاملہ پر جو میرے خیال میں ہندوستانی مسلمانوں کی تمام اجتماعی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ چند الفاظ پیش کرنے پر خوش ہوں۔ ہاں اس بات کی کھل کر نشاندہی کی جاتی ہے کہ میرا کسی دینی بحث میں پڑنے کا کوئی ارادہ نہیں اور نہ میرا مطلب قادیانی تحریک کے بانی کے ذہن کا نفسیاتی تجزیہ کرنے کا ہے۔ اول الذکر ان لوگوں کے لیے دلچسپی کا باعث نہیں ہوگا جن کے لیے یہ بیان کرنا مقصود ہے اور موخر الذکر کے لیے ہندوستان میں ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ میرا نکتہ نگاہ عمومی تاریخ اور تقابل دین کے ایک طالب علم کا ہے۔

ہندوستان بہت سے مذہبی گروہوں کی سرزمین ہے۔ اور اسلام ان مذہبی گروہوں کے مقابلے میں جن کا کچھ ڈھانچہ مذہبی اور کچھ نسلی نظریہ سے متعین ہوتا ہے زیادہ گہرے مفہوم میں دینی قوم ہے۔ اسلام نسلی نظریہ کو مجموعی طور پر مسترد کرتا ہے اور اسکی بنیاد محض دینی نظریہ پر استوار کرتا ہے۔ اسلام اپنے آپ کو صرف اور صرف دینی نظریہ پر استوار کرتا ہے۔ جو نظریہ مکمل طور پر روحانی اور نتیجۃً خونی رشتہ سے بہت زیادہ لطیف اور آسانی ہے۔ مسلم معاشرہ قدرتی طور پر ان قوتوں کے بارے میں زیادہ حساس ہے۔ جنھیں وہ اپنے استحکام کے لیے مضر خیال کرتا ہے۔ کوئی مذہبی معاشرہ جو تاریخی طور پر اسلام کے اندر سے ابھرتا ہے اور جو اپنی بنیادوں کے لیے نئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ وہ تمام مسلمان کافر ہیں جو مبینہ وحیوں کی سچائی تسلیم نہیں کرتے اس مذہبی معاشرہ کو ہر مسلمان لازماً اسلام کی سالمیت کیلئے سنجیدہ خطرہ تصور کرے گا۔ یہ ضرور بالضرور ہونا چاہیے کیونکہ مسلم معاشرہ کی سالمیت کا حصول فقط ختم نبوت کے نظریہ سے ہے۔

یہ نظریہ خاتمیت شاید بنی نوع انسان کی ثقافتی تاریخ میں نہایت قدیمی نظریہ ہے۔ اس کی اہمیت صحیح طور پر وہ لوگ جان سکتے ہیں جو قبل از اسلام مغربی اور وسطی ایشیاء کی مجوسی ثقافت کی تاریخ کا محتاط مطالعہ کرتے ہیں۔ جدید تحقیق کے مطابق مجوسی ثقافت کے تصور میں زرتشت، یہودی، عیسائیت، چارپائی اور صابی مذہبوں سے وابستہ ثقافتیں شامل ہیں۔ اس عقیدہ کی حامل قوموں کے ہاں نبوت کے تسلسل کا نظریہ ضروری تھا۔ نتیجۃً وہ مسلسل اُمید کی حالت میں رہتے تھے۔ غالباً مجوسی انسان نفسیاتی طور پر امید کی اس حالت سے استفادہ کرتے دور جدید کا انسان روحانی طور پر مجوسی انسان سے بہت زیادہ آزاد ہے۔ مجوسی رویہ کا نتیجہ قدیم اقوام کا عدم استحکام اور تمام قسموں کے مذہبی مہم جوؤں کی تشکیل جدید تھا۔ جدید دنیائے اسلام میں حریص اور جاہل ملائیت نے جدید پریس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۲۰ویں صدی کے چہرے پر قبل از اسلام کے پرانے مجوسی نکتہ نظر کو زور سے پھینکنے کی بے شرمی کی حد تک کوشش کی۔ ظاہری بات ہے

کہ اسلام جو دنیا کی تمام مختلف اقوام کو ایک قوم کے طور پر جوڑنے کا مدعی ہے۔وہ خود کسی ایسی تحریک سے سمجھوتہ نہیں کر سکتا جو اس کے استحکام کے لیے خطرہ ہو اور جو انسانی معاشرہ میں مزید دراڑیں ڈالنے پر کاربند ہو ان دو شکلوں میں سے جو قبل از اسلام کی مجوسیت کے جدید احیاء نے اختیار کی ہو مجھے قادیانیت سے بہائیت بہت زیادہ دیانتدار نظر آتی ہے کیونکہ بہائیت اسلام سے کھلم کھلا انحراف (منہ موڑنا) کرتی ہے جبکہ قادیانیت باطن میں مکمل طور پر اسلام کے ولولہ اور تمنائے عروج سے معاندت کیساتھ بظاہر اسلام کے کچھ زیادہ اہم ظواہر کو اپنائے رکھتی ہے۔اس کا ایک حاسد خدا کا تصور جو اپنے مخالفوں کیلیے زلزلوں اور طاعون کا وافر ذخیرہ رکھتا ہے۔اس کا نبی کو کاہن سمجھنے کا تصور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا تصور اتنے مکمل طور پر یہودانہ ہے کہ اس کی تحریک کو بڑی آسانی سے شروع کی یہودیت کی طرف رجوع گردانا جا سکتا ہے۔روح مسیح کے تسلسل ٹھوس یہودیت کے مقابلے میں زیادہ تر یہودی تصوف سے تعلق رکھتا ہے۔ پروفیسر بوبر جس نے پوش مسیح بالشیم کی شروع کردہ تحریک کا جائزہ لیا ہے ہمیں بتاتا ہے کہ یہ خیال کیا گیا تھا کہ روح مسیح علیہ السلام انبیاء کے توسل سے زمین پر اترتی ہے۔اور اگرچہ نفوس قدسیہ (صادقین) کی ایک طویل قطار موجود وقت میں پھیلی ہوئی ہے قبل از اسلام کے مجوسی نظریات کے دباؤ کے تحت مسلم فارس میں بدعتی تحریکوں نے بار بار کی تجسیم نو کے نظریہ پر پردہ ڈالنے کے لیے دوبارہ بروز، حلول اور ظل کے الفاظ ایجاد کر لیے۔مسلم شعور کے لیے کم صدمہ رساں بنانے کے لیے ایک مجوسی نظریہ کے لیے نئے اظہارات ایجاد کرنا ضروری تھا۔حتیٰ کہ مسیح موعود کی ترکیب الفاظ مسلمانوں کے مذہبی شعور کی پیداوار نہیں ہے۔یہ ایک ناجائز اظہار ہے اور اس کا آغاز قبل از اسلام کے مجوسی نکتہ نظر میں ہے۔

ہم اس نظریہ کو پہلے وقتوں کے اسلامی، دینی اور تاریخی ادب میں نہیں پاتے۔اس نمایاں حقیقت کا انکشاف پروفیسر وینس نک کی کتاب "پیغمبر پاک کی احادیث میں ہم آہنگی" نے کیا یہ کتاب کم از کم احادیث کے گیارہ مجموعوں اور اسلام کی اولین تاریخ کی تین دستاویزات پر مشتمل ہے۔اگلے وقتوں کے مسلمانوں کے اس بیان کی طرف کبھی توجہ نہ کرنے کی وجہ ایک انسان بخوبی سمجھ سکتا ہے۔اس بیان (مسیح موعود سے متعلق) نے انھیں غالباً اس وجہ سے متاثر نہیں کیا کہ ان کے خیال میں یہ بیان تاریخی عمل کے ایک غلط تصور کی دلالت کرتا تھا۔مجوسی ذہن وقت کو ایک پابند دائرہ حرکت خیال نہیں کرتا تھا۔ایک مسلسل تخلیقی تحریک کے طور پر تاریخی عمل کی صحیح نوعیت کی وضاحت کی نامور عظیم مسلمان مفکر اور مورخ ابن خلدون کے لیے مختص تھی۔لہٰذا ہندوستانی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کی مخالفت میں جس شدتِ جذبات کا اظہار کیا ہے وہ جدید عمرانیات (انسانی معاشرت، رہنا سہنا کا علم) کے طالب علم کے لیے بالکل

قابل فہم ہے اوسط درجے کا مسلمان جسے اگلے دن سول اینڈ ملٹری گزٹ کے لکھاری نے نظریہ ختم نبوت کو پوری طرح سمجھنے کی بجائے قادیانی تحریک کی مخالفت پر زیادہ تر تحفظِ ذات کے لیے متاثر ہوا ہے نام نہاد روشن خیال مسلمان نے شاذ و نادر ہی اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی حقیقی ثقافتی اہمیت سمجھنے کی کوشش کی ہے اور آہستہ اور غیر محسوس انداز میں تحریک مغربیت نے اُسے مزید تحفظِ ذات کے جبلی وصف (پیدائش سے ساتھ ساتھ رہنے والے اوصاف) سے بھی محروم کردیا ہے۔ ان نام نہاد روشن خیال مسلمانوں میں سے کچھ اپنے برادرانِ ایمانی کو برداشت کی تبلیغ کرنے کی حد تک جا چکے ہیں۔ میں سر ہربرٹ ایمرسن (۲) جنھوں نے مسلمانوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے سے بڑی آسانی سے صَرفِ نظر کرسکتا ہوں کیونکہ ایک یورپی باشندہ جو ایک مختلف ثقافت میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا بصیرت میں ایسا اضافہ نہیں کرپایا شاید نہیں کرسکتا جو بصیرت کسی فرد کیلئے ایسا مسئلہ سمجھنا ممکن بنادے جو مسئلہ ایک انتہائی مختلف ثقافتی نکتہ نظر رکھنے والی قوم کے ڈھانچے کیلئے بہت مہلک ہو۔

ہندوستان میں حالات بہت زیادہ مخصوص نوعیت کے ہیں۔ مذہبی قوموں کا یہ ملک جہاں ہر قوم کا مستقبل اس کی سالمیت میں ہے اور اس پر اہل مغرب حکمرانی کرتے ہیں جو مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی کے سوا اختیار نہیں کرسکتے۔ یہ فراخدلانہ اور ناگزیر پالیسی ہندوستان ایسے ملک میں بے جا نتائج پر منتج ہوئی ہے جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ کہنا مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ انگریزوں کے ماتحت ہندوستان میں مسلمانوں کی سالمیت رومیوں کے ماتحت مسیح علیہ السلام کے دور میں یہودی قوم کی سالمیت کے مقابلے میں بہت ہی کم محفوظ ہے۔ ہندوستان میں کوئی مذہبی مہم جو اپنا ناجائز فائدہ اٹھانے کے لیے کوئی دعویٰ کرسکتا ہے۔ اور نئی قوم تراش سکتا ہے ہماری یہ روادار ریاست کسی اصل قوم کی ایک انجیر کے برابر بھی پروا نہیں کرتی بشرطیکہ مہم جو (حکومت کو) اپنی وفاداری کا یقین دلائے اور اس کے پیروکار باقاعدگی سے ریاست کو ٹیکس دیتے رہیں۔ اسلام کے لیے اس پالیسی کا مفہوم ہمارے عظیم شاعر اکبر نے بالکل درست طور پر لیا ہے۔ جو حسب معمول اپنے ظریفانہ اسلوب میں کہتا ہے۔

گورنمنٹ کی خیر مناؤ یارو انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

(دوستو اہل برطانیہ کی ناموری کے لیے دعا گو رہو خدائی کا دعویٰ کرو اور زنجیروں، پھانسی اور رسوائی سے بھی بچے رہو)

میں عقیدہ کے پختہ ہندوؤں کی بہت زیادہ تعریف کرتا ہوں جو نئے دستور میں مذہبی تشکیل نو کے حاملین کے خلاف تحفظ کا مطالبہ کرتے ہیں۔ واقعتاً یہ مطالبہ مسلمانوں کو پہلے کرنا چاہیے تھا جو ہندوؤں کے برعکس سماجی ڈھانچے سے نسلی نظریہ کو یکسر خارج کرتے ہیں حکومت کو موجودہ صورت احوال پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے اور اگر ہو سکے تو

WWW.NAFSEISLAM.COM

کوشش کرے کہ وہ عام مسلمان کی ذہنی کیفیت کو سمجھے جو اپنی قوم کے استحکام کے لیے اس کو مطلقاً مہلک خیال کرتا ہے۔بہر حال اگر کسی طبقہ کے استحکام کو خطرہ ہو تو اس طبقے کیلیے ایک ہی راستہ کھلا ہے اور وہ ہے اس کا انتشار کی قوتوں کے خلاف اپنا دفاع کرنا۔تو پھر اپنے دفاع کے طریقے کیا ہیں۔

بحث و مباحثہ پر مشتمل تحریریں اور اس شخص کے دعووں کو غلط ثابت کرنا جس کو اس کی آبائی قوم ایک مہم جو خیال کرتی ہو۔کیا یہ انصاف پر مبنی ہے کہ آبائی قوم کو رواداری کا درس دیا جائے جس کے استحکام کو خطرہ ہو اور اگر سرکش گروہ کو سزا سے بے خوفی کیساتھ تشہیری مہم جاری رکھنے کی اجازت دی جائے جبکہ تشہیری مہم بہت زیادہ مہذبانہ نہ بھی ہو؟ اگر اپنے آبائی نکتہ نظر سے باغی ایک گروہ حکومت کے لیے کچھ خصوصی خدمات کرنے والا واقع ہو تو حکومت کو آزادی ہے کہ وہ جس طرح بھی ان کی خدمات کا صلہ دے سکتی ہے دے۔دوسرے طبقات اس سے بغض رکھیں گے لیکن اس بات کی توقع رکھنا بہت زیادہ غیر مناسب ہوگی کہ کوئی قوم اُن قوتوں کو خاموشی سے نظر انداز کر دے جو اس کی اجتماعی زندگی پر تشویشناک حد تک اثر انداز ہونے کیطرف میلان رکھتی ہو۔اجتماعی زندگی اپنی تحلیل کے حوالے سے اتنی ہی حساس ہے جتنی انفرادی زندگی۔اس سلسلے میں مزید کچھ کہنا شاید ہی ضروری ہو کہ مسلم فرقوں کا دین سے متعلق معمولی باتوں پر الجھنا ان کے باہمی کفر و بدعت کے الزامات کے باوجود زندگی کے قوی اُصولوں پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ایک مزید نکتہ ہے جو حکومت کی خصوصی توجہ کا طالب ہے۔ہندوستان میں مذہبی مہم جو کی جدید روشن خیالی کی بنیاد پر حوصلہ افزائی لوگوں کو مذہب کے بارے میں زیادہ سے زیادہ لاتعلق رکھنے کی طرف میلان رکھتی ہے اور آخر کار ہندوستانی اقوام کی زندگی سے اہم مذہبی عنصر کو خارج کر دے گی۔پھر ہندوستانی ذہن مذہب کا کوئی اور بدل تلاش کرے گا جس کا امکان ہے کہ وہ دہریانہ مادہ پرستی کی شکل جو روس میں ظاہر ہو چکی ہے سے کچھ بھی کم نہ ہوگا۔

لیکن مذہبی مسئلہ ہی صرف وہ مسئلہ نہیں جو پنجابی مسلمانوں میں اضطراب پیدا کر رہا ہے۔میرے مطالعہ کے مطابق سیاسی نوعیت کے دوسرے جھگڑے (بھی) ہیں جن کی طرف سر ہربرٹ ایمرسن نے انجمن (۳) کی سالگرہ پر اپنے خطاب میں اشارہ کیا ہے۔بلاشبہ سیاسی نوعیت کے بھی ہیں لیکن وہ پنجابی مسلمانوں کی وحدت پر اس خطرناک حد تک اثر انداز ہو رہے ہیں جتنا مذہبی مسئلہ۔حکومت کی پنجابی مسلمانوں کو متحد دیکھنے کیلیے فکر مندی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں تجویز کرنے کی جسارت کروں گا کہ حکومت تھوڑا سا اپنی پالیسیوں کا جائزہ لے۔میں مسلمانوں میں شہری اور دیہاتی کی تفریق کے بارے میں پوچھتا ہوں جس تفریق نے مسلمان قوم کو کاٹ کر دو گروہوں میں تقسیم کر دیا ہے اور دیہاتی گروہ بہت سے ذیلی گروہوں میں بٹ کر مسلسل ایک دوسرے کیساتھ حالت جنگ میں ہے۔

سر ہربرٹ ایمرسن کو افسوس ہے کہ پنجابی مسلمانوں میں باقاعدہ قیادت کا فقدان ہے لیکن میں سر ہربرٹ کو احساس دلانا چاہوں گا کہ دیہاتی اور شہری کی تقسیم حکومت نے پیدا کی ہے۔ پھر اسے حریص سیاسی مہم جوؤں کے ذریعے برقرار رکھا ہے۔ جن کی نگاہیں اپنے ذاتی مفادات پر جمی ہیں۔ حالانکہ پنجاب میں اتحادِ اسلام پر اس امر نے مسلمانوں کو پہلے ایک حقیقی رہنما پیدا کرنے کا اہل نہیں چھوڑا۔ مجھے نظر آرہا ہے کہ یہ سکیم اس لیے بھی وجود میں لائی گئی ہے کہ حقیقی قیادت کا پنپنا ہی ناممکن بنا دیا جائے سر ہربرٹ ایمرسن کو مسلمانوں میں قیادت کے فقدان پر افسوس ہے۔ مجھے تو حکومت کی طرف سے ایسے نظام کے تسلسل پر افسوس ہے جس نے صوبے میں حقیقی قائد کے ظہور کی تمام امیدوں کو کچل کر رکھ دیا ہے۔

پس تحریر:

میں سمجھتا ہوں کہ اس بیان نے بعض لوگوں میں کچھ غلط فہمی پیدا کی ہے۔ یہ سوچا گیا ہے کہ میں نے حکومت کو طاقت کے بل بوتے پر قادیانی تحریک دبا دینے کی نہایت گہری تجویز دی ہے اس طرح کی کوئی چیز نہیں۔ میں نے واضح کر دیا ہے کہ مذہب میں عدم مداخلت کی پالیسی ہی ایسی پالیسی ہے جسے ہندوستان کے حکمران اپنا سکتے ہیں کسی اور پالیسی کا امکان نہیں ہے۔ مجھے تسلیم ہے کہ میری سوچ کے مطابق ہر پالیسی مذہبی اقوام کے مفادات کے لیے نقصان دہ ہے لیکن اس سے بچاؤ کا کوئی ذریعہ نہیں اور جو بھگت رہے ہیں ان کو مناسب طریقوں سے اپنے مفادات کا تحفظ کرنا ہوگا۔ میرے نکتہ نظر سے ہندوستان کے حکمرانوں کے لیے مناسب راستہ یہی ہے کہ وہ اعلان کر دیں کہ قادیانی ایک علیحدہ قوم ہیں ایسا کرنا قادیانیوں کی اپنی پالیسی کے عین مطابق ہوگا۔ اور ہندوستان کے مسلمان بالکل دوسرے مذاہب کی طرح ان کو گوارا کر لیں گے۔

۲۔ مجلّہ نور وغیرہ کی بحث کا جواب:

[گذشتہ بیان پر نکتہ چینی کرتے ہوئے مجلّہ نور (قادیانی ہفت روزہ) نے رائے زنی کی۔ دوسرے عظیم مفکروں کی طرح وہ (ڈاکٹر اقبال) الفاظ کی وحی کے ذریعہ اللہ اور بندے میں راز و نیاز پر یقین نہیں رکھتے۔ اس الزام کے بارے میں پریس کے ایک نمائندے نے انٹرویو کیا ڈاکٹر اقبال نے فرمایا!]

مجلّہ نور نے اس الزام کی بنیاد میرے ایک اردو شعر پر رکھی ہے!

ہم کلامی ہے غیرت کی دلیل — خامشی پر مٹا ہوا ہوں میں

یہ سادہ سی اردو ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ انسان کی روحانی زندگی میں الفاظ پر مبنی راز و نیاز سے بلند ایک سطح ہے

لیکن شعر کا الفاظ پر مبنی نظریہ سے بطور دینیاتی نظریہ کے کوئی تعلق نہیں اس کے لیے میں مجلہ نور کو اپنی کتاب ”تشکیل جدید“ (۴) کا ضرور حوالہ دوں گا۔ اس کتاب میں میں نے صفحہ نمبر ۲۱ پر لکھا!

”احساس اور خیال کا عضویاتی تعلق (جیسے اعضاء کا باہم تعلق ہوتا ہے) الفاظ پر مبنی وحی کے بارے میں قدیم دینیاتی مباحثہ جس نے ایک دفعہ مسلمان دینی مفکرین کو اذیت میں مبتلا کر دیا تھا پر روشنی ڈالتا ہے۔ واضح طور پر بیان نہ کیا جاسکنے والا احساس فکر میں اپنا نصیبہ پورا کرنا چاہتا ہے۔ جو اپنی باری پر نظر آسکنے والے لباس کی صورت میں نشونما دے سکتا ہے۔ یہ کہنا محض کوئی استعارہ نہیں کہ سوچ اور لفظ دونوں ایک ساتھ احساس کی کوکھ سے نکلتے ہیں۔ اگرچہ منطقی فہم انھیں زمانی ترتیب دے سکتا ہے۔ اور انھیں باہم جدا جدا گمان کر کے اپنے لیے مشکل پیدا کر سکتا ہے ایک مفہوم میں لفظ کی بھی وحی کی جاتی ہے“۔

[مجلہ نور کی پیش کی گئی روایت کہ ہر صدی کے آغاز پر مجددین ظہور پذیر ہوتے ہیں کے بارے میں سوال پر ڈاکٹر اقبال نے فرمایا!]

مدیر نور روایت نقل کرتا ہے جو بالکل ریاضی کے انداز میں تاریخی عمل کی تصویر پیش کرتی ہے۔ میرا جبکہ انسان کی روحانی صلاحیت اور روحانی انسان کی پیدائش کے امکان پر یقین ہے۔ مجھے یہ یقین نہیں کہ تاریخی عمل اس طرح ریاضیاتی ہوتا ہے جس طرح مجلہ نور کا خیال ہے۔ ہم باآسانی تسلیم کر سکتے ہیں کہ تاریخی عمل کی نوعیت کو سمجھ لینا ہماری ذہنی صلاحیت سے ورا ہے۔ میں اس کے خلاف جو کہہ سکتا ہوں وہ سارا یہ ہے کہ مجھے یہ نظر آتا ہے کہ یہ اسی طرح طے شدہ اور بالکل ریاضی کے انداز میں نہیں تھے جیسا کہ مجلہ نور کا خیال ہے۔ میرا قدرے ابن خلدون کی طرف میلان ہے جو تاریخی عمل کو ایک آزاد تخلیقی تحریک خیال کرتا ہے اور ایسا عمل خیال نہیں کرتا جو پہلے ہی ایک حتمی نشاندہی کیساتھ عمل میں لایا جا چکا ہے۔ یہ نقطہ نظر نئے وقتوں میں ابن خلدون سے زیادہ وضاحت اور سائنسی صحت کیساتھ برگسان نے پیش کیا ہے۔ مجلہ نور کی نقل کی روایت کو غالباً جلال الدین سیوطی نے اپنے مفاد کیلئے مقبول عام بنایا ہے۔ اور اسے زیادہ اہمیت نہیں دی جاسکتی۔ یہ روایت بخاری اور مسلم جن دو کتابوں کو زیادہ قابل بھروسہ مانا جاتا ہے نے نقل نہیں کی۔ یہ کچھ روحانی حضرات کی تاریخی عمل کی نوعیت کی بصیرت ہوسکتی ہے لیکن یہ افراد کی ذاتی بصیرت منطقی استدلال کے لیے کوئی بنیاد نہیں بن سکتی۔ یہ وہ اصول ہے جسے ماہر رواۃ نے ہمیشہ مدنظر رکھا ہے۔

[سوال کیا گیا کہ کیا انہوں نے طلوع آفتاب (جو ایک قادیانی ہفت روزہ ہے) میں شائع شدہ ایک لیکچر دیکھا ہے جس میں مصنف نے ڈاکٹر اقبال کے ایک لیکچر کا حوالہ دیا ہے اور ان پر تضاد کا الزام لگایا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے جواباً فرمایا!]

جی مجھے افسوس ہے میرے پاس مطلوبہ لیکچر کی کوئی نقل نہیں نہ اصل انگریزی میں نہ اردو ترجمہ میں جو مولانا ظفر علی خان نے کیا تھا۔ جہاں تک مجھے یاد آرہا ہے وہ لیکچر ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل دیا تھا۔ مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ربع صدی قبل مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج برآمد ہونے کی توقع تھی۔ پہلے پہل حتیٰ کہ ممتاز مسلمان مولوی چراغ علی مرحوم نے جو اسلام پر بہت سی انگریزی کتب کے مصنف ہیں تحریک کے بانی کے ساتھ تعاون کیا تھا اور میں سمجھتا ہوں انہوں نے براہین احمدیہ نامی کتاب میں قابل قدر حصہ لیا تھا۔ لیکن ایک مذہبی تحریک کی اصل مافیہ اور اس کی روح اپنا آپ ایک دن میں ظاہر نہیں کرتی۔ یہ اپنے آپ کے کھلنے میں عشرے لیتی ہے۔

تحریک کے دونوں فریقوں کے اندرونی جھگڑے اس حقیقت کا ثبوت ہیں کہ جو لوگ بانی کیساتھ ذاتی طور پر رابطے میں تھے وہ بھی کلی طور پر باخبر نہ تھے کہ تحریک کی نشونما کیسے ہوگی؟۔ ذاتی طور پر میں تحریک کے بارے میں اس وقت شکوک وشبہات میں مبتلا ہوا جب غیر مبہم انداز میں بانی اسلام کی نبوت سے برتر ایک نئی نبوت کا دعویٰ سامنے لایا گیا اور دنیائے اسلام کو کافر قرار دیا گیا۔ بعد ازاں میرا شک بڑھ کر قطعی بغاوت ہو گیا۔ جب میں نے تحریک سے وابستہ ایک کو تقدس مآب پیغمبر اسلام کا ذکر حقارت آمیز زبان میں کرتے اپنے کانوں سے سنا۔ آپ ان کی جڑوں کی بجائے ان کے ثمرات سے اُنھیں جانیں گے۔ اگر میرا موجودہ انداز آپ سے تضاد کا شکار ہو رہا ہے تو خوب صرف ایک زندہ اور سوچتے انسان کو اپنی سوچ سے اختلاف کرنے کا حق ہے۔ صرف پتھر ہی اپنے برعکس نہیں کرتے۔ جیسے ایمرسن کہتا ہے!'' ان سے اللہ کی جانب سے وحی کے امکان اور پیغمبر پاک کے بعد وحی حاملین مصلحین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جوابدیا''۔

بہتر یہ ہے کہ میں اس سوال کا جواب آپ کو اپنی '' اسلام میں الٰہیات کی تشکیل جدید'' کا حوالہ دیکر دوں جس کے صفحہ ۱۲۱، ۱۲۲ پر میں نے لکھا!'' نظریہ ختم نبوت یوں نہ لینا چاہیے کہ زندگی کا حتمی مقدر آخر کار عقل کا جذبے کی مکمل جگہ لینا ہے۔ اس طرح کی کوئی چیز نہ ممکن ہے نہ مطلوب ہے۔ نظریہ کی فراست پر مبنی قدر یہ ہے کہ اس کا رجحان اس طرف ہے کہ صوفیانہ تجربے کی جانب ایک آزاد ناقدانہ رویہ یہ عقیدہ اپنا رکھا جائے کہ تاریخ انسانی میں یہ عقیدہ کہ تمام شخصی اتھارٹی جو اپنے مافوق الفطرت ظہور کا دعویٰ کرتی ہو ختم ہو چکی ہے۔ عقیدہ کی یہ قسم ایک نفسیاتی قوت ہے جو اپنے اختیار کی نشونما

کرتی ہے اس عقیدہ کا مقصد انسان کے باطنی تجربہ کے میدان میں علم کے تازہ مناظر (کا باب) کھولا جائے جو بالکل اس طرح جیسے اسلام کے پہلے نصف کلیہ نے انسان کے خارجی تجربہ کے ناقدانہ مشاہدہ کی روح پیدا کی ہے اور اسکی نشونما کی ہے کہ فطرت کی قوتوں کو اس خدائی کردار سے محروم کردیا جائے جس کے ساتھ اگلی ثقافتوں نے انہیں لباس پہنایا تھا تو صوفیانہ تجربہ کتنا ہی غیر معمولی ہو اب مسلمان اُسے مکمل فطرتی تجربہ خیال کریں جو انسانی تجربات کے دوسرے پہلوؤں کی طرح ناقدانہ چھان بین کے لیے کھلا ہو یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ابن صیاد کے نفسیاتی تجربہ کی جانب رویہ سے واضح ہے۔ اسلام میں تصوف کا مقصد صوفیانہ تجربہ کو کسی ضابطہ کے تحت لاتا رہا ہے۔ گرچہ یہ ضرور تسلیم کیا جائے کہ ابن خلدون ہی وہ واحد مسلمان تھا جو ایک مکمل سائنسی جذبہ کے تحت اس تک پہنچا۔

شروع کا جملہ صاف بتاتا ہے کہ لفظ کے نفسیاتی مفہوم میں اولیاء یا اولیائی کردار کے لوگ ہمیشہ ظاہر ہوتے رہیں گے۔ آیا مرزا صاحب اس قسم سے تعلق رکھتے تھے یا نہیں یہ ایک علیحدہ سوال ہے۔ واقعی جب تک بنی نوع انسان کا روحانی ظرف برداشت کرتا رہے گا وہ انسان کو زندگی کے بہتر مثالی تصورات (نہایت اعلیٰ خیالات یا اوصاف) دکھانے کیلیے تمام ملکوں اور قوموں سے اُبھرتے رہیں گے کوئی دوسری رائے رکھنا انسانی تجربات کے معنی پر مکھیوں کا اُڑانا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ جدید انسان کو اپنے صوفیانہ تجربات کا ناقدانہ جائزہ لینے کا حق ہے۔ ختم نبوت کا مطلب دوسرے نکات سمیت یہ ہے کہ دینی زندگی میں ہر طرح کی شخصی اتھارٹی جس کا انکار دائمی عذاب میں مبتلا کرتا ہے ختم ہو چکا ہے۔

["سٹیٹس مین" میں ایک پارسی نوجوان مسٹر ڈن شا کی طرف سے ایک شائع شدہ مکتوب کے بارے میں سوال کیا گیا۔ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا!]

میرے پاس اس کے بارے میں کہنے کو اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں اس کے بڑے دعوٰی کہ اسلام کی خارجی اور داخلی تاریخ میں ایرانی عنصر کے بہت زیادہ کردار سے پوری طرح متفق ہوں۔ ایرانی اثر ورسوخ اتنا پھیلا ہوا ہے کہ سپنگلر کو اسلام کی مجوسیانہ ملمع کاری کا دھوکہ ہوا ہے۔ اور اس نے عملاً اسلام کو مجوسی مذہب سمجھ لیا ہے۔ میں نے اپنی "تشکیل جدید" میں کوشش کی ہے کہ اسلام کو اس پر چڑھے خول سے آزاد کردوں اور مجھے اُمید ہے کہ میں اس بارے میں اپنی کتاب بے "مطالعہ قرآن کا تعارف" میں مزید کام کروں گا۔ مجوسی فکر اور مذہبی تجربہ نے مسلم دینیات، فلسفہ اور تصوف میں بہت زیادہ سرایت کی ہے واقعی یہ ثابت کرنے کے لیے شہادت موجود ہے کہ تصوف کے بہت سے مدارس جنھیں اب اسلامی کہا جاتا ہے نے صرف مجوسی نوعیت کا مذہبی تجربہ دہرا لیا ہے۔ میں مجوسی ثقافت کو انسانی ثقافت کی

دوسری شکلوں میں سے ایک خیال کرتا ہوں۔ اور میں نے یہ اصطلاح بدنام کرنے کے لیے استعمال نہیں کی۔ اسکے فیصلہ کن نظریات تھے۔ اسکے فلسفیانہ مباحث اس کی سچائیاں اور خطائیں تھیں لیکن جب ایک ثقافت اپنے زوال کے آثار دکھانا شروع کر دیتی ہے تو اس کے فلسفیانہ مباحث اس کے نظریات اور مذہبی تجربہ کی شکلیں جامد اور غیر متحرک ہو جاتی ہیں۔ مجوسی ثقافت کی تاریخ میں اُس وقت ایسے ہی تھا جب اسلام ظاہر ہوا اور میرے ثقافتی تاریخ کے مطالعہ کے مطابق اُس ثقافت کے خلاف ایک شدید احتجاج میں شامل ہو گیا۔ یہ ظاہر کرنے کیلئے کہ اسلام نے فکر بلکہ مذہبی تجربہ کی بھی نئی راہیں کھولنے کا عزم کیا قرآن میں بذات خود قطعی ثبوت موجود ہے۔ تاہم ہمارے مجوسی ورثہ نے حیاتِ اسلام کا گلا گھونٹ دیا اور اسکی اصل روح اور عروج کی تمناؤں کو کبھی بڑھنے نہ دیا۔

۳۔ سٹیٹس مین کو ایک خط:

[سٹیٹس مین نے ڈاکٹر اقبال کا "قادیانی اور صحیح العقیدہ مسلمان" پر اپنا بیان پہلے ادارتی مقالہ میں تبصرہ کیساتھ شائع کیا۔ جواباً مندرجہ ذیل مضمون سٹیٹس مین کو لکھا گیا اور وہ ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کو شائع کیا گیا]

میں اپنے بیان پر آپکے ناقدانہ ادارتی مقالہ جو ۱۴ مئی کے شمارہ میں شائع ہوا پر آپ کا بہت مشکور ہوں۔ جو سوال آپ نے ادارتی مقالہ میں اُٹھایا ہے بہت اہم ہے اور میں واقعی بہت خوش ہوں کہ آپ نے یہ سوال اُٹھایا ہے۔ میں نے یہ سوال اپنے بیان میں نہیں اُٹھایا تھا کیونکہ میں نے محسوس کیا تھا کہ قادیانیوں کی علیحدگی پسند پالیسی جس پر وہ مذہبی اور سماجی معاملات میں پختہ مزاجی کیساتھ اس وقت سے چل رہے ہیں جب سے اُن کے ہاں نبوت کی مخالف بنیادوں پر ایک نئی قوم استوار کرنے کا نظریہ پیدا ہوا اور اس تحریک کے خلاف مسلمانوں کے احساسات میں شدت پیدا ہوئی۔ یہ یقیناً حکومت کا فرض تھا کہ وہ ہندوستان کی مسلمان قوم کی طرف سے رسمی نمائندگی کا انتظار کیے بغیر مسلمانوں اور قادیانیوں کے مابین بنیادی اختلاف کے بارے میں انتظامی آگاہی حاصل کرے۔ سکھوں کے معاملہ کے بارے میں حکومتی رویہ سے جس نے ۱۹۱۹ء سے لاہور ہائی کورٹ جس کے عدالتی فیصلہ کے باوجود کہ سکھ ہندو (ہی) ہیں انتظامی طور پر علیحدہ سیاسی اکائی تصور نہیں کیا لیکن بعد ازاں سکھوں کی طرف سے کسی رسمی نمائندگی کے بغیر ہی انھیں علیحدہ سیاسی اکائی سمجھ لیا گیا مجھے ایسا محسوس کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

تاہم اب آپ نے یہ سوال اُٹھایا ہے جس میں اب ایک ایسے معاملہ پر جسے میں انگریزوں اور مسلمانوں دونوں کے نکتہ نظر سے بہت اہمیت والا خیال کرتا ہوں چند خیالات کا اظہار کروں گا۔ آپ مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں مکمل طور پر واضح کردوں کہ میں کب اور کہاں کسی طبقے کے مذہبی اختلاف کے سرکاری طور پر ادراک کو نظر انداز کر سکتا

ہوں میں نشاندہی کرتا ہوں!

اول: یہ کہ اسلام لازماً ایک دینی قوم ہے جسکی حدود مکمل طور پر متعین ہوں۔ اللہ کی توحید پر ایمان تمام انبیاء پر ایمان اور (حضرت) محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر ایمان۔ آخر میں بیان کردہ عقیدہ در حقیقت ایسا عنصر ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں میں حد بندی کرتا ہے اور یہ فیصلہ کرنے کا اہل کرتا ہے کہ کوئی فرد یا گروہ کسی قوم کا حصہ ہے یا نہیں مثلاً برہمو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ حضرت محمد (ﷺ) کو بھی اللہ کے انبیاء میں سے ایک مانتے ہیں پھر بھی اُن کو (اہل) اسلام کا لازمی جزو قرار نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ وہ قادیانیوں کی طرح انبیاء کے ذریعے وحی کے تسلسل کے نظریہ پر ایمان رکھتے ہیں اور حضرت محمد (ﷺ) کی ختم نبوت پر ایمان نہیں رکھتے۔ جہاں تک مجھے علم ہے کسی اسلامی فرقہ نے حد بندی کی یہ لکیر کبھی عبور کرنے کی جرأت نہیں کی۔ ایران میں بہائیوں نے کھلم کھلا ختم نبوت کے اُصولوں کو مسترد کر دیا ہے۔ اور ساتھ ہی صاف طور پر انہوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ وہ اب ایک نئی قوم ہیں۔ اور لفظ کے فنی مفہوم میں مسلمان نہیں ہیں۔ ہمارے عقیدہ کے مطابق اسلام اللہ کا نازل کردہ دین ہے لیکن اسلام کا ایک معاشرہ یا ایک قوم کے طور پر وجود پیغمبر پاک کی شخصیت پر منحصر ہے۔ میرے نکتہ نظر سے قادیانیوں کے لیے صرف دو راستے کھلے ہیں۔ بہائیوں کی پیروی کریں یا اس نظریہ کو اپنی تمام مضمرات کیساتھ قبول کرنے کے لیے بہائیوں کے اسلام کے عقیدہ ختم نبوت سے اس کی تمام تعبیرات (معنی دینا) کیساتھ پرہیز کریں ان کی زمانہ ساز تعبیرات محض اس خواہش کی پابند ہیں کہ وہ صرف واضح سیاسی مفاد کیلیے اسلام کے دائرہ میں رہنے کے خواہش مند ہیں۔

دوم: ہمیں دنیائے اسلام کے بارے میں قادیانیوں کے رویے اور ان کی اپنی پالیسی کو قطعاً نہیں بھولنا چاہیے۔ بانی تحریک نے قادیانیوں کو تنبیہ کرتے ہوئے کہ وہ مسلمانوں سے میل جول نہ رکھیں آبائی قوم (مسلمانوں) کو خراب دودھ اور اپنے پیروکاروں کو تازہ دودھ کہا تھا۔ مزید برآں اُن کا مبادیات (ایسی اہم باتیں جن کا شروع میں ہی جان لینا ضروری ہو) سے انکار اور اُن کا اپنے آپ کو ایک قوم کے طور پر نیا نام (احمدی) دینا اسلام کی باجماعت نمازوں میں عدم شمولیت اور شادی بیاہ وغیرہ کے معاملات میں اُن کی مسلمانوں سے لاتعلقی اور سب سے بڑھ کر اُن کا یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے یہ سب کچھ قادیانیوں کا اپنی طرف سے واضح اعلانِ علیحدگی ہے۔ واقعی اُوپر بیان کردہ حقائق صاف طور پر ظاہر کرتے ہیں کہ قادیانی سکھوں کے ہندومت سے دوری کے مقابلے میں اسلام سے زیادہ دور ہیں کیونکہ سکھ ہندوؤں کو رشتے دیتے لیتے ہیں اگرچہ سکھ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے۔

سوم: یہ جاننے کیلیے کسی خاص ذہانت کی ضرورت نہیں کہ قادیانی دینی اور سماجی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی پر چلتے

ہوئے سیاسی طور پر اسلام کے دائرہ میں رہنے کیلئے فکر مند ہیں سرکاری ملازمت کے میدان میں سیاسی فوائد سے ہٹ کر جو انہیں اسلام کے دائرہ میں رہ کر حاصل ہوتے ہیں۔ یہ واضح ہے کہ ان کی موجودہ آبادی کی رو سے جو آخری مردم شماری کے پیش نظر ۵۶ ہزار ہے وہ ملک کی کسی قانون ساز اسمبلی میں واحد نشست کے بھی اہل نہیں ہیں۔ لہذا انھیں اس مفہوم میں سیاسی اقلیت نہیں کہا جا سکتا جس مفہوم میں آپ اظہار کرتے رہتے ہیں۔ یہ حقیقت کہ قادیانیوں نے تا حال ایک الگ سیاسی اکائی کے طور پر علیحدگی کا مطالبہ نہیں کیا ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنی موجودہ حالت میں اپنے آپ کو قانون ساز اسمبلیوں میں کسی نمائندگی کے اہل نہیں پاتے۔ ایسی اقلیتوں کے تحفظ کے لیے نیا دستور اہتمام کے بغیر نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ واضح ہے کہ علیحدگی کے لیے حکومت تک رسائی کے معاملہ میں قادیانی کبھی اقدام نہیں کریں گے۔ مسلمان قوم قادیانیوں کی ان کی آبائی قوم سے علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہے اگر حکومت فوری طور پر اس مطالبہ سے متفق نہیں ہوتی تو ہندوستانی مسلمان مجبوراً یہ شک کرنا شروع کر دیں گے کہ برطانوی حکومت نئے دین کو اسی حالت میں رکھنا چاہتی ہے اور علیحدگی میں تاخیر کر رہی ہے کیونکہ وابستگان کی قلیل تعداد کے پیش نظر یہ سرحدی صوبے میں ایک چوتھی قوم کے طور پر روبہ عمل رہنے کے اہل نہیں جبکہ مقامی دستور میں پنجابی مسلمانوں کو جو پہلے ہی معمولی اکثریت میں ہیں موثر انداز میں نقصان پہنچائیں گے۔ ۱۹۱۹ء میں حکومت نے سکھوں کی علیحدگی کیلئے رسمی نمائندگی کا بھی انتظار نہیں کیا۔ اب اُنھیں (حکومت کو) قادیانیوں کی طرف سے رسمی نمائندگی کا کیوں انتظار کرنا چاہیے؟۔

۴۔ رومن دور حکمرانی میں یہود کی سالمیت:۹

[پندرہ روزہ "اسلام" کے نمائندہ خصوصی نے ڈاکٹر سر محمد اقبال سے پوچھا کہ کیا قادیان کے مرزا بشیر الدین محمود نے اپنے حالیہ خطاب جمعہ میں جو قادیانی مجلہ "طلوع آفتاب" میں رپورٹ کیا گیا اُن کا نقطۂ نظر درج ذیل پیرا میں صحیح طریقے سے پیش کیا گیا ہے!

اُنھیں حکومت سے ایک شکایت ہے جب وہ کہتے ہیں کہ انگریز اتنے بھی عقلمند واقع نہیں ہوئے جتنے رومن دور مسیح میں تھے کیونکہ رومنوں نے آخر کار مسیح علیہ السلام کو مصلوب کر دیا۔ یہ رومنوں کی اُس کاروائی کو منظور کرنے کے سوا کچھ نہیں جب اُنھوں نے اپنی اختیاری کے تحت کاروائی کرنے کے بجائے یہودیوں کے مشتبہ پُر شور مطالبہ کا اثر قبول کرتے ہوئے بشرط طور پر اُن کے حوالے کر دیا۔

ہمارے نمائندہ خصوصی نے کہا کہ! اُوپر کے پیرا میں الفاظ "رومنوں کی کاروائی کو منظور کرنا" کی طرف آپ

کی خصوصی توجہ یہ دریافت کرنے کیلئے مبذول کراتا ہوں کہ کیا ایسا جملہ پیغمبر اسلام کی ختم نبوت پر آپ کے اس بیان میں موجود ہے جو کچھ عرصہ پیچھے ہندوستانی اور اینگلو ہندوستانی پریس میں شائع ہوا تھا۔ سرمحمد اقبال نے فرمایا!]

یہ غلط انداز میں پیش کرنے کے قادیانی فن کی خاص مثال ہے۔ مرزا محمود میرے بیان میں ایک جملہ پڑھتے ہیں جسے وہ نقل نہیں کرتے اور جسے میں اپنے اس بیان میں نہیں پا سکا۔ معاملہ کی اصل یہ نظر آتی ہے کہ وہ اپنے مخصوص خیالات کے بارے میں تصور کرتے ہیں کہ وہ ایک خاص جملہ ہے۔ یہ واضح ہے کہ چونکہ اُن کے پاس میرے بیان کے مرکزی نکتہ کے خلاف کہنے کے لیے کچھ نہیں اُن کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے بے چارے پیروکاروں اور شاید حکومت کو بھی اس عقیدہ کے بارے میں دھوکہ دے سکیں کہ چونکہ میرا خیال ہے کہ رومنوں کے ماتحت یہودیوں کا تحفظ ہندوستان میں انگریزوں کے ماتحت مسلمانوں کے مقابلے میں بہتر طور پر کیا گیا۔ اس کے بعد یہ آتا ہے کہ میں یہودی مجلس کلیسا کے فیصلے کو رومن گورنر کا منظور کرنا ایک نیک عمل سمجھتا ہوں اسے بڑے غلط انداز میں پیش کرنے کی مثال تصور میں نہیں آسکتی۔ میرا ارادہ رومنوں کے بارے میں کوئی اخلاقی فیصلہ کرنے کا نہ ہوتا۔ میرے بیان نے صورت حال کا خالصتاً سیاسی جائزہ لیا تھا نہ کہ اخلاقی نکتہ نظر سے۔ نکتہ سارا یہ ہے کہ رومن خود کو دستوری طور پر یہودی مجلس کلیسا کے فیصلوں کو ان معاملات میں منظور کرنے کا پابند خیال کرتے تھے۔ یہودی جسے درست یا غلط طور پر اپنی سوسائٹی کے لیے خطرناک تصور کرتے تھے۔ خاص کر عیسیٰ (علیہ السلام) کے خلاف عدالتی کاروائی کے موقع پر یہ بدقسمتی تھی کہ رومنوں کو بطور ریاست یہودی مجلس کلیسا کا مطالبہ اس شخص کے بارے میں جو ہمارے عقیدہ کے مطابق ایک برحق نبی تھے ماننا پڑا۔ اگر یہ معاملہ کسی مذہبی مہم جو کا ہوتا تو کسی نے رومنوں کو کہ انہوں نے یہودی مجلس کلیسا کے فیصلہ کو منظور کر لیا یہودیوں کو مقدمہ چلانے کے مطالبہ پر اخلاقاً الزام نہ دیا ہوتا ذاتی طور پر میں اس دستوری تحفظ کی اہمیت سے انکار نہیں کرتا جو رومنوں نے یہودیوں کو دیا تھا۔ اگرچہ میں اس تحفظ کی اخلاقی قدر و قیمت کے بارے میں مختلف نکتہ نظر رکھتا ہوں۔ غالباً ایک دن قادیانی بذات خود اپنے باغی پیغمبروں کے خلاف تحفظ مانگیں گے جن کی پیدائش اور نشوونما کو قادیانیوں کے اسلامی دینی تصورات کو بازاری بنانے نے ممکن بنایا۔ کسی وقت بھی ان میں سے کوئی ایک کافی قوت جمع کر کے اپنے گروہ کی موجودہ تنظیم کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔ میرے نزدیک یہ حیران کن معاملہ ہے کہ ایک گروہ جس نے اپنی پیدائش اور نشوونما کے لیے جدید ریاست کی آزادروی پر مکمل انحصار کر لیا ہے مذہبی مہم جوؤں کیخلاف اسلام کے تحفظ کے لیے میرے مطالبہ پر ناراض ہو۔

قادیانی منطق دوبارہ میرے بیان میں تجویز دیکھتی ہے کہ انگریز قوت کو چاہیے تھا کہ قادیانی تحریک کو قوت

سے دبا دے میں اپنے بیان میں مکمل طور پر واضح کر دیا ہے کہ دین میں عدم مداخلت کی پالیسی ہندوستان کے لیے ناگزیر ہے جو نمایاں طور پر دینی اقوام کا ملک ہے۔ میں آزاد خیالی کا مداح نہیں ہوں اور میں اسے خیالات کا ایسا مجموعہ گردانتا ہوں جو آدمی کو وہ بنانے کی طرف میلان رکھتا ہے جو اسے نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن پھر بھی میں اُس (آزاد خیالی) کو جدید دنیا میں طاقتور قوت ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔ نظر آتا ہے کہ مرزا محمود یا تو لفظ ناگزیر کا مطلب نہیں جانتا یا بڑی آسانی سے اُسے یکسر نظر انداز کر دیتا ہے۔

رومنوں نے عیسیٰ علیہ السلام اور اُن کے پیروکاروں کو ایک نئے دین والی قوم تسلیم کر لیا ہوگا لیکن یہودی معاشرے کو تحفظ دینے کا یہ طریقہ عیسائیوں کیلیے کھلا نہ تھا۔ کیونکہ جب یسوع علیہ السلام کو پیلاطس کے سامنے لایا گیا تو اس وقت ان کے پیروکار ساتھ نہ تھے۔ تاہم ہندوستان میں انگریزوں کیلیے راستہ کھلا ہے کہ وہ انتظامی طور پر قادیانیوں کو ایک جدا قوم تسلیم کر لیں میں دیانتداری کیساتھ مانتا ہوں کہ یہ امن کیلیے واحد راستہ ہے۔ قادیانیوں کو اس قوم کا لازمی جزو بننے کیلیے فکر مند نہیں ہونا چاہیے جس کو وہ کافر قوم خیال کرتے ہیں۔

۵۔ اسلام اور احمدیت: ۱ء

پنڈت جواہر لال نہرو کے ماڈرن ریویو کلکتہ میں تین مضامین چھپنے پر مجھے مختلف مذہبی اور سیاسی نکتہ نظر کے مسلمانوں کے بہت سے خطوط موصول ہوئے۔ ان خطوط کے بعض لکھاری مجھ سے چاہتے ہیں کہ میں مزید وضاحت کروں اور ہندوستانی مسلمانوں کے احمدیوں کے بارے میں رویہ کا جواز پیش کروں دوسرے مجھے کہتے ہیں کہ مختصراً بتا دوں کہ مسئلہ احمدیت کے بارے میں میرا کیا خیال ہے؟۔ اس بیان میں میری پہلی تجویز یہ ہے کہ اُن کے مطالبات تسلیم کر لیے جائیں جنھیں میں بالکل جائز خیال کرتا ہوں بعد ازاں پنڈت جواہر لال نہرو کے اُٹھائے گئے سوالات کا جواب دوں گا۔ تاہم مجھے ڈر ہے کہ اس بیان کے اجزا پنڈت جی کی دلچسپی کے نہیں ہوں گے۔ اور اُن کا وقت بچانے کے لیے انھیں مشورہ دیتا ہوں کہ ایسے اجزا سے آگے گزر جائیں۔

میرے لیے یہ کہنا بہت کم ضروری ہے کہ میں مشرق اور شاید دنیا بھر کے سب سے بڑے مسئلہ پر پنڈت جی کی دلچسپی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہندوستان کے پہلے قوم پرست رہنما ہیں جنھوں نے عالم اسلام کی موجودہ روحانی بے چینی کو جاننے کے لیے خواہش کا اظہار کیا ہے۔ اس کے ممکنہ رد عمل اور بہت سے پہلوؤں کے پیش نظر ہندوستان کے اہل فکر سیاسی رہنما اس مسئلہ کے حقیقی فہم کے لیے جس نے دنیائے اسلام کو مبتلائے اضطراب کر دیا ہے ذہن کھلا رکھیں۔

تاہم میں اس بیان کے کسی قاری یا پنڈت جی سے یہ حقیقت نہیں چھپانا چاہتا کہ پنڈت جی کے مضامین نے لمحہ بھر کے لیے احساسات کو قدرے تکلیف دہ الجھاؤ دیا ہے اُن کو وسیع ثقافتی ہمدردیوں کا حامل انسان جانتے ہوئے میرا ذہن اس نکتہ نظر کیطرف میلان رکھے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اُن کی خواہش کہ وہ اٹھائے گئے سوالات کو سمجھیں بالکل جائز ہے۔ پھر بھی جس انداز سے انہوں نے اپنا نکتہ نظر بیان کیا ایک نفسیاتی کیفیت کو افشا کر رہا ہے جسے ان سے منسوب کرنے میں مشکل محسوس کرتا ہوں میرا میلان اس سوچ کیطرف ہے کہ قادیانیت پر میرے بیان نے جو جدید خطوط پر دینی عقیدہ کی تشریح سے زیادہ ہیں پنڈت جی اور قادیانیوں دونوں کو مشکل سے دوچار کر دیا ہے دونوں اندر سے غصہ میں ہیں کیونکہ میرا بیان خصوصاً ہندوستان میں مختلف وجوہات کی بنا پر مسلمانوں کے دینی اور سیاسی استحکام کے امکانات رکھتا ہے یہ بالکل واضح ہے کہ ہندوستانی قوم پرست جس کی سیاسی مثالیت (نہایت اعلیٰ قسم کے اوصاف و خیالات جو بطور مثال پیش کیے جا سکیں) نے شمال مغربی ہندوستانی اسلام (مسلمانوں) کے دل میں اپنے فیصلے خود کرنے کی خواہش کی پیدائش کا احساس درحقیقت عدم رواداری کی بنا پر عملاً ختم کر دیا ہے۔ میرے نکتہ نظر سے اسکی سوچ غلط ہے کہ ہندوستانی قومیت کے لیے ملک کے ثقافتی وجودوں کو باہمی تعامل (مل جل کر کام کرنا) کے ذریعے ایثار اور برداشت کا مادہ رکھنے والی ثقافت کے طور پر ترقی دے کر مکمل طور پر دبا دینے میں ہے۔ ان ہتھکنڈوں کے ذریعے حاصل کی گئی قومیت کا مطلب باہمی تلخیوں نیز تشدد کے سوا کچھ نہ ہوگا اسی طرح یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ قادیانی بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی سیاسی بیداری و وقار میں بلندی سے یقیناً عربی پیغمبر کی اُمت میں سے ہندوستانی پیغمبر کیلئے ایک نئی اُمت تراشنے کے اُن کے عزائم کو شکست ہوگی۔ میرے لیے یہ تھوڑے اچنبھے کی بات نہیں کہ ہندوستانی مسلمانوں کو متاثر کرنے کی میری کوششیں جو ہندستان میں اُن کی تاریخ کے تشویشناک موقع پر اندرونی ربط کے لیے انتہائی اہم ہیں اور میرا اُن انتشار کی قوتوں اور اصلاحی تحریک کا روپ دھارنے والوں کو تنبیہ کرنے پر پنڈت جی ایسی قوتوں سے ہمدردی کریں۔

تاہم میں نہیں چاہتا کہ میں پنڈت جی کے محرکات کا تجزیہ کرنے کے ناخوشگوار کام کے پیچھے پڑا رہوں۔ اُن لوگوں کے فائدہ کے لیے جو عام مسلمانوں کے قادیانیوں کے خلاف رویہ کی تشریح چاہیں۔ میں ڈورنٹ کی کتاب ”داستانِ فلسفہ“ کا ایک پیرا نقل کروں گا مجھے اُمید ہے کہ قاری کو مسئلہ قادیانیت پر واضح سوچ دے گا۔ ڈورنٹ نے چند جملوں میں عظیم فلسفی سپینوزا سے یہودیوں کی معاشرتی لاتعلقی کا خلاصہ پیش کر دیا ہے۔ قاری ہرگز نہ سوچے کہ یہ پیرا نقل کر کے میرا مقصد بانی تحریک احمدیت اور سپینوزا میں کسی قسم کا تقابل کر کے طنز کرنا ہے۔ دونوں میں ذہانت اور

کردار کے لحاظ سے انتہائی حیران کن دوری ہے۔سر شار الٰہی سپیوزا نے کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا کہ وہ کسی نئی تنظیم کا مرکز ہے اور یہ کہ وہ تمام یہودی جو اُس پر ایمان نہیں لاتے وہ یہودیت سے باہر ہیں۔لہذا اڈورنٹ کا پیرا یہودیوں کے سپیوزا سے لاتعلقی کے رویہ کے مقابلے میں مسلمانوں کے قادیانیوں کیساتھ رویہ پر زور دار طریقہ سے منطبق ہوتا ہے۔وہ پیرا یوں ہے۔

"مزید برآں پادریوں کو ایمسٹرڈیم میں چھوٹے یہوددی گروپوں کو عدم استحکام سے بچانے کیلئے مذہبی اتفاق رائے ہی واحد ذریعہ نظر آتا ہے جو اُن کے اتحاد کو محفوظ رکھنے اور یوں دنیا میں بکھرے ہوئے یہودیوں کی بقا یقینی بنانے کا آخری ذریعہ تھا۔اگر اندرونی ربط اور بیرونی وقار قوت حاصل کرنے کے لیے غیر مذہبی اقتدار اور وسائل کی حامل ان کی اپنی ریاست ہوتی اپنا مدنی قانون (شہروں سے متعلق) ہوتا اور اپنے اوارے ہوتے تو وہ زیادہ رواوار ہوتے مگر انکے نزدیک حب الوطنی اور اعتماد ان کا مذہب تھا معبد کی دینی مجلس اُنکی سماجی اور سیاسی زندگی اور مذہبی رسومات اور عبادت کا بھی مرکز تھی اور بائبل جسکی صداقت پر سپیوزا کو اعتراض تھا اپنی عوام کا سفری دیس تھی ان حالات میں انہوں نے نئی راہ اپنانے کو غداری اور رواداری کو خودکشی تصور کیا"

یہودی ایمسٹرڈیم میں ایک اقلیتی قوم کے طور پر رہ رہے تھے وہ سپیوزا کو جس سے ان کی قوم کے تحلیل ہو جانے کا ڈر تھا ایک عدم استحکام لانے والا عنصر خیال کرنے میں بالکل حق بجانب تھے۔اُسی طرح ہندوستانی مسلمان قادیانی تحریک کو جو تمام دنیائے اسلام کو کافر قرار دیتے ہیں اور ان سے معاشرتی مقاطعہ کرتے ہیں سپیوزا کی مابعد الطبیعات (فلسفہ وغیرہ) سے یہود کی اجتماعی زندگی کو لاحق خطرہ سے زیادہ خطرناک قرار دینے میں حق بجانب ہیں۔میرا ایمان ہے کہ ہندوستانی مسلمان جبلی طور پر حالات کی اس مخصوص نوعیت کا احساس رکھتا ہے۔ہندوستان میں جن حالات میں اُسے رکھا گیا ہے اور قدرتی طور پر کسی اور ملک کے مسلمانوں کے مقابلے میں عدم استحکام کی قوتوں کے بارے میں زیادہ حساس ہیں۔میرے نکتہ نظر سے ایک اوسط درجے کے مسلمان کی یہ جبلی بصیرت بالکل درست ہے اور مجھے کوئی شک نہیں کہ ہندوستانی مسلمان کے شعور میں یہ بصیرت بہت گہری اساس رکھتی ہے۔اس طرح کے معاملے میں رواداری کی باتیں کرنے والے لفظ رواداری کے استعمال کرنے میں جس کا مجھے ڈر ہے کہ اُسے قطعاً نہیں

سمجھتے انتہائی بے پرواہیں۔رواداری کا جذبہ انسان کے مختلف رجحانات سے اُبھر سکتا ہے جیسا کہ گبن کہتا ہے!

"ایک رواداری اس فلسفی کی ہوتی ہے جس کے نزدیک سارے مذاہب مساوی طور پر سچے ہیں۔ایک رواداری اس مورخ کی ہوتی ہے جس کے نزدیک تمام مساوی طور پر غلط ہوتے ہیں۔ایک رواداری اس سیاستدان کی ہوتی ہے جس کے نزدیک سب مساوی طور پر کام کرتے ہیں۔ایک رواداری اس انسان کی ہوتی ہے جو فکر وعمل کے تمام طریقوں سے صرف نظر کرتا ہے کیونکہ وہ خود ان طور طریقوں سے بے نیاز ہوتا ہے ایک رواداری اس کمزور کی ہوتی ہے جو خودداری کی شدید کمزوری کی بنا پر پسند دیدہ چیزوں اور اشخاص سے وابستہ ڈھیروں ذلت جیب میں ڈال لیتا ہے"۔

یہ بالکل واضح ہے کہ اس طرح کی تمام رواداریوں کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں اس کے برعکس یہ رواداریاں یقیناً اس انسان کے روحانی افلاس کا انکشاف کرتی ہیں جو یہ رواداریاں برتتا ہے۔صحیح رواداری ذہنی اور روحانی وسعت کے ذریعے پیدا کی جاتی ہے۔رواداری روحانی طور پر مضبوط انسان کی ہوتی ہے جو اپنے ایمان کی سرحدوں کے بارے میں غیرت مند ہوتے ہوئے اپنے علاوہ دوسرے مذاہب والوں کے بھی تمام قسم کے عقائد کو برداشت کرسکتا ہے بلکہ ان کو سراہا بھی جاسکتا ہے اس طرح کی رواداری کا صرف سچا پکا مسلمان ہی اہل ہے۔اس کا اپنا عقیدہ فکر کے مختلف زاویوں سے تشکیل پاتا ہے اس وجہ سے وہ بآسانی دوسروں کے عقائد سے ہمدردی اور ان کی ستائش کی بنیاد پالیتا ہے۔ہمارا عظیم ہندوستانی شاعر امیر خسرو ایک بت پرست کے قصے میں خوبصورتی سے اس طرح کی رواداری کا جوہر واضح کرتا ہے۔بت پرستوں کی بتوں کیساتھ شدید وابستگی کا جائزہ پیش کرنے کے بعد اپنے مسلمان قاریوں کو یوں خطاب کرتا ہے۔

اے کہ زبت طعنہ بہ ہندو بری ہم زوے آموز پرستش گری!!

صرف ایک سچا محب الٰہی ہی جانثاری کی قدر وقیمت سراہا سکتا ہے اگرچہ اس کو ان دیوتاؤں کی طرف لے جایا جاتا ہے جنھیں وہ خود نہیں مانتا۔ہمارے مبلغین رواداری کی حماقت اس آدمی کے رویے کی وضاحت پر مشتمل ہے جو اپنے غلط ایمان کی سرحدوں کے بارے میں ایک طرح کی عدم رواداری کے طور پر حمیت (غیرت) رکھتا ہے۔وہ غلطی سے اس رویہ کو اخلاقی کمتری کی علامات خیال کرتے ہیں وہ نہیں سمجھتے کہ اس کے نکتہ نگاہ کی قدر وقیمت لازماً حیاتیاتی (حیات سے تعلق رکھنے والی) ہے جہاں کسی گروپ کے افراد جبلی طور پر یا منطقی دلیل کی بنیاد پر محسوس کرتے

ہیں کہ ان کی اجتماعی سماجی تنظیم جس سے ان کا تعلق ہے خطرے میں ہے ان کے مدافعانہ رویہ کی قدر و قیمت کا اندازہ زیادہ تر ان کے حیاتیاتی معیار کے حوالے سے لگانا چاہیے۔ اس سلسلہ میں ہر فکر و عمل کی قدر و قیمت کا اندازہ زندگی سے متعلق اس معیار سے لگانا چاہیے جو معیار یہ فکر و عمل رکھتے ہیں۔ اس صورتِ احوال میں سوال یہ نہیں کہ کیا جس انسان کو کافر قرار دیا جائے اس کے خلاف کسی فرد جماعت کا (ایسا) رویہ اخلاقاً اچھا ہے یا برا۔ سوال یہ ہے کہ یہ (رویہ) حیات بخش ہے یا حیات تلف کرنے والا۔ پنڈت جواہر لال نہرو یہ سوچتے نظر آتے ہیں کہ ایک معاشرہ جس کی بنیاد دینی اصولوں پر اُٹھائی گئی ہو وہ سرکاری تحقیقاتی ادارہ ضروری قرار دیتا ہے تاریخ عیسائیت کی حد تک یہ واقعی درست ہے۔ لیکن پنڈت جی کے نکتہ نظر کے برعکس تاریخ اسلام ظاہر کرتی ہے کہ اسلامی زندگی کے پچھلے تیرہ سو سالوں میں مسلمان ممالک میں تحقیقاتی ادارے کا قیام بالکل انجانا رہا ہے۔ قرآن صریحاً ایسے تحقیقاتی ادارے کے قیام کو ممنوع قرار دیتا ہے۔ "دوسروں کی کمزوریوں کی ٹوہ نہ لگاتے پھرو اور نہ ہی اپنے بھائیوں کی غیبت کرتے رہو"[۱۳] واقعی پنڈت جی تاریخ اسلام سے معلوم کر لیں گے کہ یہود و نصاریٰ کو اپنے وطنوں میں مذہبی اذیت کے ہاتھوں بھاگنے پر ہمیشہ اسلامی ممالک میں پناہ ملی۔ دو مسئلے جن پر اسلام کا نظریاتی ڈھانچہ استوار ہے اس حد تک سیدھے سادہ ہیں کہ اس مفہوم کی بدعت جو بدعتی کو دائرہ اسلام سے خارج کر دے تقریباً ناممکن ہے۔ یہ درست ہے کہ جب کوئی شخص بدعتی نظریات رکھنے والا قرار دیا جائے تو موجود سماجی نظم کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے۔ ایک آزاد مسلم ریاست ضرور کاروائی کرے گی۔

لیکن اس صورت میں ریاست کی کاروائی مذہبی کے بجائے خالصتاً سیاسی تاملات کے تحت ہو گی۔ مجھے بخوبی آگاہی ہے کہ پنڈت جی کی طرح کوئی شخص جو ایسے معاشرہ میں پلا بڑھا ہو جس (معاشرہ) کی اچھی طرح طے شدہ حدود ہیں اور نتیجۃً داخلی پیوستگی بھی نہ ہو یہ سوچنے میں دقت محسوس کرتا ہے کہ ایک مذہبی معاشرہ لوگوں کے عقائد کے بارے میں ریاست کی طرف سے تحقیقاتی کمشن قائم کیے بغیر رہ سکتا ہے یہ کارڈینل نیومین سے ان کے نقل کیے گئے پیرا سے بالکل واضح ہے اور متعجب ہیں کہ میں کہاں تک کارڈینل کا مقولہ اسلام پر منطبق کروں گا۔ مجھے اجازت دیں کہ میں اُنھیں بتا دوں کہ اسلام کے ڈھانچے اور کیتھولک مذہب کے مابین بہت بڑا فرق ہے۔ کیتھولک مذہب میں پیچیدگی ماورائے منطق کردار اور بہت سے عقائد جو عیسائیت کی تاریخ بتاتی ہے نے نئی کافرانہ تعبیرات کے امکان کو سینے سے لگائے رکھا ہے محمدیت کے سیدھے سادے عقیدہ کی بنیاد دو مسئلوں پر قائم ہے کہ اللہ ایک ہے اور حضرت محمد (ﷺ) نفوس قدسیہ کی قطار کے آخری فرد ہیں جو وقتاً فوقتاً انسانیت کو زندگی گزارنے کے درست طریقوں کی رہنمائی کرنے کیلئے تمام ادوار اور تمام ممالک میں ظہور پذیر ہوتے رہے ہیں۔ اگرچہ جیسے کہ کچھ عیسائی لکھاری خیال

کرتے ہیں کہ کسی عقیدہ کی تعریف ماورائے منطق (جہاں دلیل یا گفتگو کام نہ دے سکے) مسئلہ کے طور پر کی جائے جسے مذہبی استحکام کے حصول کیلیے اسکا مابعد الطبیعاتی مفہوم جانے بغیر مان لیا جائے پھر تو اسلام کے ان دو سادہ سے مسائل کی بھی بطور عقیدہ وضاحت نہیں کی جاسکتی۔کیونکہ دونوں کو انسانی تجربہ کی حمایت حاصل ہے اور بخوبی منطقی استدلال ماننے کے قابل ہیں۔کفر کا سوال جسے فتویٰ درکار ہوتا ہے کہ کیا اس کا بانی دائرہ اسلام میں ہے یا دائرہ اسلام سے خارج ہے اس وقت پیدا ہوتا ہے اگر کوئی دینی معاشرہ جس کی بنیاد ان دو مسئلوں پر رکھی گئی ہو (اور) فقط جب بدعتی ان دونوں مسئلوں یا دونوں میں سے کسی ایک کو مسترد کردے۔اس طرح کا کفر وبدعت تاریخ اسلام میں شاذونادر ہی ہوا ہے۔جبکہ اس کی سرحدوں سے بدگمان اس کی سرحدوں میں آزادیٔ تعبیر کی اجازت دیتا ہے اور چونکہ اس طرح کفر وبدعت جو اسلام کی سرحدوں کو متاثر کرتی ہے کا مظہر تاریخ اسلام میں کم رہا ہے۔اسی لیے جب اس طرح کی بغاوت اُبھرتی ہے تو اوسط سطح کے مسلمان کا احساس قدرتی طور پر شدید ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ مسلم فارس کا بہائیوں کے خلاف احساس اتنا شدید تھا۔یہی وجہ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کا قادیانیوں کے خلاف احساس اس قدر شدید ہے۔

یہ درست ہے کہ مسلمان مذہبی فرقوں میں معمولی نوعیت کے دینیاتی اور فقہی اختلافات پر کفر وبدعت کا الزام لگانا قدرے عام ہے۔چھوٹے چھوٹے دینیاتی نکات اور انتہائی کفریہ صورتوں میں لفظ کفر کے اس بلا امتیاز استعمال میں جن میں کافر سے معاشرتی مقاطعہ شامل ہوجاتا ہے کچھ ان دونوں کے تعلیم یافتہ مسلمان جن کو مسلم دینیاتی تنازعات کا کوئی عملی علم نہیں ہوتا مسلم قوم میں سماجی اور سیاسی انتشار کی علامات دیکھتے ہیں تاہم یہ ایک انتہائی غلط خیال ہے۔مسلم دینیات کی تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ چھوٹے چھوٹے اختلافی نکات پر کفر وبدعت کے باہمی الزامات نے ایک انتشار پرور قوت کے طور پر کام کرنے سے دور رہ کر درحقیقت امتزاجی (ہر اچھی بات کو اہمیت دینا) دینیاتی فکر کو تحریک دی ہے۔پروفیسر برگرانجے کہتا ہے! جب محمدی قانون کے ارتقاء کی تاریخ پڑھتے ہیں تو ہم دیکھتے ہین کہ ایک طرف ہر دور کے فقہاء خفیف ترین محرک پر ایک دوسرے کو کفر وبدعت کے باہمی الزامات کی حد تک برا بھلا کہتے ہیں اور دوسری طرف بالکل وہی لوگ اتحاد مقصد کے بڑے بڑے اتفاق کیساتھ اپنے پیش رووں کے اسی نوعیت کے جھگڑوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

مسلم دینیات کا طالب علم جانتا ہے کہ مسلم ماہرین قانون کے ہاں اس نوعیت کی بدعت کو فنی طور پر بدعت سے نچلے درجے کی بدعت جانا جاتا ہے یعنی اس نوعیت کی بدعت جس میں مجرم کا (دین سے) اخراج شامل نہیں۔تاہم یہ تسلیم کرلیا جائے کہ ملاؤں کے ہاتھوں جن کی ذہنی سست روی تمام طرح کے اختلافات کو حرف آخر سمجھتی ہے اور نتیجہ

اختلاف میں اتحاد سے نابلد ہے یہ چھوٹی سی بدعت بڑے فساد کا منبع بن سکتی ہے۔اس فساد کا تدارک اپنے دینیاتی مکاتیب فکر کے طلباء اسلام کی امتزاجی روح کی نسبتاً بہتر بصیرت اور ان کو نئے سرے سے منطقی تضاد کی کارگزاری کو دینیاتی جدلیات میں اصول تحریک کے طور پر شروع کر کے کیا جا سکتا ہے۔بڑی بدعت (کفر) کہنے کا سوال صرف اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب کسی مفکر یا مصلح کی تعلیم اسلام کی اعتقادی سرحدوں کو متاثر کر دے۔بدقسمتی سے قادیانیت کی تعلیمات کے سلسلہ میں یہ سوال اُبھرتا ہے۔یہاں یہ نشاندہی ضرور کر دی جائے کہ احمدی تحریک دو حصوں میں منقسم ہے جنھیں قادیانی اور لاہوری کے طور پر جانا جاتا ہے اول الذکر کھلم کھلا بانی تحریک کو مکمل نبی مانتے ہیں موخر الذکر نے ایمان یا پالیسی کے طور پر قدرے نرم سی قادیانیت کی تبلیغ کرنا قرین مصلحت پایا ہے۔تاہم یہ سوال کہ کیا قادیانیت کا بانی نبی تھا جس کے مشن کے انکار کا لازمی نتیجہ وہ ہوتا ہے جسے میں بڑی بدعت کا نام دیتا ہوں فریقین کے مابین متنازعہ معاملہ ہے احمدیوں کے اس اندرونی مباحثہ کے استحقاق کا فیصلہ کرنا میرے مقاصد کیلئے غیر ضروری ہے میں ان وجوہات کی بنا پر جو ابھی واضح کی جائیں گی اعتقاد رکھتا ہوں کہ کسی مکمل نبی کا تصور جس کے انکار کا لازمی نتیجہ اسلام سے نکل جانا ہوتا ہے احمدیت کا جزو لازم ہے اور قادیانیوں کا موجودہ سربراہ لاہوریوں کے امام کی نسبت روح تحریک سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے۔

میں نے اسلام میں عقیدہ ختم نبوت کی ثقافتی قدروقیمت کسی اور جگہ پوری طرح واضح کی ہے اس کا مفہوم عام فہم ہے محمد ﷺ جنھوں نے ایک قانون دیکر جو انسانی شعور کی انتہائی گہرائی سے لے لینے کے قابل ہے اپنے پیروکاروں کی گلوخلاصی کرائی ہے کہ بعد کسی انسان کے سامنے روحانی دست برداری نہیں۔دینیاتی طور پر نظریہ یہ ہے کہ وہ سماجی تنظیم جو اسلام کہلاتی ہے مکمل اور دائمی ہے حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی ایسی وحی ممکن نہیں جس کا انکار کفر ہو جو ایسی وحی کا دعویٰ کرتا ہے غدار اسلام ہے چونکہ قادیانیوں کا ایمان ہے کہ بانی تحریک احمدیہ ایسی وحی کا حامل ہے وہ اعلان کرتے ہیں کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔بانی کا اپنا استدلال جو قرون مظلمہ کے ماہر دینیات کے شایانِ شان ہے کہ اگر اسلام کے پیغمبر اقدس کی نئی پیدا کرنے والی روحانیت کا ثبوت ہے لیکن اگر آپ اس سے پوچھیں کہ کیا محمد (ﷺ) کی روحانیت ایک سے زیادہ انبیا تخلیق کر سکتی ہے؟ اسکا جواب نہیں میں ہے۔دراصل اسکا یہ معنی ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔تاریخ انسانیت میں بالعموم اور ایشیاء میں اس مفہوم میں کہ محمد ﷺ کا کوئی پیروکار کبھی منصب نبوت تک نہیں پہنچ سکتا محمد ﷺ کی نبوت ناقص ہونے کی علامت ہے۔جیسے کہ میں اسکی ذہنی نفسیات پڑھتا ہوں وہ اپنی نبوت کے دعویٰ کی دلچسپی میں اُس سے فائدہ اٹھاتا ہے جسے وہ اسلام کے پیغمبر اقدس کی تخلیقی صلاحیت

بیان کرتا ہے اور عین اُسی وقت پیغمبر پاک کی روحانیت کی تخلیقی صلاحیت کو صرف ایک نبی یعنی احمدیہ تحریک کے بانی تک محدود کر کے ان کو ختم نبوت سے محروم کرتا ہے۔اس طرح نیا نبی خاموشی سے اُن کی ختم نبوت چرا لیتا ہے جن کو اپنا روحانی جد امجد ہونے کا دعویٰ دار ہے۔

وہ اسلام کے پیغمبر پاک کا بروز ہونے کا مدعی ہے۔بروز ہوتے ہوئے آہستہ آہستہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے کہ درحقیقت اسکی ختم نبوت محمد ﷺ کی ختم نبوت ہے لہذا معاملہ کا یہ نکتہ نظر پیغمبر پاک کی ختم نبوت کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔دو ختم نبوتوں اپنی اور پیغمبر پاک کی کو متعارف کراتے ہوئے وہ نظریہ ختم نبوت کے زمانی مفہوم سے نا آشنا ہو جاتا ہے تاہم یہ واضح ہے کہ لفظ بروز مکمل مشابہت کے مفہوم میں بھی قطعاً اسکی مدد نہیں کر سکتا کیونکہ بروز ہمیشہ اصل کی دوسری سمت رہتا ہے صرف تجسیم نو (کسی نئے جسم میں آنا) کے مفہوم میں ہی ایک بروز اصل کا سا ہوتا ہے یوں اگر ہم لفظ بروز سے مراد روحانی صفات میں ملتا جلتا لیں تو دلیل بے اثر رہتی ہے۔اسکے برعکس اگر ہم اس سے مراد لفظ کے آریائی مفہوم میں اصل کی تجسیم نو مراد لیں تو استدلال بظاہر معقول ہوتا ہے لیکن اسکا مصنف مجوسی بھیس میں ظاہر ہوتا ہے۔

سپین کے عظیم مسلمان صوفی محی الدین ابن عربی کی سند پر یہ مزید دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان ولی کیلئے اسکے روحانی ارتقاء میں ممکن ہو جاتا ہے کہ پیغمبرانہ شعور کے وصف کی قسم کا تجربہ کرے۔میں ذاتی طور پر شیخ محی الدین ابن عربی کا نکتہ نظر نفسیات کی رو سے مبالغہ آمیز سمجھتا ہوں لیکن اُسے درست فرض کرتے ہوئے میرا خیال ہے کہ قادیانی استدلال اُن کے اصل موقف کی مکمل غلط فہمی پر مبنی ہے۔شیخ اسکو خالصتاً ذاتی کامیابی خیال کرتے ہیں جو معاملات کی نوعیت کے تحت ایسے کسی ولی کو نہ حق دیتا ہے نہ دے سکتا ہے کہ وہ اعلان کرے کہ جو اس پر ایمان نہیں لاتا دائرہ اسلام سے خارج ہے دراصل شیخ کے نکتہ نظر کے مطابق ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دور یا ایک ہی املاک میں ایک سے زیادہ ولی ہوں جو پیغمبرانہ شعور حاصل کر لیں۔مضبوطی سے پکڑنے کا نکتہ یہ ہے کہ جبکہ کسی ولی کیلئے نفسیاتی طور پر پیغمبرانہ تجربہ حاصل کرنا ممکن ہے اسکے تجربہ کی کوئی سیاسی و سماجی حیثیت نہیں ہوگی جو اُسے کسی نئی تنظیم کا مرکز بنا دے اور اُسے حق دے کہ وہ اس تنظیم کو محمد ﷺ کے پیروکاروں کیلئے ایمان و کفر کا معیار بنا دے اس صوفیانہ نفسیات کو ایک طرف رکھتے ہوئے میں فتوحات کے متعلقہ صفحات کا مطالعہ کرنے کے بعد قائل ہو گیا ہوں کہ عظیم سپینی صوفی محمد ﷺ کی ختم نبوت پر اتنا محکم ایمان رکھتے ہیں جتنا کوئی صحیح العقیدہ مسلمان اور اگر وہ اپنے صوفیانہ مکاشفے میں دیکھ لیتے کہ ایک دن مشرق میں تصوف میں کوئی ہندوستانی اناڑی اپنی صوفیانہ نفسیات کے تحت پیغمبر ﷺ کی ختم نبوت کو تلف کرنے کا متلاشی ہوگا

تو وہ یقیناً ایسے غداران اسلام کے خلاف دنیائے اسلام کو تنبیہ کر کے ہندوستانی علماء کی پیش بندی کر لیتے۔

حصہ دوم

اب احمدیت کی اصل کی طرف آتے ہیں۔ اسکے ماخذات اور جس انداز سے قبل از اسلام کے مجوسی نظریات نے اسلامی تصوف کی وساطت سے اسکے مصنف کے ذہن پر کام کیا ہے تقابل مذہب کے نکتہ نظر سے انتہائی دلچسپ ہوگا۔ تاہم میرے لیے ناممکن ہے کہ میں یہاں زیر بحث لاؤں۔ یہ کہنا کافی ہے کہ احمدیت کی اصل نوعیت قرون مظلمہ کے تصوف اور دینیات کی دھند کے پیچھے مستور ہے۔ اسی لیے ہندوستانی علماء نے اسے خالصتاً دینی تحریک کے طور پر لیا اور اس سے نبٹنے کے لیے دینی ہتھیار لیکر نکلے۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ تحریک سے نبٹنے کیلئے یہ صحیح طریقہ نہیں تھا۔ اسی لیے علماء کی کامیابی صرف جزوی تھی۔ بانی تحریک کی مبینہ (بیان کی گئی) وحیوں کا محتاط نفسیاتی تجزیہ اسکی شخصیت کی باطنی زندگی کی تشریح کیلئے شاید موثر طریقہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں میں مولوی منظور الٰہی کے بانی تحریک کی وحیوں کا ذکر کروں گا جو نفسیاتی تحقیق کیلئے بھرپور اور قسم قسم کا مواد پیش کرتی ہیں۔ میری رائے میں کتاب بانی تحریک کے کردار اور شخصیت کیلئے کنجی ہے اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک دن جدید نفسیات کا کوئی نوجوان طالب علم اس کا سنجیدہ مطالعہ شروع کر دے گا۔ اگر وہ قرآن کو اپنے معیار کے طور پر لے گا جیسا کہ اسکو ضرور اُن اسباب کی بنا پر کرنا چاہیے جن کی وضاحت یہاں نہیں کی جاسکتی اور وہ بانی تحریک احمدیہ کے تجربات اور ہم عصر غیر مسلم تصوف مثلاً بنگال کے رما کرشنا کے تقابلی جائزہ تک اپنے مطالعہ کو وسعت دے گا تو اُسے یقیناً اُس تجربہ کی لازمی صفت کے طور پر جس کی بنیاد پر احمدیت کے بانی کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا گیا ہے ایک سے زیادہ الجھنوں سے واسطہ پڑے گا۔

ایک سادہ سے آدمی کے نکتہ نظر سے اُسی طرح کا موثر اور مفید طریقہ کم از کم ۱۷۹۹ء ہندوستان مسلم دینیات کی تاریخ کی روشنی میں احمدیت کے حقیقی مافیہ کو سمجھنا ہے۔ دنیائے اسلام کی تاریخ میں ۱۷۹۹ء انتہائی اہم ہے۔ اس سال ٹیپو شہید ہوئے اور اُن کی شہادت کا مطلب ہندوستان میں سیاسی وقار کی مسلم اُمیدوں کا خاتمہ تھا۔ اُسی سال جنگ نواریولری گئی جس نے ترکی بیڑہ کی تباہی دیکھی۔ ٹیپو کی تاریخ شہادت کے کتبہ جسے مزار ٹیپو کے زائرین دیواروں پر کندہ پاتے ہیں کے الفاظ جو شن کوئی پر مبنی تھے۔ جانے والا عظمت ہندوستان و روم ہے۔ یوں ۱۷۹۹ء میں ایشیاء میں اسلام کا سیاسی زوال اپنے عروج تک پہنچ گیا لیکن بالکل اُسی طرح جیسے یوم جینا پر جرمنی کی تذلیل میں سے نئی جرمن قوم اُبھری اُسی طرح کی سچائی کیساتھ کہا جاسکتا ہے کہ سال ۱۷۹۹ء میں اسلام کی سیاسی تذلیل کے بعد جدید اسلام اور اُس کے مسائل اُبھرے۔ میں اس نکتہ کی وضاحت مضمون کے تکملہ میں کروں گا۔ اس وقت میں قاری کی توجہ کچھ سوالات

کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو ۱۷۹۹ء میں ٹیپو کی شہادت اور ایشیاء میں یورپی سامراجیت کی نشوونما کے وقت سے مسلم انڈیا میں سامنے آئے کیا اسلام میں خلافت کا قیام قطعی طور پر مذہباً شامل ہے۔کس طرح ہندوستانی مسلمان اور جہاں تک اس نظریہ خلافت کا معاملہ ہے ترکی ریاست سے باہر کے تمام مسلمان خلافت ترکیہ سے تعلق رکھتے ہیں۔کیا ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالسلام ہے۔اسلام میں نظریہ جہاد کا حقیقی مفہوم کیا ہے۔قرآنی آیت ''اللہ کی اطاعت، رسول کی اطاعت کرو اور اُن اہل امر کی (یعنی حکمرانوں کی) جو تم میں سے ہوں''۔۱۲ میں تم میں سے کلمات کا مفہوم کیا ہے؟۔نبی پاک کی ان احادیث کا جو ظہور امام مہدی کی پیشن گوئی کرتی ہیں (اصول روایت کی روشنی میں) مرتبہ کیا ہے؟۔یہ سوالات اور بعض دوسرے جو نتیجۃً پیدا ہوئے جن کے اسباب صاف ظاہر ہیں صرف ہندوستانی مسلمانوں کیلئے سوالات تھے۔یورپی سامراجیت جو تیزی سے دنیائے اسلام میں سرایت کر رہی تھی۔بڑے قریب سے ان سوالات میں دلچسپی لے رہی تھی۔ان سوالات کے پیدا کیے ہوئے مباحث ہندوستان میں تاریخ اسلام کا ایک بہت دلچسپ باب بناتے ہیں۔داستان طویل ہے اور ہنوز کسی طاقتور قلم کی منتظر ہے۔مسلمان سیاستدان جن کی نگاہیں بڑی حد تک صورت حال کے ان حقائق پر مرکوز تھیں علماء کے ایک گروہ کو ہمنوا بنانے میں کامیاب ہوئے کہ مذہبی استدلال کی ایسی راہ اختیار کریں جیسے مسلمان سیاستدانوں نے سوچا کہ صورت حال کے مناسب تھی لیکن جس عقیدہ نے صدیوں سے ہندوستان میں عوام کے شعور پر حکمرانی کی تھی اس کو محض منطق کے زور پر سرنگوں کرنا آسان نہ تھا۔ایسی صورت حال میں منطق سیاسی مصلحت کی بنا پر یا متون اور احادیث کو نئے رخ پر ڈال کر آگے بڑھتی دونوں حالتوں میں استدلال عوام الناس کو متاثر کرنے میں ناکام ہو جاتا۔اسلام کے مضبوط مذہبی عوام الناس کو صرف ایک چیز فیصلہ کن حد تک متاثر کرتی اور وہ ہے خدائی اختیار۔پختہ عقائد کے موثر استعمال کے لیے ضروری پایا گیا کہ وحی پر مبنی بنیادیں تلاش کر لی جائیں۔سیاسی طور پر دینی عقائد میں پائے جانے والے سوالات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے کو مناسب طریقے سے نئے رخ پر ڈالیں یہ وحی پر مبنی بنیاد احمدیت کے ذریعے مہیا کی گئی ہے اور احمدی بذات خود دعویٰ کرتے ہیں کہ انہوں نے برطانوی سامراجیت کی سب سے بڑی خدمت کی ہے سیاسی اہمیت کے حامل دینی خیالات کیلئے وحی پر مبنی پیغمبرانہ دعویٰ اس اعلان کے مترادف ہے کہ جو لوگ مدعی کے خیالات قبول نہیں کرتے پکے کافر ہیں اور اُن کا مقدر جہنم کے شعلے ہیں۔جہاں تک میں تحریک کی اہمیت سمجھتا ہوں احمدیوں کا عقیدہ ہے کہ مسیح ایک عام فانی انسان کی موت مرے اور اُن کے دوسرے ظہور کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک ایسے آدمی کا ظہور جو روحانی طور پر اُنکی طرح ہے۔تحریک کو کسی قدر ایک منطقی شکل و شباہت بخشتا ہے لیکن حقیقتاً وہ روح تحریک کیلئے لازمی نہیں ہے۔میرے خیال

میں ایک مکمل نبوت کیلیے وہ صرف ابتدائی اقدامات ہیں جو اکیلے اُن مقاصد تحریک کے کام آسکتے ہیں جس تحریک کو بالآخر نئی سیاسی قوتیں وجود میں لائیں گی۔فرسودہ خیالات کے ممالک کیلیے یہ کوئی استدلال نہیں بلکہ دلکش سند ہے۔کافی زیادہ جہالت اور خوش اعتقادی کا عادی جو حیران کن طور پر بعض دفعہ اچھی ذہانت کیساتھ ساتھ ہوتا ہے اور ایک آدمی جو کافی دلیر بھی ہو یہ اعلان کرنے میں کہ وہ خدائی وحی کا وصول کنندہ ہے جس کے انکار کا قدرتی نتیجہ دائمی عذاب ہو ایک غلام مسلمان ملک میں نئی سیاسی دینیات ایجاد کرنے کے لیے اور ایک ایسا طبقہ کھڑا کرنے کے لیے جس کا عقیدہ غلامانہ کمینگی ہو آسان سی بات ہے اور پنجاب میں مبہم دینی بیانات کا کمزور بنا ہوا جال بھی آسانی سے معصوم دہقانوں کو قابو کرسکتا ہے جو صدیوں سے ہر قسم کے ناجائز انتفاع (فائدہ اٹھانا) کی مصیبت میں ڈالے جاتے رہے ہیں۔پنڈت جواہر لال نہرو تمام مذہبوں کے صحیح العقیدہ پیروکاروں کو متحد ہونے اور یوں جسے وہ ہندوستانی قومیت خیال کرتے ہیں کے آنے میں دیر کرسکیں۔یہ طریہ مشورہ احمدیت کو ایک اصلاحی تحریک کے طور پر ظاہر کرتا ہے۔پنڈت جی نہیں جانتے کہ جہاں تک ہندوستان میں اسلام کا تعلق ہے احمدیت مذہبی اور سیاسی دونوں طرح کے نہایت بلند اہمیت کے مسائل میں دخل اندازی کرتی ہے جیسے کہ میں نے اوپر واضح کیا ہے کہ مسلم دینی افکار کی تاریخ میں احمدیت کی کارگزاری ہندوستان کی موجودہ سیاسی غلامی کیلیے وحی پر مبنی بنیادیں پیش کرنا ہے۔خالص دینی معاملات کو ایک طرف رکھتے ہوئے صرف سیاسی مسائل کی بنیاد پر میرا خیال ہے کہ پنڈت جواہر لال نہرو کی طرح کے آدمی کے منہ سے زیب نہیں دیتا کہ وہ ہندوستانی مسلمانوں کو رجعت پسندانہ قدامت پسندی کا الزام دیں مجھے کوئی شک نہیں کہ وہ اگر احمدیت کی اصل نوعیت کو سمجھ لیتے ہیں تو وہ ہندوستانی مسلمانوں کے رویہ کو ایک مذہبی تحریک کیساتھ جو ہندستان کے دکھوں کے لیے خدائی اختیار کا دعویٰ کرتی ہے بہت زیادہ سراہتے۔

اس طرح قاری دیکھ لے گا کہ احمدیت کے بے رونقی جسے ہم آج ہندوستانی اسلام کے چہرے پر دیکھتے ہیں ہندوستان کے لیے دینی افکار کی تاریخ میں اچانک ظاہر ہونے والا عجیب وغریب واقعہ نہیں جن نظریات نے بالآخر اس تحریک کی شکل اختیار کی وہ تحریک احمدیہ کے بانی کی پیدائش سے بھی بہت پہلے دینی مباحث میں نمایاں مقام حاصل کر چکے تھے۔میرا مقصد نہ طنز کرنا ہے کہ بانی احمدیت اور اس کے رفقاء نے جان بوجھ کر اس پروگرام کی منصوبہ بندی کی۔میں یہ کہنے کی جسارت کرتا ہوں کہ تحریک احمدیہ کے بانی نے ایک صدا سنی لیکن کیا یہ صداقوت وحیات کے خالق سے آئی تھی یا لوگوں کے روحانی افلاس سے ابھری تھی لازماً تحریک اور ان افکار وجذبات کی نوعیت پر منحصر ہے جو اس نے اپنے سامعین کو دیئے ہیں قاری کو قطعاً یہ نہیں سوچنا چاہیے کہ میں استعاراتی (علامات والا یعنی علامتوں میں بات کرنا) زبان

استعمال کر رہا ہوں۔اقوام کی داستان حیات ظاہر کرتی ہے کہ جب کسی قوم میں زندگی کا جوار بھاٹا اترنا شروع کرتا ہے تو زوال بذاتِ خود تحریک کا ذریعہ بن جاتا ہے جو اس کے شعراء، فلاسفہ، اولیاء و سیاستدانوں کو تحریک دیتا ہے اور انھیں داعیوں کی ایک ایسی جماعت میں تبدیل کر کے جس کا واحد منصب اس کے دلکش فنِ منطق کے ذریعے اُس سب کو جو اُن لوگوں کے نزدیک عمر بھر گھٹیا اور قابل نفرت ہوتا ہے ناموری عطا کرتا ہے وہ داعی غیر شعوری طور پر روائتی اقدار کی جڑیں کھوکھلی کر کے درخشاں امیدوں کو مایوسیاں پہنا دیتے ہیں اور یوں اپنے شکار بننے والوں کے روحانی جوش کو تباہ کر دیتے ہیں۔اُن لوگوں کی خستہ حالت کا تصور کیا جا سکتا ہے جن کو خدائی سند کی بنیادوں پر اپنے سیاسی ماحول کو حرف آخر کے طور پر قبول کرنے کیلئے مجبور کر دیا جاتا ہے میرا خیال ہے کہ یوں وہ تمام اداکار جنھوں نے احمدیت کے ڈرامے میں حصہ لیا زوال کے ہاتھوں میں معصوم آلہ کار تھے۔اسی طرح کے ڈرامے کی اداکاری پہلے ہی ایران میں کی گئی تھی۔لیکن اُس ڈرامے نے تمام دینی اور سیاسی معاملات میں قیادت نہیں کی اور نہ وہ کر سکتا تھا جو احمدیت نے ہندوستان میں اسلام کیلئے پیدا کیے۔روس نے بابیت کو برداشت کیا اور بابیوں عشق آباد میں پہلا تبلیغی مرکز کھولنے کی اجازت دی انگلستان نے ووکنگ میں اُنھیں اپنا پہلا تبلیغی مرکز کھولنے کی اجازت دیتے ہوئے احمدیوں کیساتھ ویسی ہی برداشت کا مظاہرہ کیا۔آیا روس اور انگلستان نے سامراجی مصلحت کی بنا پر خالصتاً فراخدلی سے رواداری کا مظاہرہ کیا۔ہمارے لیے فیصلہ کرنا مشکل ہے۔بالکل واضح ہے کہ اس رواداری نے ایشیا میں اسلام کیلئے مشکل مسائل کھڑے کیے۔اسلام کے ڈھانچے کے پیش نظر میرے ذہن میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ اسلام اپنے لیے پیدا کی گئی مشکلات میں سے مزید کندن بن کر نکلے گا حالات بدل رہے ہیں ہندوستان میں معاملات نے پہلے ہی ایک نیا رخ اختیار کیا ہے۔ہندوستان میں جمہوریت کیلئے آنے والا نیا جذبہ یقیناً احمدیوں کا طلسم توڑ دے گا اور اُنھیں اپنی دینی اختراعات کی یقینی فضولیت کے بارے میں قائل کرلے گا۔

نہ ہی اسلام قرون مظلمہ کے تصوف کے احیاء کو نظر انداز کرے گا جس نے پہلے ہی اپنے پیروکاروں کی صحت مند جبلت کو لوٹ لیا ہے اور اس کے بدلے میں صرف دھندلی سی سوچ دے دی ہے۔گزشتہ صدیوں کے دوران میں اس تصوف نے اسلام کے بہترین دماغوں کو ملکی معاملات معمولی درجے کے لوگوں کیلئے چھوڑتے ہوئے جذب کرلیا ہے۔جدید اسلام برداشت نہیں کرسکتا کہ اس تجربہ کو دہرایا جائے اور نہ یہ برداشت کرسکتا ہے کہ ڈیڑھ سو سال تک پنجاب کو اُن دینیاتی مسائل میں الجھائے رکھنے کے تجربہ کو دہرایا جائے جن مسائل کا زندگی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔اسلام سے پہلے ہی تازہ فکر و عمل کے روز روشن میں سے گزر چکا ہے اور کوئی ولی کوئی پیغمبر اُسے قرون مظلمہ کے

تصوف کی دھند میں واپس نہیں لا سکتا۔۱۵!

حصہ سوم

اب مجھے پنڈت جواہر لال نہرو کے سوالات کی طرف آنے دیجئے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ پنڈت جی کے مضامین عملاً اسلام یا انیسویں صدی میں اس کی دینی تاریخ سے شناسائی کا انکشاف نہیں کرتے نہ ہی ظاہر ہوتا ہے کہ میں اُن کے سوالات کے موضوع پر جو پہلے ہی لکھ چکا ہوں انہوں نے پڑھ رکھا ہے۔ میرے لیے ممکن نہیں کہ وہ تمام جو پہلے لکھ چکا ہوں دوبارہ یہاں پیش کروں اور نہ ہی ممکن ہے کہ انیسویں صدی کے اسلام کی تاریخ یہاں لکھوں جس کے بغیر عالم اسلام کی موجودہ صورت احوال کا پورا فہم ناممکن ہے۔ ترکی اور جدید اسلام کے عنوان پر سینکڑوں کتابیں اور مضامین لکھے جا چکے ہیں اس مواد کا زیادہ تر میں مطالعہ کیا ہے اور غالباً پنڈت جی نے بھی اسکا مطالعہ کیا ہے تاہم میں اُنھیں یقین دلاتا ہوں کہ اُن لکھاریوں میں سے کوئی ایک بھی اُن اثرات کی نوعیت یا سبب جس نے یہ اثر پیدا کیا ہے نہیں سمجھتا لہذا ضروری ہے کہ میں انیسویں صدی کے دوران میں ایشیاء میں مسلم فکر کے بڑے دھاروں کا اختصار سے ذکر کروں۔

میں نے اوپر کہا ہے کہ سال ۱۷۹۹ء میں مسلمانوں کا سیاسی زوال اپنے عروج کو پہنچ گیا تھا اس حقیقت کہ اسلام نے عملاً دنیا میں اپنا مقام فوراً حاصل کر لیا سے بڑا اسلام کی اندرونی قوت حیات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ انیسویں صدی کے دوران میں سید احمد خان ہندوستان میں، سید جمال الدین افغانی افغانستان میں اور مفتی محمد عالم جان روس میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ حضرات غالباً محمد بن عبد الوہاب سے متاثر ہوئے تھے جو ۱۷۰۰ء میں پیدا ہوئے تھے جو نام نہاد وہابی تحریک کے بانی ہیں جن کو صحیح طور پر جدید اسلام میں زندگی کی پہلی دھڑکن کہا جا سکتا ہے۔۱۶ سید احمد خان کا سارا رسوخ ہندوستان تک محدود رہا تاہم غالباً وہ پہلے جدید مسلمان ہیں جنھوں نے آنے والے دور کے مثبت کردار کی جھلک دیکھ لی تھی۔ اہل اسلام کے مصائب کا علاج روس میں مفتی عالم جان نے جدید تعلیم تجویز کیا تھا لیکن سید احمد خان کی حقیقی عظمت اس حقیقت پر مشتمل ہے کہ وہ پہلے ہندوستانی مسلمان تھے جنھوں نے اسلامی تعلیمات کو نئے رخ پر ڈالنے کی ضرورت محسوس کی اور اس کے لیے کام کیا ہمیں انکے دینی خیالات سے اختلاف ہو سکتا ہے لیکن کوئی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ ان کی بیقرار روح ہی تھی جس نے پہلے پہل جدید دور کا اثر لیا۔

ہندوستانی مسلمانوں کی انتہائی قدامت پسندی جو زندگی کے حقائق پر اپنی گرفت کھو چکی تھی سید احمد خان کے دینی رویہ کا اصل مفہوم دیکھنے میں ناکام رہی۔ ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک ملک جو باقی ہندوستان کی نسبت

بہت قدیم اور پیشواؤں کا استحصال زدہ ہے۔سید کی تحریک کا تعاقب فوراً احمدیت نے کیا جو سامی اور آریائی تصوف کا عجیب وغریب ملغوبہ ہے۔جس کے ہاں اسلامی تصوف کے مطابق روحانی بجائے فرد کی باطنی زندگی کی تطہیر پر مشتمل نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کا اہتمام کر کے عوام الناس کے متوقع رویہ کو مطمئن کرنے میں ہے۔اس مسیح موعود کا کام فرد کو اضمحلال بخش حال سے نکالنا نہیں بلکہ غلامانہ انداز میں اس کی ہدایات کے سامنے اپنی انا سے دست برداری کیلئے تیار کرنا ہے یہ ردعمل اپنے اندر بہت لطیف تضاد رکھتا ہے یہ اسلام کے شعبہ کو تو برقرار رکھتا ہے مگر اس ارادہ کو تباہ کر دیتا ہے جس سے وہ شعبہ مضبوط کرنا مقصود ہے۔

مولانا سید جمال الدین افغانی ایک مختلف چھاپ کے انسان تھے۔فضل ربانی کے بھی انداز نرالے ہیں۔دینی فکر وعمل میں دونوں میں ہمارے دور کے بہت زیادہ ترقی یافتہ مسلمانوں میں سے ایک افغانستان میں پیدا ہوئے جو دنیا کی تقریباً تمام اسلامی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔اور جسے نہایت دلکش فصاحت عطا کی گئی۔ان کی بے قرار روح ایران، مصر اور ترکی کے کچھ ممتاز ترین افراد پر اثر انداز ہوئی ایک مسلمان ملک سے دوسرے مسلمان ملک کی طرف ہجرت کرتی رہی۔ہمارے دور کے کچھ عظیم ترین ماہرین دینیات مثلاً محمد عبدہ اور کچھ نوجوان نسل کے افراد جو بعد ازاں سیاسی رہنما ہوئے مثلاً مصر کے زاغلول پاشا ان کے شاگرد تھے۔حضرت افغانی نے تحریر کم کیا اور تقریر زیادہ کی اور اس طرح اُن سب کو جن کا ان سے رابطہ قائم ہوا چھوٹے چھوٹے جمال الدینوں میں بدل دیا۔انہوں نے ہرگز نبی یا مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا پھر بھی ہمارے دور کے کسی آدمی نے بھی ان سے زیادہ روح اسلام کو متحرک نہیں کیا اُن کی روح تاہنوز عالم اسلام میں کارفرما ہے اور کوئی نہیں جانتا کہ کہاں رکے گی۔پھر بھی یہ پوچھا جاسکتا ہے کہ ان عظیم مسلمانوں کے حقیقی مقاصد کیا تھے جواب یہ ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ دنیائے اسلام پر تین بڑی قوتیں حکمران ہیں اور انہوں نے اپنی ساری توانائی ان قوتوں کے خلاف بغاوت برپا کرنے میں لگادی۔

۱) ملائیت:

علماء ہمیشہ سے اسلام کیلئے بڑی قوت کا ذریعہ رہے ہیں لیکن صدیاں گزرنے کے دوران خصوصاً بغداد کی تباہی سے وہ انتہائی قدامت پسند ہو گئے اور اجتہاد جس کا مطلب فقہی معاملات میں آزادانہ رائے قائم کرنا ہے کی کوئی آزادی نہیں دیتے۔وہابی تحریک جو انیسویں صدی کے مسلمان مصلحین کیلئے بیداری جذبہ کا ذریعہ تھی حقیقتاً علماء کے غیر لچکدار رویوں کے خلاف بغاوت تھی یوں انیسویں صدی کے مسلم مصلحین کا مقصد اول بڑھتے ہوئے تجربات کی روشنی میں فقہی تعبیر نو کیلئے حریت اور اجتہاد کوئی سمت دکھانا تھی۔

۲) تصوف:

خاص و عام مسلمان ایسے تصوف سے متاثر ہو گئے تھے جس تصوف نے حقائق پر غور نہ کیا۔ لوگوں کو کمزور کر دیا اور ہر طرح کے توہم میں ڈوبائے رکھا اور تصوف روحانی تعلیم کی ایک قوت کی ارفع حالت سے گر کر محض لوگوں کی جہالت اور خوش اعتقادی سے ناجائز فائدہ اٹھانے کا ایک ذریعہ بن گیا تھا۔ اس نے بتدریج اور نظر نہ آتے ہوئے منشائے اسلام کے اوسان خطا کر دیئے تھے اور فقہ اسلام کے سخت گیر نظم و ضبط سے تلاشِ سکون کی حد تک اُسے نرم کر دیا تھا انیسویں صدی کے مصلحین اس تصوف کے خلاف بغاوت میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور مسلمانوں کو جدید دنیا کے روز روشن کی طرف بلایا۔ یہ ن کہ وہ مادیت پسند تھے اُن کا مشن مسلمانوں کی آنکھوں کو روحِ اسلام کی طرف کھولنا تھا جو مادیت کو فتح کرنے کی طرف لگی ہوئی تھیں اور اس سے پیچھے ہٹنے کیلئے نہیں۔

۳) مسلمان بادشاہ:

جن کی پوری توجہ ان کے اپنے حکمرانہ مفادات پر جمی ہوئی تھی اور جب تک انکے مفادات محفوظ ہوتے تھے وہ اپنا ملک سب سے اونچی بولی دینے والے کو بیچنے سے جھجکتے نہ تھے۔ دنیائے اسلام میں ایسے حالات کے خلاف مسلمان عوام کو بغاوت کیلئے تیار کرنا سید جمال الدین افغانی کا خصوصی مشن تھا۔ عالم اسلام کے فکر و احساس میں اُس وقت ماہیت کی تفصیل یہاں بیان کرنا ممکن نہیں ہے جس کا باعث یہ مصلحین بنے تاہم ایک چیز واضح ہے کہ انہوں نے بڑی حد تک لوگوں کے ایک دوسرے گروہ مثلاً زاغلول پاشا، مصطفےٰ کمال اور رضا شاہ کیلئے زمین تیار کی۔ مصلحین نے ترجمانی کی۔ استدلال دیا اور وضاحت کی لیکن ان کے بعد آنے والا گروہ جو اگرچہ جامعاتی تعلیم میں کمتر تھا اپنی صحت مند جبلت پر اعتماد کرتے ہوئے سورج کی روشنی میں بزور بازو وہ کچھ کر گزرنے کی جرأت رکھتا تھا زندگی کے نئے تقاضے جن کا مطالبہ کرتے تھے۔ ایسے لوگ غلطیوں کا ارتکاب کر سکتے ہیں لیکن تاریخ اقوام بتاتی ہے کہ اُن کی غلطیاں بھی بعض دفعہ اچھا پھل دیتی ہیں اُن میں محض باتیں بنانے کی بجائے زندگی ہوتی ہے جو اپنے مسائل حل کرنے کے لیے ان تھک جدوجہد کرتی ہے یہاں اس بات کی نشاندہی کر دی جائے کہ سید احمد خان، جمال الدین افغانی اور مسلم ممالک میں موخر الذکر کے شاگرد مغرب زدہ مسلمان نہ تھے یہ ایسے لوگ تھے جنھوں نے پرانے مدارس کے ملاؤں کے آگے زانوئے تلمذ تہہ کیے تھے۔ انہوں نے اُسی ذہنی اور روحانی فضا میں سانس لیا تھا جس کی انہوں نے بعد میں تعمیر مکدر کرنا چاہی جدید نظریات کا دباؤ تسلیم کیا جا سکتا ہے لیکن اس طرح اختصار کیساتھ اوپر بتائی گئی تاریخ واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ جو انقلاب ترکی میں آیا ہے اور جو غالباً جلد یا بدیر دوسرے ممالک میں بھی آجائے گا تقریباً سارے کا

سارا اس کے اندر کی قوتوں کا طے کردہ ہے۔ جدید دنیائے اسلام کا سطحی مشاہدہ کرنے والا بھی سوچ سکتا ہے کہ دنیائے اسلام کا موجودہ بحران سارے کا سارا غیر ملکی قوتوں کی کارکردگی ہے۔

تو کیا ہندوستان سے باہر کی دنیائے اسلام یا خصوصاً ترکی نے اسلام چھوڑ دیا ہے پنڈت جواہر لال نہرو کا خیال ہے کہ ترکی بطور ایک مسلم ملک کے ختم ہو گیا ہے وہ یہ محسوس کرتے نظر نہیں آتے کہ یہ سوال کہ کسی فرد یا گروہ نے اسلام کا رکن ہونا ختم کر دیا ہے مسلم نکتہ نظر سے خالصتاً فقہی سوال ہے اور اس کا فیصلہ ضرور اسلام کی ساخت کے متعلق اصولوں کی روشنی میں کیا جائے۔ جب تک کوئی شخص اسلام کے دو بنیادی اصولوں اللہ کی توحید اور پیغمبر پاک کی ختم نبوت کا وفادار ہے کٹر ترین مُلا بھی اُسے دائرہ اسلام سے باہر نہیں نکال سکتے اگرچہ اُسکی متن قرآن کی اور فقہ کی توضیحات کا غلط ہونا بھی مان لیا جائے لیکن شاید پنڈت جواہر لال نہرو کے ذہن میں فرضی یا حقیقی نئے خیالات ہیں جو اتاترک نے متعارف کرائے ہیں۔ آیئے لمحہ بھر کیلئے اُن کا جائزہ لیں کیا یہ ترکی میں ایک عمومی مادہ پرستانہ نکتہ نظر کی پیش رفت ہے جو اسلام کے لیے خطرناک نظر آتی ہے۔ اہل اسلام نے بہت زیادہ قطع تعلقی کی ہے۔ اب وقت ہے کہ مسلمان حقائق کی طرف دیکھیں۔ مادیت دین کیخلاف بہت بڑا ہتھیار ہے لیکن یہ مُلاؤں اور صوفیوں کی چالاکیوں کے خلاف بڑا ہتھیار بھی ہے جو دانستہ جہالت اور خوش اعتقادی سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کیلئے لوگوں کو چکر میں ڈالتے ہیں۔ روح اسلام مادے کے ساتھ اپنے رابطہ سے نہیں گھبراتی بلاشبہ قرآن کہتا ہے! "تو دنیا میں اپنا حصہ نہ بھول" ۔۷؎ گزشتہ چند صدیوں کی دنیائے اسلام کی تاریخ پر غور کرتے ہوئے ایک غیر مسلم کیلئے سمجھنا مشکل ہے کہ مادہ پرستانہ نکتہ نظر کی ترقی ایک خود اعتمادی کی شکل ہے تو کیا پھر پرانے لباس کا خاتمہ یا لاطینی رسم تحریر کو متعارف کرانا (ہی دائرہ اسلام سے اخراج کے لیے مواد ہے) بطور دین اسلام کا کوئی ملک نہیں بطور معاشرہ اسکی کوئی زبان نہیں کوئی مخصوص لباس نہیں حتیٰ کہ قرآن کا ترکی زبان میں مطالعہ ایسی چیزیں ہیں کہ مسلمانوں کی تاریخ میں اس کی نظیر نہ ملتی ہو۔ ذاتی طور پر میں اسے بصیرت کی تشویشناک غلطی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ عربی زبان کا جدید طالبعلم بالکل اچھی طرح جانتا ہے کہ غیر یورپی زبان جس کا مستقبل ہے وہ صرف عربی زبان ہے لیکن اطلاعات ہیں کہ ترکوں نے پہلے ہی ملکی زبان میں قرآن کا مطالعہ کرنا ترک کر دیا ہے تو پھر کیا تعدد ازواج یا اجازت یافتہ علماء (ایسے مسائلِ اسلام سے اخراج کا جواز) ہیں قانونِ اسلام کے تحت مسلمان ریاست کا امیر قانون کی اجازت منسوخ کرنے کا اختیار رکھتا ہے اگر وہ قائل ہو جائے کہ یہ (اجازتیں) سماجی بدعنوانی کا باعث بننے کیطرف میلان رکھتی ہیں۔ جہاں تک اجازت یافتہ علماء کا تعلق ہے اگر مجھے ایسا کرنے کا اختیار ہوتا تو میں یقیناً اُسے متعارف کراتا افسانہ طراز مُلا کی اختراعات اوسط درجے

کے مسلمان کی حماقت کی وجہ سے ہیں اُسے لوگوں کی مذہبی زندگی سے خارج کرتے ہوئے اتاترک نے وہ کچھ کیا ہے جس پر ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کے دل باغ باغ ہو جائے۔ نبی پاک ﷺ کی ایک روایت ہے جسکو مشکوٰۃ شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف اسلامی ریاست کے امیر کا مقرر کردہ فرد یا افراد لوگوں کو تبلیغ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اتاترک کو کبھی اس روایت کا علم ہوا پھر بھی اسکے اسلامی شعور نے حیران کن انداز میں اس اہم معاملے میں اس کے دائرہ عمل کو منور کیا ہے سوئٹزرلینڈ کے مجموعہ قوانین کو اس کے قانون وراثت سمیت اختیار کرنا یقیناً ایک تشویشناک غلطی ہے جو اصلاحات کیلئے جوانی کے جوش سے پیدا ہوئی ہے اور آگے بڑھنے کی کی شدید خواہش رکھنے والے انسان کے لیے قابل معافی ہے۔ دینی پیشواؤں کی چالاکیوں کی مدتوں پرانی زنجیروں سے خلاصی (۱۸) کی شادمانی بعض دفعہ انسان کو عمل کی غیر آزمودہ راہوں کی طرف ہانک لے جاتی ہے لیکن ترکی اور باقی عالم اسلام نے بھی تا ہنوز اسلامی قانون وراثت کے مخفی پہلوؤں کو معلوم کرنا ہے جنھیں قرآن کریم مسلم قانون کا نہایت قدیم ترین شعبہ بیان کرتا ہے کیا یہ (اسلام سے خروج) خلافت کا خاتمہ یا دین و ریاست میں علیحدگی ہے۔ اپنی اصل کے اعتبار سے اسلام سامراجیت نہیں ہے خلافت کے خاتمہ میں جو عملاً بنو اُمیہ کے دور میں ملوکیت کی قسم بن چکی تھی۔ یہ روح اسلام ہی تو ہے جس نے اتاترک کی وساطت سے عمل کر دکھایا ہے خلافت کے معاملہ میں ترکوں کا اجتہاد سمجھنے کے لیے ہم صرف ابن خلدون سے رہنمائی لے سکتے ہیں جو عظیم ترین فلسفی مورخ اسلام اور جدید تاریخ کے بانی ہیں میں یہاں اپنی تشکیل جدید سے ایک پیرہ نقل کرنے سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔

ابن خلدون اپنے مشہور مقدمہ میں تین واضح آراء کا ذکر کرتے ہیں!

۱) عالمگیر امامت اللہ کا مقرر کردہ ادارہ ہے اور نتیجۃً ناگزیر ہے۔

۲) یہ محض مصلحت پر مبنی معاملہ ہے۔

۳) یہ کہ ایسے ادارے کی کوئی ضرورت نہیں۔

آخری رائے خارجیوں نے اپنائی تھی جو اسلام میں جمہوریت کے اولین حامی تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ جدید ترکی پہلی رائے بدل کر دوسری رائے اختیار کر چکی ہے۔ یعنی معتزلہ کی رائے کی طرف جو عالمگیر امامت کو صرف مصلحت کے تابع معاملہ خیال کرتے تھے۔ ترکوں کی دلیل ہے کہ ہماری سیاسی فکر میں ہماری رہنمائی ہمارے گذشتہ سیاسی تجربہ سے ہونی چاہیے جو واضح طور پر اس حقیقت کی طرف نشاندہی کرتا ہے کہ عملاً عالمگیر خلافت کا نظریہ ناکام ہو چکا ہے یہ اس وقت قابل عمل نظریہ تھا جب اسلامی مملکت صحیح سالم تھی۔ اس مملکت کے اختتام پر خود مختار سیاسی اکائیاں اُبھری ہیں

وہ نظریہ زیر عمل نہیں رہا اور جدید اسلام کے نظم میں زندہ عنصر کے طور پر کام نہیں کر سکتا۔

دین و ریاست میں علیحدگی کا نظریہ اسلام کے لیے اجنبی نہیں امام کی غیبت کبریٰ کا عقیدہ ایک طرح سے شیعی ایران میں کافی عرصہ قبل اس علیحدگی پر منتج ہوا تھا۔ اسلام کے دینی اور سیاسی فرائض منصبی میں علیحدگی کے نظریہ کو یورپی دین و سیاست میں علیحدگی کے نظریہ کیساتھ ہرگز گڈمڈ نہ کیا جائے۔ اول الذکر صرف فرائض منصبی کی تقسیم ہے جیسا کہ مسلم ریاست کی شیخ الاسلام اور وزرا کے دفاتر کی بتدریج تخلیق سے ظاہر ہے۔ موخر الذکر روح اور مادے کی مابعد الطبعیاتی ثنویت (دو ہونا، جوڑا ہونا) پر مبنی ہے۔ عیسائیت نے راہبوں کی فرمائش کے طور پر آغاز کیا جس نے دنیاوی معاملات سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ اسلام بالکل آغاز سے ہی ایک مدنی معاشرہ تھا جس کے قوانین نوعیت کے اعتبار سے مدنی تھے جنکی اصل عقیدہ کی رو سے وحی پر مبنی ہے۔ جس مابعد الطبعیاتی ثنویت پر یورپی نظریہ کی بنیاد ہے۔ مغربی اقوام میں (وہ ثنویت) تلخ پھل لائی ہے۔ کئی سال قبل امریکہ میں ایک کتاب لکھی گئی جو "اگر مسیح شکاگو میں آئیں" کہلاتی تھی۔ اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے ایک امریکی مصنف کہتا ہے! "مسٹر سٹیڈ کی کتاب سے سیکھنے کے قابل یہ سبق ہے کہ بڑی خرابیاں جن میں انسانیت آج مبتلا ہے اُن سے صرف مذہبی جذبات کے ذریعہ ہی نمٹا جا سکتا ہے یعنی ان خرابیوں سے نبٹنے کے کام کا حصہ ریاست کے حوالے کر دیا گیا ہے جبکہ ریاست بذات خود بدعنوان سیاسی کل پرزوں کے حوالے کر دی گئی ہے اور ایسے کل پرزے نہ صرف برائیوں سے نبٹنا چاہتے ہی نہیں بلکہ وہ نبٹنے کے اہل ہی نہیں اور یہ کہ شہریوں کی اپنے عوامی فرائض سے آگاہی کے سوا کوئی چیز بے شمار دسیوں لاکھوں کو خستہ حالی اور خود ریاست کو ذلت سے نہیں بچا سکتی۔

مسلم سیاسی تجربے کی تاریخ میں اس علیحدگی کا مطلب صرف فرائض منصبی کی علیحدگی ہے نہ کہ نظریات کی۔ یہ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ مسلم ممالک میں دین و ریاست کی علیحدگی کا مطلب مسلم دستور سازی کی سرگرمی کی لوگوں کے احساس سے آزادی ہے جن کو صدیوں سے اسلامی روحانیت نے تربیت اور ترقی دی ہے۔ تجربہ ہی ظاہر کرے گا کہ جدید ترکی میں یہ نظریہ کیسے کام کرے گا۔ ہم اُمید کر سکتے ہیں کہ یہ خرابیاں نہیں پیدا کرے گا جو اس نے یورپ اور امریکہ میں پیدا کی ہیں۔

میں نے اوپر مختصراً نئے نظریات کے بارے میں پنڈت جواہر لال نہرو کی نسبت زیادہ تر مسلم قاری کے لیے بحث کی ہے جن نئے نظریات کا ذکر پنڈت جی نے خصوصاً کیا ہے وہ ترکوں اور ایرانیوں کی طرف سے نسلی اور قوم پرستانہ نظریات کا بطور مثالیت اپنانا ہے۔ وہ سوچتے نظر آتے ہیں کہ ایسی مثالیت اپنانے کا مطلب ایران اور ترکی کا

ترک اسلام ہے ۔تاریخ کا طالبعلم بخوبی جانتا ہے کہ اسلام اُس وقت ظہور پذیر ہوا جب اتحاد کے پرانے اصول مثلاً خونی رشتہ داری اور اقتداری ثقافت ناکام ہو رہے تھے۔لہذا اسلام وحدت انسانی کے اصول گوشت پوست میں نہیں بلکہ ذہن انسانی میں پاتا ہے۔ بے شک اس کا انسانیت کو سماجی پیغام ہے کہ اپنے آپ کو نسل پرستی سے دور کر دیا دو طرفی جنگ کے ہاتھوں ختم ہو جاؤ یہ کہنا کوئی مبالغہ آرائی نہیں ہے کہ اسلام فطرت کے نسل سازی کے منصوبوں کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے اور اپنے مخصوص اداروں کے ذریعے ایک ایسا نکتہ تخلیق کرتا ہے جو فطرت کی قوت ہائے نسل سازی کے خلاف جوابی کاروائی کرتا ہے۔

انسانی تربیت کی جانب عیسایت اور بدھ مت نے دو ہزار سال یا زیادہ عرصہ میں جتنا بھی کیا ہے اسلام نے ایک ہزار سال اُن سے بہت زیادہ کام کر دیا ہے۔یہ معجزہ سے کم نہیں کہ ہندوستان کا مسلمان نسل اور زبان کے اختلاف کے باوجود مراکش میں خود کو اپنے گھر میں پاتا ہے۔ پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اسلام نے کلی طور پر نسل کی مخالفت کی ہے اس کی تاریخ دکھاتی ہے کہ سماجی اصلاح میں یہ زیادہ تر اس تجویز پر اعتماد کرتا ہے کہ بتدریج نسل پرستی ختم کی جائے اور کم از کم مزاحمت کے طریقوں پر چلتا ہے قرآن فرماتا ہے! ''واقعی ہم نے تمہیں چھوٹے بڑے قبیلوں میں بنایا تاکہ تم پہچانے جاؤ لیکن اللہ کے ہاں تم میں سے بہترین وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے''۔جب نسل کے مسئلہ کی طاقتوری اور نسل پرستی کے خاتمہ کے لیے بنی نوع انسان کو جیسے لازماً زیادہ وقت درکار ہوگا اور مسئلہ نسل کی طرف اسلام کا جو رویہ ہے پر غور کرتے ہوئے یعنی بذات خود ایک نسل ساز عنصر بنے بغیر ہی دل جیتنے کو جھکنا ہی صرف منطقی اور قابل عمل رویہ ہے۔سر آرتھ کینتھ کی کتاب ''مسئلہ نسل'' میں ایک غیر معمولی پیرا ہے جو یہاں نقل کرنے کے قابل ہے۔''اور اب انسان اس حقیقت سے آگاہ ہو رہا ہے کہ فطرت کا ابتدائی مقصد یعنی تعمیر نسل جدید دنیائے معاشیات کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتا اور انسان اپنے آپ سے پوچھ رہا ہے کہ مجھے کیا کرنا ہوگا؟ اب تک فطرت نے جو تعمیر نسل کا کام اپنائے رکھا اُسے ختم کیجئے اور دائمی سکون پائیے؟ یا فطرت کو اس پرانے رستے پر چلتے رہنے دیجئے اور اس کا لازمی نتیجہ جنگ لے لیں؟ انسان کو کوئی نہ کوئی رستہ منتخب کرنا ہوگا درمیانی راہ ممکن نہیں ہے''۔

لہذا یہ واضح ہے کہ اگر اتاترک اتحاد عالم تورانیت سے متاثر ہے تو وہ حالات وقت سے مخالفت کی نسبت روح اسلام کے خلاف کچھ زیادہ نہیں چل رہا اور اگر وہ نسلوں کی حمیت پر یقین رکھتا ہے تو یقیناً نئے وقتوں کے تقاضوں سے جو مکمل طور پر روح اسلام کے ہم آہنگ ہیں مار کھا جائے گا!ذاتی طور پر میرا خیال نہیں کہ وہ اتحاد عالم تورانیت سے متاثر ہے جیسا کہ مجھے یقین ہے کہ اس کا اتحاد عالم تورانیت ، اتحاد عالم سلاونیت یا اتحاد عالم جرمنیت یا اتحاد عالم

سیکولرزم کو صرف دنداں شکن سیاسی جواب ہے۔ اگر اوپر کے پیرا کا مفہوم صحیح طور پر سمجھ لیا جائے تو قوم پرستانہ مثالیت کے ضمن میں اسلام کا رویہ جاننا مشکل نہیں ہے فرد کا اپنے وطن سے محبت کرنے یا وطن کی عزت پر قربان ہو جانے کے مفہوم میں قوم پرستی اسلامی عقیدہ کا جزو ہے یہ قوم پرستی اسلام کے ساتھ اس وقت جھگڑے میں داخل ہو جاتی ہے جب یہ سیاسی نظریہ کا کردار ادا کرنا شروع کر دیتی ہے اور استحکام کا اصولی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے یہ مطالبہ کرتے ہوئے کہ اسلام صرف ذاتی نکتۂ نظر کے پس منظر کی جانب ہٹ جائے اور قومی زندگی میں زندہ عنصر کے طور پر رہنا ختم کر دے ۔ترکی، ایران، مصر اور دوسرے اسلامی ممالک میں یہ (قومیت پرستی) کبھی مسئلہ نہیں بنے گی ان ممالک میں مسلمان غالب اکثریت بناتے ہیں اور ان کی اقلیتیں مثلاً یہودی، عیسائی اور زرتشی قانون اسلام کے تحت یا تو اہل کتاب ہیں یا اہل کتاب کی طرح ہیں جن کیساتھ اسلام بلا روک ٹوک سماجی تعلقات کی بشمول ازدواجی رشتہ داریاں اجازت دیتا ہے ۔یہ (قومیت پرستی) مسلمانوں کیلئے صرف ان ممالک میں مسئلہ بنتی ہے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور قومیت پرستی (بطور مسلم) انکا مکمل صفایا مانگتی ہے مسلم اکثریت والے ملکوں میں اسلام قومیت پرستی کو جگہ دے دیتا ہے کیونکہ وہاں اسلام اور قومیت عملاً ایک جیسے ہوتے ہیں اقلیت والے ملکوں میں ایک ثقافتی اکائی کے طور پر خود اختیاری کی تلاش جواز رکھتی ہے ہر صورت میں وہ اپنے اصولوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہوتی ہے۔

اوپر والا پیرا اختصار کیساتھ آج کی دنیائے اسلام کی اصل صورتِ احوال کا خلاصہ پیش کرتا ہے اگر یہ ٹھیک طور پر سمجھ لیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ اسلام کے استحکام کے مبادیات خارجی اور داخلی قوتوں کے ہاتھوں ہرگز متزلزل نہ ہونگے ۔جیسا کہ میں نے پہلے وضاحت کی ہے کہ استحکام اسلام کے ڈھانچے سے متعلق دو اصولوں پر غیر متبدل ایمان پر مشتمل ہے جس میں پانچ جانے پہچانے اعمال ایمانی کا اضافہ کیا گیا ہے۔یہ ہماری اسلامی استحکام کے لازمی اجزاء ہیں جو اسی مفہوم میں پیغمبر پاک کے دونوں سے حال ہی میں بہائیوں کیطرف سے ایران اور قادیانیوں کی طرف سے ہندوستان میں خلل ڈالنے تک رہے ہیں۔یہ (ڈھانچہ) دنیائے اسلام میں عملاً یکساں روحانی فضا کیلئے ضمانت دیتا ہے یہ اسلامی ریاستوں کے سیاسی اتحاد کو آسان بناتا ہے جو اتحاد عالمی ریاست (مثالی) یا مسلم ریاستوں کی انجمن یا بہت سی آزاد ریاستیں جن کے معاہدے اور معاونت کا تعین خالصتاً معاشی اور سیاسی تاملات (سوچ بچار کرنا) کرتے ہیں۔اس سادہ سے عقیدہ کا نظریاتی ڈھانچے کیساتھ تعلق زمانے کیساتھ ویسا ہی رہتا ہے۔اس تعلق کی گہرائی صرف مخصوص قرآنی آیات کی روشنی میں ہی سمجھی جاسکتی ہے جن کی وضاحت یہاں فوری طور پر ہمارے پیش نظر نکتہ سے ہٹے بغیر نہیں کی جاسکتی۔لہذا سیاسی طور پر استحکامِ اسلام صرف اس وقت متزلزل ہوتا ہے جب مسلمان ریاستیں ایکدوسرے

سے برسر پیکار ہو جاتی ہیں اور دینی طور پر استحکام اسلام اس وقت متزلزل ہوتا ہے جب مسلمان ایمان سے وابستہ بنیادی عقائد اور اعمال سے بغاوت کر دیتے ہیں۔ یہ دائمی استحکام کے لیے مفید ہے کہ اسلام اپنے اندر کسی باغی گروہ کو برداشت نہیں کر سکتا۔ دائرہ اسلام سے باہر ایسا گروہ اتنا ہی زیادہ رواداری کا حق دار ہے جس طرح کسی دوسرے عقیدہ کے پیروکار مجھے نظر آ رہا ہے کہ اس لمحہ اسلام عبوری دور سے گزر رہا ہے یہ سیاسی استحکام کی ایک شکل سے دوسری شکل اختیار کر رہا ہے جیسے تاریخ کی قوتوں نے ابھی متعین کرنا ہے۔ دنیائے جدید میں واقعات اتنی تیزی سے حرکت کر رہے ہیں کہ کوئی پیشن گوئی کرنا تقریباً ناممکن ہے کہ سیاسی طور پر متحد اسلام کا غیر مسلموں سے سلوک کیا ہوگا۔ اگر سیاسی طور پر عالم اسلام کے اتحاد کے حالات کبھی آتے ہیں تو اس سوال کا جواب صرف تاریخ دے سکتی ہے۔ میں یہی کچھ کہہ سکتا ہوں کہ ایشیاء اور یورپ کے راستے میں پڑے ہوئے اور زندگی پر مشرقی اور غربی نکتہ ہائے نظر کا امتزاج ہوتے ہوئے اسلام کو مشرق اور مغرب میں ثالث کا کردار ادا کرنا چاہیے لیکن اُس وقت کیا بنے گا جب یورپی حماقتیں ایک ناقابل مصالحت اسلام تخلیق کر دیں گی۔ یورپ میں روز بروز بڑھتے ہوئے حالات اسلام کی طرف یورپی نکتہ نظر کی بنیادی قلب ماہیت کا مطالعہ کر رہے ہیں ہم صرف اُمید ہی کر سکتے ہیں کہ سیاسی بصیرت اپنے آپ کو سامراجی حرص کے احکامات اور ناجائز معاشی انتفاع کے ہاتھوں دھندلانے نہیں دے گی۔ جہاں تک انڈیا کا تعلق ہے میں پورے اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ مسلمانانِ انڈیا ایسی کسی مثالیت کو نہیں مانیں گے جو اُن کی ثقافتی ہستی کو برباد کرنا چاہے گی ان پر غیر متذبذب اعتماد کیا جائے کہ وہ دین اور حب الوطنی کے تقاضوں میں ہم آہنگی پیدا کرنا جانتے ہیں۔

آغا خان کے بارے میں میرے لیے یہ دریافت کرنا مشکل ہے کہ کونسی چیز پنڈت جواہر لال نہرو کو آغا خان اس پر حملہ کرنے کی طرف لے گئی ہے۔ شاید وہ سوچتے ہیں کہ قادیانی اور اسماعیلی ایک ہی زمرے میں آتے ہیں صاف ظاہر ہے وہ نہیں جانتے کہ اسماعیلیوں کی مذہبی تعبیرات جتنی ہی غلط ہوں وہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ وہ دائمی امامت کو مانتے ہیں لیکن انکے نزدیک امام وحی الٰہی کا وصول کرنے والا نہیں ہوتا وہ صرف قانون کا شارح ہوتا ہے۔ ابھی چند روز ۲۳ پہلے کی بات ہے (دیکھئے ستارہ الٰہ آباد ۱۲ مارچ ۱۹۳۴ء) کہ آغا خان نے اپنے پیروکاروں کو یہ کہہ کر خطاب کیا! ''گواہی دو کہ اللہ ایک ہے۔ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ کعبہ سب کا قبلہ ہے۔ تم مسلمان ہو اور تمہیں مسلمانوں کیساتھ رہنا چاہیے مسلمانوں کو السلام علیکم کہہ کر سلام کرو۔ اپنے بچوں کے اسلامی نام رکھو۔ مسلمانوں کیساتھ مسجدوں میں باجماعت نمازیں ادا کرو۔ باقاعدگی سے روزے رکھو۔ اپنی شادیوں کے مراسم نکاح کے اسلامی قانون کے تحت بجالاؤ۔ تمام مسلمانوں سے اپنے بھائیوں کی

طرح برتاؤ کرو“۔

اب پنڈت جی فیصلہ کریں کہ کیا آغا خان اسلامی اتحاد کی نمائندگی کرتے ہیں یا نہیں؟

پنڈت جواہر لال نہرو کیطرف احمدیوں کے بارے میں خط ۴۴

مورخہ ۲۱ جون ۱۹۳۶ء

آپ کے خط کا جو میں نے نقل وصول کیا بہت بہت شکریہ جس وقت میں نے آپ کے مضامین کے جواب میں لکھا مجھے یقین تھا کہ آپ کے ہاں قادیانیوں کے سیاسی رویہ کے بارے میں کوئی تصور نہیں۔ دراصل میرے جواب لکھنے کی بڑی وجہ بالخصوص آپ کو یہ دکھانا تھا کہ (ان لوگوں میں) مسلمانوں سے وفاداری کیسے پیدا ہوئی اور بالآخر کیسے اُس نے احمدیت میں وحی پر مبنی بنیاد پالی۔ میرا تحقیقی مضمون شائع ہونے کے بعد مجھے بڑی حیرانی کی حد تک پتہ چلا کہ تعلیم یافتہ حضرات کے ہاں بھی ان تاریخی وجوہات کا کوئی تصور نہیں جنھوں نے احمدیت کی تعلیمات کو (یہ) رنگ روپ دیا۔ مزید برآں پنجاب میں اور کچھ دوسری جگہوں پر آپ کے مسلمان مداحوں نے آپ کے مضامین پر اضطراب محسوس کیا کیونکہ انہوں نے سوچا کہ آپ کو احمدی تحریک سے ہمدردی ہے یہ اضطراب بڑی حد تک اس حقیقت کی وجہ سے تھا کہ احمدی آپ کے مضامین (کی اشاعت) پر شاداں و فرحاں تھے۔ احمدی چھاپہ خانہ آپ کے خلاف غلط فہمی کا زیادہ تر ذمہ دار تھا۔ تاہم مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ آپ کے بارے میں میرا یہ تاثر غلط تھا۔ مجھے خود دینیاتی مسائل میں پڑنے کی کم دلچسپی ہے لیکن احمدیوں سے انکی اپنی شرائط کیساتھ مقابلے کے لیے قدرے ہاتھ پاؤں مارنے پڑے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا تحقیقی مضمون اسلام اور ہندوستان کے بہترین مقاصد کے تحت لکھا گیا۔ میرے ذہن میں کوئی شک نہیں کہ احمدی اسلام اور انڈیا دونوں کے غدار ہیں۔ ۴۵ لاہور میں آپ سے ملاقات کا موقع کھو دینے پر مجھے انتہائی افسوس تھا ان دنوں میں بہت بیمار تھا اور اپنے کمرے کو نہ چھوڑ سکا۔ گذشتہ دو سال سے مسلسل بیماریوں کی وجہ سے میں عملاً تنہائی کی زندگی گذار رہا ہوں۔ آپ مجھے ضرور بتائیں کہ اگلی دفعہ آپ پنجاب کب آئیں گے۔ کیا آپ کو شہری آزادیوں کیلیے آپ کے مجوزہ اتحاد کے بارے میں میرا خط ملا۔ جیسا کہ آپ نے اپنے خط میں وصول ہونے کی اطلاع نہیں دی مجھے ڈر ہے کہ آپ کو (میرا خط) نہیں ملا۔

حواشی و حوالاجات

۱) اسلام اور قادیانیت لاہور تاریخ درج نہیں

۲) گورنر پنجاب

۳) انجمن حمایت اسلام لاہور

۴) اسلام میں دینی افکار کی تشکیل جدید

۵) لا الہ الا اللہ

۶) ابن صیاد اور ابن صائد کا نا دجال ہی ہے جس کے بارے میں ترمذی شریف کے ابواب الفتن میں احادیث مروی ہیں۔ نفس مضمون سے متعلق ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے جس کا اقتباس یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ابن صیاد کی پیٹھ پر ہاتھ مار کر فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں (ابن عمر رضی اللہ عنہ) نے کہا پھر ابن صیاد نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں نبی ﷺ نے فرمایا تیرے پاس کیا کچھ (وحی) آتی ہے اس نے کہا کہ کبھی بات سچ ہو جاتی ہے اور کبھی جھوٹ پھر نبی ﷺ نے فرمایا تجھ پر معاملہ خلط ملط ہو گیا ہے۔

۷) جہاں تک علم میں آیا ہے یہ تعارف نہ لکھا جا سکا۔

۸) اس خط کا دو تہائی سے زیادہ اسلام لاہور مورخہ ۲۲ جون ۱۹۳۵ء میں دوبارہ پیش کیا گیا۔

۹) اسلام بابت ۲۲ جون ۱۹۳۵ء

۱۰) اسلام اور احمدیت مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء (صفحات ۱ تا ۴۷)

۱۱) اسلام اور احمدیت مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۳۶ء (صفحات ۱۶۱ تا ۱۶۶)

۱۲) اے ہندو کو بت پرستی کا طعنہ دینے والے اُس سے سیکھ بھی لے کہ عبادت کس طرح کی جاتی ہے۔

۱۳) سورۃ الحجرات آیت نمبر ۱۲

۱۴) النساء آیت نمبر ۵۹

۱۵) ناقدانہ انداز خطاب کا یہ رخ جاہلانہ تصوف اور جعلی نبوت کی طرف ہے۔

۱۶) زندگی رواں دواں ندی کی مانند ہے۔ ندی کی راہ میں پہاڑ، وادیاں اور میدان آتے ہیں۔ اسی طرح زندگی کو بھی ہر طرح کے حالات و مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔ نت نئے سامنے آنے والے مسائل کا واحد حل اسلام میں اجتہاد

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہے۔حضرت اقبال کو اس تلخ حقیقت کا خوب احساس تھا کہ ملوک، علماء اور بعض صوفیا یا پیروں کی اکثریت طالب جاہ جمود پسند بلکہ جمود پرست قوتوں کے نمائندہ بلکہ معاونین خصوصی کا کردار ادا کر رہی ہے ان کے کلام میں ان عناصر سے بیزاری جگہ جگہ ملتی ہے۔مثلاً رخ سوئے بت خانہ دار دپیر ما اور از ضرورت ہائے ملت بے خبر (اسرار و رموز اندرز میر نجات ص ۷۰) گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن اور زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن (بال جبریل باغی مرید ص ۲۱۹) اے کشتۂ مُلائی و سلطانی و پیری (ارمغان حجاز آواز غیب ص ۲۸) کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں گے صنم پتھر کے (بانگ درا، جواب شکوہ ص ۲۰۱) قم باذن اللہ جو کہہ سکتے تھے وہ رخصت ہوئے خانقاہوں میں مجاور رہ گئے یا گورکن (بال جبریل خانقاہ ص ۲۱۴) مشہور کیا گیا تھا کہ محمد بن عبد الوہاب جمود فکر و عمل اور جاہلانہ تصوف کے خلاف سامنے آئے۔اسی بنا پر حضرت اقبال نے انہیں اسلام کے سینے کی دھڑکن سے منسوب کیا جہاں تک وہابی تحریک کے عقائد کا تعلق ہے حکیم الامت کا اُن سے دور کا بھی واسطہ نہیں آپ کا جناب رسالت مآب ﷺ سے والہانہ لگاؤ اور دیگر اہل اللہ سے دلی عقیدت مندی وہابیت کو کہاں نصیب۔فکر اقبال یا عشق اقبال ملاحظہ ہو!

چشم تو ما فی الصدور (اسرار و رموز، عرض حال ص ۱۶۸) نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر (بال جبریل ص ۴۱) خدا را گفت ما را مصطفےٰ بس (ارمغانِ حجاز، حضور رسالت ص ۵۹)

روح را جز عشقِ او آرام نیست (پیام مشرق پیش کش ص ۴۱) از خدا محبوب تر گردو نیی (اسرار و رموز، رکن دوم، رسالت ص ۱۰۱) تو بارش ایں جاوبا خاصاں بیامیز کہ من دارم ہوئے منزل دوست (ارمغانِ حجاز، حضور حق ص ۱۹) طور موجے از غبار خانہ اش کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش (اسرار و رموز، خودی از عشق ص ۱۹) تجودے نیست اے عبد العزیز ایں بروبم از شرہ خاک درِ دوست (ارمغانِ حجاز، حضور رسالت، ص ۶)

حقیقی اولیاء اور علماء کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہیں اُن کی صفات عالیہ کا تذکرہ کرتے ہیں اور ان کیساتھ اپنے تعلق پر فخر کرتے ہیں آپ خود سلسلہ قادریہ سے متعلق تھے حضرت سید علی ہجویری کو مخدوم امم اور آپ کی قبر اطہر کو پیر سنجر را حرم کہا (اسرار و رموز حکایت نوجوانے ص ۵۱) حضرت مجدد الف ثانی کو ہند میں سرمایہ ملت کا نگہبان کہا (بال جبریل، پنجاب کے پیر زادوں سے ص ۲۲۱) مولانا نور الدین عبد الرحمٰن جامی کے تو وہ کشتہ ہیں (اسرار و رموز، خودی از عشق ص ۴۱) حضرت نظام الدین اولیاء کے دربار پر عرض کیا ہے۔شگفتہ ہو کے کلی دل کی پھول ہو جائے یہ التجائے مسافر قبول ہو جائے بانگ درا، التجائے مسافر ص ۹۶) پیر رومی اُن کے رفیق راہ ہیں۔(جاوید نامہ، خطاب بہ جاوید ص ۲۰۸) عشق رسالت مآب میں وارفتگی۔حیات النبی، علم غیب، استمداد اور توسل

ایسے وہابیت مخالف مضامین اقبالیات میں بکثرت ملتے ہیں بہر طور اچھوں اور بروں میں فرق قائم رکھنا ہی متوازن فکر کی علامت اور صحت مند طرز عمل کا ضامن ہے۔ اقبال کے ہاں یہی کچھ ہے۔

۱۷) القصص آیت نمبر ۷۷

۱۸) حرم رسوا ہوا پیر حرم کی کم نگاہی سے جوانانِ تتاری کس قدر صاحب نظر نکلے

(بانگ درا، طلوع اسلام ص ۲۷۲ طباعت اول ستمبر ۱۹۲۴ء)

۱۹) تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص ۱۴۹ تا ۱۵۰

۲۰) الحجرات آیت نمبر ۱۳

۲۱) دانائے راز نے عالم اسلام کی خیر خواہی میں مسلمانوں میں ابھرنے والی ہر قیادت کی سرگرمیوں کو حسن ظن سے دیکھا۔ اسی طرح انہوں نے ابتداً اتاترک مصطفیٰ کمال پاشا (وفات ۱۹۳۸) اور ایران کے رضا شاہ کبیر سے ملتِ اسلامیہ کی جرأت مندانہ قیادت کیلئے اُمید وابستہ کرلی مگر یہ خوش گمانی زیادہ دیر نہ رہ سکی

نہ مصطفیٰ نہ رضا شاہ میں ہے نمود اس کی کہ روح مشرق بدن کی تلاش میں ہے ابھی

(ضرب کلیم، مشرق طباعت اول جولائی ۱۹۳۶ء)

۲۲) نہرو نے دوسری باتوں کے علاوہ لکھا تھا "مجھے طویل عرصہ سے ایک مبہم قسم کا خیال رہا ہے کہ وہ (آغا خان) بمشکل صحیح العقیدہ مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے اُن کے اس بالکل حیران کن انداز کی تعریف کی ہے جس میں انہوں نے گھل مل جانے کا اہتمام کیا ہے اور باوقار طریقے سے اپنی شخصیت میں نہایت متضاد صفات اُٹھائے پھرتے ہیں اور اُن کو نا کوں سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں جو باہم مخالفانہ اور نا قابل مصالحت نظر آتی ہیں۔ (ماڈرن ریویو کلکتہ نومبر ۱۹۳۵ء ص ۵۰۵)

۲۳) گویا اسلام اور احمدیت کے زیر عنوان مضمون مارچ ۱۹۳۶ء میں لکھا گیا

۲۴) جواہر لال نہرو کی کتاب "پرانے خطوط کا گلدستہ" لندن ۱۹۶۰ء ص ۱۸۷ تا ۱۸۸ دوبارہ پیش کیے گئے۔

۲۵) اقبال کے خطوط میں تحریف کے عنوان سے ۶ مئی ۲۰۰۰ء کے روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی میں یہ افسوسناک اطلاع چھپی کہ لاہور کے ایک اشاعتی ادارہ فکشن ہاؤس نے جدوجہد آزادی پر ایک نظر کے عنوان سے پنڈت جواہر لال نہرو کی کتاب کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے جس میں ملک اشفاق نے علامہ اقبال کے اس جملے کہ احمدی اسلام اور انڈیا دونوں کے غدار ہیں میں تحریف کر کے یوں کر دیا کہ احمدیوں اور مسلمانوں میں زیادہ اختلاف نہیں اور نہ ہی احمدی

ہندوستان کے لیے دہشت گرد ہیں نیز یہ کہ مترجم مذکور نے اس خط کے چند اہم حصے جن میں قادیانیت کے بارے میں علامہ کے عقائد کی صحیح ترجمانی ہوتی ہے حذف کر دیئے ہیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

کلام اقبال میں ذکر ختم نبوت و ردّ قادیانیت

پروفیسر محمد یوسف صابر

دین فطرت از نبی آموختیم — در رہ حق مشعلے افروختیم
ایں گہر از بحر بے پایاں اوست — ما کہ یکجا نیم از احسانِ اوست
تا نہ ایں وحدت ز دست ما رود — ہستی ما با ابد ہمدم شود
پس خدا بر ما شریعت ختم کرد — بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را — او رسل را ختم و ما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گذاشت — داد ما را آخریں جامے کہ داشت
لا نبی بعدی ز احسانِ خدا ست — پردۂ ناموسِ دین مصطفےٰ است
قوم ما سرمایہ قوت ازو — حفظ سر وحدت ملت ازو
حق تعالیٰ نقشِ ہر دعویٰ شکست — تا ابد اسلام را شیرازہ بست

دل ز غیر اللہ مسلماں برکند
نعرہ لا قوم بعدی می زند

اسرار خودی ص ۱۰۲ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور ۱۹۷۵ء

(جہاد) ضرب کلیم ص ۲۸

WWW.NAFSEISLAM.COM

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم نہیں کیا؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اُس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر

(ہندی اسلام) ضرب کلیم ص۳۴

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خداداد
ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

(الہام اور آزادی) ضرب کلیم ص۴۸

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گرِ اقوام ہے وہ صورتِ چنگیز

(نبوت) ضرب کلیم ص۴۹

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے
غبار راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

بال جبریل ص ۴۲

بے خبر تو جوہر آئینہ ایام ہے تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

بانگ درا ص ۱۵۹

۱۹۰۲ء میں انجمن حیات اسلام کے جلسے میں پڑھی گئی ایک نظم بحوالہ مفکر پاکستان ص ۲۴۱ محمد حنیف شاہد

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک بزم را روشن نہ نور شمع عرفاں کردہ ای

اقبال اور قادیانیت ص ۹۶ شائع کردہ شورش کاشمیری

ختم نبوت ضروری

اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی لہذا اس کا خاتمہ ضروری ہوگیا۔

تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ ص ۱۹۳ بزم اقبال لاہور ۱۹۵۸ء

۱۰ جون ۱۹۳۵ء کو اخبار اسٹیسمین کو ایک خط:

اسلام ایک دینی جماعت ہے جس کے حدود مقرر ہیں یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لیے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں۔ مثلاً! خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انھیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ (حرف اقبال ص ۱۱۷)

اقبال کا عقیدہ:

۱۴ جنوری ۱۹۲۳ء کو خان نیاز الدین خاں کے نام ایک خط لکھتے ہیں!

[[میرا عقیدہ ہے کہ نبی کریم زندہ ہیں اور اس زمانے کے لوگ بھی اسی طرح مستفیض ہو سکتے ہیں جس طرح صحابہ ہوا کرتے تھے لیکن اس زمانے میں تو اس قسم کے عقائد کا اظہار بھی اکثر دماغوں کو ناگوار ہوگا۔ اس واسطے خاموش رہتا ہوں]]۔ (اقبال نامہ حصہ دوم ص ۲۳۱ مرتبہ شیخ عطاء اللہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور)

اسلامی وحدت کے لیے خطرہ:

مسلمان ان تحریکوں کے معاملہ میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لیے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بنائی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ

رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت سے ہی استوار ہوتی ہے۔ (مضمون قادیانی اور جمہور مسلمان حرف اقبال ص ۱۰۴ مرتبہ لطیف احمد خاں شیروانی ناشر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد)

اصل میں دونوں ایک ہیں:

قادیاں اور دیوبند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار جسے عرف عام میں وہابیت کہا جاتا ہے۔ (اقبال کے حضور حرف اقبال ص ۲۶۱ مرتبہ سید نذیر نیازی طبع اول ۱۹۷۱ء اقبال اکادمی کراچی)

قادیانی افکار کا تتبع:

حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین احمد یا ان کے دیگر ہم خیالوں کے افکار میں نظریہ وطنیت ایک معنی میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو قادیانی افکار میں انکار خاتمیت کا۔ (جغرافیائی حدود اور مسلمان مقالہ، مقالات اقبال ص ۲۷۸ مرتبہ سید عبدالواحد معینی محمد عبداللہ قریشی ناشر آئینہ ادب چوک مینار انارکلی لاہور)

روس نے بابی مذہب کو روا رکھا اور بابیوں کو اجازت دی کہ وہ اپنا پہلا تبلیغی مرکز اشک آباد میں قائم کریں۔ انگلستان نے بھی احمدیوں کے ساتھ رواداری برتی اور ان کو اپنا پہلا تبلیغی مرکز ووکنگ میں قائم کرنے کی اجازت دی۔

اقبال احمدیوں کی محفل میں:

سیالکوٹ کی ایک مسجد میں مرزا صاحب دعوائے مسیحیت کے ابتدائی ایام میں صبح صبح اپنے عقیدت مندوں کے حلقہ میں تازہ الہامات سنایا کرتے تھے ایک روز مجھے جو دل لگی سوجھی تو میں بھی وہاں جا پہنچا اور کہا کہ مجھے بھی الہامات ہوئے ہیں میں عربی کے چند جملے جن میں احمدیوں اور ان کے مذہب کی بابت مزاحیہ رنگ میں نوک جھونک تھی سنائے جس سے وہ طائفہ سخت برہم ہوا اور مجھے بھاگنا پڑا۔ (ملفوظات اقبال ص ۲۹۷، مفکر پاکستان ص ۳۱۹)

دونوں پریشان:

میں نے قادیانیت کے متعلق جو بیان دیا تھا (جس میں ایک مذہبی نظریہ کی محض جدید اصول کے مطابق تشریح کی گئی تھی) اس سے پنڈت جی اور قادیانی دونوں پریشان ہیں۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف وجوہ کی بنا پر دونوں اپنے دل میں مسلمانان ہند کے مذہبی اور سیاسی استحکام کو پسند نہیں کرتے۔ (پنڈت نہرو کے سوالات کا جواب حرف اقبال ص ۱۲۰)

قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے:

میری رائے میں حکومت کے لیے بہترین طریق کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے۔(حرف اقبال ص ۱۰۹)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

عقیدہ ختم نبوت اور علامہ اقبال

ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری

یہ بات طے ہے کہ قرآن حکیم نے عقیدہ ختم نبوت کو بڑی وضاحت وصراحت سے بیان کیا ہے اور یہ بھی کہ حضرت اقبال کو قرآن پاک سے حد درجے کا شغف اور حضور ختمی مرتبت صاحب قرآن ﷺ سے انتہا درجے کا عشق تھا اس لیے یہ بات وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتی کہ وہ قرآنی عقیدے کا انکار کرنے والے اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی قصر نبوت میں نقب لگانے والے کسی جھوٹے مدعی نبوت کے طرفدار ہوسکتے ہیں۔ اسلامی طرز زندگی کی بنیاد اقبال کے نزدیک قرآن حکیم ہے۔

؎ گر تو می خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جذ بہ قرآں زیستن

یہی وجہ ہے کہ وہ بچپن سے لے کر تا دم آخریں تلاوت قرآن کے ذوق لازوال سے سرشار رہے۔ اور قرآن حکیم کے اسرار ورموز پر تدبر وتفکر کا ذوق بھی انہیں اپنے والد گرامی شیخ نور محمد سے ورثے میں ملا تھا۔ جنہوں نے بچپن ہی میں اقبال کو سمجھا دیا تھا کہ قرآن کو اس طرح پڑھا کرو کہ گویا یہ ابھی نازل ہوا ہے۔ اور پھر انکی تلاوت قرآن اور تدبر قرآن کا یہ عالم تھا کہ ساری عمر انکی یہ عادت نہ گئی۔ حتیٰ کہ آخری عمر میں جب انکے گلے نے کام چھوڑ دیا تو وہ روزانہ کسی دوسرے شخص کو بلوا کر اس سے تلاوت قرآن سنتے تھے۔ اور اس پر اقبال کے سوانح نگار متفق ہیں کہ اقبال اپنے مطالعہ قرآن کے نوٹس لیتے رہتے تھے اور آخری عمر میں انکی خواہش اور تمنا تھی کہ وہ جدید پیرائے میں قرآن کریم کی کوئی تفسیر لکھ سکتے۔ اور یہ بات انکے اشعار پڑھ کر بھی محسوس کی جاسکتی ہے کہ وہ فکر قرآن کا کس قدر گہرا ادراک رکھتے تھے۔ ان کے سارے کلام میں جابجا ایسے اشعار ملتے ہیں جن کے مضامین بلکہ بعض جگہ الفاظ بھی قرآن حکیم سے مستعار لیے گئے ہیں۔ اگر عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے بھی کلام اقبال کا جائزہ لیا جائے تو کئی ایک شعر انکے عقیدے اور نکتہ نظر کی صاف وضاحت کرتے ہیں۔

ضرب کلیم میں ھندی مسلمان کے عنوان سے ایک نظم ہے

غدار وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن | انگریز سمجھتا ہے مسلماں کو گداگر
پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت | کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

دوسرے شعر کی تشریح میں مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں ''اس شعر میں اشارہ اس عقیدے کی طرف ہے جو قادیانیوں سے منسوب ہے کہ جو شخص مرزا غلام احمد کو نبی نہ مانے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔''

جہاد کے عنوان سے ایک نظم کے یہ اشعار ملاحظہ ہوں!

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے | دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں | مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود و بے اثر

غلام رسول مہر نے ان کی شرح میں لکھا!

''شیخ نے فتویٰ دے دیا ہے کہ اب قلم کا زمانہ آگیا ہے اور دنیا میں تلوار نام کی چیز نہیں رہی لہذا اسے چھوڑ دینا چاہیے اور صرف قلم سے کام لے کر اسلام کی خوبیاں بیان کرنی چاہیے۔'' اس مضمون کے فتوے یا اعلانات مختلف لوگوں کی طرف سے کیے گئے جن میں قادیانی حضرات بھی تھے اور بعض اور لوگ بھی وہ سب انگریزوں کے طرف دار تھے۔''

بہتر ہوتا اگر مہر صاحب دوسرے لوگوں کی نشاندہی کر دیتے۔ سکھوں کے خلاف جہاد کی بناء پر شاہ اسماعیل دہلوی اور سید احمد کو تحریک آزادی کے ہیرو قرار دیا جاتا ہے۔ سید صاحب کی سوانح عمری ''حیات طیبہ'' کے مصنف مرزا حیرت دہلوی نے اس کتاب میں لکھا کہ!

''حضرت شاہ اسماعیل دہلوی کلکتہ میں جہاد کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے ،موضوع تقریر سکھوں کے مظالم ٹھہرے ان سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے ؟ آپ نے جواب دیا'' ان سے جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے، ایک تو ہم انکی رعیت میں، دوسرے ہمارے مذہبی ارکان ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ،ہمیں انکی حکومت میں ہر طرح کی آزادی حاصل ہے۔ بلکہ اگر ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔''

ان جملہ ہائے معترضہ کے بعد اصل مجرم مرزا قادیانی کا فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں!

(۱)'' آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اسکے بعد جو دین کیلئے تلوار اٹھاتا ہے اور غازی نام رکھ کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔''(اشتہار چندہ منارۃ المسیح ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

(۲) آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے۔ کیونکہ مسیح آچکا خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اسکو بننا پڑتا ہے۔ (گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ صفحہ نمبر :۷)

اسی ضمن میں مرزا کے یہ اشعار بھی اسکے منکر جہاد ہونے پر دال ہیں۔

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کیلئے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۳۹)

یقیناً اسی لیے اقبال نے مرزا اور ہمنواؤں کی گوشمالی کی اور آخر میں سرکار برطانیہ کے ذلہ خواروں سے سوال کیا کہ

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی شر ہے
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ یورپ سے درگزر
(ضرب کلیم)

نظم ہندی اسلام

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

یعنی قوم صرف افکار و نظریات میں اتحاد و یکسانیت کی بنیاد پر ہی زندہ رہ سکتی ہے۔ جو قوم فکری انتشار کا شکار ہو جائے وہ اپنا وجود کھو دیتی ہے۔ اور جو الہام قوم کی یکجہتی اور اتحاد کو فنا کرے وہ الہام بھی الہام نہیں بلکہ الحاد ہے۔

امامت

فتنہ ملت بیضا ہے امامت اس کی
جو مسلمان کو سلاطین کا پرستار کرے
(ضرب کلیم)

یعنی جو مدعی امامت و قیامت مسلمانوں کو بادشاہوں کا پجاری بنائے اسکی امامت قوم کیلئے فائدے کی بجائے فتنہ و آزمائش کا باعث ہوتی ہے۔اور ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے پوری کوشش کی کہ مسلمانان ہند کو سلطنت برطانیہ کا پرستار بنایا جائے۔ملاحظہ ہو!

''چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کے لیے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اس لیے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ نہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل بد ارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکرگزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں۔''(اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ مندرجہ تبلیغ رسالت،جلد سوئم،صفحہ نمبر:۱۹۳)

نبوت

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں نہ عارف، نہ مجدد، نہ محدث، نہ فقیہہ
مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام

ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر
فاش ہے مجھ پہ ضمیر فلک نیلی فام

عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے
یہ حقیقت کہ ہے روشن صفت ماہ تمام

وہ نبوت ہے مسلماں کے لیے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

(ضرب کلیم)

اس نظم کے آخری شعر میں بھی مرزا کی منکر جہاد نبوت کا تذکرہ ہے۔ یعنی ایسی خود ساختہ نبوت جو مسلمانوں کیلئے قوت و شوکت کی بجائے بے چارگی اور بے بسی کی پیامبر ہو اسے نبوت نہیں بھنگ کی پتی سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ بھنگ پی کر انسان بے ہوش ہو جاتا ہے اور اسکے اعضا ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ اس لیے جو قیادت جھوٹی نبوت کے نام پر مسلمانوں پر مردہ دلی طاری کر رہی ہے وہ نبوت نہیں برگ حشیش ہے۔

اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے:

اس عنوان سے اقبال نے ایک نظم ۱۹۰۲ء میں انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں پڑھی۔ اس کے نویں بند کا مندرجہ ذیل شعر علامہ اقبال کے عقیدہ ختم نبوت کا اظہار کرتا ہے۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ ای

اقبال بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ کے بعد اگر کوئی بد بخت کسی بھی مفہوم میں نبوت کا دعویٰ کرتا ہے وہ شرک فی النبوت کا مرتکب ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ نے معرفت و عرفان کی شمع روشن کر کے بزم جہاں میں روشنیاں اور اجالے بکھیر دیئے ہیں تو اب بھلا کسی اور نبی کی گنجائش کہاں رہتی ہے۔

ضرب کلیم کی طرح رموز بے خودی میں بھی علامہ اقبال ارکان اساسی ملیہ اسلامیہ کے رکن اول توحید کے بعد رکن دوم رسالت کی وضاحت کرتے ہیں اور اس میں جہاں رسالت مآب ختم المرسلین علیہ السلام کی عظمت ومحبت کا ذکر کرتے ہوئے انہیں مرکز ملت قرار دیتے ہیں۔ وہیں پر اس عقیدے کا بھی اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالی نے قوم مسلم پر اپنی شریعت کا اور ہمارے رسول گرامی علیہ الصلوۃ و التسلیم کی ذات بابرکات پر رسالت کا اختتام فرمادیا ہے۔ اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے۔

حق تعالی پیکر ما آفرید ازرسالت درتن ما جاں دمید

حرف بے صوت اندریں عالم بدیم از رسالت مصرع موزوں شدیم

از رسالت در جہاں تکوین ما از رسالت دین ما آئین ما

از رسالت صد ہزار ما یک است جزو ما از جزو مالا ینفک است

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہمارا یعنی امت مسلمہ کا پیکر تخلیق فرمایا اور پھر رسالت سے اس بدن میں جان پھونکی۔ ہم تو اس دنیا میں ایسے الفاظ تھے جنکی کوئی آواز نہ تھی۔ اور پھر رسالت نے بے ربط لفظوں کو موزوں مصرع کی لڑی میں پرو دیا۔ رسالت ہی سے اس جہان میں ہمارا وجود ہے اور رسالت ہی سے ہمارا دین اور ہمارا آئین ہے۔ رسالت ہی سے ہم لاکھوں ہونے کے باوجود ایک ہیں، اسی کی بدولت ہمارا ایک جزو دوسرے جزو کا جزو لاینفک ہے۔ ان اشعار میں رسالت محمدیہ کو وحدت ملت اسلامیہ کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ جبکہ مرزائی نبوت نے اس وحدت کو پارہ پارہ کردیا۔

آں کہ شان اوست یھدی من ترید — از رسالت حلقہ گرد ما کشید
حلقۂ ملت محیط افزاستے — مرکز او وادی بطحا ستے
ماز حکم نسبت او ملتیم — اہل عالم را پیام رحمتیم
ازمیان بحر او خیزیم ما — مثل موج از ہم نمی ریزیم ما

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے۔ اس نے رسالت کی صورت ہمارے گرد دائرہ کھینچ دیا ہے۔ یعنی جو اس دائرے کے اندر آ گیا، ہدایت پا گیا۔ دائرہ ملت جس کا مرکز وادیٔ بطحا ہے، ہر دم وسعت پذیر ہے۔ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی نسبت سے ایک ملت ہیں اور جہان والوں کے لیے رحمت کا پیغام ہیں۔ ہم رسالت کے سمندر سے اٹھے ہیں اور موج کی طرح ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتے۔

ان اشعار میں بھی ذات رسول ﷺ ہی کو مرکز ملت قرار دیا گیا ہے۔

امتش در حرز دیوار حرم — نعرہ زن مانند شیران دراجم
معنی حرفم کنی تحقیق اگر — بنگری با دیدۂ صدیق اگر
قوت قلب وجگر گردد نبی — از خدا محبوب تر گردد نبی

ترجمہ: حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت دیوار حرم کی پناہ میں ہے۔ اور اس طرح نعرہ زن ہے جس طرح جنگل میں شیر۔ اگر تو میری بات کی تحقیق کرے اور اگر تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی آنکھ سے دیکھے تو نبی کریم ﷺ قلب وجگر کی قوت بن جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محبوب بن جاتے ہیں۔

ان اشعار میں بھی ذات رسالت مآب ﷺ کو حصار امت قرار دیا گیا ہے۔ یعنی رسول رحمت ﷺ نے اپنی امت کو حرم کے حصار میں بٹھا دیا ہے، جس طرح شیر اپنے بچوں کو جنگل میں بحفاظت بٹھا

دیتا ہے۔اور اگر تو غور و فکر کرے تو یقیناً اس نتیجے پر پہنچے گا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات انسان کے قلب و جان کی قوت بن جاتی ہے اور پھر ایسا مرحلہ آتا ہے کہ ذات نبی ﷺ ذات خدا جل وعلا سے بھی محبوب نظر آنے لگتی ہے۔

غور طلب امر یہ ہے کہ اقبال جب از خدا محبوب تر گر د نبوت کے کس طرح حامی ہو سکتے ہیں جو نہ صرف رسول اکرم ﷺ کے کمالات وصفات میں شرکت کا دعویدار ہو بلکہ ان سے بڑھ جانے کا احمقانہ اعلان بھی کرتا ہو۔مرزا کی بہت سی لغویات میں سے نمونے کے طور پر درج ذیل اشعار پر غور فرمائیں۔

احمد آخر زماں است — آخریں جام ہمیں جام است

ترجمہ: میرا نام احمد آخر زماں ہے اور میرا جام ہی سے آخری جام ہے۔

درثمین (مرزا کا منظوم مجموعہ)

پھر کہتا ہے!

انبیاء گرچہ بودہ اندبسے — من بعرفاں نہ کمترم ز کسے

آدم نیز احمد مختار — در برم جامۂ ہمہ ابرار

ترجمہ: میں عرفاں و معرفت میں کسی بھی نبی سے کمتر نہیں۔ میں ہی آدم ہوں، میں ہی احمد مختار ہوں۔ میں نے تمام ابرار کا لباس پہنا ہوا ہے۔(نزول المسیح، از مرزا قادیانی)

''اخبار پیغام صلح'' میں تو کسی اکمل نامی خبیث نے یوں ہرزہ سرائی کی!

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

قارئین اندازہ فرمائیں کیا ایسے جھوٹے مدعی نبوت اور اسکے تعلی باز پیروکاروں کی اقبال جیسا عاشق رسول حمایت کر سکتا ہے؟ جس کا عقیدہ ہو۔

قوت قلب وجگر گردد نبی
از خدا محبوب تر گردد نبی

از رسالت ہم نوا گشتیم ما
ہم نفس ہم مدعا گشتیم ما

کثرت ہم مدعا وحدت شود
پختہ چوں وحدت شود ملت شود

زندہ ہر کثرت زبند وحدت است
وحدت مسلم ز دین فطرت است

ترجمہ: اقبال مزید فرماتے ہیں کہ رسالت نے ہمیں ہم نوا اور ہم آہنگ کیا ہے۔ رسالت ہی کی برکت سے ہم ایک دوسرے کے ساتھی، رفیق اور ہمدرد بنے۔ اسی کی برکت سے ہم سب کا نصب العین ایک ہوگیا۔ جب ایک مدعا ایک مقصد اور ایک نصب العین والے اکھٹے ہوجاتے ہیں تو ان میں ایک وحدت آجاتی ہے۔ یہی وحدت پختہ اور پائیدار ہوجاتی ہے تو ملت کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ہر کثرت وحدت کے بندھن ہی کی وجہ سے زندہ ہوتی ہے اور مسلمانوں کی وحدت دین فطرت اسلام کی وجہ سے ہے۔

دین فطرت از نبی آموختیم
در رہ حق مشعلے افروختیم

ایں گہر از بحر بے پایان اوست
ما کہ یکجا نیم از احسان اوست

تا نہ ایں وحدت زدست ما رود
ہستی ما با ابد ہمدم شود

ترجمہ وتشریح: دین فطرت ہم نے نبی اکرم ﷺ سے سیکھا اور پھر راہ خدا میں مشعل روشن کردی۔ یہ دین فطرت بھی حضور رحمت ﷺ کے بے پایاں سمندر سے نکلا ہوا ایک موتی ہے اور ہم جو یکجان ہوتے ہیں تو یہ بھی حضور ﷺ کا احسان ہے۔ جب تک ہمارے ہاتھ سے یہ وحدت کا رشتہ نہیں چھوٹے گا ہمارا وجود بحیثیت ملت ابدالآباد تک باقی رہے گا۔

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را اُو رُسل را ختم و ما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گزاشت داد ما را آخریں جامے کہ داشت

ترجمہ وتشریح: پس خدا نے اپنی شریعت ہم پر ختم کردی اور ہمارے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پر رسالت ختم فرمادی۔ اب بزم جہاں کی رونق ہمارے ہی دم قدم سے رہے گی۔ ہمارے رسول ختم الرسول اور ہم قوموں کے خاتم ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساقی گری کی خدمت ہمارے سپرد فرمادی ہے۔ اور اہل جہاں کو فلاح وہدایت کا جو آخری جام وہ عطا کرنا چاہتا تھا وہ اس نے ہمیں عطا کردیا ہے۔

لا نبی بعدی ز احسانِ خدا است پردۂ ناموس دین مصطفٰے است
قوم را سرمایۂ قوت ازو حفظ سِرّ وحدت ملت ازو
حق تعالٰی نقش ہر دعوٰی شکست تا ابد اسلام را شیرازہ بست
دل ز غیر اللہ مسلماں مرکند نعرہ لا قوم بعدی می زند

ترجمہ وتشریح: پہلے شعر میں حضرت اقبال حدیث رسول ﷺ سے تلمیح لائے ہیں۔ "لا نبی بعدی" میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حدیث رسول ﷺ ہے اقبال کہتے ہیں کہ! لا نبی بعدی ہمارے حق میں اللہ کا احسان ہے۔ اور ناموس دین مصطفٰے ﷺ کا تحفظ اسی سے ہے۔ یہی تصور ملت اسلامیہ کے لیے سرمایہ قوت اور وحدت ملت کے راز کی حفاظت بھی اسی سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے (حضور سرکار دو عالم ﷺ کی ختم نبوت کے ذریعے) تا ابد اسلام کی شیرازہ بندی فرما کر (ہر نئے اور پرانے دین کے) دعوائے (سربلندی) کا نقش مٹادیا۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اور حضور خاتم النبیین ﷺ کا عشق مسلمان کے دل

میں سما جاتا ہے تو پھر مسلمان اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل توکل کر لیتا ہے اور غیر اللہ سے دل اٹھا لیتا ہے اور میرے بعد کوئی قوم نہیں ہے کا نعرہ مستانہ بلند کرتا ہے۔

قارئین کرام! اب تک آپ نے حضرت اقبال کی شاعری میں عقیدہ ختم نبوت کے بیان و اظہار سے آگاہی حاصل کی۔ صرف شاعری پر موقوف نہیں انھوں نے نثر میں بھی عقیدہ ختم نبوت پر دلائل فراہم کیے ہیں۔ اور نثر میں انکی شہرہ آفاق تصنیف ''تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ'' مجموعہ خطبات ہے۔ یہ خطبات انگریزی زبان میں دیے گئے تھے اور ان کا ترجمہ سید نذیر نیازی نے اقبال ہی کے کہنے پر کیا تھا۔ اس میں پانچواں خطبہ ''اسلامی ثقافت کی روح'' کے عنوان سے ہے۔ اس میں بھی انھوں نے عقیدہ ختم نبوت کو فلسفہ اور تعقل کی روشنی میں بڑی شدومد سے ثابت کیا ہے۔ اقتباس ملاحظہ ہو!

WWW.NAFSEISLAM.COM

''اس لحاظ سے دیکھا جائے تو یوں نظر آئے گا جیسے پیغمبر اسلام کی ذات گرامی کی حیثیت دنیائے قدیم اور جدید کے درمیان ایک واسطہ کی ہے۔ باعتبار اپنے سرچشمۂ وحی کے آپ ﷺ کا تعلق دنیائے قدیم سے ہے لیکن بہ اعتبار اس کی روح کے آپ ﷺ کا تعلق دنیائے جدید سے ہے۔ یہ آپ ﷺ کا ہی وجود ہے کہ زندگی پر علم و حکمت کے وہ تازہ سرچشمے منکشف ہوئے جو اس کے آئندہ رخ کے عین مطابق تھے۔ لہٰذا اسلام کا ظہور جیسا کہ آگے چل کر خاطر خواہ طریق پر ثابت کر دیا جائے گا۔ استقرائی عقل کا ظہور ہے۔ اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی، لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا۔ اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا، اس کے شعور ذات کی تکمیل ہو گی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا، یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا، یا بار بار عقل اور تجربے پر زور دیا، یا عالم فطرت اور عالم تاریخ کو علم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لیے کہ ان سب کے اندر یہی نکتہ مضمر ہے۔ کیونکہ یہ سب تصور خاتمیت کے مختلف پہلو ہیں۔ لیکن یہ غلط فہمی نہ ہو کہ حیات انسانی اب وارداتِ باطن سے جو باعتبار انبیاء کے احوال و واردات سے مختلف نہیں، ہمیشہ کے لئے محروم ہو چکی ہے۔ قرآن مجید نے ''آفاق و انفس'' دونوں کو علم کا ذریعہ ٹھہرایا ہے۔

اور اسکا ارشاد ہے کہ آیات الٰہیہ کا ظہور محسوسات و مدرکات میں، خواہ ان کا تعلق خارج کی

دنیا سے ہو یا داخل کی، ہر کہیں ہو رہا ہے۔ لہٰذہ ہمیں چاہیے اسکے ہر پہلو کی قدر و قیمت کا کما حقہٗ اندازہ کریں اور دیکھیں کہ اس سے حصول علم میں کہاں تک مدد مل سکتی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ تصور خاتمیت سے یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہیے کہ زندگی میں اب صرف عقل ہی کا عمل دخل ہے۔ جذبات کے لیے اس میں کوئی جگہ نہیں۔ یہ بات نہ کبھی ہو سکتی ہے نہ ہی ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ وارداتِ باطن کی کوئی شکل بھی ہو ہمیں بہر حال حق پہنچتا ہے کہ عقل و فکر سے کام لیتے ہوئے اس پر آزادی سے تنقید کریں۔ اسلیے کہ اگر ہم نے ختم نبوت کو مان لیا تو گویا عقیدۃً یہ بھی مان لیا کہ اب کسی شخص کو اس دعوے کا حق نہیں پہنچتا کہ اس کے علم کا تعلق چونکہ کسی مافوق الفطرت سر چشمے سے ہے لہٰذا ہمیں اس کی اطاعت لازم آتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو خاتمیت کا تصور ایک طرح کی نفسیاتی قوت ہے جس سے اس قسم کے دعوؤں کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔"

خطبات کے اس طویل اقتباس میں اگر خط کشیدہ الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ حضرت اقبال کے ہاں عقیدہ ختم نبوت نہ صرف اسلام کا اساسی عقیدہ ہے بلکہ عقل و شعور کے اعتبار سے اب کسی نبی کا آنا ناممکن و محال ہے۔ اقبال چونکہ کسی تازہ نبوت کے امکان ہی کے قائل نہیں اس لیے انھوں نے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا قاسم نانوتوی کے اس نکتہ نظر کو بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جس میں کہا گیا تھا کہ!"

اگر بالفرض حضور ﷺ کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو آپ ﷺ کی خاتمیت پر فرق نہیں پڑتا"۔

اپنی تصنیف "تحذیر الناس" میں بانی دارالعلوم نے یہ بھی لکھ رکھا ہے کہ!

''انبیاء اگر امتیوں سے افضل ہوتے ہیں تو علم میں ہی ہوتے ہیں، جہاں تک عمل کا تعلق ہے اس میں امتی ان کے برابر بھی ہو سکتے ہیں اور بعض اوقات بڑھ بھی جاتے ہیں''۔

اسی فکر کو بنیاد بناتے ہوئے مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میرے نبی ہونے سے نبی اکرم ﷺ کی خاتمیت پر کوئی فرق نہیں پڑتا اور پھر اس نے یہ جسارت بھی کی کہ اس کو حضور ﷺ پر جزوی فضیلت حاصل ہے۔ حضرت اقبال اس کو برداشت نہیں کر سکے اور انھوں نے علامہ سید سلیمان ندوی کو ایک خط لکھ کر استفسار کیا کہ!

''کیا کوئی شخص جزوی طور پر رسالت مآب ﷺ سے افضل ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص جو اسلام کا مدعی ہے یہ کہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو حضور رسالت مآب ﷺ پر جزوی فضیلت حاصل ہے اس واسطے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ایک زیادہ متمدن زمانہ میں پیدا ہوئے تو کیا ایسا شخص توہین رسالت کے جرم کا مرتکب ہے؟'' بالفاظ دیگر اگر توہین رسول جرم قابل تعزیر ہے تو عقیدہ مذکور توہین رسول کی حد میں آتا ہے یا نہیں؟'' (مکاتیب اقبال مرتبہ شیخ عطاءاللہ)

علامہ ندوی کا تعلق بھی چونکہ مولانا نانوتوی ہی کے فکری قبیلے سے تھا اس لیے انھوں نے اقبال کو جواب دیا کہ!

''حضور ﷺ پر کسی کو جزوی فضیلت ہونا جائز ہے اور ایسا کہنا نہ کفر ہے اور نہ توہین نبی کا باعث۔ البتہ مقتضائے محبت کے خلاف ہے''۔ (اقبال اور قادیانی نعیم آسی: بحوالہ سازشوں کا دیباچہ از راجہ محمد کمال)

حضرت اقبال نے علامہ ندوی کے نکتہ نظر کو کبھی تسلیم نہیں کیا اس لیے ”انوار اقبال“ کے مصنف بشیر احمد ڈار کے مطابق انھوں نے اپنے نقطۂ نظر کا اظہار یوں فرمایا!

”ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزا نبوت کے موجود ہیں، یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کافر ہے اور واجب القتل ہے۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا حالانکہ (ابی جعفر محمد بن جریر) طبری لکھتا ہے کہ وہ رسالت مآب ﷺ کی نبوت کا مصدق تھا اور اس کی اذان میں حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق تھی“۔ (انوار اقبال از بشیر احمد ڈار)

(علامہ اقبال اور قادیانیت)

حکیم الامت شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال ان رجال کار میں سے ہیں جو صدیوں کے بعد پیدا ہوتے ہیں اور اپنے علم و عمل اور تعلیمات سے انسانیت کی ایسی خدمت کرتے ہیں کہ انکے فکر و فلسفہ کا فیضان عملی ان کے بعد بھی صدیوں تک جاری رہتا ہے۔ ایسی ہی شخصیات کے لیے اقبال کہتا ہے!

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

یقیناً حضرت اقبال خود بھی ایسے ہی دیدہ ور تھے جن سے اہل جہاں صدیوں تک اخذ فیض کرتے رہیں گے۔ ایسی شخصیات کے ساتھ ایک المیہ یہ رونما ہوتا ہے کہ ایک طرف وہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کے قلب و روح کو متاثر کرتے ہیں اور ان کے محبوب بن جاتے ہیں اور دوسری طرف قلیل تعداد میں انکے حاسدین اور ناقدین بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جو موقع بے موقع حیلے بہانے سے کثیر خلق کی ممدوح شخصیات کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں۔ علامہ اقبال کے خلاف قلیل سے بھی قلیل تر تعداد میں کچھ لوگ ہیں جو وقتاً فوقتاً اپنے خبث باطن کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ویسے بھی ہمارے عہد میں فکری باشتیوں نے تعصب

کے کدال اور حسد کے پھاوڑے لے کر اکابر شکنی کی مہم شروع کر رکھی ہے۔اس سے نہ تو ان فکری باشتیوں کے قد میں اضافہ ہوتا ہے اور نہ ہی ان کوہ گراں جیسی عظیم شخصیات کی عزت و عظمت کا کوئی کنگرہ ٹوٹتا ہے۔ البتہ عوام کے دل و دماغ میں تشکیک کے کانٹے چبھ جاتے ہیں۔ بہت سی باتیں غلط العام ہو جاتی ہیں۔ جن پر کوئی یقین بھی نہیں کرتا مگر محفلوں میں کبھی تفنن طبع کے لیے اور کبھی اپنی جھوٹی علمیت ظاہر کرنے کے لیے دھرایا جاتا ہے۔اسی طرح بے سروپا باتیں حضرت اقبال کے متعلق بھی سینہ گزٹ کے طور بھی کہی جاتی رہی ہیں۔وہ شراب پیتے تھے، گانا سننے جاتے تھے، انھوں نے قتل کر دیا تھا۔اسی طرح آجکل ایک غلط فہمی کی ایک اور گردیوں اڑائی جارہی ہے کہ وہ مرزائی تھے یا مرزائیوں سے انکا کوئی تعلق تھا۔پہلے وہ قادیانی تھے پھر سیاسی وجوہات کی بنا پر ان سے الگ ہو گئے۔پہلے جو اتہامات ہیں انکا تو کوئی سر پیر ہی نہیں ہے وہ ہستی جس کی زندگی کی راتیں کبھی سوز ساز رومی اور کبھی پیچ و تاب رازی میں گزری ہوں۔خاک مدینہ و نجف جسکی آنکھ کا سرمہ ہو اور دانش فرنگ کا جلوہ بھی جسے خیرہ نہ کر سکا ہو، جو تصور ہی تصور میں ہمہ وقت مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی طرف محو سفر رہتا رہا ہو

بایں پیری رہ بطحا گرفتم — نواخواں از سرور عاشقانہ
چو آں مرغے کی در صحرا سر شام — کشاید پر ر فکر آشیانہ

اور کبھی اس سے بھی آگے بڑھ کر وہ بارگاہ رسالتماب ﷺ میں عرض گزار رہا ہو

تو فرمودی رہ بطحا گرفتیم — وگرنہ جز تو ما را منزل نیست

رسول رحمت ﷺ کا نام نامی آتے ہی جس پر گریہ طاری ہو جاتا ہو اس کے بارے میں شراب و شباب کے فسانے مشہور کرنا حسد اور تعصب کا شاخسانہ ہی ہو سکتا ہے۔ان کے مستند سوانح نگار فقیر سید وحید الدین کی ''فقیر روزگار'' پڑھیے یا فرزند اقبال کی تحقیقی تصنیف ''زندہ رود'' کا مطالعہ کیجئے۔کہیں آپ کو ان لایعنی الزامات کا شائبہ تک نظر نہیں آئے گا۔اگر تحقیق کی جائے تو اسکے پیچھے بھی قادیانی لابی اور قادیانی نواز

صحافی عبدالمجید سالک اور م ش جیسے نام نہاد مداحین اقبال کے نام ملیں گے۔ جنہوں نے زیب درستان کے لیے یا قادیانیوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ایسی کمزور باتیں لکھ دیں جن کو بنیاد بنا کر لوگوں نے ہزار داستان تراش لی۔ ''زندہ رود'' میں فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال نے سختی سے اس تاثر کی تردید کی ہے کہ علامہ اقبال اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے پر قادیانی یا ان کا قادیانیوں سے کوئی مہر ومحبت کا تعلق تھا۔ مرزا قادیانی کے سیالکوٹ میں بسلسلہ ملازمت قیام کی وجہ سے کچھ لوگوں سے جو روابط تھے اسی طرح خاندان اقبال کے کچھ لوگوں کا بھی اس سے رابطہ رہا۔ انکے دعویٰ نبوت کے بعد اکثر نے ان کو چھوڑ دیا اور کچھ پھر بھی اس کے دام تزویر سے باہر نہ نکل سکے۔ اس سلسلہ میں ''زندہ رود'' کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں!

''اقبال کی زندگی میں ان کے احمدی نقادوں نے ان کے متعلق یہ باتیں نہ کہی تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد کی سوچ بچار کا نتیجہ ہیں۔ بہر حال اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ اقبال نے اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلے پر مرزا غلام احمد کی بیعت کی یا احمدیت کے ساتھ ان کا گہرا تعلق رہا۔ اسی طرح یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ان کے والد شیخ نور محمد احمدی تھے۔ البتہ ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد نے اپنی زندگی کے ایک حصے میں احمدی مسلک کو قبول کیا اور کچھ مدت تک جماعت احمدیہ میں شامل رہے۔ مگر بقول ان کے فرزند شیخ مختار احمد اور دختران عنایت بیگم و سیمہ بیگم کے انھوں نے بعد ازاں احمدیت کو ترک کر کے جماعت سے رشتہ توڑ لیا تھا۔ شیخ عطا محمد، اقبال کی وفات کے تقریباً دو سال بعد ۲۲ دسمبر، ۱۹۴۰ کو سیالکوٹ میں فوت ہوئے۔ اور انھیں امام صاحب کے معروف قبرستان میں دفنایا گیا۔ ان کے جنازے میں راقم بھی شریک تھا، نماز جنازہ شہر کے ایک سنی امام مولوی سکندر خان نے پڑھائی۔ البتہ شیخ اعجاز احمد اور ان کے چند احمدی احباب نے غالباً شیخ عطا محمد کے گذشتہ یا مفروضہ عقیدے کے پیش نظر علیحدہ نماز جنازہ پڑھی۔ شیخ عطا محمد کی اولاد میں صرف شیخ اعجاز احمد احمدی عقیدہ رکھتے ہیں۔''

(بحوالہ زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۵ از ڈاکٹر جاوید اقبال)

''زندہ رود'' ہی میں ڈاکٹر جاوید اقبال نے اقبال کے احمدی بھتیجے اور ''مظلوم اقبال'' کے مصنف شیخ اعجاز احمد کے ایک خط کے مندرجات نقل کیے ہیں جس میں ملت قادیانیہ کے پرانے الزامات دھرائے ہیں اور دلائل دینے کی کوشش کی ہے کہ اقبال پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلامی مفکر اور احمدیوں کو اچھے مسلمان سمجھتے تھے۔ بعد ازاں ۱۹۳۵ء میں بعض احراری علماء کے کہنے میں آ کر انھوں نے قادیانیوں کی مخالفت

شروع کردی۔

ڈاکٹر جاوید اقبال نے شیخ اعجاز احمد کے دلائل کا بڑا مفصل اور مضبوط جواب دیا ہے۔جسے زندہ رود میں دیکھا جاسکتا ہے۔اقبال یا انکے والد شیخ نور محمد مرحوم کے قادیانی ہونے کی تردید کے لیے کہیں دور جانے کی ضرورت نہیں مرزا قادیانی کے بیٹے اور جانشین مرزا بشیر الدین محمود کی گوہی کافی ہے۔ملاحظہ ہو!

''ڈاکٹر سر اقبال جو سیالکوٹ کے رہنے والے تھے ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا....شیخ نور محمد نے غالباً ۱۹۸۱ء میں مولوی عبدالحکیم صاحب مرحوم اور سید حامد علی شاہ صاحب مرحوم کی تحریک پر حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی بیعت کی تھی۔ان دنوں سر محمد اقبال

سکول میں پڑھتے تھے اور اپنے باپ کی بیعت کے بعد اپنے آپ کو احمدیت میں شمار کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کے معتقد تھے۔ چونکہ سر اقبال کو بچپن سے ہی شعر و شاعری کو شوق تھا اس لیے ان دنوں میں انھوں نے سعد اللہ لدھیانوی کے خلاف حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی تائید میں ایک نظم بھی لکھی تھی۔ مگر چند سال بعد جب آپ کالج پہنچے تو انکے خیالات میں تبدیلی آ گئی اور انھوں نے اپنے باپ کو سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا۔ چناچہ شیخ نور محمد صاحب نے حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر کیا کہ آپ میرا نام اس جماعت سے الگ رکھیں۔ اس پر حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا قادیانی) کا جواب میر حامد شاہ کے نام گیا، جس میں لکھا تھا کہ شیخ نور محمد کو کہہ دیں کہ وہ جماعت سے الگ ہی نہیں بلکہ اسلام سے بھی الگ ہیں۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں احمدیت کے شدید مخالف رہے اور ملک کے نو تعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اسکی بڑی وجہ ڈاکٹر سر محمد اقبال کا مخالفانہ پراپیگنڈہ تھا۔" (بحوالہ سیرت مہدی ،جلد نمبر :۳، مرزا بشیر احمد ایم اے)

اس حوالہ کو پڑھ لینے کے بعد کون دانا شخص ملت قادیانیہ کے اس پراپیگنڈے پر یقین کرے گا کہ وہ ۱۹۳۰ء تک مرزا کی بیعت میں رہے ان کو مجدد مانتے تھے۔ جب وہ میٹرک کے بعد کالج پہنچتے ہی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت سے اپنے والد کو منحرف کرا لیتے ہیں اور مرزا موصوف ان کے والد کو دائرہ اسلام ہی سے خارج کر دیتے ہیں تو پھر بھلا علامہ اقبال کے مرزائیت سے وابستہ رہنے کی کیا منطق بچتی ہے۔ خود اقبال کے برادر زادہ شیخ اعجاز احمد نے بھی علامہ اقبال کی مرزا سے بیعت کو تسلیم نہیں کیا۔

''علامہ اقبال چچا جان کے متعلق ''زندہ رود'' میں لکھا ہے کہ!

''اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ علامہ اقبال نے کسی مرحلے پر مرزا غلام احمد کی بیعت کی تھی۔ مجھے احمدیہ لٹریچر میں علامہ اقبال کی کسی مرحلے پر بیعت کرنے کی کوئی معتبر شہادت نظر نہیں آئی۔''(مظلوم اقبال: شیخ اعجاز احمد صفحہ: ۱۸۹_۹۰)

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر علامہ اقبال قادیانیت کو اچھا نہیں سمجھتے ہوتے تو اپنے قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد کو جاوید اقبال اور اپنی بیٹی منیرہ بیگم کا گارڈین کیوں مقرر کیا۔ ڈاکٹر جسٹس جاوید اقبال کے بقول انکی وجہ انکا اقبال کا برادرزادہ ہونا اور اخلاق و کردار کے اعتبار سے اصول کا عالی ظرف، بردبار، سادہ، نیک شفیق، حلیم کن اور صلح کن طبیعت کا حامل ہونا تھا۔ اس لیے اقبال انکو صالح آدمی سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال کے بقول!

''شیخ اعجاز احمد کی صالحیت کی ایک مثال یہ ہے کہ انھوں نے کسی پر اپنا عقیدہ ٹھونسنے کی کوشش نہیں کی۔ لہٰذا انکی اولاد میں سے جو دو بیٹوں اور تین بیٹیوں پر مشتمل ہے کوئی بھی انکے عقیدے اور مسلک کا حامی نہیں بلکہ ختم نبوت کے مسئلے پر ان سب کا موقف وہی ہے جو مسلمانوں کا موقف ہے۔ دوسری مثال انکی صالحیت کی یہ ہے کہ اقبال کے نابالغ بچوں کے ولی کی حیثیت سے انھوں نے اپنے فرائض نہایت دیانتداری اور خوش اسلوبی سے انجام دیئے۔ اور راقم اور منیرہ انکا یہ احسان کبھی فراموش نہیں کرسکتے۔''(زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۶، از ڈاکٹر جاوید اقبال)

علامہ اقبال نے بقول جاوید اقبال اپنے قادیانی بھتیجے کو دیانتدار اور صالح آدمی سمجھتے ہوئے اپنے نابالغ بچوں کے گارڈین گروپ میں شامل کیا لیکن انہیں اسکے قادیانی ہونے کا افسوس بھی تھا۔ اس لیے وہ اسکا

نام گارڈین کی فہرست سے خارج کر کے سر راس مسعود کو اس کی جگہ مقرر کرنا چاہتے تھے۔ سر راس مسعود کے انکار کے بعد انھوں نے شیخ اعجاز احمد ہی کو بحال رکھا۔ ملاحظہ ہو!

علامہ اقبال کا خط محررہ ۱۰ جون ۱۹۳۷ء بنام سر راس مسعود

''نمبر ۳: شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے، نہایت ہی صالح آدمی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ دینی عقائد کی رو سے قادیانی ہے۔ تم کو معلوم ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا مسلمان بچوں کا گارڈین ہوسکتا ہے یا نہیں۔ اس کے علاوہ وہ خود بہت عیال دار ہے اور عام طور پر لاہور سے باہر رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اسکی جگہ تم کو گارڈین مقرر کروں۔ مجھے امید ہے کہ تمھیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔'' ڈاکٹر جاوید اقبال نے زندہ رود میں اس خط کو ''اقبال نامے'' مرتبہ اخلاق اثر بھوپال سے لیا ہے اور ذکر کیا ہے کہ یہ خط ''اقبال نامہ'' مرتبہ شیخ عطا اللہ صفحات پر بھی موجود ہے۔ لیکن خط کی فوٹو کاپی کے مطابق اصل عبارت یوں ہے ''تم کو معلوم ہے کہ قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق تمام مسلمان کافر ہیں۔ اس واسطے یہ امر شرعاً مشتبہ ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا آدمی مسلمان بچوں کا گارڈین ہوسکتا ہے یا نہیں۔'' (حصہ ایک خط کا اقبالیت جلد ۲۸، شمارہ ۲ جولائی ۱۹۸۷ء)

اس خط سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت اقبال قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت سمجھتے تھے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال نے قادیانیوں کے اس پراپیگنڈے کی تردید بھی کی ہے جس میں دعویٰ کرتے ہیں کہ شروع میں علامہ اقبال قادیانیوں کے حامی تھے بعد میں مخالف ہوئے۔ اس ضمن میں انھوں نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس منعقدہ ۲۲ فروری ۱۹۰۲ء میں اقبال کی پڑھی گئی نظم بعنوان ''اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے'' کے نوید بند کا نعتیہ شعر نقل کیا ہے:

؎ اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن زنور شمع عرفاں کردۂ

اور پھر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے!

''اس شعر کو نظم میں شامل کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ اس زمانے میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں احمدیت نے جو الجھاؤ پیدا کردیا تھا اور جس کے باعث مسلمانوں کے ذہن مضطرب تھے اس کی تردید مقصود تھی۔ ورنہ کسی بھی مفہوم میں ختم نبوت کے عقیدے کو تسلیم نہ کرنا اقبال کے نزدیک شرک فی النبوت کیوں قرار پاتا۔'' (زندہ رود، صفحہ نمبر:۶۲۶)

اس کے بعد ڈاکٹر جاوید اقبال نے علامہ اقبال کی ایک اہم نظم کا ذکر کیا ہے جو پیغام بیعت کے جواب میں لکھی گئی۔ جو ''مخزن'' بابت مئی ۱۹۰۲ء میں اور محمد دین فوق کے اخبار پنجۂ فولاد مورخہ ۱۱ جون ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔ اس نظم کو احمدی ہفت روزہ ''الحکم'' قادیان نے اپنی ۱۰، ۱۷، اور ۲۴ جنوری ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں نقل کیا اور مرزا غلام احمد کے ایک مخلص مرید سید حامد شاہ کا منظوم جواب بھی شائع کیا۔'' باقیات اقبال'' اور ''معاصرین اقبال کی نظر میں'' کے مرتب محمد عبداللہ قریشی کے مطابق سید حامد شاہ مولانا سید میر حسن کے عزیز تھے اور اقبال کے دوست اور ہم محلہ تھے۔ ممکن ہے انھوں نے ہی اقبال کو مرزائیت کی بیعت کے لیے لکھا ہو اور پھر جواب میں اقبال کی نظم پڑھ کر اس کا جواب لکھا ہو۔

اقبال کی نظم ملاحظہ ہو! ؎

WWW.NAFSEISLAM.COM

پردہ میم میں رہے کوئی — اس بہلاوے کو جانتا ہوں میں
تنکے چن چن کے باغ الفت کے — آشیانہ بنا رہا ہوں میں
ایک دانہ پر ہے نظر تیری — اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں
تو جدائی پہ جان دیتا ہے — وصل کی راہ سوچتا ہوں میں
بھائیوں میں بگاڑ ہو جس سے — اس عبادت کو کیا سراہوں میں
مرگ اغیار پہ خوشی ہے تجھے — اور آنسو بہا رہا ہوں میں
میرے رونے پہ ہنس رہا ہے تو — تیرے ہنسنے کو رو رہا ہوں میں

(باقیات اقبال بحوالہ زندہ رود ص ۶۲۷)

قادیانیوں کے اخبار ''الحکم'' قادیان نے ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء کو ایک خبر شائع کی کہ شیخ یعقوب علی تراب کی نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ سو حق مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوا۔ اس پر محبان اقبال کو بہت صدمہ ہوا کہ انھوں نے کیوں کسی قادیانی سے ناطہ جوڑا ہے۔ اس پر اقبال نے فوراً تردیدی بیان شائع کروایا جو ''پیسہ اخبار'' مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۱۰ء میں شائع ہوا!

> ''اس عبارت سے میرے اکثر احباب کو غلط فہمی ہوئی اور انھوں نے مجھ سے زبانی اور بذریعہ خطوط استفسار کیا ہے۔ سب حضرات کی آگاہی کے لیے بذریعہ آپکے اخبار کے اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس معاملے سے کچھ سروکار نہیں ہے۔ جن ڈاکٹر صاحب کا ذکر ایڈیٹر صاحب ''الحکم'' نے کیا ہے وہ کوئی اور صاحب ہوں گے۔'' (معاصرین اقبال کی نظر میں، مرتبہ محمد عبد اللہ قریشی)

''خطوط اقبال'' کے مرتب رفیع الدین ہاشمی کے مطابق احمدیہ اخبار ''الفضل'' نے لاہوری قادیانی گروہی جھگڑے میں علامہ اقبال سے منسوب یہ بیان کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں مگر مجھے لاہور والوں سے ہمدردی ہے۔ مورخہ ۱۹ اکتوبر، ۱۹۱۵ء کو شائع کیا۔ اس کی تردید علامہ اقبال نے جاری کی جو پیغام صلح مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۱۵ء میں شائع ہوئی۔ ملاحظہ ہو!

> ''اختلاف سلسلہ احمدیہ کے متعلق وہی شخص رائے دے سکتا ہے جو مرزا صاحب مرحوم کی تصانیف سے پوری آگاہی رکھتا ہو اور یہ آگاہی مجھے حاصل نہیں ہے۔ اسکے علاوہ یہ بات بدیہی ہے کہ غیر احمدی مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کا قائل نہ ہو وہ کس طرح یہ بات کہہ سکتا ہے کہ عقائد کے لحاظ سے قادیان والے سچے ہیں۔'' (خطوط اقبال، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی: بحوالہ زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۲۸)

۱۹۱۶ء میں جب قادیانیوں کی طرف سے مرزا قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لانے والوں کے کافر ہونے کا اعلان کیا تو تب بھی حکیم الامت علامہ اقبال خاموش نہ رہے بلکہ انھوں نے اپنا بیان اس طرح جاری کیا!

''جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو چکا ہے جس کا انکار ملتزم کفر ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔'' (گفتار اقبال، صفحہ نمبر:۲۲۰ مرتبہ محمد رفیق افضل)

مندرجہ بالا تمام اقتباسات سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ علامہ اقبال اچانک حادثاتی طور پر قادیانیوں کے خلاف نہیں ہوئے بلکہ شروع سے راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ اس سلسلہ میں انکے خلاف اڑائی گئی ساری دھول اس آخری اقتباس سے چھٹ جائے گی جس میں انھوں نے اپنے مذہبی عقائد کا اظہار کیا ہے۔ یہ انکی خصوصی تحریر ہے جو انھوں نے اپنے بیٹے جاوید اقبال کے نام اپنی یادداشت کی کتاب میں ۱۷، اکتوبر ۱۹۳۵ء میں لکھی۔ اس میں جاوید اقبال کو چند نصیحتوں کے بعد لکھا!

''باقی دینی معاملات میں میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں کہ میں اپنے عقائد میں بعض جزوی مسائل کے سوا جو ارکان دین میں سے نہیں ہیں، سلف صالحین کا پیرو ہوں اور یہی راہ بعد کامل تحقیق کے محفوظ معلوم ہوتی ہے۔ جاوید کو بھی میرا یہی مشورہ ہے کہ وہ اس راہ پر گامزن رہے اور اس بد قسمت ملک ہندوستان میں مسلمانوں کی غلامی نے جو دینی عقائد کے نئے فرقے مختص کر لیے ہیں، ان سے احتراز کرے۔ بعض فرقوں کی طرف لوگ محض اس لیے مائل ہوتے ہیں کہ ان فرقوں کے ساتھ تعلق قائم کرنے سے دنیوی فائدہ ہے۔ میرے خیال میں بڑا بدبخت ہے وہ انسان جو صحیح دینی عقائد کو مادی منافع کی خاطر قربان کردے۔ غرض یہ ہے کہ طریقہ حضرات اہل سنت محفوظ ہے اور اسی پر گامزن رہنا چاہیے اور ائمہ اہل بیعت کے ساتھ محبت اور عقیدت رکھنی چاہیے۔'' (زندہ رود، صفحہ نمبر:۱۷۷)

کیا اپنے لخت جگر، نور نظر جاوید اقبال کے نام اس وصیتی تحریر کے بعد بھی کوئی سوچ سکتا ہے کہ علامہ اقبال

کا قادیانیت سے کوئی بھی علاقہ ہو سکتا تھا۔

(علامہ اقبال سے قادیانیوں کی مخاصمت)

یہ بات تو اظہر من الشمس ہے کہ حکیم الامت علامہ اقبال کبھی بھی ملت ضالہ قادیانیہ میں شامل نہیں رہے اور شروع ہی سے عقیدہ ختم نبوت پر اپنے غیر متزلزل ایمان کا مسلسل اظہار کرتے رہے تھے۔ تاہم یہ بات بھی صحیح ہے کہ انھوں نے اس شدومد سے قادیانیت کی پہلے مخالفت نہیں کی جس شدت سے انھوں نے ۱۹۳۵ء میں انکی مخالفت فرمائی۔ اور اس معاملے میں وہ تنہا نہیں ہیں ہندوستان کے بہت سے علماء بھی شروع شروع میں مرزا قادیانی خلاف نہیں تھے تا آنکہ اس نے مجددیت اور محدثیت سے بڑھ کر مہدی اور مسیح موعود کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ تب ہی علماء مرزا کے خلاف صف آراء ہوئے۔ اوائل میں قادیانیوں کے خلاف محاذ آرائی نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مذہبی جماعتوں کے افکار و نظریات اور انکی تصحیح و تغلیط حضرت اقبال کا میدان فکر نہ تھا۔ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں میں بالعموم اور ہندوستانی مسلمانوں میں بالخصوص ایک نئی روح پھونکنا چاہتے تھے۔ اسلامی دنیا پہ چھائی غلامی کی سیاہ رات کا خاتمہ چاہتے تھے۔ منتشر امت مسلمہ کی شیرازہ بندی کے ذریعے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے آرزومند تھے۔ اسلیے فرقہ وارانہ مناظروں اور مسلکی بحثوں سے وہ الگ ہی رہے۔ ملت میں سیاسی سماجی اور روحانی بنیادوں پر ایک انقلاب برپا کرنا ان کا مطمع نظر تھا۔ اسی لیے انھوں نے ختم نبوت کے متعلق اپنے عقیدے کا برملا اظہار تو کیا مگر مرزا قادیانی کے خلاف کوئی تحریری محاذ نہ کھولا۔ ویسے بھی شروع شروع میں مرزا کا تعارف ایک اسلامی سکالر اور عیسائی مشنریوں کے خلاف ایک پر جوش مناظر کا تھا۔ اسی وجہ سے علماء کو بھی اسے سمجھنے میں دیر لگی۔ اسکی موت کے بعد ۱۹۱۹ء تک بھی اقبال اعتراف کرتے ہیں کہ انھیں مرزا کی ساری تصانیف اور آراء سے آگاہی حاصل نہیں ہے۔ اسی لیے اس ابتدائی دور میں انھوں نے مرزا قادیانی یا قادیانی جماعت کے بارے میں کوئی اچھے جملے کہے تو اس پر انھیں مطعون نہیں کیا جا سکتا۔

حیرت ہے کہ مرزائی امت کا خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود ایک طرف اپنی تصنیف ''سیرت

مہدی" میں اعتراف کرتا ہے کہ اقبال نے اپنے لڑکپن ہی میں اپنے والد شیخ نور محمد کو ورغلا کر احمدیت سے برگشتہ کر دیا تھا اور مرزا قادیانی نے شیخ نور محمد کو اپنی جماعت اور دائرہ اسلام سے خارج کر دیا تھا اور دوسری طرف وہ تاریخ احمدیت کی آٹھویں جلد میں صفحہ نمبر: ۱۸۸ پر لکھتا ہے:!

"سر محمد اقبال کو کچھ عرصے سے میری ذات اور جماعت احمدیہ سے عموماً بغض پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب انکی حالت یہ ہے کہ یا تو کبھی وہ انہی عقائد کی موجودگی میں جو ہماری جماعت کے اب بھی ہیں جماعت احمدیہ سے تعلق موانست اور مواخات رکھنا برا نہیں سمجھتے یا اب کچھ عرصہ سے وہ اسکے خلاف خلوت وجلوت میں آواز اٹھاتے رہتے ہیں۔ میں ان وجوہات کے اظہار کی ضرورت محسوس نہیں کرتا جو اس تبدیلی کا سبب ہوئے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۱ء میں اقبال علی گڑھ میں مسلمان طلباء کو تعلیم دے رہا تھا کہ پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہا جاتا ہے۔ ۱۹۳۵ء میں ایک دوسرے اقبال کی صورت میں بدل دیا جو یہ کہہ رہا ہے کہ "میرے نزدیک قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندار ہے کیونکہ بہائیت نے اسلام سے اپنی علیحدگی کا اعلان واشگاف طور پر کر دیا لیکن قادیانیت نے اپنے چہرے سے منافقت کا نقاب الٹ دینے کی بجائے اپنے آپ کو محض نمائشی طور پر جزو اسلام قرار دیا اور باطنی طور پر اسلام کی روح کے تخیل کو تباہ و برباد کرنے کی پوری کوشش کی۔"

تعجب ہے کہ تضاد تو خود مرزا بشیر الدین کے بیانات میں ہے مگر تضاد بیانی کا الزام علامہ اقبال کے سر دھر دیا ہے۔ حالانکہ اگر علامہ اقبال کی تحریر کو سیاق وسباق سمیت دیکھا جائے تو اسکا وہ مطلب نہیں جو مرزا بشیر الدین نے لیا ہے۔ دراصل سیرت کے ٹھیٹھ نمونے والی عبارت علامہ اقبال کی ایک ترجمہ شدہ کتاب "ملت بیضا پر ایک عمرانی نظر" سے لی گئی ہے۔ اقبال کا اصل جملہ انگلش میں یوں ہے۔

In the punjab the initially muslim type of character has found a powerfull expression in the so called Qadiani sect.

اس جملے میں ترجمہ نگاروں نے سہواً so called کا ترجمہ نہ کیا وگرنہ اسے نام نہاد قادیانی فرقہ لکھا اور پڑھا جاتا تو اقبال کی اصل عبارت کا مفہوم سمجھ آ جاتا۔ تاہم انکی ابتدائی دور کی ان ایک دو تحریروں اور تقریروں پر اقبال کی زندگی ہی میں انھیں سامنا کرنا پڑا۔ ۱۹۳۵ء میں ایک قادیانی ہفتہ وار ''لائٹ'' کے نمائندے نے اقبال کا انٹرویو لیا اور ایک اور قادیانی ہفتہ وار ''سن رائز'' کے مطابق انکی طرف سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے مطالبے پر اعتراض کرتے ہوئے انکی انہی پرانی تحریروں اور تقریروں کا حوالہ دیا تو علامہ اقبال نے جو بفرمایا!

> ''یہ تقریر میں نے ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل کی تھی اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لیے برسوں چاہئیں۔ ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت نے بانی اسلام کی نبوت سے برتر ہونے کا حتمی طور پر دعویٰ کیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا۔ بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرت ﷺ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا، درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اگر میرے موجودہ رویہ میں کچھ تناقص ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے۔ بقول ایمرسن (صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔)'' (کتابچہ احمدیت، اسلام اور ختم نبوت، ادارہ طلوع اسلام مطبوعہ ۱۹۵۴ء)

مرزا بشیر الدین محمود نے تو وہ وجوہات بیان کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جن کے باعث علامہ اقبال

نے قادیانیوں کے بارے میں اپنی رائے تبدیل کی لیکن ''مظلوم اقبال'' کے مصنف اور اقبال کے قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد اسے مجلس احرار کا فتنہ سمجھتے ہیں۔ جس نے کشمیر کمیٹی کے قیام کے دوران اقبال اور جماعت احمدیہ کے تعاون میں رخنہ ڈالا (زندہ رود، صفحہ نمبر:۶۴۱) ڈاکٹر جاوید اقبال نے شیخ اعجاز احمد کے اس مؤقف کے ردّ میں وضاحت فرماتے ہوئے لکھا کہ ''اقبال اور مجلس احرار کے نظریات میں ہمیشہ فرق رہا۔ مجلس احرار خلافت کمیٹی کی کوکھ سے نکلی تھی اور نظریات کے اعتبار سے جمیعت علماء ہند کی طرح نیشنلسٹ مسلمانوں کی جماعت اور کانگرس کی ہمنوا تھی۔ احراری قائدین نے عام طور پر اقبال اور ان کے نظریات کی مخالفت کی..... اقبال نے جس طرح تحریک احمدیہ کے خلاف اپنے خیالات کا برملا اظہار کیا اسی طرح مولانا حسین احمد مدنی کے نظریہ قومیت کے خلاف اظہار رائے کرتے ہوئے کمال جرأت اور بےباکی سے فرمایا!

''حقیقت یہ ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی اور انکے ہم خیال قومیت کے بارے میں جو نظریہ رکھتے ہیں وہ ایک لحاظ سے اسی طرح ہے جو رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کرنے میں قادیانیوں کا ہے۔ دوسرے الفاظ میں قومیت کے علم بردار یہ چاہتے ہیں کہ موجودہ زمانے کی ضرورت کے پیش نظر مسلمانوں کو ہر زمان و مکاں کے لیے قانون الٰہی کے ساتھ نئی پوزیشن اختیار کرنی چاہیے۔ جس طرح قادیانی ایک نئی نبوت کی اختراع سے قادیانیوں کو فکر و نظر کی ایک نئی راہ اختیار کرنے کو کہتے ہیں۔ جس سے بالآخر حضرت محمد ﷺ کے خاتم المرسلین ہونے سے انکار کی منزل آجاتی ہے۔ بظاہر قومیت کا یہ تصور ایک سیاسی نظریہ ہے اور حضرت محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے قادیانیوں کا انکار ایک دینی مسئلہ ہے لیکن ان دونوں کے درمیان ایک گہرا داخلی تعلق ہے۔ جس کو واضح طور پر اس وقت پیش کیا جاسکے گا جب کوئی خداداد بصیرت سے بہرہ ور مسلمان مؤرخ ہندوستانی مسلمانوں کی تاریخ مرتب کرے گا۔ اور اس میں بظاہر جاندار فرقوں کے مذہبی فکر کو خاص طور پر پیش نظر رکھے گا۔'' (اقبال کی تقریریں اور بیانات، مرتبہ اے آر طارق، صفحہ نمبر:۱۰۱)

سوچنے کی بات ہے اگر اقبال کو مجلس احرار یا کانگریس کے ہم نوا علماء سے ذرا بھی ہمدردی اور تعلق خاطر ہوتا تو وہ مولانا حسین احمد مدنی کے خلاف اپنے درج ذیل شہرہ آفاق اشعار سید نذیر نیازی کو بیاض میں درج کرنے اور ارمغان حجاز میں شامل کرنے کا حکم نہ فرماتے۔

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد چہ بوالعجبی است

سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد ﷺ عربی است

مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ اُو نہ رسیدی تمام بولہبی است

محولہ بالا عبارت میں علامہ اقبال نے کانگریسی علماء اور قادیانیوں کے درمیان جس گہرے داخلی تعلق کا ذکر کیا ہے وہ ذرا سی تحقیق سے سامنے آجاتا ہے۔ مجلس احرار اور جمیعت علماء ہند کی کانگریس نوازی تو کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہے لیکن قادیانی بھی اس میدان میں ان سے پیچھے نہیں تھے۔ جمیعت علماء ہند والے بھی پنڈت نہرو کو اپنے اجتماعات میں بلاتے تھے اور قادیانی بھی اس معرکے میں ان سے پیچھے نہیں تھے۔ قادیان کے اخبار ''الفضل'' کی مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۳۶ء کی اشاعت میں ۲۸ مئی ۱۹۳۶ء کو لاہور میں پنڈت نہرو کے زبردست استقبال کی خبر شائع کی گئی جس کے مطابق قادیانیوں کے سیاسی شعبے نیشنل لیگ کور کے پانچ سو سے زائد رضا کاروں نے فخر قوم اور فخر وطن کے القابات سے نوازتے ہوئے پنڈت نہرو کا استقبال کیا اور اسکے حق میں زبردست نعرہ بازی کی۔ اس سے کانگریس سے قادیانی جماعت کے تعلق کو بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔ پنجاب کے یونینسٹ لیڈر سر فضل حسین کی ڈائری مرتبہ ڈاکٹر وحید احمد سے بھی کانگریس قادیانی اتحاد کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔ جس کے مطابق قادیانیوں نے سر فضل حسین کی جماعت کو کامیاب کرانے کے لیے بے تحاشہ پیسہ خرچ کیا۔ انگریز بھی یونینسٹ پارٹی کی سرپرستی کر رہا تھا، قادیانی رقم لگا رہے تھے۔ کانگریس نے بھی کانگریسی مسلمان امیدوار کھڑے کیے ہوئے تھے۔ ان حالات میں مسلم لیگ کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ کانگریس کی فتح اور مسلم لیگ کی شکست پر قادیانیوں نے جشن فتح

منایا۔ "فاروق قادیان" ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء کی اشاعت میں مرزا بشیر الدین محمود کا بیان اس حقیقت کی نشاندہی کرنے کے لیے کافی ہے!

"اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے مسلم لیگ کی مخالفت کی ہے کیونکہ مسلم لیگ جو میری مالی امداد کے بغیر جلسہ تک نہیں کرسکتی تھی اس کی پنجاب شاخ نے قادیانیوں کو مسلم لیگ سے خارج کرنے کی سفارش کی تھی۔ پنجاب کے مسلم لیگیوں نے یہ سوچا تھا کہ اس طرح پنجاب میں ووٹوں کی اکثریت حاصل کرلیں گے۔ لیکن خدا نے انھیں اس غلط فیصلے کی سخت سزا دی کہ پورے پنجاب میں مسلم لیگ نے صرف ایک سیٹ حاصل کی۔ دوسرے لفظوں میں وہ سیاسی میدان میں ہمارے جیسے ثابت ہوئے چناچہ مسلم لیگ کی یہ ذلت آمیز شکست ہماری بہت بڑی کامیابی ہے۔" (فاروق قادیان، ۱۱ نومبر ۱۹۳۸ء)

قضیہ کشمیر کمیٹی:

اقبال ختم نبوت کے بارے میں اپنے عقیدے کا اظہار تو ہمیشہ کرتے رہتے تھے مگر انھوں نے کبھی قادیانیوں کے خلاف بحیثیت جماعت کوئی معاندانہ بیان نہیں دیا تھا۔ اسکی ضرورت اس وقت پیش آئی جب انھیں کشمیر کمیٹی میں قادیانیوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کا موقع ملا۔ قادیانی خلیفہ اور اسکے حواریوں کی منافقت، مفاد پرستی اور سیاسی چالبازیوں کی پالیسیوں نے اقبال کو ان سے اس قدر متنفر کیا کہ وہ کھل کر قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو بے نقاب کرنے کے لیے میدان عمل میں اتر آئے۔ یہی بات قادیانی امت کو ناگوار گزری اور وہ اقبال کے خلاف صف آراء ہوگئی۔ تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ جموں جیل میں توہین قرآن کا ایک افسوس ناک واقعہ پیش آیا تو کشمیری عوام سراپا احتجاج بن گئے۔ اس حادثہ کی مذمت پر احتجاجی جلسہ ہو رہا تھا جس میں ایک عبدالقدیر نامی مقرر نے سخت اشتعال انگیز تقریر کر ڈالی۔

اسے گرفتار کرلیا گیا۔اس کے مقدمے کی سماعت جیل کے اندر ہورہی تھی اورعوام جیل کے سامنے جمع ہورہے تھے۔ایسے میں پولیس نے ۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کو گولی چلا کر ۱۸ مسلمانوں کو شہید کردیا۔جس سے کشمیری مسلمانوں میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔بعد ازاں تحقیق سے معلوم ہوا کہ عبدالقدیر نامی شخص کشمیری بھی نہیں تھا،وہ قادیانی اور انگریزوں کا ایجنٹ تھا اورانہی کے منصوبے پر کام کررہا تھا۔اوردوسرے یہ کہ احتجاج کرنے والے مظاہرین پر گولی چلانے کا حکم بھی ڈوگرہ حکام نے نہیں دیا تھا۔یہ کارنامہ بھی انگریزوں کی سی آئی ڈی کے لیے کام کرنے والے چند سپاہیوں نے انگریز حکام کے ایما پر ہی سرانجام دیا تھا۔جب لوہا گرم ہوگیا تو کشمیر کی وادی ایک زبردست عوامی تحریک کے لیے تیار ہوگئی تو مرزا بشیر الدین محمود نے انگریزوں سے اپنی طے شدہ سازش کے تحت گرم لوہے پر چوٹ لگانے کا فیصلہ کیا۔عامتہ المسلمین کے گرم گرم جذبات سے فائدہ اٹھانے کے لیے مسلمان زعما کا ایک اجلاس طلب کیا تاکہ کشمیری مسلمانوں کی مدد کی جاسکے۔چونکہ اجلاس خود مرزا بشیر الدین محمود نے ہی طلب کیا تھا اسلیے سرکار نے مرزا محمود ہی کو اس وقت تشکیل پانے والی کشمیر کمیٹی کا صدر اورایک قادیانی عبدالرحیم درد کو سیکرٹری منتخب کرلیا۔علامہ اقبال بھی اس کمیٹی کے ممبر تھے۔کمیٹی چونکہ عارضی طور پر بنائی گئی تھی خیال تھا کہ کشمیری مسلمانوں کا مسئلہ حل کرنے کے بعد اسے توڑ دیا جائے گا۔اس لیے اس کوئی باقاعدہ دستور نہیں بنایا گیا۔صدر کشمیر کمیٹی مرزا بشیر الدین محمود ہی تمام اختیارات کا مالک تھا اوراس نے اپنے قادیانی ارکان کے ذریعے وادیٔ کشمیر میں کشمیری مسلمانوں کی حمایت اورمدد کے بہانے اپنے نظریات پھیلانے کا کام شروع کردیا۔جس پر غیر قادیانی ارکان کو بجا طور پر شکایت ہوئی جن میں اقبال بھی شامل تھے۔چنانچہ ان سب نے مل کر تجویز پیش کی کہ کشمیر کمیٹی کا کوئی دستور بنایا جائے۔یہ بات قادیانی ارکان کو اچھی نہ لگی اور یوں مرزا بشیر الدین محمود نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ارکان نے علامہ اقبال کو صدر چن لیا جبکہ قادیانیوں نے اپنی الگ تنظیم تحریکِ کشمیر قائم کرلی۔قادیانی ممبر بدستور کشمیر کمیٹی میں گھسے رہے اورتخریب کاری کرتے رہے۔علامہ اقبال کو انکا یہ طریقہ بالکل اچھا نہیں لگا اورانھوں نے کمیٹی سے استعفیٰ دے دیا اور اپنے بیان

میں وضاحت کرتے ہوئے کہا!

’’بدقسمتی سے کمیٹی میں بعض ارکان کسی وفاداری کے پابند نہیں سوائے اپنے مذہب فرقے کے امیر کے ساتھ وفاداری کے۔اس کی وضاحت حال ہی میں ایک احمدی وکیل نے اپنے پبلک بیان میں کردی ہے۔جومیر پور میں لوگوں کے کیس کر رہا تھا۔اس نے صاف اعتراف کیا ہے کہ وہ کشمیر کمیٹی کو تسلیم نہیں کرتا اور وہ یا اس کے ساتھی جو کچھ بھی کرتے ہیں صرف اپنے امیر کے حکم پر کرتے ہیں۔بہر کیف اگر مسلمانان ہند اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ایک اور کشمیر کمیٹی بنا سکتے ہیں۔‘‘(اقبال کی تقریریں،تحریریں اور بیانات: مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

قادیانیوں نے تحریک کشمیر بنا کر اقبال کو اس کی صدارت سنبھالنے کی پیش کی تو اقبال نے اپنے بیان میں کہا!

’’قادیانی ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ابھی تک ایسا کوئی واضح بیان نہیں جاری ہوا کہ اگر قادیانی حضرات مسلمانوں کی سیاسی تنظیم میں شامل ہوں گے تو ان کی وفاداریاں منقسم نہ ہونگی۔دوسری طرف واقعاتی طور پر یہ ظاہر ہوگیا ہے کہ جسے قادیانی پریس ’’تحریک کشمیر‘‘ کے نام سے پکارتا ہے اور جس میں بقول قادیانی اخبار’’ الفضل‘‘ مسلمانوں کو محض اخلاقی طور پر شامل ہونے کی اجازت دی گئی ہے،ایک ایسی تنظیم جسکے مقاصد ومحرکات آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مختلف ہیں۔‘‘(اقبال کی تقریریں،تحریریں اور بیانات:مرتبہ لطیف احمد شیروانی)

بعدازاں اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے بھی استعفیٰ دے دیا۔ انہی دنوں اس وقت کے گورنر پنجاب سر ہربرٹ ایمرسن نے انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسے سے خطاب کیا اور اس میں قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے احتجاج کا ذکر کرتے ہوئے انھیں رواداری کا سبق دیا۔ انگریز گورنر نے نہ صرف قادیانیوں کے خلاف مظاہروں پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانوں کو رواداری کی تلقین کی بلکہ مسلمانوں کے باہمی نفاق پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے مسلمانان پنجاب کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی قوم میں کوئی بلند پایہ لیڈر پیدا کریں۔ اقبال نے گورنر ایمرسن کے خطاب کے جواب میں ''قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان'' پہلا مضمون لکھا جو ایسٹرن ٹائمز، ٹریبون، سٹار آف انڈیا، کلکتہ، دکن ٹائمز وغیرہ انگلش اخباروں میں چھپا۔ اردو اخباروں میں ترجمہ شائع ہوا۔ اس مضمون کا خلاصہ ڈاکٹر جاوید اقبال نے ''زندہ رود'' میں اپنے الفاظ میں یوں کیا!

''قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان میں مختصراً اقبال کا استدلال یہ تھا کہ مسلمانوں کی ملی وحدت کی بنیادیں مذہبی تصور پر ہیں۔ اگر ان میں کوئی گروہ ایسا پیدا ہو جو اپنی اساس ایک نئی نبوت پر رکھتے ہوئے یہ اعلان کرے کہ تمام مسلمان جو اس کا موقف قبول نہیں کرتے وہ کافر ہیں تو قدرتی طور پر ہر مسلمان ایسے گروہ کو ملت اسلامیہ کے استحکام کے لیے ایک خطرہ قرار دے گا ۔اور یہ بات اس لیے بھی جائز ہوگی کہ مسلم معاشرے کو ختم نبوت کا عقیدہ ہی سالمیت

کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔ اقبال کے نزدیک قبل از اسلام مجوسیت کے جدید احیاء نے جن دو تحریکوں کو جنم دیا ان میں ایک بہائیت ہے اور دوسری قادیانیت ۔بہائیت اس اعتبار سے زیادہ دیانت پر مبنی ہے کہ وہ اسلام سے علیحدگی کا راستہ اختیار کرتی ہے۔ لیکن قادیانیت اسلام کے بعض اہم ظواہر کو برقرار رکھتے ہوئے اسکی روح اور نصب العین سے انحراف کرتی ہے۔ اقبال کے بیان کے مطابق ''بروز''، ''حلول'' اور ''ظل'' کی اصطلاحات مسلم ایران میں منحرف تحریکوں نے اختیار کیں۔ اور مسیح موعود کی اصطلاح بھی مسلم دینی شعور کی تخلیق نہیں ہے۔ آخر میں فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے حاکموں کے لیے بہترین راستہ یہی ہے کہ قادیانیوں کو ایک علیحدہ مذہبی فرقہ قرار دیں۔'' (زندہ رود، صفحہ نمبر: ۶۱۰)

علامہ اقبال کے مضمون ''قادیانیت اور صحیح العقیدہ مسلمان'' کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال نے ایک اہم بات کا ذکر نہیں کیا۔ جس میں عام مسلمانوں کی سمجھداری اور نام نہاد تعلیم یافتہ طبقہ کی کج فہمی کا ذکر ہے۔ آج تک پڑھے لکھے حضرات ذوالفقار علی بھٹو کی طرف قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے

جانے کے فیصلے پر پیچ پارہے ہیں کہ یہ اقدام بھٹو مرحوم نے مذہبی جماعتوں اور علماء کے پریشر میں آ کر کیا تھا۔اس سلسلہ میں خود ڈاکٹر جاوید اقبال کے بیانات بھی حیران کن اور محل غور ہیں!

''ہم پاکستان میں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی صحیح مسلمان ہے یا نہیں۔ ہمارا مسئلہ ہماری قومیت کو قائم دائم رکھنا تھا۔لیکن آپ دیکھیں کہ بھٹو جیسا شخص مولویوں کے دباؤ میں ایک کمیونٹی کو اقلیتی کمیونٹی قرار دیتا ہے۔میری نگاہ میں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں بلکہ ملکی سالمیت کا مسئلہ ہے۔''(انٹرویو ڈاکٹر جاوید اقبال، روزنامہ خبریں: ۱۸ اگست ۱۹۹۷ء)

اسی طرح روزنامہ جنگ لاہور ۱۳ اگست ۱۹۹۴ء کی اشاعت کے مطابق ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب ان الفاظ میں قادیانیوں کی حمایت کر چکے ہیں!

''قائداعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیتے، ان کی وزارت میں ظفر اللہ خان قادیانی شامل تھا۔''

قیاللعجب! ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہیے۔زندہ رود میں ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے خود ہی علامہ اقبال کی طرف سے قادیانیوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کے مطالبے کا ذکر کیا ہے اور اب خود ہی اس مطالبے کو مولویوں کا پریشر فرما رہے ہیں۔خیر اس جملہ معترضہ کا مقصد ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی مذمت کرنا نہیں بلکہ اس حقیقت کی نشاندہی کرنا ہے کہ مغربی تعلیم یافتہ طبقے نے قادیانی مسئلہ کو سمجھنے میں جو ٹھوکر کھائی تھی آج تک وہی ٹھوکر کھاتا چلا آرہا ہے۔اور اسے اسلام کا بنیادی مسئلہ سمجھنے کی بجائے محض مولویوں کی نادانی اور ہٹ دھرمی کا شاخسانہ سمجھ رہا ہے۔علامہ اقبال نے کس قدر صحیح گرفت فرمائی تھی

ملاحظہ ہو!

''ہندی مسلمانوں نے قادیانی تحریک کے خلاف جس شدت احساس کا ثبوت دیا ہے وہ اجتماعیات کے طالبعلم پر واضح ہے۔عام مسلمان جسے پچھلے دنوں سول اینڈ ملٹری گزٹ کے ایک صاحب نے ملا زادہ کا خطاب دیا تھا۔ اس تحریک کے مقابلے میں حفظ نفس کا ثبوت دے رہا ہے۔اگر چہ اسے ختم نبوت کے عقیدہ کی پوری سمجھ نہیں۔نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے ختم نبوت کے تمدنی پہلو پر کبھی غور نہیں کیا۔اور مغرب کی ہوا نے انھیں حفظ نفس کے جذبے سے عاری کر دیا ہے۔بعض ایسے ہی نام نہاد تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کو رواداری کا مشورہ دیا ہے۔''(اقبال کی تقریریں اور بیانات: مرتبہ، اے آر طارق)

خیر یہ اقتباس تو اس لیے پیش کیا گیا کہ آج کا پڑھا لکھا اور اپنے آپ کو عبقری سمجھنے والا لبرل مسلمانوں کا طبقہ سمجھے کہ قادیانیوں کو صرف مسجد کے ملا ہی غیر مسلم نہیں سمجھتے مغربی تعلیم یافتہ اور جدید افکار پر نظر رکھنے والے حضرت اقبال کا بھی یہی مؤقف تھا کہ قادیانی عام مسلمانوں سے الگ غیر مسلم اقلیت ہیں۔اور انھوں نے انگریز حکومت سے انھیں غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ بھی کیا تھا۔علامہ اقبال کے اس مضمون پر پورا قادیانی پریس چیخ پڑا تھا۔لائٹ اور سن رائز جیسے قادیانی ہفت روزوں نے اقبال کے خلاف خوب کھل کر تنقید کی۔سن رائز کے نمائندے کے اعتراض کے جواب میں علامہ اقبال نے جو کچھ کہا اس کا بھی اس مضمون میں پہلے ذکر گزر چکا ہے۔اسی طرح ''اسٹیٹسمین'' نے بھی اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں قادیانیوں کو مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دینے کے مطالبے پر شدید اعتراض کیا۔علامہ اقبال نے اس لیڈنگ آرٹیکل کا بھی جواب دیا اور اپنے مطالبے کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا!

فتنہ قادیانیت کے خلاف مملکت خداداد کا تاریخ ساز فیصلہ

7 ستمبر کے حوالے سے ایک خصوصی تحریر

سید صابر حسین شاہ

بخاری

مدیر اعلیٰ ماہنامہ

الحقیقہ

ادارہ فروغ افکار رضا

برھان شریف ضلع اٹک

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ہمارے آقا و مولا پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ پر سلسلہ نبوت تمام ہو چکا ہے۔ اس عقیدہ نبوت پر اُمت مسلمہ کا شروع سے اجماع ہے۔ اور پھر یہ ضروریات دین میں سے ہے۔ ہمارے پیارے نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانا یا جو آپ کے آخری نبی ہونے میں شک کرے وہ بھی بالاجماع کافر ہے۔ منکرین رسالت نے ہر دور میں اس اجماعی عقیدے پر حملہ آور ہونے کی ناکام کوشش کی ہے۔ نئے نئے مدعیان نبوت سامنے آئے لیکن مجاہدین تحفظ ختم نبوت نے ان مدعیان کا بروقت تعاقب کیا اور گلشن اسلام کی پاسبانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ یوں تو برصغیر میں منکرین رسالت کے کئی گروہ ہیں لیکن ان میں انگریز کا خود کاشتہ فتنہ قادیانیت نمایاں طور پر سامنے آیا۔ اس فتنہ کی قیادت گورداسپور کے مرزا غلام احمد قادیانی کے حصے میں آئی۔

مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے جب مجددیت سے نبوت کا اپنا پرفریب جال پھیلایا اور کئی سادہ لوح مسلمانوں کو ورغلایا اور ختم نبوت کے قرآنی ایمانی اجماعی عقیدے کا انکار کر کے دائرہ اسلام سے خارج ہو گیا تو علمائے حق اور مشائخ عظام نے انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کو جڑ سے اُکھاڑنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ یوں تو تمام مکاتب فکر نے فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنی آواز اُٹھائی ہے لیکن ان میں علمائے اہل سنت کا کردار نہایت واضح ہے۔ ان میں حضرت علامہ مولانا غلام دستگیر قصوری وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے تحریک قادیانیت کے خلاف سب سے پہلے ۱۸۸۳ء میں فتویٰ کفر جاری کر کے پہلی ضرب لگائی۔ اس ضمن میں آپ نے تین رسائل بنام

تحفہ دستگیریہ (۱۸۸۳ء)

رجم الشیاطین (۱۸۸۶ء)

فتح رحمانی (۱۸۹۶ء)

تصنیف فرما کر مرزا کے مکروفریب کی خانہ ساز نبوت کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیئے ۔ اسکے بعد یہ سلسلہ چل نکلا اور خاندان رضویہ کے عظیم چشم و چراغ حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ نے سن ۱۸۹۷ء میں "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" تحریر فرمائی ۔ مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی علیہ الرحمہ (خلف اصغر امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ) نے "قہر الدیان علی مرتد بقادیان" ... "جیح یقین بر ختم النبیین" تصنیف فرمائی ۔ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود فتنہ مرزائیت کے خلاف چھ تا قابل تردید رسائل لکھے اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے دور رہنے کی تلقین کی ۔ آپ کی زندگی کی آخری تصنیف "الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی" بھی اس فتنہ کے رد میں ہے ۔

سلطان العلماء حامل علم لدنی حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ برق الٰہی بن کر سامنے آئے اور ایسی لاجواب کتاب "سیف چشتیائی" تصنیف فرمائی کہ مرزائی آج تک اس کے جواب سے عاجز ہیں ۔ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ نے "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" لکھ کر اسکا ناطقہ بند کیا ۔ مولانا قاضی غلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے "تیغ غلام گیلانی بر گردن قادیانی" لکھ کر مرزا کی خوب گرفت فرمائی اور یہ کتاب بریلی شریف سے چھپ کر سامنے آئی ۔ مولانا محمد عالم آسی رحمۃ اللہ علیہ نے "الکاویہ علی الغاویہ" مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے "مقیاس نبوت" جیسی عظیم کتب لکھ کر مرزائیت کو لگام دی ۔ مولانا غلام قادر بھیروی نے فتویٰ جاری کیا تھا کہ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح قادیانیوں کیساتھ حرام و ناجائز ہے ۔ رد مرزائیت میں علمائے حق تحریری خدمات کا احاطہ تحریر میں لانا ایک الگ موضوع ہے ۔

کذاب قادیانی نے ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک اشتہار شائع کیا اور اس میں چھیاسی علماء کو دعوت مناظرہ دی ان میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام بھی تھا ۔ مناظرہ کا موضوع عربی میں قرآنی آیات کی تفسیر لکھنا قرار پایا ۔ تاجدار گولڑہ نے ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء کو ایک مکتوب میں مرزا کی دعوت مناظرہ قبول کرلی ۔ ۲۵ جولائی ۱۹۰۰ء لاہور کے مقام پر مناظرہ ہونا قرار پایا ۔ تاجدار گولڑہ کے علاوہ علماء اہل سنت اور دیگر فرقوں کے اکابر جمع ہوگئے ۔ بادشاہی مسجد میں بالاتفاق علماء حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی مناظر اسلام مقرر ہوئے ۔ بار بار اعلان اور تقاضا کے مرزا نے راہ فرار میں ہی اپنی عافیت سمجھی ۔ اس طرح باوجود طلب مناظرہ کے مرزا قادیانی میدان مناظرہ میں نہ خود آیا نہ نمائندہ بھیجا اور قادیانیوں کو شکست فاش ہوئی ۔

علامہ صوفی نواب الدین رہداسی چشتی نے قادیانیوں سے تنسیخ نکاح کا سب سے پہلا مقدمہ جیتا۔مقدمہ گورداسپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا آپ ہی تھے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ بھی آپ ہی نے دیا تھا۔بالآخر اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی اور فیصلہ آپ کے ہی حق میں ہوا اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت نواب الدین کے سر بندھا۔یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا اور فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا۔

مقدمہ بہاولپور میں بھی جب شہریوں نے سنا کہ صوفی نواب الدین رہداسی گواہی دیں گے اور جرح کریں گے تو دکانیں اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے۔مقدمہ بہاولپور میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ گورداسپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ صادر کیا تھا۔

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء کو امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بادشاہی مسجد لاہور میں جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرزا کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔مرزا لاہور ہی میں موجود تھا بار بار کے تقاضا کے باوجود آپ کے سامنے نہ آیا حضرت امیر ملت نے ۲۵،۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب پیشگوئی فرمائی کہ چند ہی دنوں میں مرزا عبرتناک موت سے دوچار ہوگا۔چنانچہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء قبل دوپہر عبرتناک موت سے مر کر واصل جہنم ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد مرزائیوں نے اس مملکت خداداد کے خلاف سازشوں کا جال بچھا دیا صوبہ بلوچستان کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا خواب دیکھنے لگے ان نازک حالات کے پیش نظر فتنہ مرزائیت کے انسداد کے لیے ملک گیر تحریک کا آغاز ہوا۔اس تحریک میں تمام مکاتب فکر نے حصہ لیا مگر قیادت اور موثر قوت اہل سنت کی تھی۔اوائل دسمبر ۱۹۵۲ء میں تمام مکاتب فکر کے علماء و زعماء نے مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد قادری کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کیا۔اس تحریک کے تین اہم بنیادی مطالبات تھے۔

۱۔ظفر اللہ قادیانی کو وزارت خارجہ سے ہٹایا جائے۔

۲۔مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے۔

۳۔حضور خاتم النبیین ﷺ کی تعلیمات کو آخری حجت تسلیم کیا جائے۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کو کچلنے کے لیے حکومت نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔اس تحریک میں تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے ایک لاکھ گرفتار ہوئے اور دس لاکھ مسلمان متاثر ہوئے۔علامہ ابوالحسنات قادری اور دیگر قائدین کی کراچی میں

گرفتاری کے بعد مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی نے تحریک کو با احسن طریق چلایا۔ ۶ مارچ ۱۹۵۳ کو مارشل لاء لگا دیا گیا۔ مولانا نیازی اور دیگر علماء کو گرفتار کر لیا گیا۔ مقدمات فوجی بنچوں میں چلائے گئے۔ مولانا نیازی اور مولانا خلیل احمد قادری کو سزائے موت سنائی گئی۔ یہ سزا بعد میں عمر قید میں تبدیل ہو گئی مگر ان مجاہدین کے عزم صادق کی بدولت یہ سزا معاف ہو گئی۔

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء میں ربوہ ریلوے اسٹیشن پر مسلمان طلباء پر قادیانیوں نے فائرنگ کر کے اپنے عزائم کو واضح کر دیا۔ اس سانحہ سے مسلمان سراپا احتجاج بن گئے۔ مرکزی مجلس عمل قائم کی گئی جس کے صدر محمد یوسف بنوری اور جنرل سیکرٹری علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ منتخب ہوئے۔ اس تحریک کو منظم کرنے میں علماء و مشائخ اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ پیر قاضی فضل رسول حیدر رضوی کی بے لوث قیادت نے اس تحریک میں جان پیدا کر دی۔ قومی اسمبلی میں جن سنی زعماء نے بھرپور کردار ادا کیا ان میں علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور مفتی ظفر علی نعمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین ممتاز ہیں۔

۱۳ جولائی ۱۹۷۴ء کو راولپنڈی میں ایک عظیم الشان مشائخ کانفرنس بلائی گئی۔ کانفرنس کے داعی حضرت شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور منتظم شیخ الحدیث والتفسیر علامہ سید حسین الدین شاہ مدظلہ العالی تھے۔ اس کانفرنس میں پچاس سے زائد علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ عوام کا ایک جم غفیر تھا۔ اس کانفرنس میں متفقہ طور پر جو قرارداد منظور کی گئی اسکا خلاصہ کچھ اس طرح ہے:

[[مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی یا مجدد ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے]]۔

سینکڑوں علماء و مشائخ اہل سنت نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ چالیس کے قریب افراد نے جام شہادت نوش کیا۔ پارلیمانی تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار مرزائیت کے خلاف بحث کا آغاز علامہ شاہ احمد نورانی کی ۱۵ اپریل ۱۹۷۴ء کی اس تقریر سے ہوا جس میں آپ نے مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا! [[مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی وحدانیت اور حضور نبی کریم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی اور قادیانی مسلمان نہیں ہیں]]۔

مولانا کوثر نیازی کے چیلنج پر علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری نے مسلمان کی مختصر اور جامع تعریف پیش کی جس کو متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی

قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ قرارداد کا مسودہ تیار کرنے کے بعد خان عبدالولی خان اور غوث بخش بزنجو سے دستخط لیے گئے دونوں نے بغیر کسی لیت ولعل کے دستخط کر دیئے اس قرارداد پر حزب اختلاف کے ۲۲ افراد جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہو گئی تھی نے دستخط کیے البتہ جمعیت علماء اسلام کے مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔ اس تحریک میں علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا۔ آپ نے پوری ذمہ داری کیساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔ قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی رکھا۔ اس تحریک میں آپ نے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری اور مولانا محمد ذاکر نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدر الدین پر اٹارنی جنرل کے توسط سے قریباً ۷۶ سوالات کیے کل ۱۷۰ سوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل و فریب اچھی طرح بے نقاب ہوا اور آخر کار تمام مسلمان عوام اور علماء کی متفقہ کاوشیں اور قربانیاں رنگ لائیں اور ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف مملکت خداداد پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار نبوت کی بنیاد پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

جدو جہد کا سفر

(انجمن طلباء اسلام)

معین الدین نوری

ترتیب: سید محمد جواد الحسن کاظمی

طلبہ کسی بھی قوم کا سب سے متحرک طبقہ ہوتے ہیں۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جس تحریک کو نوجوان طبقہ کی حمایت حاصل نہ ہو سکی وہ تحریک اپنے منطقی انجام تک پہنچنے سے پہلے ہی دم توڑ گئی۔ انجمن طلباء اسلام کے نظریات کے حامل طلبہ اور نوجوانوں نے جب تحریک پاکستان میں عملاً شامل ہونے کا اعلان کیا اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں حصول پاکستان کیلیے کوششیں تیز کر دیں تو قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن پنجاب کے صدر مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ سابق وفاقی وزیر مذہبی امور کی ایک تقریر سننے کے بعد فرمایا! "جب مسٹر نیازی جیسے لوگ ہمارے ساتھ ہیں تو ہم پاکستان کو ضرور حاصل کر لیں گے"۔ انجمن طلباء اسلام انہیں بزرگوں کے نظریات کی متحمل طلبہ تنظیم ہے جس نے اپنے قیام سے لیکر آج تک ہر اہم تحریک میں بے مثال کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور اپنے محب وطن ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ انجمن طلباء اسلام نے جن تحریکوں میں اپنا کردار ادا کیا ان میں سے بالخصوص تحریک ختم نبوت کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

تحریک ختم نبوت:

ختم نبوت پر مر مٹنے کا جذبہ انجمن طلباء اسلام کو اپنے اسلاف سے ملا۔ ۱۹۵۳ء میں جب پہلی مرتبہ قادیانیت کے خلاف تحریک چلی تو انجمن طلباء اسلام کے اکابر علماء کرام نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اس تحریک کا آغاز انجمن کے ایک فکری رہنما سید فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲۳ فروری ۱۹۸۴ء) کی تقریر سے ہوا اور اس تحریک کا پہلا قافلہ فیض الحسن شاہ صاحب کی قیادت میں کراچی سے چلا اور گرفتار ہوا۔ اس تحریک کے دوران انجمن کے فکری سرپرست اور تحریک پاکستان کے ممتاز رہنما مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۲ مئی ۲۰۰۱ء) کو پھانسی کی سزا سنائی گئی تو انہوں نے اس سزا کو اپنی خوش نصیبی سمجھا اور اس سلسلے میں حکومت کو کوئی معافی نامہ پیش کرنے سے انکار کر دیا۔ اس تحریک میں انجمن کے سابق صدر احمد عبدالشکور کے بھائی کو بھی گرفتاری کا شرف حاصل ہوا۔

مئی ۱۹۷۴ء میں جب تحریک ختم نبوت نے دوبارہ زور پکڑا تو مرکزی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکرٹری جنرل انجمن کے سرپرست حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۵ کتوبر ۹۹ء) تھے۔ ابتداء میں تحریک ختم

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نبوت ہلکے پھلکے انداز میں جاری تھی مگر جب انجمن طلباء اسلام نے کام شروع کیا تو پھر اس تحریک کو زندگی ملی ۔اس وقت احمد عبدالشکور انجمن کے مرکزی صدر اور انور کمال راجپوت سیکرٹری جنرل تھے ۔اس ضمن میں جے یو پی کے رکن قومی اسمبلی علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری کی پیش کردہ مسلمان کی تعریف جو پاکستان کے آئین کا حصہ بنی ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی اہم بنیاد تھی ۔۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو انجمن کے تحت الواقعہ ربوہ پر یوم جدوجہد منایا گیا ۔۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پیش کرنے کا سہرا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے سر بندھا۔تحریک ختم نبوت میں انجمن طلباء اسلام نے علماء کرام کے شانہ بشانہ بھرپور حصہ لیا اور تحریک کو جلا بخشی ۔اس تحریک کے دوران بھی انجمن نے مقررین کی چار چھاپہ مار ٹیمیں تشکیل دیں ۔ان ٹیموں کے مقررین اچانک کسی جگہ پہنچ کر تقریریں کرتے اور تقریر کے فوراً بعد دیگر جگہوں پر تقریر کرنے کیلیے اس طرح غائب ہو جاتے کہ خفیہ ادارے انکو ڈھونڈتے رہ جاتے ۔تحریک ختم نبوت کے دوران انجمن نے ملک بھر میں تقریباً ۱۲۷۵ جلسے منعقد کیے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران انجمن کے کارکنان نے قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں ۔تحریک ختم نبوت میں سب سے پہلی گرفتاری کا شرف اس وقت کے ناظم کراچی حافظ محمد تقی رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا اور سب سے آخری گرفتاری ۶ ستمبر ۱۹۷۴ء کو انجمن کے بانی رکن صدر اور سابق وفاقی وزیر حاجی محمد حنیف طیب مدظلہ کی ہوئی جو آرام باغ کراچی میں ختم نبوت کے ایک مظاہرے میں انجمن کے کارکن عبدالمجید گاڈت اور جنرل سیکرٹری کراچی محمد افضال قریشی کو پولیس سے چھڑاتے ہوئے دی گئی ۔اس کے اگلے روز ہی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا ۔ان احباب نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا سرکاری اعلان جیل میں رہ کر سنا۔تحریک ختم نبوت کے دوران انجمن کے محمد اقبال اظہری، امجد علی چشتی، قاری عطاءاللہ، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، محمد خان لغاری، حاجی محمد امین ،شوکت علی وحید رضوان، حافظ حنیف، سید لیاقت علی، محمد محفوظ الحق مشہدی، رانا لیاقت علی، حافظ منظور الحق ،افضال ڈپٹی اور چھانگا مانگا کے کمسن کارکن ارشاد جاوید تو بار بار پابند سلاسل کیے گئے ۔اس دوران ہدایت اللہ مجاہد نے دفتری امور بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے ۔تحریک کے دوران ایک ہی شہر اور گاؤں سے انجمن کے ۲۵، ۲۲ کارکن بھی گرفتار ہوئے ۔پنجاب کے ناظم محمد اقبال اظہری نے تحریک کے دوران تقریباً ۲۵ جلسوں سے خطاب کیا ۔آپ لائل پور سے گرفتار ہوئے اور چالیس دن قید ہوئے ۔اس سلسلے میں جب ۲۱ اگست ۱۹۷۴ء کو لاہور ہائی کورٹ کے جسٹس ڈاکٹر نسیم حسن شاہ نے پنجاب کے نائب ناظم اول امجد علی چشتی، سیکرٹری نشر و اشاعت محمد خان لغاری اور گوجرانوالہ کے محفوظ احمد کی رہائی کی ضمانت پر یہ حکم صادر کیا کہ کارکنان انجمن رہائی کے بعد ختم نبوت پر تقریریں نہیں کریں گے تو کارکنان نے

اس مشروط عدالتی حکم کو ماننے اور جیل سے رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ان طالب علم رہنماؤں نے عدالت میں کہا کہ! ''ختم نبوت کے موضوع پر اظہار رائے کرنا انکا بنیادی حق اور ایمانی تقاضہ ہے اور دنیا کی کوئی طاقت انکو اس حق سے محروم نہیں کرسکتی''۔(بحوالہ اخبارات)

ختم نبوت پر انجمن نے متعدد پمفلٹوں اور پوسٹروں کے علاوہ ناظم پنجاب محمد اقبال اظہری کے تحریر کردہ ۳ کتابچے ''قادیانی کفریات، مرزا قادیانی کی کہانی، قادیانی مسئلہ'' اور مفتی عبدالقیوم ہزاروی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ کا کتابچہ ''قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کا شرعی جواز'' بھی شائع کر کے پورے ملک میں تقسیم کیا۔جبکہ اس سلسلے میں شائع کردہ خصوصی پوسٹر ''ثابت ہو چکا ہے'' پورے ملک میں چسپاں کیا گیا۔۲۵ اگست ۷۶ء کو ملتان میں اور یکم دسمبر ۷۶ء کو لاہور میں منعقدہ مشاورت کے اجلاسوں میں تحریک ختم نبوت کے کارکنان کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔اجلاس میں تحریک کے گرفتار شدگان کو قانونی امدادی کی مشکلات پر گہرے افسوس کا اظہار کیا گیا۔۴ مئی ۷۵ء کو کراچی میں منعقدہ مشاورت کے اجلاس میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ ۷ ستمبر ۷۴ء کو پارلیمنٹ کے اجلاس میں قادیانیوں سے متعلق فیصلوں پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔اور تحریک ختم نبوت میں گرفتار افراد کو رہا کیا جائے۔اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف ۲۹ مئی ۷۶ء کو یوم جدوجہد منانے کا فیصلہ کیا گیا۔۲ ستمبر تا ۸ ستمبر ۱۹۷۷ء ہفتہ تحفظ ختم نبوت منایا گیا۔

۱۲ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں جنرل پرویز مشرف نے مارشل لاء نافذ کیا اور آئین معطل کرنے کا اعلان کیا۔جس سے یہ محسوس ہوا کہ قادیانیوں سے متعلق آئینی شق بھی معطل ہوگئی ہے تو انجمن طلباء اسلام و علماء اہلسنت نے اس امر پر شدید احتجاج کیا۔اس سلسلے میں ۱۱ مئی ۲۰۰۰ء کو لاہور میں بھرپور جلوس نکالا گیا۔جو اس مارشل لاء حکومت کے خلاف پہلا احتجاجی پروگرام تھا۔جس کے بعد پرویز مشرف نے ٹیلی وژن کے ذریعے قانون امتناع قادیانیت اور قانون تحفظ ناموس رسالت کو برقرار رکھنے کا اعلان کیا۔مارچ ۲۰۰۱ء میں قادیانیت مردہ باد مہم منائی گئی۔انجمن طلباء اسلام وقتاً فوقتاً ختم نبوت کے عنوان پر ملک بھر میں مختلف جلسوں کا اہتمام کرتی رہتی ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

تحریک ختم نبوت میں

انجمن طلباء اسلام کا کردار

تصور روحی

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر مرزائیوں نے نشتر میڈیکل کالج کے طلباء کے وفد سے جو بہیمانہ سلوک کیا اس کا عامۃ المسلمین میں بالعموم اور طلباء برادری میں بالخصوص شدید ردعمل ہوا۔ ہر شہر اور قصبہ میں طلباء سڑکوں پر نکل آئے۔ اور فتنہ مرزائیت کی اینٹ سے اینٹ بجانے لگے۔ مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان کا قیام تو بعد میں عمل میں آیا لیکن طلباء اس سے پہلے ہی مرزا غلام احمد کذاب کے پیروکاروں کیخلاف متحرک ہو چکے تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت اور ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کی قیادت سراسر علماء کے ہاتھوں میں تھی جبکہ ۱۹۷۴ء کی تحریک کی عملی رہنمائی طلباء کر رہے تھے۔

معصر تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت الم نشرح ہوئی ہے کہ موجودہ دور میں وہی تحریک کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہے جسے طلباء کی تائید و حمایت حاصل رہی۔ دنیا کے گوشے وخطہ میں سامراجیت، سرمایہ دار اور اشترا کیت کے خلاف قومی تحریکوں کی عملی قیادت طلباء ہی کے ہاتھ میں ہے۔ طلبہ کسی قوم کے دست و بازو ہوتے ہیں جنھیں آج تک کوئی بڑے سے بڑا جابر اور عیار بھی نہیں توڑ سکا۔ تحریک ختم نبوت ۷۴ بھی طلباء کے جوش و خروش اور جذبہ و ولولہ کی صدائے بازگشت تھی جسے وطن عزیز کے گوشہ گوشہ میں سنا گیا اور پوری ملت نے بیک آواز ہو کر طلباء کے اس نعرہ مستانہ کا جو ایمان افروز جواب دیا وہ تاریخ کا زریں باب ہے۔

طلباء برادری میں ۲۹ مئی کے سانحہ ربوہ کیخلاف جو شدید ردعمل ہوا وہ ایک قدرتی امر تھا۔ جن خوش نصیب آنکھوں نے تحریک پاکستان کا عہد آفریں دور دیکھا ہے جبکہ ملت اسلامیہ بیک وقت انگریز اور ہندو کے سامراجی اور توسیعی عزائم کے خلاف نبرد آزما تھی اور اس میں طلبہ کے تاریخ ساز کردار کا قریب سے مشاہدہ کیا ہے وہ اس امر کی تائید کرتے ہیں کہ تحریک پاکستان کے بعد پہلی مرتبہ پوری قوم نے اتحاد کامل کا مظاہرہ کر کے بظاہر ناممکن کو ممکن بنا دیا اور قادیانیت کے سامراجی فتنہ کو ارض پاک میں ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا۔ تحریک پاکستان کی طرح تحریک ختم نبوت میں بھی طلباء نے ہراول دستے کا کردار ادا کیا۔

انجمن طلباء اسلام سواد اعظم اہل سنت و جماعت طلبہ کی وہ واحد نمائندہ تنظیم ہے جو ۱۹۶۸ء کو کراچی میں قائم ہوئی اور انتہائی قلیل عرصے میں مخلص کارکنوں کے جذبہ اخلاص اور شبانہ روز جدوجہد سے پاکستان کے گوشہ گوشہ میں

پھیل گئی۔انجمن کے کارکنوں نے تحریک ختم نبوت میں جس حیرت انگیز عزیمت واستقامت کا مظاہرہ کیا اور بے سروسامانی کے عالم میں دن رات کام کر کے اپنی قومی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔تاریخ میں اس کا ذکر عزت وناز سے کیا جائے گا۔سطور ذیل میں طلبائے اہل سنت وجماعت کی اسی ایمان افروز جدوجہد کا اجمالی تعارف مقصود ہے۔

واقعہ ربوہ کے فوراً بعد ہی انجمن طلباء اسلام پورے پاکستان میں سرگرم عمل ہوگئی۔انجمن کے کارکن ہر جگہ عوام کو حالات کی نزاکت اور اہمیت سے متعارف کراتے رہے۔اسی دوران قادیانیوں نے اپنے خلاف عدیم المثال عوامی ردعمل سے گھبرا کر اور رائے عامہ کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے دیدہ زیب طباعت وکتابت کیساتھ کروڑوں کی تعداد میں چھوٹے چھوٹے پمفلٹ چھپوا کر گھر گھر ڈالنے شروع کر دیے تھے۔جس میں یہ غلط تاثر دینے کی سعی ناکام کی گئی کہ وہ ختم نبوت کے عقیدہ کے قائل ہیں اور حضور سید المرسلین ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں قرآن وحدیث اور اسلام کے دیگر احکام پر انکا ایمان ہے۔اس لیے انکے خلاف کیا جانے والا پروپیگنڈا محض سیاسی ہے اور اس کی کوئی دینی حیثیت نہیں ہے۔عین اسی وقت حکومت نے مرزائیوں کے خلاف لٹریچر کی اشاعت پر پابندی لگادی تھی۔حتیٰ کہ انکے خلاف کوئی خبر بھی اخبار میں شائع کرنے کی اجازت نہ تھی۔انجمن طلباء اسلام وہ واحد جماعت ہے جس نے سب سے پہلے ایک یادگار پمفلٹ "قادیانی کفریات مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات کی روشنی میں" مرتب کیا۔جس میں توحید ورسالت،ختم نبوت،قرآن وحدیث،صحابہ واہلبیت،مکہ ومدینہ،حج وجہاد کے بارے میں قادیانی نظریات کو آشکارا کیا۔اسکے علاوہ ۲ اور پمفلٹ "قادیانی مسئلہ" اور مرزا قادیانی کی کہانی کچھ اسکی کچھ اسکے امتیوں کی زبانی "مرتب کیا۔جس میں مرزا قادیانی کذاب اور اس کے رشتہ داروں اور پیروکاروں کی تحریرات کی روشنی میں سے اقتباسات دے کر یہ واضح کیا گیا تھا کہ مرزا قادیانی کس قسم کا آدمی تھا۔سنسر کی شدید پابندیوں کے باوجود انجمن طلباء اسلام نے ان پمفلٹوں کو ۴۰ ہزار کی غیر معمولی تعداد میں شائع کر کے عوام میں مفت تقسیم کیا جسے عوام نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

انجمن طلباء اسلام نے نہ صرف پنجاب بلکہ ملک کے دوسرے حصوں میں بھی مرزائیت کے خلاف بالخصوص سندھ اور کراچی میں تحریک ختم نبوت کو جس انداز سے پروان چڑھایا اسے قومی حلقوں نے بہت سراہا۔کراچی میں تو یہ عالم تھا کہ انجمن کے کارکن ہر مسجد میں دو دو تین تین کی تعداد میں جاتے اور نماز عصر کے بعد جب نمازی مسجد سے نکلنے لگتے تو ان سے مختصر خطاب کرتے جس سے عوام کو تحریک کے مقاصد سے آگاہی حاصل ہوتی۔انجمن کے مجاہدوں نے ریلوے اسٹیشنوں پر کھڑی گاڑیوں اور لاری اڈوں پر موجود بسوں کے مسافروں سے مختصر خطاب کیا اور اس طرح اپنی

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

رابطہ عوام کی مہم جاری رکھی۔حکومت کی طرف سے زبردست پابندیوں کے باوجود طلباء نے اس جوش و خروش کو کسی مقام پر ٹھنڈا نہ ہونے دیا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں سب سے پہلے جس طالب علم کو گرفتاری پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی وہ انجمن طلباء اسلام کراچی کے ناظم اور مایہ ناز مقرر جناب حافظ محمد تقی تھے۔ انکے بعد تو پنجاب اور سندھ میں گرفتاریوں کا ایسا سلسلہ چل نکلا جو کہیں ختم نہ ہونے پر آتا تھا۔حافظ تقی کے بعد انجمن کے جو رہنما گرفتار ہوئے ان میں پنجاب کے ناظم قائد طلباء جناب محمد اقبال اظہری، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، رضوان شکیل تبسم، قاری عطاءاللہ، رانا لیاقت علی خان، محمد ارشاد جاوید، محمد خاں لغاری، عبدالرحمٰن مجاہد، غلام ربانی قمر، حافظ محمد یوسف، سید غلام مصطفےٰ شاہ، حافظ منظور الحق، حاجی محمد حنیف طیب (سابق وفاقی وزیر) اور اقبال قریشی کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔ان میں سے اقبال اظہری، راؤ ارتضیٰ حسین اشرفی، رضوان شکیل تبسم نے لائل پور جیل کی دیواروں میں پورے چالیس روز کا چلہ مکمل کیا۔دوران اسیری جناب محمد اقبال اظہری نے راقم الحروف کو جو خط لکھا اس میں اس عزم کا اظہار کیا کہ وہ ناموس مصطفےٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے پوری زندگی بھی جیل میں رہیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔نیز انہوں نے کہا کہ وہ اپنی ۲۳ سالہ زندگی میں یہی چالیس دن ہی سرمایہ آخرت سمجھتے ہیں۔تحریک کے دوران قومی پریس نے بھی انجمن کا بھرپور ساتھ دیا اور انجمن کی خبروں کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ایک محتاط اندازے کے مطابق انجمن نے اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران ۱۳۷۵ جلسہ ہائے عام منعقد کیے۔اکثر ہمارے کارکنوں کو رات میں ایک سے زائد جلسوں سے خطاب کرنا پڑتا تھا۔لاہور شہر کے باہر انجمن کے تین گروپ تشکیل دیئے گئے تھے جنہوں نے پنجاب کے طول و عرض کا دورہ کیا اور عوام الناس کو ذہنی طور پر اس تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے تیار کیا۔وحید گروپ جو شوکت علی وحید صاحب کے نام پر رکھا گیا تھا۔ان کے ہمراہ محمد اظہر نعیم زرعی یونیورسٹی فیصل آباد (سردار آباد) اور محمد ارشاد ناز ساہیوال تھے۔انکے ذمہ پنجاب کے مغربی اضلاع کا دورہ تھا۔دوسرا لغاری گروپ تھا جو محمد خاں لغاری صاحب کی زیر قیادت تشکیل دیا گیا تھا۔انکے ساتھی عبدالرحمٰن مجاہد بہاول نگر اور محمد ارشاد جاوید چھانگا مانگا تھے۔انکے ذمہ جنوبی اضلاع کا دورہ تھا۔تیسرا گروپ چشتی گروپ امجد علی چشتی صاحب کے نام سے منسوب ہوا انکے ساتھی تھے سید محمد محفوظ الحق مشہدی آف بھکھی شریف اور محفوظ احمد منتظر گوجرانوالہ۔انکے ذمہ شمالی اضلاع کا دورہ تھا۔لاہور شہر کو براہ راست امین گروپ (حاجی محمد امین) کے زیر نگرانی دے دیا گیا۔انکے ساتھی تھے رانا لیاقت علی خان، خالد محمود، حافظ محمد یوسف قصوروجی (راقم) حافظ منظور الحق اور محمد اعجاز فاروقی۔اس گروپ نے انتہائی مستعدی سے نہ صرف لاہور میں

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

اپنی سرگرمیاں جاری رکھیں بلکہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری ہدایت اللہ مجاہد سے تعاون کر کے پنجاب کے اندرونی اضلاع سے بھی مسلسل رابطہ رکھا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت میں انجمن کا کردار ادھورا رہ جائے گا اگر یہاں انجمن کے صوبائی مجلس عاملہ کے تاریخ ساز اجلاس کا ذکر نہ کیا جائے جو یکم جولائی ۷۴ء کو لاہور میں قائم مقام صوبائی ناظم جناب امجد علی چشتی کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس میں حکومت وقت اور قومی اسمبلی کو بروقت متنبہ کیا گیا کہ اگر فیصلہ قومی امنگوں کے مطابق نہ ہوا تو حالات کے خراب ہونے کی تمام تر ذمہ داری برسر اقتدار ٹولہ پر ہوگی نیز اس اجلاس میں ایک قرارداد کے ذریعے عوام الناس سے اپیل کی گئی کہ وہ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ مہم کو مزید تیز کر دیں۔ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ کی شرعی حیثیت کو مزید واضح کرنے کے لیے فتویٰ شائع کیا گیا۔ یہ فتویٰ انجمن کے استفسار پر حضرت مفتی اعظم علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی بانی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا تھا۔ جس نے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ اسی دوران انجمن طلباء اسلام نے ایک اور کارنامہ سرانجام دیا اور خوف و ہراس کی اس فضا میں "ثابت ہو چکا ہے" کے نام سے ایک شاندار اشتہار شائع کیا جس میں حکمرانوں پر واضح کیا گیا کہ قادیانیوں کے خلاف سماجی بائیکاٹ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ قوم کے تمام مطالبات کو من و عن تسلیم نہیں کر لیا جاتا۔

یکم ستمبر کو بادشاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان تاریخی ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ فی الواقع یہ اسلامیان پاکستان کا باطل سوز اجتماع تھا۔ اس میں وطن عزیز کے گوشہ گوشہ سے علماء، مشائخ، سیاسی زعماء اور عوام لاکھوں کی تعداد میں شریک ہوئے۔ اس تاریخی کنونشن میں بعض طلبہ تنظیموں نے باہمی چپقلش کی بنا پر جو افسوسناک ہنگامہ آرائی کی وہ قابل صد مذمت تھی۔ اس سے ہر دردمند محب وطن کے جذبات مجروح ہوئے۔ یہ صرف انجمن طلباء اسلام ہی تھی جس نے عدیم المثال اجتماع میں مکمل نظم وضبط کا مظاہرہ کیا اور گہرے ہوش و تدبر کا ثبوت فراہم کیا۔ جسے خاص و عام نے تحسین و آفرین کی نگاہوں سے دیکھا اور یوں انجمن ایک امن پسند اور اصول پرست طلبہ تنظیم کی حیثیت سے اُبھر کر سامنے آئی۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کے دوران کراچی اور اندرون سندھ سے جو حضرات لاہور تشریف لائے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ جناب حاجی محمد حنیف طیب صاحب (سابق وفاقی وزیر) محمد یعقوب قادری، حافظ محمد تقی، امان اللہ خاں نیازی، ان حضرات نے پنجاب کے کئی اہم شہروں کا دورہ کیا اور عظیم الشان جلسہ ہائے عام سے خطاب کیا۔ قابل فخر امر یہ ہے کہ ہمارے ساتھیوں نے طوق و سلاسل کی پابندیوں کے باوجود حق و صداقت کا پرچم سرنگوں نہیں

ہونے دیا اور دن رات ختم المرسلین ﷺ کی غلامی کے نشہ سے سرشار ہو کر کمرہ عدالت میں بھی ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان کیا کہ ختم نبوت جیسے بنیادی عقیدے پر اظہار خیال کرنا ہمارا حق ہے۔ اور اسے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی۔ اللہ تعالٰی کا احسان ہے کہ انجمن کے مجاہدوں کی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں اور بالآخر حکومت کو عوامی مطالبات کو من وعن تسلیم کرنے کے لیے جھکنا پڑا۔ عظیم ہیں وہ لوگ جنھوں نے برستی گولیوں کی بوچھاڑ میں ننگی سنگینوں کے سائے تلے اپنی عظیم جدوجہد کو جاری وساری رکھا۔ اور کسی موقع پر بھی اس میں ذرہ برابر لرزش نہ آنے دی۔ موجودہ تحریک ختم نبوت میں مجلس عمل کے سیکرٹری جنرل جناب علامہ سید محمود احمد رضوی نے جو کردار ادا کیا وہ ہماری ملی تاریخ کا تابندہ باب ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نوٹ: یہ مضمون ماہنامہ رضوان لاہور (دسمبر ۱۹۷۴ء وجنوری ۱۹۷۵ء) سے لیا گیا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

دعوتِ اسلامی کی مَدَنی بہاریں

قادیانیوں کی توبہ

محمد حنیف امجد

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ساری دنیا میں "نیکی کی دعوت" کو عام کرنے کے لئے تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی شب وروز کوشاں ہے۔ اس مَدَنی تحریک کی بنیاد آج سے تقریباً 26 سال قبل ۱۴۰۱ھ، 1981ء میں باب المدینہ کراچی میں شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے رکھی۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ کی پُر خلوص اور انتھک کوششوں کی برکت سے دیکھتے ہی دیکھتے اس تحریک کا پیغام تادمِ تحریر کم وبیش 66 ممالک میں جا پہنچا اور مختلف شعبہ جات میں 35 سے زائد مجالس کا قیام عمل میں آیا۔ اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کام کی خوب خوب بہاریں ہیں، مثلاً کئی بگڑے ہوئے نوجوان توبہ کرکے راہِ راست پر آگئے، جو بے نمازی تھے نمازی بن گئے، ماں باپ سے نازیبا رویہ اختیار کرنے والے باادب ہوگئے، جس کی حرکتوں کی وجہ سے کبھی پورا محلہ بیزار تھا وہ سارے علاقے کی آنکھ کا تارا بن گیا، گانے سننے کے شوقین مَدَنی مذاکرات اور سنتوں بھرے بیانات سننے لگے، فحش کلامی کرنے والے نعتِ مصطفیٰ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھنے لگے، یورپی ممالک کی رنگینیوں کو دیکھنے کے خواہش مند گنبدِ خضریٰ و کعبۃ المشرفہ کی زیارت کے لئے بے قرار رہنے لگے، مال کی محبت میں جینے، مرنے والے فکرِ آخرت کی مَدَنی سوچ کے حامل بن گئے، فحش رسائل وڈائجسٹ کے شائقین امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ وعلمائے اہلسنت دامت فیوضھم کے رسائل اور دیگر دینی کتب کا مطالعہ کرنے لگے، تفریح کی خاطر سفر کے عادی عاشقانِ رسول کے ہمراہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کرنے والے بن گئے، "کھاؤ، پیو اور جان بناؤ" کے نعرے کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھنے والوں نے اس مَدَنی مقصد کو اپنا لیا کہ "مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ" علاوہ ازیں کفر وضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے کفار کو نورِ اسلام نصیب ہونے کی خبریں بھی موصول ہوتی رہتی ہیں، ان میں سے قادیانیت سے تائب ہونے والوں کی 4 منتخب مَدَنی بہاریں ملاحظہ ہوں۔

(1) قادیانی آفیسر کی توبہ

ایک مرتبہ شیخ طریقت، امیر اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم

العالیہ کی بارگاہ میں ایک مکتوب پہنچا جس میں کسی شخص نے کچھ اس طرح سے لکھا تھا کہ میں قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا ہوں اور ایک بڑے عہدے پر فائز ہوں، میں اب تک کم وبیش 70 مسلمانوں کو گمراہ کر کے قادیانی بنا چکا ہوں۔ سردار آباد (فیصل آباد) میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے اجتماع میں تنقیدی ذہن لے کر شریک ہوا لیکن آپ کا بیان سن کر دل کی دنیا زیروزبر ہوگئی پھر کسی مبلغ نے آپ کے بیانات کی کیسٹیں تحفے میں دیں۔ دل کی کیفیات تو ایک بیان سن کر ہی بدل چکی تھیں مگر جب دیگر کیسٹیں سنیں تو لرز اٹھا اور ساری رات روتا رہا، اب مجھے کیا کرنا چاہیے؟" بانیِ دعوتِ اسلامی نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے بلاتاخیر مکتوب روانہ فرمایا کہ فوراً توبہ کر کے اسلام قبول کر لیجئے اور جتنے مسلمانوں کو (معاذاللہ عَزَّوَجَلَّ) مرتد کیا ہے انہیں مسلمان بنانے کی کوئی صورت نکالئے۔"

الحمدللہ عَزَّوَجَلَّ! جب یہ مکتوب اس آفیسر تک پہنچا تو آپ دامت برکاتہم العالیہ کی انفرادی کوشش کی برکت سے اس نے فوراً توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ اس آفیسر اسلامی بھائی کے باپ اور خاندان والوں نے اس پر بہت سختیاں کیں لیکن وہ ثابت قدم رہے اور بیوی بچوں سمیت باب المدینہ (کراچی) میں امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اظہار بھی کیا۔ امیر اہل سنت دامت برکاتہم العالیہ کے بیان سننے کی برکت سے آخرِ کار اس کے پورے خاندان کو قادیانی مذہب سے نجات حاصل ہوئی اور وہ دامنِ اسلام سے وابستہ ہو گئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب!		صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی علٰی محمّد

(2) 43 قادیانی کیسے مسلمان ہوئے؟

باب الاسلام سندھ کے شہر نواب شاہ سانگھڑ روڈ کے مقیم اسلامی بھائی کے بیان کا خلاصہ ہے کہ پہلے پہل میں قادیانی مذہب سے تعلق رکھتا تھا اور جوانی کے نشے میں مست ہو کر دوستوں کے جُھرمٹ میں اپنے اُخروی انجام سے بے پرواہ عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہا تھا۔ میری زندگی پر چھائی ہوئی کفر کی تاریکی کچھ اس طرح سے چھٹی کہ قادیانی ہونے کے باوجود میرے دوستی مسلمان لڑکوں کے ساتھ تھی جو میرے مذہب سے لاعلم تھے۔ میرے چند دوست تبلیغِ قرآن وسنت کی غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو کر شیخِ طریقت، امیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتُہم العالیہ سے مرید ہو کر عطاری بن گئے۔ حیرت انگیز طور پر میں نے اپنے نوجوان ماڈرن دوستوں میں کچھ ہی عرصہ میں انقلابی تبدیلی محسوس کی۔ جُونہی نماز کا وقت ہوتا وہ ہمیں چھوڑ کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے چلے جاتے۔ اُن کی فحش گوئی کی عادت جاتی رہی۔ پھر ان میں سے چند ایک نے نہ صرف اپنے چہرے پر سُنّت کے مطابق داڑھی

سجالی بلکہ سبز سبز عمامہ شریف کا تاج بھی اپنے سر پر سجالیا۔ شروع شروع میں ہم انہیں بہت ستاتے اور ان پر طرح طرح کے جملے کستے مگر وہ جواب دینے کے بجائے مسکراتے رہتے۔ وہ مجھے بھی دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں چلنے کی دعوت دیتے لیکن میں چونکہ حقیقتاً قادیانی تھا اور گھر والوں کی طرف سے مذہبی لوگوں کے ساتھ بیٹھنے اٹھنے کی سختی سے ممانعت تھی، لہٰذا ٹال مٹول کر جاتا۔ ایک روز میرے جی میں آئی کہ چل کر دیکھنا چاہئے کہ ان کے سنتوں بھرے اجتماع میں ایسی کیا بات ہے کہ یہ بے نمازی اور ماڈرن نوجوان کچھ ہی عرصے میں نہ صرف نمازی بلکہ تہجد گزار اور سنتوں کے عامل بن گئے، یہ اپنے پیرومرشد کے تقویٰ و پرہیزگاری کا بار بار بڑی عقیدت سے تذکرہ کرتے ہیں، اُن سے بھی ملنا چاہئے کہ وہ کیسی ہستی ہیں۔

یوں ایک بار میں اِن کے ہمراہ دعوتِ اسلامی کے نواب شاہ شہر میں ہونے والے سنتوں بھرے اجتماع میں جا پہنچا۔ یہ غالباً 1988ء کی بات ہے۔ وہاں میں نے مبلغِ دعوتِ اسلامی کا بیان سنا جو بڑا دلنشین اور پُرتاثیر تھا۔ پھر ذکر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی صداؤں اور رو رو کر کی جانے والی دعا نے مجھے بہت متاثر کیا۔ پھر جب سب نے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا شروع کیا تو میں بھی شامل ہوگیا۔ اس کا اثر دریان سے باہر ہے۔ میں نے اُس اجتماع میں کثیر نوجوانوں کو دیکھا جن کے چہروں پر داڑھیاں اور سروں پر سبز سبز عمامے تھے۔ ان کے چہروں کی نورانیت، حیاء سے جھکی ہوئی نگاہیں، سنت کے مطابق بدن پر سفید لباس اور سر پر زلفیں، بقدرِ ضرورت گفتگو کا با ادب انداز، خوش اخلاقی اور ملنساری دیکھ کر مجھ پر ایک ہیبت سی طاری ہوگئی۔ بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ اب میں اپنے دل میں اسلام کی محبت محسوس کرنے لگا مگر کسی سے اظہار نہ کرسکا۔ اگلی جمعرات جب میں اجتماع میں پہنچا تو میں نے ایک مبلغ کو اپنے بارے میں بتا کر روتے ہوئے عرض کی کہ مجھے مسلمان کر لیجئے۔ انہوں نے فوراً مجھے قادیانیت سے توبہ کروا کر کلمہ طیبہ پڑھوایا اور یوں میں اسلام جیسی عظیم دولت سے مالا مال ہوگیا۔ یہ اطلاع جلد ہی گھر تک پہنچ گئی۔ میرے والد یہ سن کر آپے سے باہر ہوگئے اور مجھے خوب بُرا بھلا کہا بلکہ مارا بھی۔ مگر مدنی ماحول کی برکت سے میں نے زبان چلانے کے بجائے صبر کیا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ مجھے روتا دیکھ کر والد صاحب بھی نرم پڑ گئے اور مجھے پیار سے سمجھانے لگے۔ مگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میرے دل میں اسلام کی محبت دن بدن بڑھتی چلی گئی۔ میں پابندی سے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شریک ہونے لگا اور امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے ذریعے مرید ہو کر "عطاری" بھی بن گیا۔

کچھ عرصے بعد باب المدینہ کراچی (گلزارِ حبیب مسجد) میں امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کی بارگاہ میں حاضری کی سعادت ملی تو میں نے آپ دامت برکاتہم العالیہ میں اپنے قبولِ اسلام کی بہار سنائی اور اپنے والدین و دیگر گھر والوں کیلئے اسلام قبول کرنے کی دُعا کے لئے درخواست کی۔ آپ میرے قبولِ اسلام کا سن کر بہت خوش ہوئے، مجھے سینے سے لگایا، دُعا کی اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جلد آپ کے گھر والے بھی اسلام قبول کرلیں گے۔ نواب شاہ واپس آنے کے بعد میں نے گھر والوں کو امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل پڑھانے اور وقتاً فوقتاً انفرادی کوشش کرنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ ایک ولی کامل کی دُعا کی برکت سے صرف 15 یا 20 دن کے اندر اندر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ والدین سمیت گھر کے تقریباً 13 افراد نے قادیانیت سے توبہ کرکے اسلام قبول کرلیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ توجہ مرشد سے میں نے اپنے خاندان کے دیگر افراد پر بھی انفرادی کوشش کی۔ جس کی برکت سے کم وبیش 2 سال بعد میرے پھوپھا گھر کے تقریباً 17 افراد سمیت لوگوں کے ہجوم میں قادیانیت سے توبہ کرکے مسلمان ہوگئے۔ وہ دعوتِ اسلامی اور امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ سے بے حد متأثر تھے۔ اسلام قبول کرنے کے تقریباً 2 سال بعد کم وبیش 60 سال کی عمر میں نماز ادا کرنے کے بعد تسبیح پڑھتے پڑھتے مسجد ہی میں ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کی برکت سے مزید انفرادی کوشش جاری رہی اور 2003ء میں میرے تایازاد بھائی خاندان کے تقریباً 12 افراد سمیت مسلمان ہوگئے۔ میری بچوں کی والدہ اپنے قادیانی رشتے داروں میں امیرِ اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ کے رسائل تقسیم کرتی رہتی ہیں اس کی برکت کئی خواتین اسلام قبول کرچکی ہیں۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3) گونگا قادیانی

صوبہ پنجاب کے شہر خوشاب میں ایک گونگے بہرے اسلامی بھائی جو دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول کی برکت سے گناہوں سے تائب ہوکر نیکیوں کی راہ پر گامزن ہوچکے تھے۔ اُن کے گھر کے قریب ایک گونگے بہرے شخص کی رہائش تھی جو قادیانی تھا۔ یہ "خصوصی اسلامی بھائی" اُس گونگے قادیانی سے ملاقات کرکے اشاروں کی زبان میں انفرادی کوشش کرتے ہوئے راہِ حق کی دعوت پیش کیا کرتے اور اسے سمجھاتے کہ دینِ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جس میں دنیا و آخرت کی بھلائیاں پوشیدہ ہیں اور حقیقی قلبی سکون بھی اسی مذہبِ حق کی قبولیت میں ہے۔ وہ گونگا قادیانی دعوت

اسلامی کے گونگے مبلغ کی پُر تاثیر اصلاحی باتوں میں دلچسپی تو لیتا مگر کوئی واضح جواب نہ دیتا۔ وہ (گونگا قادیانی) کچھ دنیوی مسائل کی وجہ سے بہت پریشان تھا اور سکون کی تلاش میں تھا۔ اسی دوران دعوتِ اسلامی کے گونگے مبلغ نے اسے دعوتِ اسلامی کے بین الاقوامی تین روزہ سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کی دعوت دی۔ جسے اس نے قبول کرلیا۔ جب وہ "گونگا قادیانی" مدینۃ الاولیاء (ملتان شریف) دعوتِ اسلامی کے سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کے لئے صحرائے مدینہ پہنچا تو ہر طرف سبز سبز عمامہ شریف کی بہاریں اور دُرود و سلام کی صدائیں تھیں، الغرض ایک عجیب روح پرور سماں تھا۔ یہ مناظر دیکھ کر وہ گونگا قادیانی اس مدنی ماحول سے اسقدر متاثر ہوا کہ اس نے وہیں اجتماع میں اپنے باطل مذہب قادیانیت سے توبہ کی اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا اور شیخ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ سے مرید ہو کر "عطاری" بھی بن گیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(4) بال بال بچ گیا

مدنی تربیت گاہ باب المدینہ (کراچی) سے ایک مدنی قافلہ 3 دن کیلئے باب المدینہ کے اطراف میں واقع ایک گوٹھ میں پہنچا۔ اس مدنی قافلے میں دعوتِ اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ کے ایک رکن بھی شامل تھے تیسرے اور آخری دن جب دوپہر کے کھانے سے پہلے سیکھنے سکھانے کا حلقہ لگا ہوا تھا تو ایک نوجوان مسجد میں آیا اور کہنے لگا کہ "مجھے کچھ پوچھنا ہے۔" چنانچہ دو اسلامی بھائی اسے ایک طرف لے گئے۔ اس نوجوان نے کہا: "میں مسجد کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک میرے دل میں خیال آیا کہ یہاں ایک قافلہ آیا ہوا ہے، ان سے معلومات حاصل کرتا ہوں کہ مسلمانوں اور قادیانیوں میں کیا فرق ہے؟" پھر اس نے بتایا کہ "میری معلومات کے مطابق قادیانی بھی ہماری ہی طرح ہوتے ہیں، دونوں کے پاس ایک جیسا قرآنِ پاک ہے، ان کی تمام عبادتیں ہماری عبادتوں کی شکل ہیں۔ میرے کافی دوست اس طرف (قادیانیوں کی طرف) مائل ہو چکے ہیں اور میں بھی پچھلے ہفتے قادیانی بننے کے فارم پر سائن کرنے والا تھا مگر کسی وجہ سے نہیں کرسکا، اب آپ مدنی قافلے والے مجھے صحیح معلومات فراہم کریں کہ مسلمان اور قادیانی میں کیا فرق ہے؟" اس نے مزید بتایا کہ "میں ان کی عبادت گاہ میں بھی جا چکا ہوں، میرے پاس ان کی بہت کتابیں بھی ہیں، میرا یہ ذہن بنایا گیا ہے کہ نمازیں پانچ نہیں ہوتیں بلکہ تین ہوتی ہیں جو تین منٹ میں ادا کی جاسکتی ہیں۔" اس کی بات سننے کے بعد اسلامی بھائیوں نے اُسے سمجھانا شروع کیا۔ کچھ ہی دیر کی انفرادی کوشش کے بعد

الحمدللہ عَزَّوَجَلَّ! اس نے توبہ کرکے دوبارہ کلمہ پڑھا اور عطاری سلسلہ میں بھی داخل ہوگیا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

مرزا مسرور احمد (موجودہ سربراہ قادیانی جماعت) کے بھائی

شیخ مرزا راحیل احمد کا قبول اسلام

انٹرویو: امانت علی چودھری

دین اسلام کا زندہ معجزہ

"دنیا کفر میں دراڑیں مرزا غلام احمد قادیانی کا پوتا مرزا بشیر الدین کا بیٹا اور موجودہ قادیانی گروہ کے خلیفہ مرزا مسرور احمد کے بھائی شیخ مرزا راحیل احمد نے اسلام قبول کر لیا"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور 28 جمادی الثانی 1424ھ 27 اگست 2003)

(انجمن تحفظ تاجدار ختم نبوت پاکستان (ہیڈ آفس چک سکندر نمبر 30) تحصیل کھاریاں ضلع گجرات)

شیخ راحیل احمد وہ خوش نصیب انسان ہیں جو حال ہی میں قادیانی مذہب سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے ہیں وہ پچھلے چودہ سال سے کولون (جرمنی) میں اپنے خاندان کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ جشن عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب میں شرکت کیلئے وہ ڈنمارک تشریف لائے تو ہم نے ماہنامہ وطن نیوز کے لیے ان کا انٹرویو کیا جو قارئین وطن نیوز کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔

شیخ راحیل احمد 1947ء یعنی تقسیم ہند اور قیام پاکستان کے وقت قادیان (ہندوستان) میں ایک قادیانی خاندان میں پیدا ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ان کا خاندان گوجرانوالہ میں منتقل ہو گیا۔ جب جماعت احمدیہ نے ربوہ کی زمین حاصل کر لی تو ان کے خاندان نے مستقل طور پر ربوہ میں رہائش اختیار کر لی۔ شیخ راحیل احمد نے میٹرک تک تعلیم ربوہ میں حاصل کی اور کراچی سے بی اے کا امتحان پاس کیا انہوں نے چالیس سال تک پاکستان (ربوہ) میں مختلف عہدوں مثلاً نائب قائد، معتمد مجلس وغیرہ پر جماعت احمدیہ کے لیے خدمات انجام دیں۔

شیخ راحیل احمد جب ڈنمارک تشریف لائے تو چیف ایڈیٹر ماہنامہ وطن نیوز ڈنمارک امانت علی چودھری نے ان سے انٹرویو کیا۔ جب ان سے حلقہ اسلام میں داخل ہونے اور قادیانی مذہب سے تائب ہونے کا سبب پوچھا گیا تو وہ یوں گویا ہوئے! میرے دادا مرزا غلام احمد کے پیروکار تھے اس طرح سے میں پیدائشی قادیانی تھا اور میری تعلیم و تربیت بھی اسی ماحول میں ہوئی لیکن کچھ عرصہ سے میں اپنے لاشعور میں ایک خلا محسوس کرتا تھا ذہنی اور دلی اطمینان اور سکون نہیں تھا ایسا لگتا تھا کہ جیسے مجھ سے کوئی چیز چھن گئی ہے انہوں نے بتایا کہ میری زندگی میں اچانک یہ موڑ نہیں آیا

اس کے لیے مجھے بہت لمبا راستہ طے کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے باریک بینی کیساتھ مرزا غلام احمد کی تصنیف کردہ کتب کا مطالعہ شروع کردیا۔ میں مطالعہ کیساتھ ساتھ مختلف لوگوں کیساتھ مکالمہ بازی بھی کرتا رہا انہوں نے کہا کہ یہ بات سچ نہیں ہے کہ میں کسی عالم دین کی تقریر وتحریر سے متاثر ہو کر دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں بلکہ اس گھڑی تک پہنچنے کے لیے میں نے پورے چھ سال تک مرزا کی کتابوں اور احمدی لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ میں جوں جوں مطالعہ کرتا جاتا تھا میرے سامنے مرزا غلام احمد کے جھوٹ کے پردے ہوا ہوتے چلے گئے۔ آخر میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جس اسلام کا احمدیہ پلیٹ فارم سے پرچار ہو رہا ہے دراصل یہ صحیح نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے انحراف کر رہی ہے۔

شیخ راحیل نے کہا! جب میں نے یہ پڑھا کہ مرزا غلام احمد اپنی عمر کے باون سال تک حیات مسیح اور رسول اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر یقین اور اعتقاد رکھتے آئے تھے اور حضور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والے کو کافر کہتے آئے ہیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ ان کا دوغلا پن اور قول وفعل میں صریح تضاد ہے شیخ صاحب نے کہا کہ مرزا صاحب کی اپنی تحریروں میں بہت زیادہ تضاد پایا جاتا ہے انہوں نے اپنی تصنیف براہین احمدیہ میں لکھا ہے! میں نے اللہ تعالیٰ کے اشارے اور قرآن کے مطابق خود کو معلم اور مجدد لکھا ہے اس میں وہ لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ ہیں لیکن گیارہ سال بعد ان کو دوبارہ الہام ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اگر ہم ان کی دونوں اطلاعیں صحیح مان بھی لیں تو پھر اس گیارہ سالہ عرصہ میں وہ کب فوت ہوئے تھے؟ اور اگر عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی وفات پا چکے ہیں تو مرزا صاحب کا دعویٰ جو انہوں نے خدا کے اشارے اور الہام کے تحت براہین احمدیہ میں لکھا ہے غلط ہے۔ یعنی ان کے دونوں دعوؤں میں سے ایک ضرور غلط ہے۔

راحیل صاحب سے پوچھا گیا کہ آیا کوئی شخص قدم بقدم مرحلہ وار ترقی کرتے ہوئے نبوت کے منصب تک پہنچ سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے جس کسی کو بھی نبوت ملتی ہے وہ پیدائشی نبی ہوتا ہے بلکہ اس کا فیصلہ عالم ارواح میں ہو چکا ہوتا ہے لیکن مرزا صاحب کا مسئلہ یہ ہے کہ پہلے وہ مناظر اسلام کے طور پر مشہور ہوئے بعد میں معلم، مجدد، مہدی اور پھر مثیل مسیح کا دعویٰ کر دیا اور پھر تھوڑے ہی عرصہ بعد وفات مسیح کا دعویٰ کرتے ہوئے مسیح موعود کے منصب پر براجمان ہو گئے اس کے بعد ان کو روکنے والا کون تھا وہ بروزی نبی، ظلی نبی سے ہوتے ہوئے (نعوذ باللہ) محمد ﷺ اور تجاوز کرتے کرتے حضور ﷺ سے بھی بڑا اپنا مرتبہ بتانا شروع کر دیا اور یہاں تک کہ خدائی کے دعوے تک جا پہنچے۔

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

شیخ راحیل احمد صاحب سے جب دریافت کیا گیا کہ مرزا صاحب کو نبوت کی پٹڑی پر کس نے ڈالا؟ تو انہوں نے کہا کہ مرزا غلام احمد بیمار انسان تھا وہ مراق، مالیخولیا اور ہسٹیریا جیسے موذی امراض میں مبتلا تھا۔ اس قسم کے آدمی کے دعوے تو خدائی تک بھی پہنچ جاتے ہیں جو انہوں نے کیے جب ایک بار دعوے کرتے چلے گئے اور سب حدوں کو پھلانگ گئے اور مرزا صاحب نے جو زبان درازی اہل بیت، امہات المومنین اور خلفائے راشدین کے بارے میں کی ۔میری زبان وہ الفاظ ادا کرنے سے قاصر ہے۔ ان سے جب پوچھا گیا کہ یہ انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے؟ تو شیخ صاحب نے کہا کہ دونوں فریقوں نے ایک دوسرے کو استعمال کیا اور اپنا اپنا فائدہ اٹھایا ہے۔

جب شیخ راحیل احمد سے جماعت احمدیہ کے ماننے والوں کی تعداد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ جماعت کا تو دعویٰ ہے کہ انکی تعداد ۲۰۰ ملین ہے لیکن یہ سفید جھوٹ کے سوا اور کچھ نہیں۔ انہوں نے بتایا کہ جماعت احمدیہ غریب ممالک یعنی افریقہ میں اپنا پیسہ خرچ کر کے وہاں کے غریب عوام کو اپنے ساتھ ملاتی ہے یعنی انکی ضروریات کو کیش کیا جاتا ہے اس وقت ان کی تعداد افریقہ کے علاوہ جزائر غرب الہند (انڈونیشیا) میں زیادہ ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جرمنی میں انکی تعداد ایک لاکھ ہے لیکن یہ بھی جھوٹ ہے ایک لاکھ تو درکنار ایک ہزار بھی نہیں ہے۔

شیخ راحیل احمد نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کا باقاعدہ دفتر اسرائیل میں بھی موجود ہے جب کسی بھی سربراہ کا تقرر اسرائیل میں ہوتا ہے تو وہ اپنے کاغذات اسرائیل کے وزیراعظم کو پیش کرتا ہے جماعت احمدیہ یہودیوں کیساتھ پورا پورا تعاون کر رہی ہے اور اس کے صلے میں وہ بھی ہر ممکن مدد کرتے ہیں۔

جب ان سے یہ دریافت کیا گیا کہ جماعت احمدیہ کوئی خطہ زمین حاصل کرنے کی کوشش کر رہی ہے جہاں ان کی اپنی حکومت ہو؟ تو شیخ صاحب نے بتایا کہ یہ ان کی دیرینہ خواہش چلی آرہی ہے کہ کسی خطہ میں انکی اپنی حکومت ہو اس کے لیے انہوں نے بہت پاپڑ بیلے ہیں۔ جماعت احمدیہ نے اقتدار کی خاطر سینی گال میں فوجی انقلاب کی کوشش بھی کی ہے۔ وہ اپنی حکومت کے لیے ہر حربہ استعمال میں لا رہے ہیں۔ ایسی ہی کوشش افریقہ میں بھی کی جارہی ہے شیخ صاحب نے کہا کہ قادیانیوں کو ربوہ میں صرف ۱۲ مربع میل کا علاقہ ملا وہاں پر انہوں نے کونسا ظلم ہے جو روا نہیں رکھا ۔لوگوں کی عزتوں کے سودے کیے گئے، وہاں کے باشندوں کیساتھ غلاموں سے بدتر سلوک کیا گیا اگر وہاں پر یہ عالم تھا تو اگر ان کو کہیں حکومت مل گئی تو وہ دنیا کی تاریخ کا سیاہ دن ہوگا۔

جماعت کے چندے کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ وہ صرف ایک چندہ وصول نہیں کرتے چندے کی بہت سی مدات ہیں سب سے پہلے تو ہر کسی کو اپنی آمدنی کا 16 / 1 حصہ چندہ دینا ہوتا ہے پھر اگر کسی نے بہشتی مقبرہ میں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

دفن ہونے کی وصیت کی ہوئی ہے تو وہ شخص 10/1 حصہ مزید ادا کریگا۔ یہ بنیادی چندہ ہے اس کے علاوہ پچاس سے زائد ایسی مدات ہیں مثلاً بچوں کی تنظیم بچیوں کی تنظیم، نوجوانوں، عورتوں، بوڑھوں وغیرہ کی تنظیمات اور دیگر بہت سی جگہیں اور تنظیمات ہیں جہاں چندہ اکٹھا کیا جاتا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ذرا خیال کریں کہ اگر خاندان کا صرف ایک ہی فرد کمانے والا ہو تو اس پر چندے کا کتنا بڑا بوجھ ہو گا جب چندے کے مصرف کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا کہ یہ تو جماعت کے بڑے بڑے عہدیداران کو بھی معلوم نہیں ہے کہ چندہ کہاں استعمال ہوتا ہے انہوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا مافیا ہے جس نے سادہ لوح لوگوں کو اس طرح چیناٹائز کیا ہوا ہے کہ آنکھیں بند کیے عمل کیے جا رہے ہیں۔ شیخ راحیل نے بتایا کہ ان بڑوں کی بڑی بڑی رقمیں سوئٹزر لینڈ کے بنکوں میں جمع ہیں اور جو یہ کہتے ہیں ہم سود نہیں کھاتے ذرا بتائیں تو سہی کہ ان رقوم کا سود کہاں جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جماعت احمدیہ میں کوئی جمہوریت یا مشاورت نہیں ہے۔ جماعت کے سربراہ اور اس کے خاندان کے چند افراد ہی سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ جمع ہونے والی ساری دولت چند ہاتھوں میں ہے اور یہ لوگ مرزا غلام احمد کی ہوشیاری، چالاکی یا جو بھی نام دے لیں کو بڑی ہوشیاری سے جاری رکھے ہوئے ہیں اور انہوں نے لاکھوں معصوم لوگوں کا برین واش کیا ہوا ہے۔

شیخ راحیل احمد سے جب سوال کیا گیا کہ آپ کے بیوی بچے بھی آپ کے ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو انہوں نے کچھ یوں بتایا کہ میرے اعلان کے بعد بچے تو فوراً تیار ہو گئے لیکن میری زوجہ کچھ تذبذب کا شکار تھی کہ مدت سے ہمارے آباؤ اجداد احمدیت سے منسلک چلے آرہے ہیں اس لیے ہمیں یہ مذہب نہیں چھوڑنا چاہیے گویا یہاں پر بھی تاریخ دہرائی جا رہی تھی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے کفار مکہ کے سامنے دین اسلام کی دعوت رکھی تو وہ بھی بول اٹھے کہ ہمارے آباؤ اجداد صدیوں سے جس مذہب کو مانتے چلے آرہے ہیں کیا آپ ہمیں اس سے منحرف کرنا چاہتے ہیں تو یہی بات اب ہمارے گھر میں ہو رہی تھی میں نے اپنی بیوی کو کہا کہ میں تو کل اسلام میں داخلے کا اعلان کرنے والا ہوں آپ کی مرضی میں آپ کو مجبور نہیں کروں گا۔ رات کو میری بیوی نے جائے نماز بچھائی اور اللہ تعالیٰ سے رو رو کر دعا کرنے لگی کہ خدایا میرا شوہر احمدیت کو چھوڑ کر گمراہ ہو رہا ہے اس کو بچائیں۔ جب وہ بیدار ہوئی تو میں مسجد میں اسلام قبول کرنے کی تیاری میں مصروف تھا تو اس نے کہا کہ ٹھہریں میں بھی آپ کے ساتھ ہی جا رہی ہوں میں نے پوچھا کہ یہ تبدیلی کیسے؟ تو اس نے جواب دیا کہ جب میں روتے روتے مصلے پر سو گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں آپ اور ہماری بیٹی ہم تینوں ایک مسجد کے قریب کھڑے ہیں جس کی چھت سرکنڈوں اور گھاس پھوس کی بنی ہوئی ہے ہم نے اس چھت کو لپیٹ کر نیچے پھینکا تو اس کے نیچے جو چھت تھی وہ چاندی کی طرح سفید خوبصورت اور پکی اینٹوں کی بنی

ہوئی تھی گویا معلوم ہوا کہ احمدیت کی چھت ناپائیدار اور گھاس پھوس سے بنی ہوئی ہے اور جو اصل مضبوط چھت ہے وہ اسلام کی چھت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے شرح صدر عطا فرمائی اور صبح تک وہ ہر قسم کے شکوک وشبہات سے نکل چکی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی محبت پہلے سے کہیں بڑھ کر ہمارے دلوں میں موجزن ہو چکی ہے یہ اسی محبت رسول ﷺ کا فیض ہے کہ آج میں ڈنمارک میں متعدد جگہوں پر عید میلاد النبی ﷺ کی روحانی محافل میں شمولیت کر کے نعمتوں اور برکتوں کو سمیٹ رہا ہوں اور یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

شیخ راحیل احمد سے جب پوچھا گیا کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اب آپ کے کیا ارادے ہیں؟ تو انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ یورپ میں ایک بڑی لائبریری اور ریسرچ سنٹر قائم کیا جائے جہاں پر ہر قسم کی کتب کا ذخیرہ ہو۔ اس ریسرچ سنٹر میں قرآن پاک کا مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جائے انہوں نے بتایا کہ جرمنی میں میری اپنی ذاتی لائبریری میں ساڑھے تین ہزار کتابیں موجود ہیں اس قائم ہونے والی لائبریری میں میں اپنی ساری کتابیں عطیہ کر دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ لائبریری اور ریسرچ سنٹر کسی شخص کی ملکیت نہیں ہو گا بلکہ وہ صرف رسول اللہ ﷺ کی ملکیت ہو گا۔

شیخ راحیل نے کہا کہ اب میں چاہتا ہوں کہ اسلام کی اس قدر خدمت انجام دوں کہ اللہ تعالیٰ جو غفور الرحیم ہے میرے سابقہ گناہ معاف فرما دے میں قادیانیت کے خلاف کام کر کے اپنے نئے پرانے ساتھیوں کو اس لادینی حملے سے بچانا چاہتا ہوں۔

شیخ راحیل سے جب پوچھا گیا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد خود کو کیسا محسوس کرتے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ اب خود کو ہلکا پھلکا پر مسرت اور خوش بخت انسان محسوس کرتا ہوں ایسے لگ رہا ہے کہ مجھے ایک جبری غلامی سے نجات حاصل ہوئی ہے اور اب رسول اللہ ﷺ کی صحیح اتباع میں آنے والا خوش نصیب آزاد انسان ہوں جب سے میں دائرہ اسلام میں داخل ہوا ہوں مجھے اتنی زیادہ محبت ملی ہے جس کا میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔

آخر میں جب راحیل صاحب کو کہا گیا کہ مسلمانوں اور وطن نیوز کے قارئین کو آپ کیا پیغام دینا چاہتے ہیں تو وہ یوں گویا ہوئے کہ مرزا غلام احمد کی زندگی کا ٹھنڈے دل و دماغ کیساتھ مطالعہ کریں ایک غیر جانبدار انسان کے ناطے ان کی زندگی کے پورے حالات و واقعات پڑھیں تو آپ دیکھیں گے کہ آپ کے سامنے اصل حقیقت کھل کر واضح ہو جائے گی میں اپنے سابقہ قادیانی ساتھیوں سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لیے لکیر کے فقیر نہ بنیں جاہلیت کا دور ختم ہو چکا ہے آنکھیں بند کیے اندھیروں کی جانب سفر نہ کریں قرآن پاک کا غیر جانبداری سے مطالعہ

کریں مرزا کی ان کتابوں کا بھی مطالعہ کریں جو نظروں سے اوجھل کردی گئی ہیں سچ اور جھوٹ کھل کر آپ کے سامنے آجائے گا۔

مسلمانوں سے درخواست ہے کہ نفرت سے کام نہیں چلے گا قادیانیوں کیساتھ سماجی رابطے قائم رکھیں نفرت مریض سے نہیں مرض سے ہونی چاہئے ایک وقت آجاتا ہے کہ علاج سے مریض صحت یاب ہوجاتا ہے میری مثال آپ کے سامنے ہے ان کے سامنے دلیل، حکمت، تدبر اور دلائل کیساتھ اپنا موقف پیش کریں وہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد پاک ہے کہ کسی کے جھوٹے خدا کو بھی گالی نہ دو تا کہ وہ تمہارے سچے خدا کو برا بھلا نہ کہہ سکے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے مرزا صاحب کو ہر ہر گوشے سے سٹڈی کیا ہے تب جا کر کہیں باطل سے تائب ہو کر دائرہ اسلام میں عافیت اور پناہ حاصل کی ہے۔

آخر میں شیخ راحیل احمد صاحب نے بتایا کہ میرا ایک پرانا دوست ہے جو مسلمان ہے اور اسکا نام جمشید بھٹی ہے وہ کراچی میں ایک فرم میں انجینئر ہے جمشید موضع کھرانہ ضلع گجرات کا رہنے والا ہے وہ گزشتہ 37 سالوں سے میرے پیچھے لگا ہوا ہے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ اب جب کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو وہ خوشی کے مارے دھاڑیں مار مار کر رونے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دوست کو گمراہی کی دلدل سے نکال لیا ہے۔ یہ میں نے اس لیے بتایا کہ غور کریں میرا دوست کب سے میرے لیے پریشان تھا اس نے مجھ سے نفرت نہیں کی آج ہماری محبت اور پیار کا انداز کیا ہوگا یہ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔

وما علینا الا البلاغ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہیرا پھیری نہیں چلے گی

(مبشر کی آپ بیتی)

علامہ مفتی پیر سائیں غلام رسول قاسمی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میں ایک روایتی قادیانی تھا۔قادیانیوں کے گھر پیدا ہوا لہٰذا مجھے اتنا ہی پتہ تھا کہ ہم احمدی ہیں۔میں تھوڑا بڑا ہوا تو سکول کے لڑکے مجھے قادیانی کہتے تھے اور مجھ سے دور دور رہتے تھے۔ایک دن میں نے اپنی امی کو بتایا کہ لڑکے مجھے قادیانی کہتے ہیں۔امی یہ قادیانی کون ہوتے ہیں؟امی نے مجھے سمجھایا کہ بیٹا ہم لوگ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں۔ہم انہیں اللہ کا نبی مانتے ہیں۔ان کی وجہ سے یہ لوگ ہمیں قادیانی کہتے ہیں۔بعض لوگ ہمیں مرزائی بھی کہتے ہیں۔

وقت گزرتا گیا اور ہائی سکول تک میرے خلاف کوئی خاص محاذ آرائی نہیں ہوئی۔جب میں کالج گیا تو وہاں کے لڑکوں کی عادت مختلف تھی۔کسی کا تعلق کسی مذہبی تنظیم سے تھا اور کسی کا تعلق کسی سیاسی جماعت سے تھا۔کسی کو اپنے کام سے کام تھا اور کوئی مذہبی بحث مباحثے میں حصہ لیتا تھا۔کالج کے بعض لڑکوں میں مروت اور رواداری بھی پائی جاتی تھی۔تقریباً یہی صورتِ حال اساتذہ کی بھی تھی۔مگر اساتذہ نسبتاً محتاط اور سنجیدہ تھے۔

میں ایسی صورتِ حال میں اکثر سہا سہا اور الگ تھلگ رہتا تھا۔ایک مرتبہ گرمیوں کی چھٹیوں میں لڑکوں نے پکنک کا پروگرام بنایا۔کالج کی روایات کے مطابق نہ کوئی مجھے اس پروگرام سے خارج کر سکتا تھا اور نہ ہی میں خود اس سے نکل سکتا تھا۔میں نے بھی اپنے حصے کی رقم جمع کرا دی۔ایبٹ آباد کے ایک تفریحی مقام ٹھنڈیانی پر جانے کا پروگرام طے ہوا۔

35 طلباء کا قافلہ ایبٹ آباد کے لیے رخصت ہوا۔راستے میں بعض نمازی لڑکے ہر نماز کے لیے کوچ رکواتے اور نماز پڑھتے تھے۔بعض لڑکے نماز نہیں پڑھتے تھے مگر انہیں نماز کے لیے کوچ روکنے پر اعتراض بھی نہیں تھا۔

میں سب لڑکوں کے ساتھ پہلی نماز با جماعت پڑھنے لگا تو ایک لڑکے ناصر نے مجھے پکڑ لیا اور کہا کہ تم قادیانی ہو۔تم اپنی نماز الگ پڑھو۔میں نے اپنی نماز الگ پڑھی۔ناصر ایک نہایت با اخلاق لڑکا تھا،اس کا تعلق ATI سے تھا۔مگر اس کی یہ حرکت مجھے بہت بری محسوس ہوئی۔

نماز پڑھنے کے بعد جب سب لڑکے گاڑی میں بیٹھے تو ناصر اپنی سیٹ بدل کر میرے ساتھ بیٹھ گیا۔اس نے

مجھے کہا مبشر! تمہیں میری بات بری لگی ہوگی؟ میں نے مروت سے کام لیتے ہوئے کہا نہیں، یہ تو آپ لوگوں کا حق ہے کہ کسی کو اپنے ساتھ ملنے دیں یا نہ ملنے دیں۔

ناصر نے کہا: ہم تو چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ اسلام کے دروازے ہر کسی کے لیے کھلے ہیں۔ مگر ہمارے ساتھ ملنے کا طریقہ یہ ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ میں نے کہا میں مسلمان ہی تو ہوں۔ ناصر نے کہا یہ غلط فہمی ہے جو تمہارے ماں باپ نے یا تمہارے مذہبی لیڈروں نے تمہارے دل میں ڈالی ہے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کسی دوسرے نبی کو ماننے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ میں نے کہا تمہارے پاس اس کا کیا ثبوت ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ناصر نے قرآن کی آیت سنائی جس کا ترجمہ اس نے یہ بتایا کہ محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ میں نے صرف ناظرہ قرآن شریف پڑھا ہوا تھا۔ میں اس آیت سے واقف نہیں تھا۔ آیت سن کر میں چونک گیا۔ لمحے بھر میں میرا بچپن، پرائمری سکول، پھر ہائی سکول اور کالج لائف میرے دماغ میں گردش کر گئی۔ میں نے سن رکھا تھا کہ ہم قرآن اور حدیث کو مانتے ہیں۔

میں نے ناصر سے کہا کہ یہ آیت مجھے دکھاؤ۔ اگلی نماز کے لیے گاڑی رکی تو اس نے مسجد سے مترجم قرآن مجید لیکر جلدی سے مجھے وہ آیت دکھا دی۔ وہ سورۃ احزاب کی آیت نمبر ۴۰ تھی۔ اس کے نیچے ترجمہ وہی لکھا ہوا تھا جو ناصر نے مجھے زبانی سنایا تھا۔ میں مزید پریشان ہو گیا۔

میں نے کہا میں اس پر تحقیق کروں گا۔ ناصر نے کہا بڑے شوق سے تحقیق کرو مگر صرف قادیانیوں کے پاس جا کر ہی تحقیق نہ کرنا۔ مسلمان علماء کے پاس بھی جانا اور جہاں میری ضرورت ہو مجھے بتانا۔ ورنہ جانبداری تمہیں آنکھیں نہیں کھولنے دے گی۔ ناصر کی بات مجھے معقول لگی۔ میں نے کہا اللہ خیر کرے۔

پکنک سے واپسی پر ناصر میرے ساتھ کھل کر گفتگو کرنے لگا اور میں بھی اس کے ساتھ کافی فری ہو گیا۔ ایک دن ناصر مجھے اپنے کسی عالم کے پاس لے گیا۔ اس عالم نے مجھے ختم نبوت کے موضوع پر اچھے خاصے دلائل فراہم کیے۔ وہ دلائل مختصراً مندرجہ ذیل تھے۔

(۱)۔ کسی نبی کے آنے کا مقصد یا تو یہ ہوتا ہے کہ پرانی شریعت کو منسوخ کرے اور اپنی شریعت رائج کرے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ کی شریعت قیامت تک کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے: فرما دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (اعراف: ۱۵۸)۔ دوسری جگہ فرماتا ہے: ہم نے تمہیں سارے جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے (الانبیاء: ۱۰۷)۔ لہٰذا یہ شریعت منسوخ نہیں ہو سکتی اور اب کسی نبی کوئی شریعت

لے کر آنے کی ضرورت نہیں۔

(۲)۔ کسی نبی کے آنے کا دوسرا مقصد یہ ہو سکتا ہے کہ پہلی شریعت میں کوئی کمی اور کمزوری رہ گئی ہو تو نیا نبی آ کر اسے دور کرے۔

ہمارا دین ایک مکمل ضابطۂ حیات اور کامل دین ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے، تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے دین کا نام اسلام رکھ دیا ہے (المائدہ: ۳)۔ اب بتاؤ کوئی نیا نبی یہاں آ کر کیا کرے گا؟

(۳)۔ اس کے بعد مولانا صاحب نے مجھے وہ آیت بھی سنائی جسے میں ناصر سے سن چکا تھا اور قرآن مجید میں دیکھ چکا تھا۔

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں (احزاب: ۴۰)۔

انہوں نے بتایا کہ اس آیت میں خاتم النبیین کے الفاظ موجود ہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے خود اس کی وضاحت اس طرح فرمائی ہے۔ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)۔

(۴)۔ اس کے علاوہ انہوں نے مجھے درجنوں احادیث سنائیں۔ جن میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

حدیث نمبر 1:۔ كَانَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ قَالُوْا فَمَا ذَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فُوْا بَيْعَةَ الْاَوَّلِ فَالْاَوَّلِ اَعْطُوْا حَقَّهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ (بخاری جلد ا صفحہ ۴۹۱، مسلم جلد ا صفحہ ۱۲۶، مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۰، المستدرک صفحہ ۶)۔

ترجمہ:۔ بنی اسرائیل میں لوگوں کی اصلاح کا کام انبیاء کے ذمے تھا۔ ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آ جاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ بلکہ اب خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے۔ فرمایا پہلے کی بیعت نبھاؤ بس پہلے کی بیعت نبھاؤ۔ تم ان کا حق ادا کرتے رہو۔ اللہ ان سے ان کی رعایا کے بارے میں خود پوچھ لے گا۔

حدیث نمبر 2:۔ اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۱، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۲، المستدرک صفحہ ۷)۔

ترجمہ:۔ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک آدمی نے حسین وجمیل محل بنایا ہو مگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی ہو۔لوگ آ کر اس محل میں گھوم پھر کر دیکھتے ہیں اور اس کی خوبصورتی پر حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کی جگہ کیوں خالی ہے۔بس میں وہ آخری اینٹ ہوں۔اور میں خاتم النبیین ہوں۔

حدیث نمبر 3:۔ سَیَکُوْنُ فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّهُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۰۹، مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۹۷)۔

ترجمہ:۔ میری اُمت میں تیس جھوٹے شخص ہوں گے،ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا۔حالانکہ میں آخری نبی ہوں۔میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر 4:۔ اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَ لَا نَبِیَّ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۳، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:۔ بلاشبہ رسالت اور نبوت دونوں منقطع ہو چکی ہیں۔اب میرے بعد نہ تو کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی۔

حدیث نمبر 5:۔ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ (بخاری جلد ۲ صفحہ ۹۶۳، مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۶، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:۔میں اور قیامت دو انگلیوں کی طرح جڑے ہوئے ہیں (یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں)۔

حدیث نمبر 6:۔ اَنَا الْعَاقِبُ وَالْعَاقِبُ الَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهٗ نَبِیٌّ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَیْسَ بَعْدَهٗ اَحَدٌ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۶۱، المستند صفحہ ۷)۔

ترجمہ:۔ میں عاقب ہوں،اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو،ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد ایک بھی نہ ہو۔

حدیث نمبر 7:۔ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ (بخاری جلد ا صفحہ ۵۲۶، مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۷۸، مشکوۃ صفحہ ۵۶۳، المستند صفحہ ۲۹)۔

ترجمہ:۔ اے علی! کیا آپ خوش نہیں کہ آپ میرے وہی کچھ لگتے ہیں جو موسیٰ کے ہارون لگتے تھے۔فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

حدیث نمبر 8:۔ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۰۹، مشکوۃ صفحہ ۵۵۸، المستند صفحہ ۲۸)۔

ترجمہ:۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب ہوتا۔

میں یہ ساری گفتگو سننے کے بعد اپنے گھر گیا۔میرے والد صاحب نے میرے چہرے کی پریشانی دیکھ کر کہا "خیر تو ہے آج کچھ پریشان لگ رہے ہو" میں نے کہا ابو میرے ساتھ ایسے ایسے واقعہ پیش آیا ہے۔ناصر اور مولوی صاحب کی گفتگو نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ابو نے کہا دفع کرو۔یہ مولوی لوگ محض جھگڑالو ہوتے ہیں۔ان کا اخلاق احمدیوں کے اخلاق کا نصف بھی نہیں ہو سکتا۔میں نے کہا ابو انہوں نے میرے ساتھ کوئی بد اخلاقی نہیں کی، نہ ہی کوئی جھگڑا کیا ہے۔ویسے یہ بات اخلاق یا بد اخلاقی کی ہے بھی نہیں۔بات تو دلائل کی ہے۔میں جو آیتیں اور حدیثیں سن کر آ رہا ہوں آخر ہمارے پاس ان کا کیا جواب ہے؟

ابو نے کہا مجھے لگتا ہے تم گمراہی کی طرف جا رہے ہو۔میں نے کہا اگر یہ گمراہی ہے تو مجھے ضرور اس سے بچایئے۔مولوی صاحب کے سوالوں کے صحیح جواب مل جائیں تو میں یقیناً اس گمراہی سے بچ جاؤں گا۔میرے ابو کے پاس بھی اس موضوع پر کوئی خاص معلومات نہیں تھیں۔ابو نے مجھے احمدیت کے یہ دو رسائل پڑھنے کو دیے۔

(۱)۔آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک (۲)۔وصال ابن مریم۔

لیکن یہ بات مجھے فوری طور پر کھٹک رہی تھی کہ یہ کتابیں مرزا صاحب کی اپنی لکھی ہوئی نہیں تھیں۔پھر بھی میں نے ان رسائل کا غور سے مطالعہ کیا مگر مولوی صاحب کے سیدھے سوالوں کے جواب ان میں نہیں تھے۔میں نے یہ بات ابو کو بھی بتائی۔ابو مجھے احمدیہ بیت الحمد میں ایک مربی صاحب کے پاس لے گئے۔

مربی صاحب ہمیں کھڑے ہو کر ملے اور خیریت پوچھنے کے بعد چائے کا آرڈر دے دیا۔ابو نے کہا یہ میرا بیٹا ہے۔اسے کچھ سمجھائیں، میں اس کے بارے میں کافی متفکر ہوں۔مربی صاحب نے مجھ سے پوچھا کیا بات ہے بیٹا؟ میں نے کہا فلاں مولوی صاحب نے مجھے قرآن شریف سے یہ آیات دکھائی ہیں۔یہ یہ حدیثیں بھی دکھائی ہیں۔جن سے بظاہر تو حضرت محمد ﷺ کا آخری نبی ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔میرا ذہن بالکل خالی ہے۔آپ مجھے ان باتوں کے جواب سمجھا دیں میں بڑے آرام سے مطمئن ہو جاؤں گا۔

مربی صاحب نے کہا جماعت احمدیہ پوری دنیا میں وسیع پیمانے پر کام کر رہی ہے۔دنیا کے تقریباً تمام ممالک میں ہمارے مراکز قائم ہیں۔ٹی وی اور انٹرنیٹ پر ہمارا کام نہایت منظم طریقے سے جاری ہے۔انفرادی طور پر ہمارے مبلغین زبردست کام کر رہے ہیں۔اور لوگ دھڑا دھڑ سلسلہ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔

میں نے کہا یہ بڑی اچھی باتیں ہیں مگر یہ میرے سوال کا جواب نہیں۔(غیر متعلقہ گفتگو سن کر میں تھوڑا سا بور ہوا)۔میں نے کہا یہ سارے کام دنیا کے تمام مذاہب کر رہے ہیں۔حتیٰ کہ میرے کالج میں کئی مذہبی تنظیمیں بھی اپنے

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اپنے طرز پر کام کر رہی ہیں۔اور غیر احمدی علماء ٹی وی اور میڈیا پر چھائے ہوئے ہیں۔مکہ اور مدینہ دونوں غیر احمدیوں کے قبضے میں ہیں۔دنیا بھر میں غیر احمدیوں کی بے شمار حکومتیں قائم ہیں۔جبکہ ہماری اذان اور لٹریچر پر بھی پابندی ہے۔سو سال سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود پوری دنیا میں ہماری ایک آزاد سلطنت بھی قائم نہیں ہو سکی۔

مربی صاحب میری بات کو کاٹتے ہوئے میرے ابو سے مخاطب ہو کر بولے آپ کا بچہ بری صحبت سے متاثر ہو چکا ہے۔

میں نے کہا آپ میرے سوال کا جواب دے دیں۔بری صحبت کے اثرات ختم ہو جائیں گے۔مربی صاحب نے کہا کہ ہم ہر نماز میں پڑھتے ہیں کہ **اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم** یعنی اے اللہ ہمیں سیدھی راہ دکھا،ان لوگوں کی راہ جن پر تیرا انعام ہوا۔جن پر انعام ہوا وہ چار قسم کے لوگ ہیں۔نبی، صدیق،شہید اور صالح۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم لوگ صالحین کی راہ پر چل کر صالح بن سکتے ہیں،شہداء کی راہ پر چل کر شہید بن سکتے ہیں۔صدیقین کی راہ پر چل کر صدیق بن سکتے ہیں تو پھر نبیوں کی راہ پر چل کر نبی کیوں نہیں بن سکتے؟

ہیرا پھیری نہیں چلے گی:

میرے اندازِ گفتگو میں کچھ جسارت سی آ گئی۔میں نے کہا مربی صاحب! میں ایک سیدھا سادا طالب علم ہوں۔میں نے آپ کے سامنے حدیثوں کے صاف الفاظ بیان کیے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔آپ مجھے بتائیں کہ کیا یہ الفاظ غلط ہیں؟ پھر یہ بھی بتائیں کہ کیا کسی آیت میں یا کسی حدیث میں یہ الفاظ آتے ہیں کہ محمد ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔یا آپ ﷺ کے بعد نبوت جاری ہے؟

صاف الفاظ کا جواب صاف الفاظ سے دیجیے۔ہیرا پھیری سے نہیں۔اب ایک طرف صاف الفاظ ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔دوسری طرف آپ دو مختلف آیتوں کو جوڑ کر "چونکہ چنانچہ" کے ذریعے ایک نتیجہ پیدا کر رہے ہوں تو بتائیے میں کس طرف جاؤں؟

مربی صاحب نے کہا چلیے اگر آپ کے سوال کا جواب میں نہیں دے رہا تو آپ ہی میرے سوال کا جواب دے دیجیے۔

میں نے مربی صاحب سے پوچھا: کیا کسی آیت یا حدیث میں ہے کہ آئندہ کوئی صالح نہیں ہوگا یا آئندہ کوئی شہید نہیں ہوگا یا آئندہ کوئی صدیق نہیں ہوگا؟

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

میں نے صاف محسوس کیا کہ میرے سیدھے سے سوال سے مربی صاحب اچھے خاصے پریشان ہو گئے۔ کچھ دیر خاموشی رہی۔ پھر میں نے اپنا سوال دوہرا لیا۔ میں نے کہا میری راہنمائی کریں۔ جس طرح حدیث میں ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اسی طرح اگر کسی حدیث میں ہو کہ میرے بعد کوئی صدیق، شہید اور صالح نہیں۔ تو وہ حدیث مجھے دکھایئے۔ میرا مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اتنے میں چائے آ گئی۔ چائے کے دوران مربی صاحب سے ملنے دو آدمی آ گئے۔ معلوم ہوا کہ وہ دونوں بھی مربی تھے۔ مربی صاحب نے میرا ان سے تعارف کروایا اور میرا یہی سوال ان کے سامنے رکھ دیا۔ ان دونوں نے کہا یہ لڑکا گمراہ ہو رہا ہے۔ اسے دوسرے کالج میں داخل کروا دیں۔ میں سمجھ گیا کہ میرے سوال کا جواب صرف ایک مربی نہیں بلکہ اس پورے مذہب کے پاس ہی نہیں ہے۔

ایک مربی صاحب نے کہا کہ اگر حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب قیامت کے قریب دوبارہ آئیں گے تو اس وقت ختم نبوت کا کیا بنے گا؟۔ اگر حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے آئیں گے تو حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں رہیں گے اور اگر حضرت عیسیٰ نبی کی حیثیت سے نہیں آئیں گے تو اسکا مطلب یہ ہو گا کہ ایک نبی سے اسکی نبوت چھین لی گئی۔

میں نے نہایت معذرت سے کہا کہ آپ پھر ہیرا پھیری سے کام لے رہے ہیں۔ میں آپ سے ایسی آیت یا حدیث پوچھ رہا ہوں جس میں ہو کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی نہیں۔ آپ بھی اھدنا الصراط المستقیم پڑھ دیتے ہیں اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لے آتے ہیں۔ یہ جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہ محض کھینچا تانی ہے۔ اس طرح کی اٹکل سے تو بہت کچھ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ میں نے آپ کو حدیث دکھائی ہے کہ حضرت محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ وہ حدیث دکھائیں جس میں اسی طرح صاف الفاظ ہوں کہ آپ ﷺ آخری نبی نہیں۔

مربی نمبر ایک نے کہا یہ لڑکا اپنی ضد پر اٹک گیا ہے۔ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں نے قسم کھا کر کہا کہ میں بالکل مخلص ہوں اور میں آپ کی ہر بات کو سمجھ بھی رہا ہوں۔ اول تو آپ میرے اصل سوال کا جواب نہیں دے رہے۔ دوم یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی بات میرے دل کو نہیں لگی۔ اتنا تو مجھ جیسا طالب علم بھی سمجھ رہا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو نبوت پہلے ہی مل چکی ہے۔ اب ان کی دوبارہ تشریف آوری کو ختم نبوت کے خلاف کہنا پہلی ہیرا پھیری سے بھی بڑھ کر ہیرا پھیری ہے۔ میں اپنے ضمیر کے خلاف آپ کی باتوں کی تصدیق کیسے کروں؟ ابو نے کہا مجھے کسی کام سے جانا ہے۔ ہم انشاء اللہ پھر کبھی حاضر ہوں گے۔ ابو نے ان سے اجازت لی اور ہم گھر واپس آ گئے۔

اگلے روز کالج میں میری ملاقات ناصر سے ہوئی۔ میں نے گزشتہ روز کی ساری روئداد ناصر کو سنائی۔ ناصر

مجھے دوبارہ اسی عالم کے پاس لے گیا۔ میں نے ان سے وہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ آمد والا سوال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ایک طالب علم ہو کر مربی صاحب کو ان کی باتوں کے جواب صحیح صحیح دیے ہیں۔ لیکن میں آپ کو مرزا قادیانی کے ایسے بیانات آنکھوں سے پڑھا سکتا ہوں جن میں انہوں نے صاف لکھا ہے کہ مسیح کی حیات یا وفات کا مسئلہ کوئی اہم مسئلہ نہیں اور اس کا اسلام کی صداقت سے کوئی تعلق نہیں۔ مرزا صاحب کے اصل الفاظ ان کی اپنی کتابوں میں اس طرح ہیں۔

(۱)۔ اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزء یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیشین گوئی ہے جس کا حقیقتِ اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیشین گوئی بیان نہیں کی گئی تھی اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہ تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا (ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۳)۔

(۲)۔ کل میں نے سنا تھا کہ ایک شخص نے کہا کہ اس فرقہ میں اور دوسرے لوگوں میں سوائے اس کے کچھ فرق نہیں کہ یہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل ہیں اور وہ لوگ وفاتِ مسیح کے قائل نہیں۔ باقی سب عملی حالت مثلاً نماز، روزہ، زکوۃ اور حج وہی ہے۔ سو سمجھنا چاہیے کہ یہ بات صحیح نہیں کہ میرا دنیا میں آنا صرف حیاتِ مسیح کی غلطی دور کرنے کے واسطے ہے اگر مسلمانوں کے درمیان صرف یہی ایک غلطی ہوتی تو اتنے کے واسطے ضرورت نہ تھی کہ ایک شخص خاص مبعوث کیا جاتا اور الگ جماعت بنائی جاتی اور ایک بڑا شور بپا کیا جاتا۔ یہ غلطی دراصل آج نہیں پڑی بلکہ میں جانتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے تھوڑے ہی عرصہ بعد یہ غلطی پھیل گئی تھی اور کئی خواص اور اولیاء اور اہل اللہ کا یہی خیال تھا۔ اگر یہ کوئی ایسا اہم امر ہوتا تو خدا تعالیٰ اسی زمانے میں اس کا ازالہ کر دیتا (احمدی اور غیر احمدی میں فرق صفحہ ۲)۔

(۳)۔ ہماری یہ غرض ہرگز نہیں کہ مسیح علیہ السلام کی وفات و حیات پر جھگڑے اور مباحثے کرتے پھرو۔ یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے (ملفوظاتِ احمد جلد ۲ صفحہ ۱۲ قدیم صفحہ ۷۲)۔

مولوی صاحب نے مرزا صاحب کی اصل کتابیں میرے سامنے رکھ دیں۔ یہ حوالے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیے۔

میں نے یہ سب حوالہ جات نوٹ کر لیے اور اگلے روز مربی صاحب کے پاس اکیلا ہی جا پہنچا۔ انہیں یہ حوالہ جات دکھانے کے بعد میں نے پوچھا کہ کیا یہ حوالے درست ہیں؟ مربی صاحب کافی دیر تک خاموش بیٹھے انہیں دیکھتے رہے۔ تقریباً پندرہ منٹ کے بعد بولے کہ یہ لوگ ہم سے علمی بحث نہیں کرتے بلکہ حضرت مرزا

صاحب کے حوالوں کا سہارا بہت لیتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت مرزا صاحب ہمارے نبی ہیں اگر یہ لوگ ان کی بات ہمارے سامنے رکھیں تو یہ ان کا حق ہے۔ ہمیں اس کا جواب دینا چاہیے یا پھر حضرت مرزا صاحب کی بات ماننی چاہیے۔ میں نہایت معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ دو ملاقاتوں میں آپ کی کوئی بات میرے اندر نہیں اتر سکی۔ اگر یہ لوگ حضرت مرزا صاحب کے بیانات سے ہمیں مطمئن نہ کریں تو آخر کس کا حوالہ ہمارے لیے قابلِ اطمینان ہوگا؟ لیکن مربی صاحب کے پاس میری ان باتوں کا جواب نہیں تھا۔ مربی صاحب کا ضمیر مجھے مشکوک لگنے لگا۔ اور اس دن پہلی مرتبہ میرا دل باقاعدہ طور پر احمدیت کے بارے میں تذبذب کا شکار ہو گیا۔ کوفت کھا کر مربی صاحب سے اجازت چاہی اور گھر چلا گیا۔

اگلے روز میں ناصر کو ساتھ لے کر اسی عالم کے پاس گیا۔ میں نے ان سے حیاتِ مسیح کا ثبوت مانگا۔ انہوں نے بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر جانا اس آیت سے ثابت ہے۔

یقیناً یہودیوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا (النساء: ۱۵۷۔۱۵۸)۔ انہوں نے اس موضوع پر تقریباً ایک سو احادیث بھی دکھائیں جن میں سے چند احادیث مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱)۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ وَاِنَّهٗ رَاجِعٌ اِلَیْکُمْ قَبْلَ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔ یعنی عیسیٰ نہیں مرے بلکہ وہ قیامت سے پہلے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں (درِ منثور جلد ۲ صفحہ ۳۶)۔

(۲)۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا واقعہ حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ: جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو عیسیٰ علیہ السلام اپنے گھر کے چشمے پر نہا کر گھر سے نکلے۔ آپ کے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ باہر بارہ حواری موجود تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون چاہتا ہے کہ میری جگہ قتل کیا جائے اور درجہ میں میرے ساتھ رہے۔ اس پر ایک نوجوان کھڑا ہو گیا اور خود کو اس کام کے لیے پیش کر دیا۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پھر عیسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ وہی فرمایا۔ پھر وہی نوجوان کھڑا ہو گیا اور عرض کیا کہ میں حاضر ہوں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر تو ہی وہ شخص ہے۔ اس کے فوراً بعد اس پر عیسیٰ علیہ السلام کی صورت ڈال دی گئی اور عیسیٰ علیہ السلام مکان کے روشندان سے آسمان پر اٹھا لیے گئے۔ یہودی عیسیٰ علیہ السلام کی گرفتاری کے لیے گھر میں داخل ہوئے اور اس حواری کو عیسیٰ سمجھ کر گرفتار کر لیا اور قتل کر کے صلیب پر لٹکا دیا۔ ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ اس کی سند صحیح ہے اور بہت سے سلف سے اسی طرح مروی ہے (تفسیر ابنِ کثیر جلد ۳ صفحہ ۲۲۸)۔

(۳)۔ ”اللہ کی قسم تم میں عیسیٰ ابن مریم ضرور نازل ہوگا۔حکومت کرے گا عدل کرے گا،صلیب کو توڑ دے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا(یعنی صلیب پرستی اور خنزیر خوری ختم ہو جائے گی) جنگ بند کرے گا(یعنی امن عامہ کی وجہ سے جنگ کی ضرورت ہی نہ رہے گی)،دولت اس قدر رہ جائے گا کہ اسے کوئی بھی قبول نہ کرے گا۔نوبت یہاں تک آ جائے گی کہ لوگ ایک سجدہ کرنا دُنیا اور اس کی ہر چیز سے بہتر سمجھیں گے“۔پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا کہ تمام اہلِ کتاب اس کی موت سے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے اور وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا(بخاری جلد ا صفحہ ۴۹۰،مسلم جلد ا صفحہ ۸۷،ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۷،ابن ماجہ صفحہ ۲۹۹۔واللفظ للبخاری،المستدرک صفحہ ۷۵)۔

(۴)۔ اللہ تعالیٰ مسیح ابن مریم کو بھیجے گا۔وہ دمشق کے مشرقی سفید مینار کے پاس نازل ہوگا۔اس نے دو زرد چادریں اوڑھی ہوں گی۔دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے۔جب اپنے سر کو جھکائے گا تو اس میں سے قطرے ٹپکیں گے اور جب سر اٹھائے گا تو جواہرات جیسے موتی گریں گے۔اس کے سانس کی ہوا جس کافر تک پہنچے گی وہ مر جائے گا۔وہ دجال کو لُد کے دروازے کے پاس پکڑ کر قتل کر دے گا(مسلم جلد ۲ صفحہ ۴۰۱۔۴۰۳،ترمذی جلد ۲ صفحہ ۴۹،ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۷،ابن ماجہ صفحہ ۲۹۷)۔

(۵)۔ يَنْزِلُ اَخِيْ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَآءِ یعنی میرا بھائی ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸،مجمع الزوائد جلد ۷ صفحہ ۳۴۹،المستدرک صفحہ ۷۵)۔

اس دفعہ میں نے ناصر کو بھی اپنے ساتھ ہی لیا اور ہم دونوں مربی صاحب کے پاس پہنچ گئے۔میں نے یہ سارے دلائل مربی صاحب کو دکھائے اور ان کا جواب طلب کیا۔مربی صاحب نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے مراد روحانی مرتبے کا بلند ہونا ہے۔میں نے کہا یہ کس نے کہا ہے کہ اٹھائے جانے سے مراد روحانی مرتبے کی بلندی ہے؟وہ آیت دکھایئے یا وہ حدیث دکھایئے۔ناصر بھی میرے ساتھ ہو کر اسی بات پر ڈٹ گیا کہ مسلمانوں کے پاس صاف الفاظ موجود ہیں کہ ”اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھایا“اور یہ الفاظ بھی ہیں کہ عیسیٰ نہیں مرا۔آپ بھی اسی طرح کے واضح الفاظ دکھائیں کہ عیسیٰ کو موت آ گئی ہے یا عیسیٰ نہیں اٹھایا گیا یا عیسیٰ نہیں آئے گا۔

صاف لفظوں کا مقابلہ صاف لفظوں سے کیجیے چالاکی سے مت کیجیے اور اگر آپ چالاکی دکھائیں گے تو ہم اسے قبول کیسے کر سکتے ہیں۔

پھر غضب یہ ہے کہ اس چالاکی کی بنا پر آپ کوئی چھوٹا موٹا کام نہیں کر رہے بلکہ اس پر ایک شخص کی نبوت

کھڑی کر رہے ہیں۔

ختم نبوت اور حیاتِ مسیح کے موضوع پر قرآن و سنت سے جتنے دلائل ہم نے آپ کو دکھائے ہیں یہ دلائل اگر قیامت کے دن مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں رکھ کر اپنی بے گناہی کا عذر پیش کیا تو یقیناً یہ عذر قبول ہو جائے گا۔ ان دلائل کے ہوتے ہوئے مسلمان اگر کسی نئے نبی کو تسلیم نہ کریں تو آخر ان کا قصور ہی کیا ہے؟

مربی صاحب نے کہا آپ خواہ مخواہ بحث کرنے آئے ہیں۔ پہلے تم اکیلے آتے تھے آج تم اپنے ساتھی کو بھی لائے ہو۔ میں نے کہا مربی صاحب اللہ کی قسم میں خواہ مخواہ بحث کرنے نہیں آیا بلکہ حق کی تلاش میں آیا ہوں۔

چلیے آپ مجھے قرآن یا حدیث میں یہ لفظ دکھا دیجیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھائے جانے سے مراد ان کے روحانی درجات کی بلندی ہے؟ میں ادھر ہی بحث ختم کر دوں گا اور اپنے اس دوست کو چھوڑ دوں گا۔

مربی صاحب خاموش تھے۔ ناصر نے اپنی جیب سے ایک کاغذ نکالا جس پر مرزا صاحب کی گالیوں کی فہرست تھی۔ یہ فہرست ناصر نے اپنے مولوی صاحب کی لائبریری سے حاصل کی تھی۔ اس فہرست میں لکھا تھا کہ مرزا صاحب نے مختلف لوگوں کو مندرجہ ذیل گالیاں عطا فرمائی تھیں۔

(۱)۔ اے بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم صفحہ ۲۱)۔

(۲)۔ خبیث، خبیث گھوڑا، لئیم، بدکارہ کا بچہ، فاسق لعین، شیطان، پاگلوں کا نطفہ، مزوّر، منحوس، افیـــــــــــی خبثا (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴ـ۱۵)۔

(۳)۔ تارکِ حیاء، دروغ گو، بے شرم، چور، اس نے جھوٹ کی نجاست کھا کر وہی نجاست پیر صاحب کے منہ میں رکھدی، کذاب، سرقہ کا الزام دینا اور صرفی نحوی غلطی نکالنا گوہ کھانا ہے (نزولِ مسیح صفحہ ۶۵ـ۷۲)۔

(۴)۔ ذریۃ البغایا۔ یعنی کنجریوں کی اولاد (آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۵۴۷)۔

(۵)۔ ہمارے مخالف جنگلوں کے خنزیر ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ صفحہ ۱۵)۔

(۶)۔ جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اسے حرام زادہ بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں (انوار الاسلام صفحہ ۳۰)۔

(۷)۔ اپنی کتاب نور الحق کے صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۲ تک مرزا صاحب نے کسی بے چارے پر پوری ایک ہزار لعنت بھیجی ہے۔ (۱) لعنت، (۲) لعنت، (۳) لعنت.............. غرضیکہ نمبر لگا لگا کر پانچ صفحات پر ایک ہزار لعنت پوری کی ہے۔

ناصر نے یہ فہرست مربی صاحب کے سامنے رکھ دی اور پوچھا کیا یہ سچ ہے کہ یہ گالیاں مرزا صاحب نے دی

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہیں اور یہ سب کی سب مرزا صاحب کی کتابوں میں موجود ہیں؟ مربی صاحب نے کہا یہ تمام گالیاں وقت کی ضرورت تھیں۔ اس وقت کے مولویوں نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں۔ مرزا صاحب نے جوابی کارروائی کی تھی۔

ناصر نے لاحول پڑھی اور کہا: انبیاء علیہم السلام وقت کی ضرورت کے تحت مختلف معجزات دکھاتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں جادو کے مقابلے پر ید بیضا اور عصا مبارک جیسے معجزات دکھانا وقت کی ضرورت تھی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں طبیبوں کے مقابلے پر بیماروں کو شفا دینا وقت کی ضرورت تھی۔ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں فصیح و بلیغ شاعروں کے مقابلے پر قرآن جیسے معجزے کی ضرورت تھی۔ یہ گالیاں دینا کون سا معجزہ ہے اور کون سے وقت کی ضرورت ہے؟

اور اگر مخالفین گالیاں دیں تو گالی کا جواب گالی سے دینا کہاں کی نبوت ہے؟ بلکہ یہ تو ایک عام شریف آدمی کو بھی زیب نہیں دیتا کہ گالی کے جواب میں گالی دے۔ شریف لوگ گالی کا جواب دعا سے دیا کرتے ہیں نہ کہ گالیوں سے۔

پھر یہ بھی بتایئے کہ کون سے علماء نے مرزا صاحب کو گالیاں دی تھیں اور کون کون سی گالیاں دی تھیں۔ مرزا صاحب کی یہ مغلظ گالیاں تو ڈکشنری میں بھی نہیں ملتیں۔ یہ تو کوئی خاص وحی معلوم ہوتی ہے جو شیطان اپنے دوستوں کی طرف کرتا ہے۔

ناصر مسلسل بولے جا رہا تھا۔ مربی صاحب نے ناصر کی بات کاٹتے ہوئے کہا کہ قرآن میں بھی گالیاں موجود ہیں۔ قرآن پر اتنا بڑا الزام سن کر میں حیرت میں ڈوب گیا۔ مجھے کچھ یاد نہیں کہ میں نے کس طرح اٹھ کر مربی صاحب کے منہ پر زور سے تھپڑ مار دیا۔ ناصر نے زبردستی کھینچ کر مجھے کرسی پر بٹھایا۔ مربی صاحب کا چھوٹا سا بیٹا ادھر ادھر کھیلتا پھر رہا تھا۔ اس نے زور زور سے امی امی کہنا شروع کر دیا اور بھاگ کر اپنے گھر چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد مربی صاحب کا جوان بیٹا وہاں پہنچ گیا۔ اتنے میں ناصر نے معاملہ رفع دفع کرا دیا تھا۔ اور ناصر گفتگو میں مصروف تھا۔ ناصر نے کہا: مربی صاحب قرآن میں گالیاں موجود نہیں ہیں۔ مربی نے کہا قرآن میں ہے کہ لعنت اللہ علی الکٰذبین یہ گالی نہیں تو کیا ہے؟ ناصر نے کہا یہ گالی نہیں بلکہ ایک اصول اور قاعدہ ہے اور اس میں کسی کا شخصی طور پر نام نہیں لیا گیا۔ اور یہ کوئی ماں بہن کی گالی بھی نہیں ہے۔ جبکہ مرزا صاحب کی گالیاں آپ دوبارہ دیکھ لیجیے۔ مرزا صاحب کی گالیوں نے تو ان کی ہر کتاب کو بدبودار کر رکھا ہے۔

ہمارے نبی کریم ﷺ سے کسی نے کہا کہ ابوجہل پر لعنت بھیجیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہوں، لعنتیں بھیجنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا (مسلم، مشکوۃ صفحہ ۵۱۹)۔

مربی صاحب نے کہا کہ قرآن نے ولید بن مغیرہ کو حرام زادہ کہا ہے۔ ناصر نے کہا کہ قرآن نے گالی نہیں دی بلکہ بالکل سچ سے پردہ اٹھایا ہے۔ جب قرآن کی یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید بن مغیرہ تلوار لے کر اپنی ماں کے پاس چلا گیا۔ اس نے کہا قرآن میں میرے نو عیب نازل ہوئے ہیں، آٹھ عیب بالکل درست ہیں۔ نویں بات کہ میں حلالی ہوں یا حرامی، یہ تم ہی بتا سکتی ہو۔ سچ بتاؤ ورنہ گردن اڑا دوں گا۔ اس کی ماں نے کہا تمہارا باپ نامرد تھا۔ اور تم فلاں چرواہے کے بیٹے ہو۔ مربی صاحب اب بتایئے۔ قرآن نے گالی دی یا سچ بتایا؟ مربی صاحب ایک عالم ہونے کے باوجود دنگ رہ گئے اور خاموشی سے ناصر کا منہ دیکھنے لگے۔

میں وہیں بیٹھے بیٹھے قادیانی سے مکمل طور پر تائب ہو چکا تھا۔ میں نے کہا مربی صاحب ختم نبوت کے موضوع پر مسلمانوں کے پاس جتنے دلائل موجود ہیں آپ کے پاس ان کے مقابلے پر محض ہیرا پھیری ہے، صحیح جواب نہیں ہے۔

حیاتِ مسیح کے موضوع پر بھی مسلمانوں کے پاس جتنے مضبوط دلائل ہیں ان کے مقابلے پر آپ کے پاس محض چکر بازیاں ہیں، صحیح جواب نہیں۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی بد اخلاقی اور ان کی گالیوں کا بھی آپ کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔ میں ناصر کے ساتھ اسی عالم دین کے پاس گیا اور قادیانیت سے توبہ کرتے ہوئے اسلام قبول کر لیا۔ الحمدللہ

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

میرا قبول اسلام اور قادیانیت کی تردید

عرفان محمود برق

میرا قبول اسلام:

میری حیات مستعار میں ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے کہ جب میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف میں ایک مضمون قلم بند کیا تھا۔ مرزا قادیانی سے میری عقیدت کسی علمی سطح یا حقیقت شناسی کی بناء پر نہ تھی بلکہ محض وراثت کی ایک اندھی تقلید تھی جس نے میری نگاہوں سے تصویر کے دوسرے رخ کو مکمل طور پر چھپا رکھا تھا۔

اُس دور میں مسلمانوں کے عوامی حلقوں سے اکثر یہ باتیں میرے کانوں سے ہوتی ہوئیں آئینہ ذہن سے جا ٹکراتیں کہ مرزا قادیانی ایک بد سیرت جھوٹا مدعی نبوت تھا جسکی ساری زندگی بدکاریوں اور سیاہ کاریوں کی دلدلوں میں پھنسی ہوئی تھی۔ لیکن ان گوش گزاریوں کو میں فراموشیوں کے سپرد کرنا ہی لازم سمجھتا تھا کیونکہ اس طرح معترضین کے اعتراضات زیادہ تر بے بنیاد اور بلا دلیل ہوتے تھے اور اگر کوئی دلیل دی بھی جاتی تو اُن قادیانی کتب سے جن کے نام ہی میں پہلی دفعہ سنتا تھا اس لیے یہ باتیں میری عدم توجہ کا باعث بنتیں۔ تاہم اس سے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میں نے ایک روز انتہائی سوچ بچار کے بعد منصفانہ طریق سے تحقیق کا دامن پکڑنے کا فیصلہ کیا اور اُن کتابوں کی تلاش شروع کر دی جن سے معترضین مرزا قادیانی کے کردار اور اس کی تحریرات پر اعتراضات وارد کرتے تھے اُن کتابوں میں مرزا قادیانی کی اپنی اور اسکے مریدوں کی کتابیں شامل تھیں۔

آخر ایک مدت کی جاں فشانیوں اور عرق ریزیوں کے بعد میں چند کتابیں حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر خالی الذہن ہو کر مع سیاق و سباق اُن کتب کا مطالعہ کیا گیا تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ فی الحقیقت اُن کتب کی تحریرات سے یہی عیاں ہوتا تھا کہ مرزا قادیانی انگریز کا لے پالک اور جھوٹا مدعی نبوت تھا جس کی شخصیت چالبازیوں، دھوکا دہیوں، سیاہ کاریوں اور بہت سی نتنی عادات کی گرد سے اٹی ہوئی تھی۔ میں جیسے جیسے مبداء فیاض کی ذرہ نوازیوں سے ان حقائق سے آگاہ ہوتا گیا ویسے ویسے مرزا قادیانی سے میری چاہت و رغبت کے تمام بخیے اُدھڑتے چلے گئے اور آخر ایک دن کچے دھاگے کی طرح ہمیشہ کیلیے ٹوٹ گئے۔ میری گلشن اسلام میں داخل ہونے کی ایک بڑی وجہ میرے وہ خواب بھی تھے جو میری دینی دلچسپی کے لیے چراغ راہ ثابت ہوئے خاص طور پر ایک خواب تو مجھے اس دور میں آیا جب میں تقریباً تیرہ چودہ برس کا تھا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حبیب کبریا محمد مصطفی ﷺ ہمارے محلے میں تشریف لائے ہیں۔ آپ ﷺ کے ہمراہ آپ کے چند صحابہ کرام بھی تھے حضور ﷺ اپنے دست مبارک میں پھلوں کا

ایک طشت اٹھائے ہوئے بعض گھروں میں پھل بانٹ رہے ہیں لیکن جب آپ ﷺ ہماری گلی میں جلوہ افروز ہوتے ہیں تو پھل بانٹتے بانٹتے ایک قادیانیوں کے گھر سے پچھلے گھر کے پاس ہی رک جاتے ہیں اور آگے نہیں بڑھتے۔ میں اپنے گھر کے دروازے میں کھڑا یہ دیکھ کر یک لخت پریشان ہو جاتا ہوں کہ حضور رحمت عالم ﷺ آگے کیوں نہیں تشریف لا رہے؟ پھر جیسے ہی آپ ﷺ اپنی نظر رحمت سے میری طرف دیکھ کر تبسم فرماتے ہیں اور واپس مڑ جاتے ہیں تب ساری بات میری سمجھ میں آجاتی ہے اور میری ساری پریشانی فوراً چھٹ جاتی ہے اور میں خوش ہو جاتا ہوں اتنے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔

دوسرا خواب میں نے اس وقت دیکھا جب میں قادیانیت کے متعلق کافی تحقیق کر چکا تھا اور اس کو بہت حد تک جھوٹا گردان چکا تھا۔ اس خواب میں، میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا چٹیل میدان ہے سورج کی آتشی کرنوں سے زمین کا سینہ بہت تپ چکا ہے۔ مجھ سے کچھ فاصلے پر آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ روشن ہے جو مزید گرمی کا باعث بن رہا ہے اتنے میں ایک خوفناک قسم کا فرشتہ قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو اپنے بائیں ہاتھ میں پکڑے میری طرف آتا ہے اور اپنے دائیں ہاتھ سے میری بھی کلائی پکڑ کر اس آگ کی جانب دوڑنا شروع کر دیتا ہے۔ میں اس سے اپنی کلائی چھوڑانے کی بہت کوشش کرتا ہوں لیکن وہ نہیں چھوڑتا اور آگ کی طرف بھاگتا چلا جاتا ہے جیسے جیسے ہمارے اور اس آگ کے درمیان فاصلہ سمٹتا جاتا ہے ویسے ویسے گرمی کی شدت بھی بڑھتی جاتی ہے آخر وہ فرشتہ یک لخت مجھے چھوڑ دیتا ہے اور میں قلا بازیاں کھاتا ہوا زمین پر گر جاتا ہوں گرنے کے فوراً بعد میں جیسے ہی سر اٹھا کر اس فرشتے کی جانب دیکھتا ہوں تو وہ الاؤ کے بہت قریب پہنچ کر مرزا قادیانی کو اس میں پھینک دیتا ہے۔ آگ بھوکے شیر کی طرح مرزا قادیانی پر جھپٹتی ہے اور اسے اپنے اندر گہرائی میں لے جاتی ہے اسکے ساتھ ہی میرے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلتی ہے اور میں گھبرا کر اٹھ جاتا ہوں میرا سارا جسم پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔ بیدار ہونے کے فوراً بعد میں نے بغیر کوئی لمحہ ضائع کیے قادیانیت پر مکمل لعنت بھیجی اور اسلام قبول کر لیا۔ الحمد للہ

میرے قبول اسلام کے بعد جو مخالفت کی تیز و تند آندھیاں چلیں اور ایمان کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جانے والے سیلاب آئے ان میں حائل اگر خدائے لم یزل کی عطا کردہ ثابت قدمی اور حضور رحمت عالمیان ﷺ کی نگاہ فیضان نہ ہوتی تو یقیناً ایسی پیش آمدہ حیرہ دستیوں سے میرا ایمان چراغ سحری کی طرح ڈگمگانے کے بعد کبھی کا گل ہو چکا ہوتا۔

میرے اسلام قبول کرنے کی خبر قادیانیوں میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی۔ انھیں میرا قبول اسلام

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نہایت گراں گزرا۔اس مسئلے کے فوری حل کے لیے انھوں نے اپنے لاہور کے سب سے بڑے سینٹر اور عبادت خانے دارالذکر میں اپنے جماعتی عہدیداران مربیوں (قادیانی پنڈتوں) اور ہمارے گھر کے بعض ذمہ دار افراد کا اجلاس طلب کیا۔اس اجلاس میں مختلف قادیانی پنڈتوں کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ انہوں نے ہر روز مجھے گھر میں جا کر اس بات کا درس دینا ہے کہ اس دنیا میں صرف قادیانیت ہی ایک سچا مذہب ہے اور مسلمانوں والا اسلام نہایت لعنتی ہے (نعوذباللہ) اس اجلاس میں جماعتی عہدیداران نے میرے باپ اور بھائیوں کو بھی خوب ملامت کی کہ ان سے ایک بچہ نہیں سنبھالا گیا۔اگر اس کے بگڑتے ہوئے عقائد کو اپنے رعب کے پہیے تلے کچل دیا ہوتا تو اس کی کیا جرأت تھی کہ وہ غیر احمدیت (اسلام) قبول کرتا لہٰذا میرے باپ اور بھائیوں کی یہ سزا تجویز کی گئی کہ انھیں اب ہر صورت میں مجھے قادیانیت کے اندھے کنوئیں میں دوبارہ دھکیلنا ہے۔چاہے اس سلسلے میں انھیں سخت اقدامات کرنے پڑیں یا بڑی سے بڑی لالچ بھی دینی پڑے تو کوئی پرواہ نہیں۔اجلاس کے فوراً بعد قادیانی پنڈتوں اور ہمارے گھر والوں نے اپنے مشن کا آغاز کر دیا۔اب ہر روز ہمارے گھر میں کوئی نہ کوئی قادیانی پنڈت آتا اور مجھے سمجھانے کی سر توڑ کوششیں کرتا کہ قادیانیت ایک زندہ مذہب ہے جسکا نام اسلام ہے اور مسلمانوں والا اسلام ایک مردہ اسلام ہے۔اب جس نے نجات کا لباس پہننا ہے وہ پہلے مرزا قادیانی کو اللہ کا نبی اور رسول مانے تب اسے جنت ملے گی وگرنہ وہ کافر اور جہنمی ہی رہے گا۔مجھ سے جہاں تک ممکن ہوتا میں قادیانی پنڈتوں کو اس کی خرافات کا جواب دیتا اور وہ کوئی بات بنتی نہ دیکھ کر واپس چلا جاتا۔

ایک طرف قادیانی پنڈت میرے ایمان کے ننھے پھولوں کو مسلنے کی کوششوں میں مصروف تھے تو دوسری طرف ہمارے گھر والوں کے بدلتے رویے بپھری ہوئی آندھیاں بن کر میرے دل میں روشن ختم نبوت کے چراغ کو گل کرنے کی کوششوں میں سرگرم عمل تھے۔اس سلسلے میں کبھی تشدد کے حربے استعمال کیے جاتے تو کبھی لالچ کے ہتھیاروں سے کام لیا جاتا کبھی بائیکاٹ کا خوف دلایا جاتا، کبھی جائیداد سے عاق کرنے کی دھمکیاں دی جاتیں۔لیکن اللہ رب العزت کی عطا کردہ ثابت قدمی کے پہاڑ کے آگے ان ارتدادی آندھیوں کا کوئی زور نہ چلتا اور میرا ایمان مزید قوی ہوتا جاتا۔

وہ فکر جس کے باعث میرے ماتھے پر تشویش کی سلوٹیں پڑتیں اور میں راتوں کو بے چینی سے کروٹیں بدلتا وہ یہ تھی کہ کسی طرح ہمارے گھر والے خصوصاً میری زندگی کی سب سے عظیم ہستی میری پیاری ماں اسلام کے مہکتے گلستان میں داخل ہو جائے اور جہنم کے بھڑکتے شعلوں سے بچ جائے۔لہٰذا میں نے ہمت کر کے سب سے پہلے اپنی پیاری

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ماں کو اسلام کی دعوت دینی شروع کی۔ایک تو وہ پہلے ہی مجھ سے ناراض تھیں اور دوسرا اس دعوت کی وجہ سے مزید ناراض ہو گئیں۔لیکن میں نے ہمت جاری رکھی اور انھیں قادیانیوں کی کتابوں میں چھپے کفریہ عقائد سے آگاہ کرتا گیا جن میں مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ، اسکی بیہودہ گوئیوں کو وحی اللہ، اسکی فضول باتوں کو حدیث نبوی، اسکی غلیظ حرکتوں کو سنت رسول، اسکی فاحشہ بیویوں کو امہات المومنین، اسکے گمراہ خاندان کو اہل بیت، اسکے بدکار ساتھیوں کو صحابہ کرام، اسکے دریدہ صفت خلفاء کو خلفائے راشدین، اسکے گندے شہر (قادیان) کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ سے بھی افضل لکھا گیا تھا۔(نعوذباللہ) اس تبلیغ کا اثر میری پیاری ماں پر یہ ہوا کہ خدا کی رحمت سے وہ رفتہ رفتہ سمجھتی گئیں کہ قادیانیت اسلام کے خلاف کتنا بڑا افراڈ ہے۔آخر انھوں نے میرے ہاتھ پر پوشیدہ طور پر اسلام قبول کر لیا۔اور مرزا قادیانی پر لعنت بھیج دی۔الحمدللہ۔

قبول اسلام کے کچھ عرصہ بعد انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں میں دو آم پکڑے ہوئے ہیں اور ایک خوفناک قسم کی کتیا ان سے وہ آم چھیننے کی کوشش کر رہی ہے۔آپ دوڑ رہی ہیں اور وہ کتیا متواتر آپ کا پیچھا کر رہی ہے۔دوڑتے دوڑتے آپ ایک چمنستان میں داخل ہو جاتی ہیں اور کتیا یہ دیکھ کر واپس مڑ جاتی ہے۔یہ خواب جب میری پیاری ماں نے مجھے سنایا تو میں نے اسکی تعبیر یہ بتائی کہ آموں یعنی پھلوں سے مراد بیٹے ہیں اور کتیا وہ قادیانی مبلغہ ہے جو ہمارے گھر میں ہمیں مرزائیت کی تبلیغ کرنے آتی ہے وہ آپ اور آپ کے دو بیٹوں کے پیچھے زیادہ پڑی ہوئی ہے کیونکہ اسے اسی طرف سے زیادہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔لیکن خدا تعالیٰ نے آپکو اور آپ کے بیٹوں کو اس کتیا یعنی قادیانی مبلغہ کے شر سے بچا لیا ہے۔مجھے اُمید ہے کہ آپ کی زندگی میں اللہ تعالیٰ میرے ایک بھائی کو بھی اسلام کی دولت عطا فرمائے گا۔اس خواب کے چند ماہ بعد اللہ پاک نے اپنی رحمت کے موتی میرے ایک بھائی کی جھولی میں بھی گرا دیئے اور میری پیاری ماں کا ایمان شاہین بن کر بلندیوں پر پہنچ گیا۔

وہ وقت میں کبھی نہیں بھول سکتا جب میری اشکوں کی رم جھم ساری رات میری پیاری ماں کے سرہانے کو بھگوتی رہی اور خدا تعالیٰ سے فریاد کرتی رہی کہ وہ انھیں لمبی زندگی عطا فرمائے۔انھیں دل کا شدید اٹیک ہوا تھا ڈاکٹروں نے نا اُمیدی کا اظہار کیا تھا۔ساری رات میری پیاری ماں ہسپتال میں شدت درد سے تڑپتی رہیں اور میں اکیلا اُنکے سرہانے درود و سلام اور دعا کا ورد کرتا رہا۔لیکن اُن کی زندگی نے وفا نہ کی اور وہ مجھے اپنی ممتا سے محروم کر کے یونہی روتا چھوڑ گئیں۔اور 18 جولائی بروز جمعہ 2003ء کی صبح اپنے خالق حقیقی سے جا ملیں۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔وفات سے ایک گھنٹہ قبل انہوں نے میرے پوچھنے پر دوبارہ اس بات کا اقرار کیا تھا کہ وہ قادیانی نہیں ہیں

اور ساتھ یہ تاکید بھی کی تھی کہ اگر مجھے کچھ ہو جائے تو مسلمان میرا جنازہ پڑھیں اور مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔جب میں نے اپنے گھر والوں کے سامنے اس نصیحت کا ذکر کیا تو انھوں نے یقین نہ کیا اور اپنے قبرستان میں قبر کی کھدائی کا آرڈر دے دیا۔قادیانی پنڈت اور قادیانی رشتے دار ہمارے گھر میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔لیکن میں نے موقع کی نزاکت کو بھانپتے ہوئے اپنے دوستوں اور اہل محلّہ میں یہ اعلان کر دیا کہ میری ماں مسلمان تھیں اور اُنکی یہ نصیحت تھی کہ مسلمان میرا جنازہ پڑھیں ۔اس اعلان کے سننے کی دیر تھی کہ ہماری گلی مسلمان مجاہدین سے بھر گئی۔میرے دوستوں نے مزید رابطے کر کے پورے شہر کے نامور علماء کرام کو بھی اکٹھا کر لیا۔خطیب ختم نبوت جناب مولانا غلام حسین کلیاوی مدظلہ نے جنازہ پڑھایا اور میری پیاری ماں کو لاہور کے مشہور قبرستان بدھوآوا میں دفن کر دیا گیا۔درجنوں کی تعداد میں قادیانی پاس کھڑے یہ سارا منظر دیکھتے رہے لیکن کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ وہ جنازے کی چارپائی کو ہاتھ بھی لگا سکے۔یا کسی قسم کی کوئی مداخلت کر سکے۔

وفات کے بعد اکثر میری پیاری ماں مجھے خوابوں میں نہایت خوشنما جگہوں پر ملتی رہتی ہیں ۔اور یہ حوصلہ دیتی رہتی ہیں کہ میرے لال مرتے دم تک ہمت نہ ہارنا۔مشکلات اور پریشانیوں سے کبھی نہ گھبرانا اپنے گھر والوں اور دوسرے قادیانیوں کو دعوت وتبلیغ کرتے رہنا۔اس سے خدا تعالیٰ اور حبیب ﷺ بہت خوش ہوتے ہیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

میں مسلمان کیوں ہوا؟

علی عرفان ڈوگر

میں مسمی علی عرفان ولد عطاءاللہ قوم ڈوگر موضع عیدی پور تحصیل وضلع نارووال کا رہائشی ہوں۔مورخہ ۸ جنوری ۱۹۹۹ء سے قبل میرا دینی تعلق قادیانی جماعت سے تھا جبکہ میرے والد صاحب اب بھی اسی گروہ کے فرد ہیں۔میں عاقل وبالغ ہوں۔ہمارا دیہی ماحول ہے۔دیہی آبادیوں میں حصول تعلیم کے لیے بڑا مسئلہ ہوتا ہے۔تاہم کچھ عرصہ اہل سنت کی مسجد کو اپنی درسگاہ بنائے رکھا۔اس کے باوجود کہ میں اہلسنت کے پاس پڑھتا تھا اپنے (قادیانی) فرقہ کو دوسرے (اصلی) مسلمانوں سے بنا برایں بہتر سمجھتا تھا کہ ان پر اذان، کلمہ، مسجد کو مسجد نہ کہہ سکنے کی گویا کہ جملہ شعائر اسلام کا مظہر نہ ہونے کی پابندی ہے مگر پھر بھی وہ لوگ بظاہر جملہ شعائر اسلامیہ کے پابند نظر آتے ہیں۔لہذا میں بھی قادیانی کہلانے میں ہی نجات سمجھتا تھا۔

قانون قدرت ہے واللہ یھدی من یشاء اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔جسے اس نے جام شہادت پلانا ہوتا ہے پہلے اس کا انشراح صدر فرماتا ہے۔فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔(الانعام:۱۲۶) میرے شرح صدر کا سبب یہ ہے کہ جس مسجد میں، میں قرآن پاک پڑھنے کے لیے جایا کرتا تھا اسی مسجد میں مولانا قاری محمد افضل باجوہ صاحب بھی کبھار درس قرآن دینے کے لیے آیا کرتے تھے۔مرزا غلام احمد قادیانی بانی وامام فرقہ قادیانی کی کتابوں کے ٹھوس حوالہ جات کے ساتھ فرقہ قادیانی کے بارے میں ان کی سچی و کھری گفتگو سننے کا موقعہ ملتا رہا۔مثلاً خود ہی امام جماعت قادیانی ''آسمانی فیصلہ'' میں لکھتا ہے! [[اے مسلمان کی ذریت کہلوانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو جس کے سامنے حاضر کیے جاؤ گے]]۔(آسمانی فیصلہ ص ۲۰)

اور خود ہی یہ دعویٰ کردیا کہ میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں[[مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۶، ایک غلطی کا ازالہ ص ۲)

[[سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا]]۔(مباحثہ راولپنڈی ص ۱۳۷، دافع البلاء ص ۱۱)

حضرت آدم علیہ السلام تا حضرت محمد ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخیاں، حضرت مریم وحضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہما پر افتریٰ و بہتان عظیم کی جرأت بھی مرزا ہی نے کی۔نیز مرزا صاحب کا اپنا ہی قول فیصل وہ یہ کہ [[جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے]]۔(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۱۲) سنا تو روز روشن کی طرح مرزا صاحب کا بقول خود دو جماعت قادیانی ولاہوری کا جھوٹا وکافر اور خارج از اسلام ہونا ثابت ہوگیا۔محمد عبدالملک ومحمد سلیمان ڈوگر

سے کے ہمراہ رمضان المبارک کے دو جمعوں کے موقع پر مولانا محمد افضل باجوہ کے روح پرور وفکر انگیز خطابات سننے کے بعد میں اتنا متاثر ہوا کہ مجھ پر یہ حقیقت آشکارا ہوگئی کہ اہل سنت ہی نجات وحق وصداقت امن وشرافت کی پیامبر وعلمبردار جماعت ہے۔بالآخر تیسرا جمعہ رمضان ۸ جنوری ۱۹۹۹ء کے اجتماع میں ہی میں نے قاری محمد افضل باجوہ کے ہاتھ پر قادیانیت سے توبہ کی اور جماعت حق اہل سنت وجماعت میں شمولیت کا اعلان کیا۔میرا یقین ہے کہ آج کے اس سائنسی جدید تعلیمی دور میں ہی نہیں بلکہ قبل ازیں وبعد ازیں بھی ان شاءاللہ یہی جماعت راہ فلاح اور قرآن وسنت کی اصلی داعی ہے اور رہے گی۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں نے قادیانیت کو کیوں ترک کیا؟

ڈاکٹر محمد اسماعیل (نائجیریا)

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے ہرگز احمدیت یا اس کے پیروکاروں سے کوئی ذاتی عناد نہیں ہے۔ میں دل سے یہ بات مانتا ہوں کہ اپنے دین اور ایمان کے بارے میں ہر انسان انفرادی طور پر اپنے رب کے سامنے جوابدہ ہے۔ میرا ابنیادی مقصد یہاں واضح الفاظ میں یہ اعلان کرنا ہے کہ میرے علم کے مطابق احمدیت اسلام نہیں ہے۔ یہ بات کہنا اس لیے ضروری ہے کہ نائجیریا میں احمدیت کے ایک پیروکار کو میں نے بار بار یہ کہتے سنا کہ ''میرے احمدی ہونے کی وجہ سے انھوں نے احمدیت قبول کی تھی''۔ لہذا جب مجھے احمدیت کی حقیقت معلوم ہوگئی تو یہ بات میرے لیے ایک بھاری ذمہ داری بن گئی اور میری یہ تحریر اسی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کی ایک کوشش ہے۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کیلیے ہیں جس نے ہمیں ہدایت سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ O (النحل:۱۲۵)	(اے نبی) انسانوں کو دانائی (وحی والہام ربانی جو قرآن وحدیث کی صورت میں ہے) اور خوش گفتاری سے دین کی دعوت دیجیے اور اُن سے اچھے طریقے سے بحث کیجیے۔ بے شک آپ کا رب سب سے زیادہ جانتا ہے کہ کون گمراہ اور کون ہدایت یافتہ ہے۔

اس تحریر سے میرا مقصد احمدیت کے بارے میں حقیقت حال سے واقفیت کے خواہاں حضرات کو صحیح صورت حال سے آگاہ کرنا ہے کہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے حق بات سمجھنے کی توفیق عطا کردے اور انھیں سیدھا راستہ دکھا دے۔ ایسے لوگوں کے لیے میری یہ دعا ہے کہ اللہ انھیں سمجھ عطا کرنے اور سیدھا راستہ دکھانے کے بعد غلط راستہ ترک کرنے کی بھی ہمت عطا کردے تاکہ وہ گمراہی کے راستے پر مزید آگے نہ جاسکیں۔ ارشاد الٰہی ہے!

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ط اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ O (السجدۃ:۲۲)

اور اُس سے زیادہ ظالم کون ہے جس کو اللہ کی آیات (ثبوت، شہادتیں، اسباق، علامات، الہامات وغیرہ) یاد دلائی جائیں تو وہ ان سے منہ پھیر لے؟ بے شک ہم مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

مزید ارشاد باری تعالیٰ ہے!

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا O اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا O اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا O ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا O (الکھف:۱۰۳۔۱۰۶)

(اے محمد ﷺ) کہہ دیجئے کہ کیا ہم تمہیں بتائیں کہ باعتبار اعمال کے سب سے زیادہ خسارے میں کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ جن کی اس دنیا میں تمام محنت ضائع ہو گئی اگرچہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ وہ بہت اچھے اعمال کر رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کی آیات اور اس سے ملاقات کے منکر ہیں۔ لہذا اُن کے اعمال ضائع ہو گئے اور یوم حساب ہم ان کو کوئی وزن نہیں دیں گے۔ ان کا صلہ جہنم ہوگا کیونکہ انھوں نے کفر اختیار کیا اور میری آیات اور میرے رسولوں کا مذاق اڑایا۔

مرزا غلام احمد کے پیروکاروں کے خلاف ایک عالمگیر تحریک کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہندوستان کے باسی مرزا غلام احمد نے ۱۹۰۸ء میں وفات سے قبل اپنی ذات اور اپنے پیروکاروں کو عام لوگوں سے ممیز کرنے کے لیے اپنے

مذہب کا نام احمدیت رکھا تھا۔ یہ تحریک بنیادی طور پر ان مسلمانوں کی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ احمدی خفیہ طور پر اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اُن کے حقوق پر قبضہ جمانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ جدوجہد زیادہ اہمیت کی حامل ہے کیونکہ احمدیت کا ضرر دنیا بھر میں سب سے زیادہ شدت کیساتھ پاکستان ہی میں محسوس کیا جا رہا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ یہاں احمدیت صرف لوگوں کے دین ہی نہیں بلکہ سیاست پر بھی اثر انداز ہو رہی ہے۔

جیسا کہ پاکستان کے مکمل نام "اسلامی جمہوریہ پاکستان" ہی سے ظاہر ہے کہ یہ ملک اسلام کی بنیاد پر تخلیق کیا گیا ہے لہذا اسکے آئین میں دیگر باتوں کیساتھ ساتھ یہ شرط بھی رکھی گئی ہے کہ ملک کا سب سے بڑا سیاسی اور انتظامی سربراہ صرف مسلمان ہی بن سکتا ہے۔ آئین میں یہ حکم مذہبی تعصب کی بنا پر نہیں رکھا گیا بلکہ اسکا اصل مقصد پاکستان کے ریاستی یا سرکاری دین اسلام کے مفادات کا تحفظ ہے۔ یہ شق بلاشبہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے لیے اور اس بنا پر رکھی گئی ہے کہ پاکستانی مسلمان روز اول ہی سے اپنی حکومت سے پُرزور مطالبہ کرتے چلے آ رہے ہیں کہ احمدیوں کو اقلیت (بلکہ کافر و مرتد) قرار دیا جائے اور انھیں اُنکی دوسری تمام اقلیتوں میں شامل کیا جائے جن میں سے کوئی بھی فرد اس ملک کا صدر یا وزیر اعظم نہیں بن سکتا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ دنیا بھر میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت احمدیت کو اسلام کا حصہ سمجھتی ہے نہ کہ احمدیوں کو مسلمان تسلیم کرتی ہے۔ آیئے احمدیت (مرزائیت) کے خلاف دنیا بھر کے مسلمانوں کے موقف کا تجزیہ کریں۔

بچپن میں مجھے اُن احمدی واعظین اور مبلغین کا احترام سکھلایا گیا تھا جو ہماری سرگرمیوں کے منتظم اور رہنما سمجھے جاتے تھے۔ جب یہ مبلغین ہمارے بزرگوں کے پاس آ کر نوجوان نسل سے بات کرتے تو ہم ان کی ہر بات کو حق تسلیم کر لیتے کیونکہ ہمیں اُن پر مکمل اعتماد کرنا سکھایا گیا تھا۔ اُن کی تبلیغ ہمارے لیے قابل قبول تھی اور ہم نیک نیتی سے اُن کے دلائل قبول کر لیتے تھے۔ وہ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں اسلامی کتابوں کے حوالے پیش کرتے تھے اور مزید تحقیق کے بغیر ہم ان حوالوں کو من وعن قبول کر لیتے کیونکہ ہمیں ان مبلغین پر بھروسا تھا۔

اُن کا طریق کار ہمیں راسخ العقیدہ مسلمانوں سے بیزار کرنا تھا۔ ان مبلغین کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ احمدیت کے نام سے ہمیں اصل اسلام سے آگاہ کر رہے ہیں۔ وہ اکثر ہم پر یہ واضح کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ تقسیم ہند سے پہلے پورے ہندوستان میں اور بعد ازاں پاکستان میں اُن کی جو بھرپور مخالفت کی جا رہی ہے یہی ان کے سچے ہونے کا قطعی ثبوت ہے کیونکہ بہرصورت کسی بھی نبی کو اپنے شہر یا ملک میں فوری طور پر سچا نہیں سمجھا جاتا۔ ہمیں یہ دلیل بھی قابل قبول لگتی لہذا ہم مکمل اعتماد کیساتھ اُن مبلغین کی پیروی کیا کرتے تھے۔ اسی اعتماد کیساتھ میں نے اکتوبر ۱۹۷۲ء میں احمدیہ

یوتھ کانفرنس سے خطاب کیا تھا۔ بعد میں کچھ واقعات نے مجھے احمدیت کے مسلمہ دعاوی پر نظر ثانی اور اُن کے حوالہ جات کی تحقیق پر مجبور کر دیا۔

میرا مقصد دراصل یہ تھا کہ احمدیت کی روزافزاں مخالفت کے پیش نظر میں خود کو مضبوط دلائل سے آراستہ کر لوں۔ ایک یونیورسٹی سکالر کی حیثیت سے میں جانتا تھا کہ احمدیت کی حمایت میں میرا اعلان اسلامی مصادر کے مصدقہ حوالوں سے مزین ہونا چاہیے۔ تاہم احمدی مبلغین کے کتابی حوالوں کی حد تک میری تحقیق کے نتائج مایوس کن نکلے اور مکمل غور وخوض اور تحقیق کے بعد میں اللہ تعالیٰ اور تمام انسانوں کو گواہ بنا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ احمدیت کے مبلغین اپنے اکثر پیروکاروں کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں۔ کئی صورتوں میں وہ ایسے مصنفین کے حوالے پیش کرتے ہیں جو احمدیت کے سخت مخالف ہیں مگر یہ حوالے اس چالاکی سے پیش کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے جیسے وہ مصنفین احمدیت کے حامی ہیں۔ حوالہ جات کی اصل کتب کے مطالعے سے ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ جس تناظر میں احمدی مبلغین نے یہ حوالے پیش کیے ہیں ان کتب کے مصنفین کا نظریہ تو اسکے بالکل برعکس ہے۔ اس تحقیق ہی سے حق کے متلاشی کو یہ پتہ چل سکتا ہے کہ پاکستانی احمدی دنیا کو کس طرح دھوکہ دے رہے ہیں۔ مثال کے طور پر مرزا غلام احمد کے دعوائے نبوت کے حق میں وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی نبی اکرم ﷺ کی یہ حدیث اکثر دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں!

[[کہہ دیجئے کہ آپ خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہیے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں]]۔

یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور آپ کی زوجہ مطہرہ سے منسوب یہ حدیث بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، ترمذی اور نسائی میں سے کسی بھی کتاب میں موجود نہیں اور نہ موطا امام مالک اور مسند احمد میں کہیں اسکا ذکر ہے۔ مشکوۃ المصابیح بھی اس حدیث سے خالی ہے جو کہ مندرجہ بالا کتب احادیث میں سے منتخب احادیث کا مستند مجموعہ ہے۔

بہر صورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ حدیث من گھڑت اور بے بنیاد ہے مگر چونکہ احمدی اسے بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں لہذا آئیے اسکے مقابلے میں مستند احادیث کو دیکھیں۔ یاد رہے کہ احمدی اس حدیث کا حوالہ یہ ثابت کرنے کے لیے دیتے ہیں کہ "خاتم النبیین" کے معنی وقت کے لحاظ سے آخری نبی نہیں (بلکہ اُنکے نزدیک خاتم النبیین کا مطلب "نبیوں کی مہر" ہے جسکی تصدیق کیساتھ اور نبی آتے رہے گے۔)

خاتم النبیین کے صحیح مفہوم کی وضاحت فرماتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے یہ مثال بیان فرمائی!

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان	میری اور مجھ سے پہلے آنے والے انبیاء کی
رسول الله ﷺ قال ان مثلی و	مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے ایک
مثل الانبیاء من قبلی کمثل	خوبصورت اور خوشنما مکان بنایا مگر اس کے
رجل بنی بیتاً فاحسنه	ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی
واجمله الا موضع لبنة من زاوية	لوگ اس عمارت کے ارد گرد گھومتے اور
فجعل الناس يطوفون به ويعجبون	اسکی خوبصورتی پر اظہار تعجب کرتے اور
له يقولون هلا وضعت هذه اللبنة	کہتے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی
فانا اللبنة وانا خاتم النبيين (بخاری	گئی۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! تو میں
شریف ج ۲/۳۵۳۵، مسلم:رقم:۲۲۸۶)	اس اینٹ کی جگہ ہوں میں خاتم النبیین
	یعنی آخری نبی ہوں۔

مذکورہ بالا حدیث رسول اللہ ﷺ جسے تمام محدثین نے صحیح شمار کیا ہے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کو یہ یقین تھا کہ خاتم النبیین کا مفہوم آپ کو سب سے افضل اور سب سے آخری نبی ہی ثابت کرتا ہے اور اسکے مطابق آپ کے بعد اور کوئی نبی دنیا میں نہیں آ سکتا۔ قرآن حکیم نے اسی لیے آپ کا کوئی بیٹا نہ ہونے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ	محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کے باپ
وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط	نہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی
وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا O	ہیں۔اور اللہ ہر بات سے باخبر ہے۔

غلام احمد کو نبی ثابت کرنے کے جنون میں احمدیہ مشن کے لوگ حیرت انگیز اور شرمناک انداز میں قرآن حکیم کی بعض آیات کے مفہوم کو بھی توڑ مروڑ کر اپنے مطلب کے مطابق پیش کرتے ہیں۔اسی قسم کی توڑ پھوڑ کی ایک مثال اُن کا قرآن حکیم کی اس آیت کا ترجمہ ہے وہ کہتے ہیں! "ومن یطع الله والرسول۔اور جو کوئی اللہ اور رسول اللہ کا حکم مانے"۔

وہ قرآن کے الفاظ (والرسول) کا ترجمہ اور اُس کے اس رسول کا کرتے ہیں۔حالانکہ اسکا اصل مفہوم ہر لحاظ سے اور اُسکے رسول بنتا ہے اسکا مفہوم کوئی اور نہیں ہوسکتا۔احمدیوں کا ترجمہ قرآن حکیم کے متن سے مطابقت نہیں رکھتا کیونکہ وہ

یہاں لفظ (ھــــذا) "اس" کا اضافہ کرتے ہیں حالانکہ غور کیا جائے تو یہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ قرآن حکیم کے متن میں لفظ (ھذا) کا اضافہ کر کے اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہیں جو کہ اسلامی نقطہ نظر سے ایک سنگین جرم ہے۔ اگر احمدیہ مشن کا قرآن مجید کا ترجمہ صرف انگریزی میں ہی شائع ہو تو اس میں بہت سی باتیں قرآن کریم کے اصل عربی متن سے مختلف ہوں گی۔ کیا اب وقت نہیں آ گیا کہ نائیجیریا اور افریقہ کے مسلمان جو احمدیہ مشن کا ساتھ دے رہے ہیں اگر وہ اسلام سے مخلص ہیں تو اپنی اس رفاقت پر غور کریں کیونکہ احمدیوں کا اسلام وہ اسلام نہیں جو نبی اکرم ﷺ دنیا میں لے کر آئے۔ احمدیہ مشن نے اس آیت کے پہلے حصے میں تحریف کر کے اسے اپنے مقصد کے مطابق بنالیا ہے۔ پوری آیت کا ترجمہ یوں ہے!

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ	جو لوگ اللہ اور (اُسکے) رسول کی اطاعت
مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ	کرتے ہیں وہ اُن لوگوں کیساتھ ہوں گے
وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ	جن کو اللہ نے اپنی نعمتوں سے نوازا ہے
وَحَسُــــــــنَ اُولٰٓـــــــئِكَ	یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین یہ
رَفِيْقًا ○ (النساء:۶۹)	بلحاظ رفاقت بہترین لوگ ہیں۔

اس آیت کے مفہوم میں غلط بیانی کر کے قادیانی یہ دعوٰی کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کر کے کوئی انسان درجہ نبوت تک پہنچ سکتا ہے وہ کہتے ہیں!

[[رسول کریم ﷺ کے بعد جو انبیاء علیہم السلام آئیں گے ان کے لیے رسول کریم ﷺ کی شریعت یعنی احکام قرآن وحدیث کی اطاعت لازم ہے کیونکہ انہیں روحانیت کا یہ مقام آپ کی اطاعت ہی کے سبب ملے گا اسکے بغیر نہیں۔ اسکا مطلب بالآخر یہی بنتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ ہی ضابطہ حیات یعنی قرآن لے کر آنے والے آخری نبی ہیں۔ آپ کے قوانین کوئی منسوخ کر سکے گا نہ انکی جگہ کوئی اور قانون نافذ کر سکے گا]]۔

اس غلط بیانی کا مقصد صرف یہ ہے کہ غلام احمد کو تمام اُمت مسلمہ بلکہ خود نبی اکرم ﷺ کے عقیدے کے برعکس نبی ثابت کر کے دکھا دیا جائے۔ تعجب والی بات یہ ہے کہ علامہ راغب کی کتاب "مفردات القرآن" جیسی مستند لغت قرآن اور معروف ومقبول تفاسیر اور کتب حدیث کو نظر انداز کر کے اس آیت کا ایک خود ساختہ مفہوم نکال لیا گیا ہے۔ قادیانی ان مستند کتب میں معتبر علماء کے قلم سے کی گئی اس آیت کی تشریح سے لاعلمی کا بہانہ ہرگز نہیں کر سکتے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیر کہتے ہیں!

[[جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول ﷺ کے اوامر پر عمل کرے اور نواہی سے گریز کرے تو اللہ تبارک تعالیٰ اسے اپنی عظیم الشان جنت میں داخل فرمائے گا اور اسے انبیاء علیہم السلام کا ساتھ نصیب فرمائے گا اور پھر اس آیت میں مذکور دیگر نیک بخت لوگوں یعنی صدیقین پھر شہداء اور اس کے بعد نیکوکار مومنین کی صحبت عطا کرے گا جن کا ظاہر و باطن ایک ہے اور پھر اللہ تعالیٰ فرماں بردار لوگوں کی یوں تعریف فرماتا ہے کہ وہ رفاقت کے اعتبار سے بہترین لوگ ہیں]] ۔(تفسیر ابن کثیر:۱/۶۹۴)

صحیح مسلم، مسند احمد اور کئی دوسری کتب حدیث میں اس آیت کا شان نزول بیان کیا گیا ہے (اور امام طبری نے بایں طور ذکر کیا ہے)

[[ایک دن انصار مدینہ میں سے ایک شخص حزن وملال کی حالت میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس کی اداسی کا سبب پوچھا تو اس نے کہا! اے اللہ کے رسول مجھے ایک خیال ستا رہا ہے۔ آپ نے پوچھا! وہ خیال کیا ہے؟ اس نے کہا! ہم دن رات آپ کی زیارت اور صحبت سے مستفید ہوتے ہیں مگر کل (بروز قیامت) آپ انبیاء علیہم السلام کیساتھ ہوں گے پھر تو ہماری آپ تک رسائی ناممکن ہو جائے گی آپ نے اس شخص کی اس بات کا کوئی جواب نہ دیا پھر جبرائیل علیہ السلام یہ آیت **ومن یطع اللہ** ---الآیۃ لے کر آئے تب آپ نے اس کی طرف پیغام بھیجا اور خوشخبری سنائی]] ۔(تفسیر الطبری:۴/۸،۲۲۵/۵۳۴)

اور اس سے ملتی جلتی روایت مجمع الزوائد میں بھی ہے۔ جس میں یہ یقین دہانی کرائی گئی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں گے آخرت میں وہ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کیساتھ ہوں گے۔(مجمع الزوائد:۷/۹۳)

یہ صاف اور واضح تشریحات اور پس منظر پڑھ کر اس آیت کا مفہوم بالکل واضح ہو جاتا ہے اور کسی وضاحت کی مزید ضرورت باقی نہیں رہتی۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ احمدی قرآن کے مفہوم و مطالب کو صحیح طور پر سمجھ کر اپنے مبلغین کے ایجاد کیے ہوئے دینی فلسفے کو رد کر دیں جس کے ذریعے سے انھیں بڑی مہارت سے گمراہی کے راستے پر

ڈال دیا گیا ہے۔ بے شک کوئی آدمی یا گروہ سب لوگوں کو ہر وقت بے وقوف نہیں بنا سکتا۔ایک نہ ایک دن یہ سلسلہ ختم کرنا ہی پڑتا ہے۔نائیجیریا کے احمدیوں سے گزارش ہے کہ وہ مہربانی فرما کر ان باتوں پر غور کریں اور اپنے دینی عقائد پر نظر ثانی کریں۔جہاں تک احمدی مشن کے قرآن حکیم کی سورۃ الاعراف کی آیت ۳۵ کے حوالے کا تعلق ہے تو اسکی تشریح بھی احمدی علماء سیاق وسباق سے ہٹ کر اپنی مرضی سے کرتے ہیں تا کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد نبوت کا تسلسل جاری رہنے کا گمراہ کن نظریہ ثابت کر سکیں۔دوسرے مسلمانوں کیساتھ نماز باجماعت میں شرکت نہ کرنا بھی قرآن حکیم کے حکم اور نبی اکرم ﷺ کی اس حدیث کی خلاف ورزی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا!

ان امتی لا تجتمع علی ضلالة — میری اُمت کسی گمراہی پر متفق نہیں ہو
فاذا رایتم اختلافا فعلیکم — گی۔اگر تم میں باہمی اختلاف رونما ہو تو
بالسواد الاعظم۔ — تم پر اکثریت کی پابندی کرنا لازم ہے۔

مرزائیوں کا عام مسلمانوں سے اپنی بیٹیوں کا رشتہ کرنے سے انکار بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔اس نظریئے کے حق میں احمدیوں کی دلیل یہ ہے کہ اسلام غیر مسلموں کیساتھ بیٹیوں کے نکاح کی اجازت نہیں دیتا۔احمدیوں کے اس نظریئے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ غیر احمدی مسلمانوں کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔اُنکا یہ نظریہ صرف اس صورت میں جائز ٹھہرتا ہے جب احمدیت کو غیر احمدی اسلام سے ایک الگ دین تسلیم کیا جائے ورنہ یہ موقف نہ تو جائز ہے اور نہ اس کا دفاع ممکن ہے لہذا اگر سعودی حکومت یا کوئی بھی حکومت احمدیت کو غیر اسلام قرار دے اور احمدیوں کو کافر تو حقیقت سے آشنا کوئی بھی شخص اس حکومت کے اس اقدام کو غلط قرار نہیں دے سکتا۔احمدیوں کی ایک اور خصوصیت جو انہیں مسلمانوں سے الگ کرتی ہے یہ ہے کہ وہ بڑی مکاری سے مسلمانوں کو پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔انھیں یہ بخوبی معلوم ہے کہ مسلمان انھیں قبول نہیں کرتے لہذا وہ اپنے پڑھے لکھے لوگوں کو اہم سرکاری عہدوں پر متعین کروانے کی کوشش کرتے ہیں اور اُن کے ذریعے سے اسلام کے نام پر احمدیت کو فروغ دیتے ہیں۔

میرے خیال میں اب وقت آگیا ہے کہ احمدی اپنا موقف دنیا پر واضح کر دیں اور یہ صاف صاف بتا دیں کہ وہ مسلمان ہیں یا مسلمانوں سے علیحدہ ایک نیا گروپ۔اگر وہ مسلمان ہیں تو اجماع اُمت مسلمہ کی پیروی کرتے ہوئے خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی اُمتی نبی کا تصور ترک کر دیں اور مسلمانوں کیساتھ تعاون کر کے اسلام کو مضبوط بنانے کی کوشش کریں۔اس کام کیلیے انکے تعاون کی بہت ضرورت ہے اور یہ کام وہ مسلمانوں کو اپنے کافرانہ عقائد اور اعمال کی بنا پر متنفر کر کے نہیں بلکہ اُن کے عقائد و اعمال اختیار کر کے ہی سر انجام دے سکتے ہیں۔اگر احمدی ایک الگ

جماعت اور نئی تنظیم ہیں تو انھیں عام مسلمانوں سے الگ ہو کر اپنی شناخت کروانی چاہیے تا کہ جو لوگ احمدیت قبول کریں انھیں شروع ہی سے یہ علم ہو کہ وہ ایک نئے مذہب میں داخل ہو رہے ہیں اور وہ خود کو مسلمان سمجھنے کی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہیں۔ غلام احمد کو صرف مجدد دیکھ کر جماعت کا نام احمدیہ رکھنا بھی قابل قبول نہیں کیونکہ غلام احمد اسلام کا مجدد نہیں تھا۔ اس سے پہلے اسلام میں کئی مصلح مختلف اوقات میں آئے اور ان میں سے ہر ایک نے اسلام کی مجموعی ترقی کی خاطر کچھ مخصوص فرائض سر انجام دیے لیکن کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اسلام میں یہ شرط نہیں کہ مصلح کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی مخصوص نام سے ایک الگ جماعت بنائے اور غلام احمد سے پہلے کسی مجدد اسلام نے ایسا نہیں کیا۔ اب تک اسلام میں قابل قدر مصلحین میں سے ایک امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں مگر انھوں نے کوئی ایسی جماعت نہیں بنائی۔

مجھے علم ہے کہ نائیجیریا کے احمدی اور کچھ دوسرے احمدی مثلاً لاہوری احمدی غلام احمد کو اُمتی نبی (نبی اکرم ﷺ کی اُمت میں سے نبی) نہیں مانتے بلکہ اسے صرف مجدد مانتے ہیں۔ تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ مسلمان احمدیوں کے ان دونوں فرقوں کو خلاف اسلام سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سعودی عرب کی حکومت دونوں سے یکساں سلوک کرتی ہے۔

حکومت سعودی عرب کی اس سلوک کے بارے میں دلیل یہ ہے کہ اگر ان کے درمیان کوئی بنیادی فرق ہوتا تو دونوں فرقے احمدی ہی کیوں کہلاتے؟ تمام غیر احمدی یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ احمدیت غلام احمد قادیانی کے نام سے لیا گیا ہے جو احمدی گروپ کا بانی تھا۔ ان کے مخالف انھیں قادیانی کہتے ہیں جو مرزا غلام احمد کی جائے پیدائش یعنی بھارتی پنجاب کے شہر قادیان کی مناسبت سے ہے۔ کسی کو بھلا لگے یا برا احمدیت یا تو معتزلہ کی طرح تاریخ کے صفحات میں دفن ہو جائے گی یا اسلام سے الگ ایک مذہب کی شکل میں باقی رہے گی۔ لاہوری فرقے جیسے لوگ جو نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت کے منکر (غلام احمد قادیانی) کو مجدد دیکھتے ہیں وہ خود کو مسلمان کہلوا کر اپنے آپ کو اور دوسروں کو دھوکہ دیتے ہیں۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ احمدیت اسلام ہے تو احمدی لوگ مسلمانوں کو احمدی بنانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں؟ اس تبدیلی مذہب کا مطلب کیا یہی نہیں ہے کہ احمدیت بذات خود ایک مذہب ہے۔ اگر احمدیت ایک نیا مذہب نہیں ہے تو احمدیوں کو ان کے پاکستانی پیشوا یہ نصیحت کیوں کرتے ہیں کہ اگر کوئی احمدی ایسی جگہ ہو جہاں کوئی اور احمدی نہ ہو تو اسے نماز با جماعت کی بجائے الگ نماز ادا کرنی چاہیے تاوقتیکہ وہ کچھ اور لوگوں کو احمدیت کا پیروکار بنا کر ان کے ساتھ نماز با جماعت ادا کر سکے۔ احمدیت کے حوالے سے یہ سوالات و اعتراضات ضروری ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ نائیجیریا، افریقہ کے احمدی لوگ غور و فکر اور اپنی احمدیت سے

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

وابستگی پر نظر ثانی کریں۔ اگر انھیں اسلام سے دلچسپی ہے تو انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ احمدیت اسلام نہیں ہے۔ اگر میری بات غلط ثابت ہو تو بے شک میرے والد مجھے اپنا بیٹا تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور احمدی مل جل کر مجھ پر لعنت بھیجیں اور مجھے مصلوب کر دیں۔ لیکن اگر میری بات درست ثابت ہو تو میرے رشتہ داروں سمیت نائیجیریا کے تمام احمدیوں پر یہ لازم ہوگا کہ احمدیت سے اپنے تعلق پر نظر ثانی کریں اور خلوص دل سے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں جیسا کہ میں کرتا رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اسلام کا راستہ دکھا کر اس پر چلنے کی توفیق عطا کر دے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَالسَّلٰمُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی ۔(طٰہٰ:۴۷) — اور جو ہدایت کی پیروی کرے گا اسے سلامتی نصیب ہوگی۔

میں آخر میں پوری سنجیدگی اور خلوص سے اُن تمام لوگوں سے اپیل کرتا ہوں جو اسلام سے سچی محبت رکھتے ہیں اور حق کی تلاش کی خاطر ابھی تک احمدیت سے منسلک ہیں کہ انھیں اب یہ احساس ہو جانا چاہیے کہ احمدیت اپنے بنیادی عزائم اور مقاصد کے مطابق کسی بھی لحاظ سے اسلام نہیں ہے۔ اسکے بانی کا اس کو احمدیت کا نام دینا ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ ایک الگ مذہب ہے علاوہ ازیں اپنے کچھ عقائد و اعمال کے سبب بھی احمدیت اسلام سے بالکل الگ مذہب ہے۔ میں یہ تسلیم کرتا ہوں کہ ہر آدمی کو اپنی پسند کا مذہب اختیار کرنے کا حق حاصل ہے (مگر اس مذہب کو کسی اور دین کے لبادے میں نہیں ہونا چاہیے) بے شک یہ قانون کی حاکمیت کا تقاضا اور بنیادی انسانی حق ہے۔ بہر صورت یہ بھی ضروری ہے کہ انسان کو اپنے عمل کی اصابت سے آگاہ ہونا چاہیے۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ احمدیت اسلام سے الگ ایک مذہب ہے۔ اس کے مخلص پیروکاروں کو قرآن حکیم کے اس بیان پر غور کرنا چاہیے!

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○ (آل عمران:۸۵) — اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا متلاشی ہو تو اسکا دین ہرگز قابل قبول نہ ہوگا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔

مزید ارشاد ہے!

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ط اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ○ — کہہ دیجیے کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا یقیناً باطل نابود ہونے والا ہی ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فرقہ بہایہ کے غلط استدلال کی تردید

پیر سید مہر علی شاہ چشتی گولڑوی

فرقہ بہایہ کا معاذ اللہ نسخ شرع محمدی ﷺ پر اس آیت کو پیش کرنا (یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون) غلط محض اور بے ہودہ خیال ہے۔ اسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے! ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ خاتم النبیین اسی کو کہا جاتا ہے کہ اس نبی کے بعد اور نبی نہ ہو۔ ایسا ہی حدیث شریف میں ہے! ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول یعنی پیغمبری ختم ہو چکی ہے میرے پیچھے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ پھر بہاؤ الدین وغیرہ کیسے پیغمبر ہو سکتے ہیں اور شرع محمدی کس طرح منسوخ ہو سکتی ہے۔

آیہ یدبر الامر کا مطلب یہ ہے کہ خدائی بادشاہت اور کاروائی کی تدابیر دنیا میں آسمان سے زمین کی طرف اترتی رہتی ہیں۔ پھر قیامت آنے پر دنیاوی امور کی یہ سب تدابیر جاتی رہیں گی۔ اور وہ قیامت کا دن بوجہ شدت اور سختی کے کافر پر اس قدر لمبا اور دراز معلوم ہوگا کہ گویا ہزار سال کا دن ہے جیسا کہ سورہ سجدہ کی آیت مذکورۃ الصدر میں الف سنۃ مما تعدون آیا ہے۔ یا وہ قیامت کا دن سخت ہولناک ہونے کی وجہ سے کافر کو پچاس ہزار سال کا معلوم ہوگا سورہ معارج میں خمسین الف سنۃ وارد ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ایک آیت میں ہزار سال اور دوسری میں پچاس ہزار سال مذکور ہے تو ایک آیت دوسری کے مخالف ٹھہری۔ اس لیے کہ ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے مراد یہ ہے کہ کافر کو بہت لمبا اور دراز معلوم ہوگا اس کی درازی کو خواہ ہزار سال کہیے خواہ پچاس ہزار سال اور مومن کو وہ دن نماز فرضی کے وقت ادا سے کم مقدار معلوم ہوگا چنانچہ حدیث شریف میں یہی مضمون ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت یدبر الامر کا مطلب وہ نہیں جیسا کسی جاہل نے نسخ شرع محمدی ﷺ کے بارہ میں سمجھا ہے۔ وہ جاہل یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اگر اس آیت کا مطلب یہ ہوتا تو پھر آنحضرت ﷺ خاتم النبیین کیسے ٹھہرتے جب کہ معاذ اللہ بہاؤ الدین مع کتاب آسمانی آپ ﷺ کے بعد آنے والا پیغمبر ہوتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور شرع محمدی ﷺ کو جہال اور بے دینوں کے حملوں سے بچائے۔ والسلام

۷ ربیع الثانی ۱۳۳۲ھ العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ بقلم خود از گولڑہ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

فتاویٰ مہریہ ص ۲۷ گولڑہ شریف اسلام آباد

قادیانی اور لاہوری مرزائی مسلمان یا کافر؟

علامہ پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین وفقہ درج ذیل مسئلہ میں کہ!

۱) مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والے قادیانی یا لاہوری مسلمان ہیں یا کافر؟

۲) ان کو مسلمان سمجھنے والے کیسے ہیں۔ قادیانی یا لاہوری مرزائیوں کی نماز جنازہ پڑھنی یا پڑھانی جائز ہے کہ ناجائز؟ نیز نماز جنازہ پڑھنے، پڑھانے والوں کو کوئی سزا یا کفارہ تو ادا نہیں کرنا پڑے گا بعض لوگ کہتے ہیں کہ پڑھنے والوں کے نکاح ٹوٹ گئے ہیں۔

مذکورہ سوالات کے جوابات شریعت محمد مصطفی ﷺ اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں فتویٰ کی صورت میں حل فرماویں۔

سائل: محمد علی مستری آرے والا۔ تارووال ضلع سیالکوٹ

الجواب بعونہ تعالیٰ:

قانون شریعت اسلامیہ اور قانون پاکستان کے مطابق قادیانی مرزائی جو مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہیں مطلقاً کافر ہیں۔ اسی طرح لاہوری جو کہ مرزا کو مجدد مانتے ہیں بھی قطعاً کافر ہیں۔ یہ لوگ ہرگز مسلمان نہیں ہیں بلکہ کافر، مرتد، خارج از اسلام ہیں۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے!

ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لانہ انکر النص۔

جو شخص ہمارے نبی کے بعد کسی اور کو نبی تسلیم کرے وہ کافر ہے کیونکہ وہ نص قطعی کا منکر ہے اور نص قطعی کا منکر کافر ہے۔

تفسیر روح البیان میں ہے!

ومن ادعی النبوۃ بعد موت محمد لا یکون دعواہ الا باطلاً۔

اور جس شخص نے محمد ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا اور کذاب ہے۔

چونکہ مرزائی تمام کافر ہیں جو ان کو مسلمان سمجھے وہ بھی کافر ہے۔ جن لوگوں نے انکو مسلمان سمجھ کر جنازہ پڑھا ہے وہ کافر ہو گئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ وہ اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور جن لوگوں نے ان کا جنازہ ان کو غیر مسلم سمجھتے ہوئے پڑھا ہے ان کا یہ جنازہ پڑھنا بھی ممنوع حرام اور ناجائز ہے۔ **لانھا غیر مشروعۃ لقولہ تعالیٰ ولا تصل علیٰ احد منھم مات ابداً۔**

اگر کافروں میں سے کوئی مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھیے اور جنازہ میں شرط اول میت کا مسلمان ہونا ہے۔فتاوی شامیہ میں ہے!

وشرطها اسلام المیت ۔کہ میت کا مسلمان ہونا جنازہ کے لیے شرط ہے اور مرزائی چونکہ کافر ہیں لہذا ان کا جنازہ پڑھنا ناجائز ہے۔جن لوگوں نے جنازہ میں شرکت کی ہے ان کو چاہیے کہ توبہ علی الاعلان کریں اور احتیاطاً اپنے نکاح اور ایمان کی یہ لوگ بھی تجدید کریں۔واللہ ورسولہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

فتاوی جماعتیہ ص ۲۰۹ تا ۲۱۱

مرتب مفتی غلام رسول دارالعلوم نقشبندیہ علی پور شریف ضلع سیالکوٹ

ناشر: دارالعلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن بازار یارمنڈی شاہ عالمی گیٹ لاہور

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا منکر کافر ہے

سید الفقہاء مولانا سید محمد دیدار علی شاہ محدث الوری علیہ الرحمہ

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین بابت اس مسئلہ کے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا قائل نہیں ہے بلکہ اب بھی بعض لوگوں کو نبی مانتا ہے لہذا نص قطعی سے جواب باصواب دے کر ماجور ہوں۔ والسلام

جواب: وھوالموفق للصواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

حامداً و مصليا ومسلما۔ الحمد لله و الصلوٰة علىٰ خاتم انبياء له و رسله و آله و صحبه وسلم اللهم رب زدني علما۔

اللہ عزوجل اپنے کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے!

ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله و خاتم النبيين (القرآن الحکیم، سورہ احزاب آیت ۴۰)

ترجمہ: اور اے لوگو (محمد ﷺ) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں سے آخری نبی ہیں۔

لہذا جو شخص حضور ﷺ کو خاتم الانبیاء والمرسلین نہیں مانتا وہ منکر ہے اس آیت کلام اللہ کا۔ اور منکر ایک بھی آیت کلام اللہ کا کافر ہی نہیں بلکہ مرتد ہے اور مرتد کے احکام بہ نسبت کافر کے بہت سخت ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے!

اذا لم يعرف الرجل ان محمدا ﷺ اخر الانبياء عليهم و على نبينا السلام فليس بمسلم كذافي اليتيمة۔ (الفتاویٰ العالمگیریہ ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: جب کوئی آدمی نہ جانتا ہو کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے اور یتیمہ میں اسی طرح ہے۔

وايضا فيه

ويجب اكفار الزيدية كلهم في قولهم بانتظار نبي من العجم ينسخ دين نبينا و سيدنا محمد ﷺ كذافي الوجيز للكردرى۔ (الفتاویٰ العالمگیریہ ج ۲ ص ۲۶۴ مطبوعہ مصر۔

ترجمہ: زیدیہ فرقے کے تمام افراد کو کافر قرار دینا واجب ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم عجم کے ایک نبی کے انتظار میں ہیں جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے گا۔ امام کردری کی وجیز میں اسی طرح ہے۔

اور جب ایسے شخص کو کافر کہنا اور جاننا واجب ہے جو منتظر ہو اور مجوز ہو پیغمبر جدید کے آنے کا بعد نبی کے مستقل پیغمبر ہو کر تو ایسے شخص کو کافر جاننا ضروری واجب ہے جو بالفعل کسی نبی مستقل کی موجودگی کا معتقد ہو اور یہ جو عقیدہ اہل سنت کا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت میں تشریف لائیں گے وہ پیرو شریعت محمد رسول اللہ ﷺ ہو کر آئیں گے نہ کہ بحیثیت نبی مستقل کے۔ حررہ ابو محمد محمد دیدار علی شاہ الرضوی۔

فتاویٰ دیداریہ ج اول مطبوعہ لاہور ۲۰۰۶ ص ۲۵۰ تا ۲۵۱

ترتیب و تخریج و ترجمہ: علامہ مفتی محمد علیم الدین نقشبندی مجددی

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل کا حکم

صدرالشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ (مصنف بہار شریعت)

مسئلہ: جو مسلمان ہو کر یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات ہو گئی۔ وہ اللہ و رسول کے نزدیک مسلمان ہے یا نہیں؟

الجواب: عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم بل رفعہ اللہ الیہ۔ آجکل قادیانی یہ کہتے ہیں کہ ان کی وفات ہو گئی اور یہ لوگ بالاجماع یقیناً کافر مرتدین ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ امجدیہ ج ۴ مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ ص ۴۲

قادیانیوں کی کتاب بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

مسئلہ از باسنی ناگور مارواڑ مرسلہ محمد غیاث الدین کمہاروی ۳۰ صفر ۴۵ھ

قادیان ضلع گورداسپور پنجاب سے جو قاعدہ یسرنا القرآن چھپ کر شائع ہوا ہے وہ بچوں کو پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب: مذہب قادیانی رکھنے والا یقیناً اجماعاً بلاشک وشبہ کفار و مرتدین ہیں۔ ایسے لوگوں کی کتابیں بچوں کو پڑھانا ناجائز ہے۔ اگرچہ ان کتابوں میں ان کی گمراہی کی باتیں نہ ہوں مگر مصنف کی عزت دل میں پیدا ہو گی اور ان کی باتیں قبول کرنے کا مادہ پیدا ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

فتاویٰ امجدیہ ج ۴ مطبوعہ کراچی ۲۰۰۵ ص ۱۰۹

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

قادیانی و بہائی کیساتھ سُنّیہ کے نکاح کا حکم

صدر الا فاضل علامہ مفتی سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء!

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص پہلے قادیانی تھا۔ اب قادیانی ہونے سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں بہائی ہوں۔ یعنی بہاء اللہ کا معتقد اور اسکے مذہب پر ہوں۔ بہاء اللہ وہ شخص ہے جسکی نسبت اخبار وغیرہ میں لکھا ہے اور بہت مشہور ہے کہ وہ مدعی نبوت تھا جسکا زمانہ عنقریب گذرا ہے دریافت طلب یہ امر ہے کہ مسلمہ سُنّیہ حنفیہ سیدانی لڑکی کا نکاح شخص مذکورہ سے شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ قادیانی مرزا کی نبوت کا قائل ختم نبوت کے معنی متواتر کا منکر ہے اور اس وجہ سے کافر ہے۔ اب بہائی ہو گیا تو اس وجہ سے اسکا کفر اٹھ نہ گیا جب تک کہ وہ اپنے کفر سے توبہ نہ کرے اور ختم نبوت کے معنی متواتر کو تسلیم نہ کرے۔ حضور ﷺ کی نبوت کے بعد کسی نبی جدید کے آنے کے خیال سے تائب نہ ہو اور تمام کفریات سے بیزاری کر کے از سر نو اسلام نہ لائے مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہائی ہو جانا اس کفر سے پاک نہیں کر دیتا بلکہ اب بھی وہ گندے کفر میں مبتلاء ہے۔ مرزا نے جس قسم کا دین ایجاد کیا اور ضلالت کی جو راہیں اختیار کیں وہ سب اسکی طبع زاد نہیں اس نے اپنے زمانہ سے قبل کے بے دینوں دجالوں سے بہت کچھ اخذ کیا اور ان سب کا پس خوردہ جمع کر کے ایک دوکان لگائی۔ انہی میں سے بہائی فرقہ بھی ہے۔ تو قادیانی سے بہائی ہو جانا ایک ہی سلسلہ کے کفریات میں گشت لگانا ہے۔ اب سب کی مکاری ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار کو اپنا اصول بنانے سے چلتی ہے۔ ۸۴۵ھ میں جونپور میں ایک شخص ہوا جسکا نام میرا سید محمد تھا۔ اسکے باپ کا نام سید خاں، ماں کا نام بی بی آغا ملک۔ ماں باپ کے نام بدل کر حضور پر نور ﷺ کے ابوین کریمین کے نام رکھے۔ ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ رکھا۔ اور یہ شخص مہدی موعود بنا۔ اس سے بھی کام نہ چلا۔ ماں باپ کا نام جاننے والوں نے اعتراض کیا تو اس نابکار نے حضور اقدس ارواحنا فداہ ﷺ کے والد ماجد کا نام عبداللہ ہونے سے انکار کر دیا۔ اور یہ مکر گڑھا کہ حضور کا اسم گرامی محمد عبداللہ ہے ابن کا لفظ راویوں کی غلطی سے زیادہ ہو گیا ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس شخص کے معتقدین اسکی مہدیت کی تصدیق کو فرض اور اسکا انکار کفر جانتے تھے لہذا وہ بھی اسی راستہ پر چلا ہے۔ جسطرح مرزا کے گھر والوں کو اسکے معتقدین اہل بیت اور اسکی بی بی کو ام المومنین کہہ کر ایوان رسالت کی نقل اتارتے ہیں۔ اسی طرح

میراں سید محمد کے یہاں خلفاء راشدین ۵، صدیق ۲، مبشر بالجنۃ ۱۲، چوہتر فرقے، جنگ بدر، فاطمہ، حسین، ولایت سب بنا لیے گئے تھے۔ یہ لوگ اپنے گرو میراں سید محمد کو خلفاء راشدین اور تمام انبیاء و مرسلین سے افضل اور حضور ﷺ سے مرتبہ میں ہمسر و برابر ٹھہراتے تھے اور اسکو مفترض الطاعۃ سمجھتے تھے۔ شریعت طاہرہ کے احکام کا ناسخ اور صاحب شریعت جدید مانتے تھے۔ اس پر وحی آنے کے معتقد تھے۔ چنانچہ رسالہ ام العقائد میں اسکی وحی یوں لکھی ہے! **اقال الامام المہدی علیہ السلام علمت من اللہ بلا واسطۃ جدید الیوم قل انی عبد اللہ تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ والشریفۃ والرضوان**۔ اس وحی شیطانی کی زبان اور مضمون بھی قابل دید ہے یہ شخص بلا واسطہ اللہ سے اخذ علوم کا مدعی تھا ہندی میں بھی وحی کا دعویٰ کرتا تھا اور نئے نئے احکام کا نزول بتاتا تھا۔ زکوۃ میں بہت سی قطع و بریدیں لگائی تھیں۔ اسکے عقائد فاسدہ اور مکائد کاسدہ کہاں تک بیان کیے جائیں۔ علماء عرب و عجم اور فضلاء مکہ مکرمہ نے ان لوگوں کے کفر و قتل کے فتوے دیئے اور شاہان اسلام نے انہیں سزائیں دیں اور ہلاک کر دیا۔ پھر اس قسم کا کفر ایران سے پیدا ہوا۔

۱۸۱۹ء میں شیراز میں ایک شخص پیدا ہوا جسکا نام مرزا علی محمد تھا۔ اسی کو باب کہتے ہیں۔ اور اسکے معتقدین اس پر ایمان لانے والے بابی کہلاتے ہیں۔ یہ شخص بھی مہدی ہونے کا مدعی تھا۔ اپنے آپ کو مثل حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اور ایک شخص کو جسکا لقب اس نے **من یظہرہ اللہ جل ذکرہ** مثل حضرت عیسیٰ کے ہیں۔ اس مرزا علی محمد باب نے پیغمبری کا بھی دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۰ میں ہے سید مرزا علی محمد باب نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اس نے اپنی علیحدہ شریعت بنائی تھی۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۲ میں اسکا یہ قول موجود ہے میں نے جو شریعت لکھی ہے اس پر عمل کرنے کا حکم اسی وقت تم کو ملے گا جب کہ **من یظہرہ اللہ** ظاہر ہوگا۔ اور اس شریعت میں سے وہ جس بات کو پسند کرے گا اس پر عمل کرنے کا حکم دے گا اور جسکو وہ ناپسند کرے گا اسکو تم مت کرنا۔

طہران میں اس پر سب سے پہلے مرزا حسین علی اس پر ایمان لایا۔ مرزا علی محمد نے اسکو بہاء اللہ کا لقب دیا۔ اس مرزا حسین علی عرف بہاء اللہ نے دعویٰ کیا کہ وہ **من یظہرہ اللہ** ہے جس کی علی محمد باب نے بشارت دی ہے۔ کتاب بہاء اللہ کی تعلیمات ص ۱۹ میں ہے ایڈربا نوبل میں بہاء اللہ نے کہا کہ جس شخص کی بشارت تجھکو حضرت باب نے دی ہے اور جس کی راہ میں انہوں نے جان فدا کی وہ میں ہی ہوں **من یظہرہ اللہ** میرا لقب ہے۔ اس بہاء اللہ پر ایمان لانے والے بابی کہلاتے ہیں۔ کتاب مذکور کے ص ۲۰ میں ہے جنہوں نے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ قبول کیا ان کا نام بابی ہوگیا۔ بہاء اللہ خدا کی طرف سے بے واسطہ علم ملنے اور مبعوث من اللہ ہونے کا مدعی تھا۔ بہاء اللہ کی

تعلیمات ص ۲۵ میں ہے یکا یک خدا کی نسیم لطف مجھ پر گذری اور جو کچھ ابتداء آفرینش سے اب تک ظہور میں آیا اسکا علم اس نے مجھے دیا۔ ص ۲۶ میں لکھا ہے اسی نے مجھکو حکم دیا کہ میں اسکے نام کی منادی کردوں۔ ص ۳۲ میں لکھا ہے ہم خدا اور اسکے حکم پر جو ہم پر اور ہم سے پہلے نازل ہوا ہے ایمان لاتے ہیں۔ اس بہاء اللہ نے اپنی نبوت کا سکہ جمانے کے لیے ختم نبوت کا انکار کیا۔ چنانچہ ص ۳۳ میں لکھا ہے پیغمبروں کا ظاہر ہونا محال اور غیر ممکن نہیں جانتے اور اگر کوئی شخص اس بات کو محال جانے تو پھر اس میں اور ان لوگوں میں کیا فرق ہے جنہوں نے خدا کے ہاتھوں کو بندھا ہوا سمجھا وہ کون جمہور اہل اسلام اور مخصوص اہل سنت اگر یہ لوگ خدا تعالیٰ کو مختار جانتے ہیں تو انہیں لازم ہے کہ اس شہنشاہ ازلی کے ہر حکم کو قبول کریں جو اسکے رسول کی معرفت صادر ہوں۔ ص ۳۵ میں لکھا ہے الطاف باری کی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا نے جگا کر مجھے یہ حکم دیا کہ میں زمین و آسمان کے درمیان اسکے نام کی منادی کردوں۔ یہ بات میں نے خود نہیں کی بلکہ خدا کی ہی طرف سے کی۔ اس کی ہدایت ہوئی تھی۔ ص ۴۱ پر یہ قول لکھا ہے میرا علم خدا کا عطا کردہ ہے کسی انسان سے حاصل نہیں کیا ہے۔ اس بہاء اللہ کی تعلیمات کے آخر حصہ کے ص ۱۷ میں لکھا ہے خدا تمکو نکاح کا حکم دیتا ہے مگر خبردار دو سے زائد نہ کرنا۔ تیسری طلاق کے بعد کی حرمت اور بغیر حلالہ عدم حلت کے حکم کی تبدیل ص ۱۸، اسی کتاب میں ہے خدا نے منع کردیا کہ جو تم تیسری طلاق کے بعد کیا کرتے تھے۔ گانا باجا سب حلال کردیا۔ اسی کتاب کے ص ۲۰ میں ہے ہم نے حلال کیا تمہارے اوپر گانے اور بجانے کا سننا۔ اس گروہ کا دستور تقیہ کرنا بھی ہے۔ اسی کتاب کے ص ۲۷ میں اسکا اقرار ہے۔

اتنے بیان سے ظاہر ہوگیا کہ مرزا غلام احمد اور بہاء اللہ ختم نبوت کے معنی متواتر کے انکار میں شریک ہیں۔ دعوے مہدیت میں شریک ہیں۔ مثل مسیح ہونے کے دعوے میں شریک ہیں۔ رسالت اور وحی کے دعوے میں شریک ہیں۔ تبدیل احکام شرع میں شریک ہیں۔ دونوں کے کفر ہوئے۔ اب بہاء اللہ خود بھی رسول بنتا ہے اور اپنے اوپر وحی آنے بے واسطہ اللہ سے علم پانے کا مدعی ہے۔ اور مرزا علی محمد کو بھی پیغمبر مانتا ہے۔ حلال کو حرام اور حرام کو حلال بھی کرتا ہے۔ کتنے کفروں میں مبتلا اور اپنے معتقدین کو مبتلا کرنے والا ہے۔ یقیناً اسکی تصدیق کرنے والے کافر و مرتد خارج از اسلام ہیں۔ شفاء شریف میں ہے!

وکذلک قال من تنباء وزعم انه یوحی الیه قاله سحنون وقال ابن القاسم دعی الیٰ ذلک سرا وجھراً قال اصبغ وھو کالم تد لانه کفر بکتاب اللہ مع القربة علی اللہ وقال اشھب فی یھودی تنباء اوزعم انه یوحی ارسل الی الناس اوقال ان بعد نبیکم نبی انه یستتاب ان کان معلناً بذلک فان تاب والاقتل و ذلک لانه مکذاب النبی ﷺ فی قوله لا نبی بعدی مفتری علی اللہ فی دعواہ علیه الرسالة والنبوة۔

علامہ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں !وقد یکون فی ھؤلا من یستحق القتل کمن یدعی النبوة بمثل ھذہ الخرعبلات او بطلت تغیر شئی من الشریعة ونحو ذلک۔

اب ثابت ہوگیا کہ وہ شخص قادیانی تھا جب بھی کافر تھا اور بہائی ہوا اب بھی کافر ہے اسکے ساتھ مسلمہ کا نکاح نہیں ہو سکتا ہمیشہ حرام ہوگا۔ والعیاذباللہ سبحانه وتعالیٰ اعلم و علمه عزاسمه اتقن واحکم۔

کتبه العبد المعتصم بحبله المتین محمد نعیم الدین عفاعنه المعین

بیعت فارم پر دستخط اور مرزائیوں کے پیچھے نمازیں

محدث اعظم مولانا محمد سردار احمد چشتی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال:

زید نے اقتصادی حالات کو انتہائی کمزوری وملازمت وجگہ رہائش کے نہ ملنے کی مایوسی سے مرزائی کو دوست بنایا اسکے پاس رہائش اختیار کی اور اس دوست نے دوسرے مرزائیوں کے اصرار پر زید سے اپنے بیعت فارم پر دستخط کروائے زید بظاہر مرزائی ہوا اور ان کے ساتھ نمازیں بھی ادا کیں اس خیال سے کہ نماز خدا کی اور الفاظ قرآن کے ہیں کیا فرق ہوگا اپنے آپ کو اس مدت سے مسلمان ہی تصور کرتا رہا ملازمت ورہائش وجگہ ملنے کے بعد زید نے مرزائیوں سے قطع تعلق کر دیا تو کیا وہ مسلمان رہا اور اسکا نکاح اپنی بیوی سے قائم رہے گا اگر نہیں تو دوبارہ ہو سکتا ہے یا حلالہ کی ضرورت ہوگی اگر نہیں تو نکاح کی صورت میں اسے عدت کے ایام کا خیال رکھنا پڑے گا اور وہ عرصہ کہ جب تک وہ نکاح نہ کرے یا بہت عرصہ پہلے گذر چکا ہے اس کا کفارہ ادا کرے زید نے یہ معاملہ آجکل کسی کو نہیں بتایا اسکے والدین بیوی بچے سب بے خبر ہیں نکاح ٹوٹ جانے کی صورت میں جیسا کہ زید نے بتایا اسکے مندرجہ بالا فعل سے قبل اسکی بیوی حاملہ تھی اور اس فعل کے بعد اسکو بیوی سے ملنے کا اتفاق ہوا اور اس نے بیوی سے مجامعت بھی کی کیا وہ بچہ جو ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا حرامزادہ نہ ہوگا اور اسکے دو بچے اور ہیں وہ کس صورت میں سمجھیں زید اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا رہا اور نکاح کو بھی درست سمجھتا رہا بیوی کو علم نہیں ہے اس قسم کے بچوں کا نکاح مسلمان مرد یا عورت سے ہو سکتا ہے ایسے بچے وراثت کے حقدار ہونگے یہ معاملہ تھا۔ چار برس بعد اور دوستوں پر ظاہر ہوا ہے اور دوستوں کی بحث انتہائی پیچیدہ سمجھی گئی ہے جسکا ذکر کر دیا گیا ہے اور یہ ضروری سمجھا گیا کہ کسی ایسے مفتی سے اسکا فیصلہ ہو اس معاملہ میں شریعت مجرم کی بھول غلطی یا کم علمی کی جس حد تک بھی حمایت ہو سکے بہت غور سے فتویٰ سے مستفیض فرمادیں زید اس بحث سے نفسانی طور پر بیمار ہو گیا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:

زید سے جبکہ مرزائی کے بیعت فارم پر دستخط کرائے تو زید کافر ومرتد ہو گیا۔ زید اسلام سے باہر ہو گیا اور مرزائی ہو گیا۔ اسکی نماز شرعاً نماز نہیں اور اسکا اپنے آپ کو مسلمان تصور کرنا شرعاً غلط اسکی بیوی نکاح سے باہر۔ اسکی بیوی اگر زید کے مرزائی ہونے پر بے خبر رہی تو وہ معذور ہے۔ زید کی بیوی کو جو حمل زید کے مرزائی ہونے سے پہلے ہوا اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ جائز اولاد ہے۔ زید نے مرزائی بننے کے بعد جو مجامعت کی تو قطعاً حرام مگر جو بچہ ڈیڑھ

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

دو ماہ کے بعد پیدا ہوا تو اس بچہ کو حرامزادہ نہیں کہا جائے گا کیونکہ اس بچہ کا وجود اسکے مرزائی بننے سے پہلے ہو چکا تھا۔ہاں اس نے جو مجامعت کی وہ حرام ہے۔پہلے بچے کے بعد جو دو بچے پیدا ہوئے وہ حرام اور زنا کے ہیں کیونکہ نکاح ٹوٹ چکا تھا اس لیے وہ دو بچے حرامکاری وزنا وبدکاری سے ہوئے اور اسکے بچے بچیاں مسلمان رہیں گے تو ان کا نکاح مسلمان عورت مسلمان مرد سے جائز ہے ایسے بچے جو حرامکاری وبدکاری سے ہیں وہ ثابت النسب نہیں ہیں ان کا چونکہ شرعا باپ نہیں لہذا ایسے بچے ماں کی وراثت کے حقدار ہیں ماں کے توسط سے جتنے رشتہ دار ہونگے شریعت کے مطابق ایسے بچے ان رشتہ داروں کے ورثاء ہوں گے ان کی وراثت کے شریعت کے مطابق حقدار ہوں گے مسئلہ کی صورت واقعی پیچیدہ ہے اور اس پیچیدگی کا حل یہ ہے کہ وہ شخص جلد از جلد مرزائی مذہب سے توبہ کر لے نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے تجدید اسلام کرے حرامکاری سے توبہ کرے تو اس کے بعد اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرے حلالہ کرنے کی یا عدت گذرنے کی اس میں ضرورت نہیں دو مسلمان گواہوں کے سامنے اس شخص میں اور اسکی بیوی میں ایجاب وقبول ہو جائے یا کسی نکاح پڑھانے والے مسلمان سے شرعی گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرائے تو نکاح ہو جائے گا اس شخص پر فرض ہے کہ اپنی بیوی سے معافی مانگے کیونکہ اس نے سابقہ بیوی کی عصمت دری کی ہے اس سے حرامکاری کی ہے اور اس بیچاری کو شوہر کے مرزائی ہونے کا علم نہیں چونکہ وہ لاعلم رہی اس حرامکاری کی وجہ سے وہ گنہگار نہ ہوئی مگر اس شخص کی عذر جہالت ایسے قضیہ میں مقبول نہیں توبہ کرے مسلمان ہو جائے اپنی بیوی سے دوبارہ شریعت کے مطابق نکاح کرے بس قضیہ ختم ہے۔واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

جامع الفتاویٰ (فتاویٰ محدث اعظم پاکستان) ص۵۲۲ تا ۵۲۳ مرتب مولانا محمد اسلم رضوی علوی

ناشر: سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد

قادیانیوں کے یہاں ملازمت کرنے کا حکم

علامہ مفتی محمد وقار الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس سلسلہ میں کہ ہمارے ملک میں قادیانیوں کے کافی بڑے بڑے مل اور کارخانے موجود ہیں جو کہ روزمرہ ضروریات زندگی کی مصنوعات تیار کرتے ہیں اور انکے کارخانوں میں ہزاروں غریب مسلمان بحیثیت مزدور کام کرتے ہیں۔کیا قادیانیوں سے مسلمانوں کو کاروبار یعنی خرید فروخت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ درخواست ہے کہ مسئلہ مسئولہ کی ذرا تفصیل سے وضاحت فرما دیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

طالب دعا: نواب عبدالغنی نشتر روڈ سکھر

الجواب:

قادیانی غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں لیکن کافر سے بیع وشراء کرنا جائز ہے اور انکے کارخانوں کی ملازمت بھی جائز ہے البتہ مسلمان کافر کی ایسی ملازمت نہیں کرسکتا جس میں اسکی توہین ہو مثلاً کافر کی خدمت گاری کرنا، بدن دبانا وغیرہ اسی طرح گھریلو کاموں کی ملازمت جن کا مقصد خدمت گاری کرنا ہو۔

قادیانیوں کے کفر کا بیان

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان عظام اس مسئلہ میں کہ ہمارے شہر گھارو اور ضلع ٹھٹھ کے گرد ونواح میں قادیانی رہتے ہیں۔ان میں ایک قادیانی عبدالمجید جو انکا سیکرٹری ہے اور واٹر بورڈ فلٹر پلانٹ میں ہیڈ کلرک ہے۔عبد المجید قادیانی نے اپنے اور اپنے بیٹوں اور دیگر مختلف ناموں سے تمام مشروبات کی ایجنسیاں عرصہ ۲۰ سال سے لے رکھی ہیں اسی طرح تمام اخبارات ورسائل کی ایجنسیاں بھی لی ہوئی ہیں اخبار "جنگ" کی نمائندگی بھی ان کے پاس ہے جو تمام علاقوں میں سپلائی ہوتا ہے۔مشروبات کی کمپنیز میں سے "پاکولا" والوں سے اس سلسلہ میں جب رجوع کیا گیا تو کمپنی کے وکیل نے کہا کہ قادیانی اقلیت میں ہیں ان سے لین دین میں کوئی حرج نہیں اور شرعی کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

قادیانیوں کے دیگر معاملات میں مسلمان یا مسلمانوں کے معاملات میں قادیانی شمولیت یعنی قادیانیوں کو شادی غمی، کھانا پینا، میل جول، دفتری معاملات قادیانیوں سے دنیاوی مشاورت قادیانیوں کو اپنے برتنوں میں کھانا کھلانا پلانا، عید کی مبارک دینا، تعزیت کرنا اور دیگر جو مسلمانوں کے احکام ہیں ان میں شرکت کرنا یا ان کو شریک کرنا

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ عنایت فرمائیں۔ بینوا وتوجروا

سائل: حافظ عبدالخالق رکن انجمن عاشقان رسول

گھارو

الجواب:

قادیانی دعوائے نبوت کرنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ ماجدہ پر بہتان وافترا باندھکر اور قرآن کریم کی تکذیب کرکے ایسا کافر ہے کہ اسکے کفر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ اور پاکستان میں اسے غیر مسلم قرار دیا جاچکا ہے۔ اسکے باوجود بے حیائی اور ڈھٹائی سے اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس لیے اس کے احکام کافر حربی مجاہر کے نہیں ہیں بلکہ مرتد کے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ابتداء میں بچہ جب بولنا شروع کرتا ہے تو ہر وہ شخص جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے اس کو کلمہ سکھاتا ہے اسکے بعد جب بچہ بڑا ہوجاتا ہے تو وہ اپنے عقائد سیکھتا ہے اور بچہ جب سمجھدار ہوجائے تو اسکا اسلام معتبر ہوجاتا ہے اسکے بعد اگر عقائد کفریہ سیکھتا ہے اور ان پر اعتقاد رکھتا ہے تو کافر ہوجاتا ہے لہذا یہ مرتد ہوا۔

حکومت اسلامی میں کافر اور مرتد کے احکام میں فرق ہے۔ کافر سے معاملات جائز ہیں جبکہ مرتد سے معاملات بھی جائز نہیں ہیں اور مرتد کسی مال کا مالک ہی نہیں رہتا۔ اسکا حکم یہ ہوتا ہے کہ اسکو قید کیا جائے گا اگر تین دن میں توبہ کرے گا تو توبہ قبول کرلی جائے گی ورنہ قتل کردیا جائے گا اور اسکے زمانہ ارتداد کے کمائے ہوئے مال کو غرباء پر صدقہ کردیا جائے گا۔ ہدایہ اور عالمگیری وغیرہ میں ہے!

وان مات او قتل علی ردتہ انتقل ما اکتسبہ فی اسلامہ الی ورثتہ المسلمین وکان ما اکتسبہ فی حال ردتہ فیئا۔ (ہدایہ اولین ص ۶۰۱ مکتبہ شرکتہ علمیہ ملتان)

اور اگر مرتد مرگیا یا حالت ارتداد میں قتل کردیا گیا تو اس نے جو کچھ حالت اسلام (ایمان) میں کمایا وہ اس کے مسلمان ورثاء میں منتقل ہوجائے گا اور وہ مال جو اس نے حالت ارتداد میں کمایا تو وہ مسلمان غرباء ومساکین میں تقسیم کردیا جائے گا۔

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

جب وہ اپنے مال کے مالک ہی نہیں رہے ہیں تو ان سے خرید وفروخت کرنا مسلمانوں کو ناجائز ہے۔لہذا حکومت اسلامی میں قادیانی پر یہ احکام جاری کیے جائیں گے۔اور ملنا جلنا ،سلام کلام اور دوسرے محبت کے تعلقات قائم نہیں کیے جائیں گے۔سوال میں قادیانیوں کے متعلق جن کاموں کا ذکر کیا گیا ہے حکومت کی ذمہ داری ہے کہ یہ تمام ایجنسیاں قادیانیوں سے واپس لے لی جائیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

وقار الفتاوی جلد اول ص ۲۷۱ تا ۲۷۳ بزم وقار الدین کراچی

اگر قادیانی سُنّی بن کر کسی سے نکاح کرے تو کیا نکاح ہوگا؟

مفتی محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری علیہ الرحمہ

سوال: بخدمت جناب مولوی صاحب السلام علیکم!

علمائے شریعت اسلامیہ حضرت محمد ﷺ کے مطابق سُنّی حنفی مسلک کو مدنظر رکھتے ہوئے اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ! میری شادی حیدرآباد میں ڈاکٹر سید بشیر احمد شاہ کی صاحبزادی سیدہ اُمت الکریم سے ۱۲ اگست کو ہوئی۔ شادی کے وقت مجھے قطعی طور پر علم نہیں تھا کہ یہ لوگ قادیانی ہیں۔ مجھے بتایا گیا تھا کہ مسلم سید ہیں۔ لیکن شادی کے بعد جب آہستہ آہستہ انہوں نے میرے اوپر قادیانیت کی تبلیغ شروع کی تب میرا اپنے خسر سے جھگڑا ہو گیا۔ اور جب مجھے یہ ثبوت مل گیا کہ میرے خسر قادیانی ہیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دوسرے لوگوں کی موجودگی میں انہیں "مجلس خدام احمدیہ" یونٹ نمبر ۱ لطیف آباد حیدرآباد (قادیانیوں کی نام نہاد مسجد) میں نماز پڑھتے ہوئے کئی دفعہ دیکھ لیا اور مجھے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ یہاں نماز پڑھاتے بھی رہے ہیں تو میری بیوی سیدہ اُمت الکریم اور اسکے سگے بھائی سید منیر احمد نے کہنا شروع کر دیا کہ ابا قادیانی ہیں تو کیا ہوا ہم تو قادیانی نہیں ہیں۔ میں اپنی بیوی سے کہتا رہا ہوں کہ اگر تم اپنے آپ کو سُنّی کہتی ہو تو میرے عقائد پر چلو اور اپنے ابا سے کہو کہ وہ قادیانیت کی تبلیغ بند کریں اور میرے معاملات میں دخل اندازی نہ کریں۔ لیکن وہ باز نہ آئے حتیٰ کہ میری بچی ثمرین پیدا ہوئی تو انہوں نے یہ سوچ کر کہ یہ اکیلا ہے اور اب لڑکی بھی ہو چکی ہے اس لیے مجبور ہو جائے گا اپنا پورا دباؤ ڈالا۔ لیکن جب جھگڑا بڑھ گیا اور وہ کامیاب نہ ہوئے تو وہ میری بیوی اور بچی کو ۲۱ جولائی کو لے گئے اور آج تک واپس نہیں بھیجا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں سُنّی حنفی ہوں۔ میری بیوی زبانی تو کہتی ہے کہ وہ سُنّی ہے لیکن مجھ سُنّی کو چھوڑ کر عملاً اپنے قادیانی والدین کی عزت و تعظیم اور فرمانبرداری کرتی ہے اور انکا ہر طرح کا کہنا مانتی ہے حتیٰ کہ انکے کہنے پر مجھ سُنّی کو چھوڑ کر تقریباً سوا سال سے اپنے قادیانی والدین کے ساتھ رہ رہی ہے اور میرے بار بار بلانے کے باوجود نہیں آرہی ہے یہاں یہ بھی عرض کردوں کہ جب میری بیوی (موجودہ عمر ۳۲ سال) اور اسکا بھائی سید منیر احمد شاہ (موجودہ عمر ۳۶ سال) نابالغ تھے اس وقت انکا باپ بشیر احمد اپنا سُنّی مسلک چھوڑ کر قادیانی ہوا تھا۔ اس کمسنی کی عمر سے لیکر آج تک یہ دونوں بہن بھائی قادیانی باپ کے پاس اور اسکے ماحول مین پرورش پاتے رہے حتیٰ کہ سن بلوغت کو پہنچ کر بھی آج تک کبھی انہوں نے نہ تو اپنے باپ کی مخالفت کی نہ قادیانیت سے بیزاری کا اظہار اور نہ ہی اپنے سُنّی ہونے کا کوئی باقاعدہ اعلان کیا۔ جناب سے گزارش ہے کہ شریعت محمدی ﷺ اور حنفی سُنّی مسلک کی رو سے یہ فتویٰ صادر فرمائیں۔

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱) کیا میری بیوی اور اسکا بھائی اس وقت سنّی ہیں یا قادیانی؟

۲) کیا میرا نکاح صحیح ہوا ہے یا نہیں اور اس وقت قائم ہے یا نہیں؟

مہربانی فرما کر فتویٰ پر اپنے دستخط اور مہر ثابت فرمایئے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

واجد حسین قریشی ۲۵ نومبر ۱۹۷۹ء B-B / 11 ، ایریا لیاقت آباد کراچی

الجواب: لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی کی نبوت ماننے کا جو قائل ہو وہ تو مطلقاً کافر و مرتد ہے اگرچہ کسی ولی یا صحابی کے لیے مانے۔ قال اللہ تعالیٰ ولکن رسول اللہ و خاتم النبین وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا خاتم النبین لانبی بعدی۔ لیکن قادیانی تو ایسا مرتد ہے جسکی نسبت تمام علمائے کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر۔ اسے معاذ اللہ مسیح موعود یا مہدی یا مجدد یا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان جاننا درکنار جو اسکے اقوال ملعونہ پر مطلع ہو کر اسکے کافر ہونے میں ادنیٰ شک کرے وہ خود کافر ہے والعیاذ باللہ۔ اور قادیانی عقیدے والے یا قادیانی کو کافر و مرتد نہ ماننے والے ہر دخواہ عورت کا نکاح اصلاً قطعاً ہرگز زنہار، کسی مسلم کافر یا مرتد اس کے ہم عقیدہ یا مخالف العقیدہ غرض انسان یا حیوان جہان بھر میں کسی سے نہیں ہو سکتا جس سے ہوگا زنائے محض ہوگا عالمگیری میں ہے! لا یجوز للمرتدان یتزوج مع مرتلۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ و کذلک لا یجوز نکاح المرتلۃ مع احد کذافی المبسوط۔ تو بشیر احمد کی صاحبزادی سیدہ اگر واقعتاً اپنے باپ کے ہم عقیدہ تھی یا کم از کم عقل و تمیز کے بعد اسلام وارتداد صحیح ہیں۔ تنویر الابصار میں ہے! اذا ارتد صبی عاقل کا سلامہ۔ سمجھوالی ہونے کی حالت میں اگر اس نے قادیانیت کو قبول کیا یا اپنے باپ کو قادیانی جاننے کے باوجود مسلمان سمجھتی رہی تو اسی قدر اس کے مرتدہ ہونے کو بس ہے۔ تجربہ ہے کہ یہ مرتد لوگ بہت بچپن سے اپنی اولاد کو اپنے عقائد کفریہ سکھاتے ہیں۔ اور فرض کرلیں کہ وہ دل سے قادیانیت کو ارتداد جانتی ہے تب بھی اس پر فرض ہے کہ ایسوں سے تنکا توڑا لگ ہو جائے اور اپنی برأت کا اعلان کرے اور جب ایسا نہیں ہے تو اسی رسی میں باندھے جانے کے قابل ہے۔ پھر ایسے لوگوں سے ایسی قرابت رکھنا یقیناً فساد و فتنہ دینی کا موجب ہوتی ہے تو سلامتی اسی میں ہے کہ اس سے دوری رہا جائے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

العبد محمد خلیل خان القادری البرکاتی النوری عفی عنہ ۲ محرم الحرام ۱۴۰۰ھ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قادیانیوں کی مدد یا حفاظت کرنا

علامہ مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ

الرحمہ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ اخلاقی طور سے انسانیت کے رشتے سے قادیانیوں کی مدد یا حفاظت کرنا جائز ہے یا نا جائز ہے؟ پوری تفصیل صادر فرمائیں نوازش ہوگی۔ بینوا توجروا

از نسیم الدین وارثی کانپور

الجواب: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ عنہ ربہ القوی تحریر فرماتے ہیں! "کتاب دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند صفحہ ۹ پر غلام احمد قادیانی لکھتا ہے کہ! "سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ پھر چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ اپنی گڑھی ہوئی کتاب براہین غلامیہ کو اللہ عزوجل کا کلام ٹھہرایا کہ خدائے تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں یوں فرمایا۔(فتاویٰ رضویہ ج ششم ص ۲۹۹)

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ! قادیانی کی تصنیف ازالہ اوہام ص ۶۸۸ میں ہے کہ حضرت رسول خدا ﷺ کے الہام ووحی غلط نکلی تھی ۔ اور اسی کتاب کے صفحہ ۲۶ وصفحہ ۲۸ میں لکھتا ہے کہ قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔(بہار شریعت حصہ اول ص ۵۷) قادیانیوں کے اسی طرح کے اور بھی بہت کفری عقیدے ہیں جن کی بنا پر علمائے حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر یعنی جو اس کے (معذب اور) کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر۔(فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۵۱)

اور جب قادیانی کافر ومرتد ہیں تو مرتد کے لیے بادشاہ اسلام کو حکم ہے کہ انہیں قتل کردے۔ ملاحظہ ہو درمختار مع شامی ج سوم ص ۲۸۶ اور جب ان کے قتل کا حکم ہے اور انہیں زندہ رہنے کا حق حاصل نہیں ہے تو ان کی مدد یا حفاظت کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجدد زماں مانا جائے؟

علامہ مفتی محمد نظام الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

سوال:

مرزا غلام احمد قادیانی کو اگر مجدد زماں مانا جائے تو بجا ہے یا نہیں؟

جواب:

مرزا صاحب مذکور کو ہرگز مجدد زمان نہیں مانا جا سکتا۔ کیونکہ مجدد کے لیے چند شرائط مقرر اور متعین ہیں۔ چنانچہ کتاب مجالس الابرار مجلس ۸۳ میں بایں طور مسطور ہے کہ مجدد وہ ہو سکتا ہے جسکی لیاقت علمیت و بزرگی کو علمائے وقت تسلیم کرلیں۔ نہ یہ کہ وہ اپنی زبان سے میاں مٹھو طوطا کی طرح مجدد ہونے کا اپنے منہ سے دعویٰ کرے اور کہلائے۔ اور مرزا صاحب میں یہ صفت کہاں۔ دیکھو انکی عبارت عربی جو یہاں بطور نمونہ مشتے از خروارے تحریر کر دی جاتی ہے جس پر ادنیٰ لیاقت والے طالب علم بھی اعتراض کرتے ہیں اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور مرزا صاحب کی چند تصانیف سے کتاب اعجاز المسیح کی چند غلطیاں پیر مہر علی شاہ صاحب نے سیف چشتیائی اور صاحب فیصلہ آسمانی میں بایں طور نقل کر دی ہیں۔ وہو ہذا۔ وانی سمیتہ اعجاز المسیح وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوماً من شہر الصیام وکان من الہجرہ ۱۳۱۸ھ ومن شہر النصاری ۲۰ فروری ۱۹۰۱ء مقام الطبع قادیان جلع گورداسپور۔

اب ناظرین انصاف فرمادیں کہ کیا یہ عبارت صحیح ہے کیا مہینہ رمضان شریف ۷۰ دن کا ہوتا ہے اور امید ہے کہ مرزائی صاحبان اس جگہ بھی کچھ تاویل کرلیں گے حالانکہ یہ تمام عبارت بے ربط اور خلاف محاورہ عرب کے ہے اور غلطی دوم ضلع گورداسپور کی بجائے غور رواسفور ہونا چاہیے۔ ۳) غلطی باہتمام الحکیم فضل الدین بعد التعریب فضل الدین۔ ۴) غلطی صفحہ ۱ من کل نوع الجناح۔ نوع للجناح کیونکہ کل معرفہ پر احاطہ اجزاء کا افادہ دیتا ہے اور وہ یہاں پر مقصود نہیں غلطی صفحہ ۳ کل امرھم علی التقوی۔ اس مقام پر کل امر لھم ہونا چاہیے تھا چونکہ کل مجموعی خلاف ہے۔ غلطی صفحہ ۲ افلا ایمان لہ او یضیع ایمانہ۔ دو دفعہ ایمان کے لفظ کا تکرار بے قاعدہ اور خلاف محاورہ عرب ہے۔ غرضیکہ مرزا صاحب نے کہیں تو مقامات حریری وغیرہ کتب سے عبارتیں چرائی ہیں۔ لفظی اور کہیں معنوی تحریف قرآن مجید و احادیث شریف کی گئی ہے۔ جسکو پیر صاحب موصوف نے اپنی تصنیف سیف چشتیائی میں ص ۷ تا ۸۱ قلمبند کر دیا ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ فقیر بھی ہر ایک جلد میں چند اغلاط مرزا غلام احمد قادیانی کے لکھتا رہے گا۔

اور دوسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ وہ اپنے ظاہر اور باطن کو مطابق شریعت جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے رکھتا ہے اور اقوال و افعال اسکے ہرگز خلاف شریعت کے نہیں ہوتے اور مرزا صاحب میں یہ ہر دو صفتیں موجود نہ تھیں۔ نہ تو مرزا صاحب نے باوجود استطاعت و فارض البالی و مرفہ الحالی حج کیا اور نہ ہی پتلی روٹی گیہوں کی کھانے سے تین روز متواتر باز رہے اور نہ فرش چمڑے اور کھجوروں کے پتوں سے بنایا اور نہ ہی مرزا صاحب نے کباب اور زردے اور پلاؤ کھانے سے منہ پھیرا اور نہ ہی جھوٹے الہام بیان کرنے سے زبان کو روکا اور نہ ہی نبیوں کی توہین کرنے سے قلم بند کیا اور نہ ہی ۲۲ کروڑ مسلمانوں کی پارٹی پر کفر کا فتوی لگانے سے شرم کی اور نہ ہی قرآن مجید اور احادیث شریف اور اجماع اُمت کے اقوال کی تحریف معنوی کرنے سے قلم کو تھاما۔

تیسری شرط مجدد کی یہ ہے کہ جو بدعت اور بت پرستی اور برے کام جو لوگوں کے درمیان مروجہ اور قائم ہو چکے ہوں انکو وہ اپنی ایمانی طاقت، استقامت، حوصلہ اور حلیمی سے دور کر دیتا ہے۔ مرزا صاحب نے تو بجائے ان باتوں کے بدعت اور بت پرستی کی بیخ قائم کی۔ چنانچہ اپنی تصویریں بنوا کر ملکوں میں تقسیم کیں۔ حالانکہ یہ بالکل برخلاف قرآن مجید و احادیث صحیحہ و اجماع صحابہ علیہم الرضوان کے ہے۔ اور علاوہ اسکے اپنے آپ کو خدا کہلانا اور آسمان و زمین کے پیدا کرنے پر اپنے آپ کو قادر سمجھنا جیسا کہ کتاب البریہ و حقیقت الوحی و دافع البلاء وغیرہ میں مذکور ہے۔ علاوہ اسکے خود مرزا صاحب کا دعویٰ کرشن جی کا بھی ہے جسکی تعلیم شرک و بدعت سے بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ گیتا ترجمہ فیضی سے پوسٹ ماسٹر پیر بخش صاحب نے بایں طور ابیات نقل کیے ہیں۔

ابیات

من از ہر سہ عالم جدا گشتہ ام — تہی گشتہ از خود خدا گشتہ ام

منم ہر چہ ہستم خدا از من است — فنا از من است و بقا از من است

باشجار بیبل بدانی مرا — بہ گیاہے نارو بدانی مرا

اگر گوش داری چناں میشوی — خدائے شوی و خدائے شوی

تناسخ

ہمہ شکل اعمال بگرفتہ اند — بہ تقلیب احوال دل گفتہ اند

گرفتارِ بندانِ آمد ش اند — زبیدانشی خصمِ جانِ خود اند

اب ناظرین مرزا صاحب کے کلمات اور بھی بغور و ہوش دیکھئے اور سنیئے اور انصاف فرمائیے۔ ترجمہ: میں نے اپنے

ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کر لیا کہ وہی ہوں من عینہ کتاب البریہ مصنفہ مرزا صاحب صفحہ ۸۷ سطر ۴۔

اللہ تعالیٰ میرے وجود میں داخل ہو گیا اور میرا غضب اور حلم اور تلخی و شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا اور اسی حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ اس کے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا۔ اور انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت ادم انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم من عینہ کتاب البریہ ص ۷۹ سطر ۳ سے ۹ تک۔

آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۱۹۲ میں جہاں یہ مضمون چھڑا ہوا کہ امام مہدی و عیسیٰ مسیح میں ہوں اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں اور جو لوگ انکو زندہ ہونا آسمان پر مانتے ہیں وہ جاہل، احمق اور نادان ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث کو کورے نہیں سمجھتے اور جب انکو پوچھا جائے کہ اسکے آسمان سے اترنے اور جانیکا ثبوت کیا ہے تو پھر نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث (۱)۔

پناہ بخدا! میرے صاحبان دیکھو مرزا صاحب کا کس قدر جھوٹ بولنا ثابت ہے حالانکہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب فاضل اجل عالم بے بدل رحمۃ اللہ علیہ لاہور میں خود بحث کرنے کے لیے مع بسیار علمائے دین کے تشریف لائے اور مرزا صاحب بھاگ گئے۔ اور ایسا ہی پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری کے مقابلہ کرنے سے بھاگتے رہے۔ آخر الامر اُسکے دعویٰ کی تردید میں کتاب سیف چشتیائی و شمس الہدایت تیار ہوئیں اور اسی طرح ہزارہا علمائے دین جواب بدلائل قاطعہ اب تک دے رہے ہیں اور خاصکر اب بھی رفیق پیر بخش صاحب پنشنر پوسٹ ماسٹر انجمن تائید الاسلام کی طرف سے مستقل طور پر رسالہ ماہواری نکلتا ہے جسکے جواب دینے میں مرزا صاحب اور مرزا کے پیرو لا نسلم کا سبق پڑھ کر لا جواب ہو گئے اور ان شاء اللہ ہوتے رہیں گے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور اب فقیر بھی مرزا صاحب کے گدی نشینوں اور متبعین کو نوٹس دیتا ہے کہ اگر مرزا صاحب اور آپ لوگ سچے ہیں تو تیس ہزار روپیہ جو مرزا صاحب نے کتاب البریہ کے ص ۱۹۲ میں بطور انعام اس دعویٰ پر ارقام فرمایا ہے براہ

مہربانی بصیغہ منی آرڈر روانہ فرمایا جاوے اور اپنی تحریر مطالب کے مطابق جواب ملاحظہ کرلیں مطالبہ یہ ہے!

"اگر تمام اسلامی فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہ پاؤ گے جس میں لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اور اسکے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کرلیں"۔ (من عینہ کتاب البریہ)

اور ص ۱۹۳ میں یوں لکھا ہے!" جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول"۔ من عینہ۔

اب ناظرین نے مرزا صاحب کی عبارت کا مطلب تو سمجھ لیا ہوگا کہ جو بعض حدیثوں میں صرف نزول کا لفظ وارد ہے وہ غیر فصیح ہے یہ لفظ ذی عزت آدمی کی خاطر بولا جاتا ہے اور یہ عام محاورہ ہے نزول من السماء اور رجوع کا کلمہ کسی حدیث وضعی کتاب مذہب اسلامیہ میں بھی اسکا ثبوت نہیں۔ اور اگر کوئی شخص دیکھا دے تو اس کو بیس ہزار علاوہ سزا اور تاوان کے دوں گا۔

میرے صاحبان ذرا انصاف سے حدیثوں کو ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں کیا ان میں رجوع اور نزول من السماء کا کلمہ ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو میرزائی صاحبان سے تحریر شدہ تاوان لے دیں اور اگر وہ نہ دیں تو سمجھ لیں یہ کذاب ہیں اور نہ ہی مرزا صاحب صادق اور مجدد ہو سکتے ہیں اور وہ دلائل یہ ہیں!

حدیث ۱:

"قال الحسن قال رسول الله ﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة"۔ (نقل از تفسیر درمنثور وسیف صفحہ ۲۵)

ترجمہ: یعنی کہا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے واسطے تخاطبین اہل یہود کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک نہیں مرا وہ تمہاری طرف آنیوالا ہے قیامت سے پہلے۔ لو اس حدیث میں رجوع کا لفظ موجود ہے اور حدیث بھی صحیح ہے۔

حدیث ۲:

"روی اسحٰق بن بشیر وابن عساکر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذٰلک ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم من السماء"۔ (نقل از کنز العمال)

ترجمہ:۔یعنی کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نزدیک ہے کہ میرا بھائی عیسیٰ بن مریم آسمان سے نزول فرمائے گا۔(اس حدیث میں کلمہ من السماء کا موجود ہے)

حدیث۳:

"فانه لم یمت الی الأن بل رفعه الله الیٰ هذا السمآء روی ابن جریر وابن حاتم عن ربیع قال ان النصاری اتو النبی ﷺ الیٰ ان قال الستم تعلمون ربنا حی لا یموت وان عیسیٰ یاتی علیه الفناء"۔(نقل از سیف ۱۳۲)

ترجمہ:۔یعنی کیا تم لوگوں کو علم نہیں کہ رب ہمارا زندہ ہے۔اس پر کبھی موت نہیں آئے گی اور عیسیٰ پر موت آئیگی۔

حدیث۴:

"عن عبد الله بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول الله ﷺ و صاحبیه فیکون قبره رابعا"۔(نقل از مشکوٰۃ)

ترجمہ:۔یعنی فرمایا کہ دفن ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور ابوبکر و عمر کے اور ان کی قبر چوتھی ہوگی۔

حدیث۵:

"عن ابی هریره قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم"۔(رواہ بیہقی فی کتاب الاسماء والصفات)

قارئین کیا حدیث نمبر اول میں رجوع اور حدیث نمبر ۲،۵ میں کلمہ من السماء کا واقعہ ہے یا نہیں۔اب مہربانی فرما کر میرزائی حضرات کو لازم ہے کہ ایفائے عہد کریں۔یا مرزا صاحب کی اتباع سے توبہ کریں۔اور علاوہ اسکے مرزا صاحب کے اور بھی کلمات ہیں۔اصل کو غور سے دیکھیں اور انصاف کریں کہ کیا یہ مطابق قرآن مجید و احادیث شریف و اجماع مسلمین وائمہ دین مجتہدین ومجددین کے ہیں یا نہیں۔وہو ھذا انت منی بمنزلة اولادی انت منی وانا منک۔(نقل از کتاب دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء ص ۶ انت منی وانا منک حقیقۃ الوحی ص ۸۶ اور معنی ان کے یوں کیے جاتے ہیں کہ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ اولاد۔تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

قارئین! کیا مرزا صاحب کا یہ کہنا سچ ہے؟۔ہرگز نہیں یہ صریح جھوٹ ہے اور خداوند کریم پر افترا باندھا ہوا ہے چنانچہ قرآن شریف خدا کی تردید کرتا ہے۔لم یلد ولم یولد۔نہیں جنا اس نے کسی کو۔اور نہ جنا گیا وہ کسی سے۔لم

يتخذ ولد ولم يكن له شريك في الملك ۔ومن اظلم ممن افترى على الله كذبا الخ۔الذين كذبوا على ربهم الا لعنة الله على الظلمين۔فويل الذين يكتبون الكتاب بايدهم ثم يقولون هذا من عند الله ليشترو به ثمنا قليلا الخ۔

پس ان تمام مذکورہ بالا آیات بینات سے واضح ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر افتراء باندھے یعنی خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کرے یا خود خدا بنے یا اپنے ہاتھ سے کوئی کتاب لکھ کر کہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے جو میرے منہ سے نکلتا ہے سو وہ ظالم لعنتی اور دوزخی ہے۔ازالۃ الاوہام ص ۵۳۳ میں بایں طور لکھا ہے کہ براہین احمدیہ خدا کا کلام ہے اور اسی کتاب کے ص ۲۶۸،۲۶۹ میں لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔خدا کی پناہ ایسے مجددوں سے۔

میرے صاحبان انصاف فرمائیے کہ جس آدمی کے یہ الفاظ ہوں کیا وہ آدمی جا قانون شریعت حضور ﷺ مسلمان بھی رہ سکتا ہے۔ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔الغرض مرزا صاحب کسی صورت میں بھی مجدد نہیں ہو سکتے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

جامع الفتاویٰ مطبوعہ فیصل آباد ص ۳۲۰ تا ۳۲۵

﴿مرزائی کافر ہیں ان کے ساتھ میل جول رکھنا جائز نہیں﴾

علامہ پیر مفتی ابوالنصر محمد ریاض الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسائل کے بارے میں؟

(۱) کیا مرزائیوں کے ساتھ میل جول رکھنا، ان کے ساتھ برادری بھائی چارہ رکھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) کیا ایک مرزائی مرنے کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے؟

(۳) کیا ایک ایسا مرزائی جو حالت مرزائیت میں ہی مر گیا ہو ایک مسلمان اس کے لئے دعائے مغفرت کر سکتا ہے؟

(۴) کیا ایک ایسے قبرستان میں جہاں مسلمانوں کے ساتھ مرزائی بھی دفن ہوں، اجتماعی دعائے مغفرت کی جا سکتی ہے؟

(۵) اگر ایک مسلمان مرزائی ہو جائے یا مرزائی اسلام قبول کر کے دوبارہ مرزائی ہو جائے تو اس کے بارے میں ہمارا دین کیا حکم دیتا ہے؟

(سائل) حسن اختر

ہیلتھ سنٹر، دومیل، تحصیل جنڈ، ضلع اٹک

الجواب بعون الوهاب:

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم بسم الله الرحمن الرحیم: مرزائی ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان کا پیشوا ملعون و مردود، ان تیس دجالوں میں سے ایک جن کے متعلق باذن اللہ عالم الغیب سید عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ ﷺ نے آج سے چودہ صدیاں پہلے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ ثلاثون دجالون کذابون (الحدیث) اور ظاہر ہے کہ جسے ہمارے

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے تیس کذاب دجالوں میں شمار فرمایا ہے اسے جو لوگ اپنی بدبختی کی وجہ سے نبی یا مجدد مانتے ہیں وہ مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں؟ اور جو مسلمان نہ ہو اس کے ساتھ برادری، بھائی چارہ رکھنا تو در کنار قرآن مجید کی رُو سے تو ان کے ساتھ صرف مل کر بیٹھنا بھی منع ہے۔ بشرطیکہ بیٹھنے والوں کو معلوم ہو کہ وہ ظالم دین اسلام کے دشمن ہیں۔ ارشاد ربانی: فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین کے یہی معنی ہیں۔ دعائے مغفرت مسلمانوں کے لئے ہوتی ہے۔ مرزائی جو باتفاق امت کافر ہیں ان مردودوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کا کیا معنی؟ کفار، منکرین دین وایمان اور منکرین دعا و درود ہی کے لئے تو مشہور مثال زبان زد خاص وعام ہے کہ مر گیا مردود نہ فاتحہ نہ درود۔ میرے خیال میں تو سائل کو غلط فہمی ہوئی ہے ورنہ مرزائی مغفرت کے قائل ہی کہاں ہوں گے۔ یہاں اٹک میں تو مرزائیوں کے ہمنوا وہابی بھی میت کی دعا سے روکتے ہیں۔ ہاں مسلمانوں کے لئے اپنے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ ارشاد گرامی ہے: "اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا لہ الدعا" یعنی جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے لئے خلوص کے ساتھ دعا کرو لیکن یہ امر مسلمانوں کے لئے ہے اور صرف اہل اسلام ہی اس کے قائل وعامل ہیں۔ کوئی غیر مسلم میت کے لئے دعائے مغفرت کا قائل نہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ اگر کوئی مرزائی اہل اسلام کے قبرستان میں دفن ہو گیا ہو اور بعد میں پتہ چلا ہو کہ وہ مرزائی تھا تو وہاں کے مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہاں موٹے الفاظ میں نمایاں جگہ یہ لکھوائیں کہ یہاں مرزائی بھی دفن ہے اس لئے دعائے مغفرت کرتے وقت صرف مسلمانوں کی مغفرت کے لئے دعا کی جائے کیونکہ جس کے بارے علم ہو کہ یہ کفر وبدعقیدگی پر مرا ہے اس کے لئے دعائے مغفرت مانگنا بجائے خود کفر ہے۔

خلاصۂ جواب یہ ہوا کہ مرزائی گستاخ، ختم نبوت کے منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہیں اور مسلمانوں کا کسی بھی کافر کے ساتھ بھائی چارہ رکھنا جائز نہیں۔ نہ اس کی بخشش کے لئے دعا کرنا جائز ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔ لہٰذا نعوذ باللہ من ذالک جو آدمی مرزائی ہو یا مرزائی مسلمان ہو کر پھر مرتد ہو گیا ہو اس کے ساتھ مسلمانوں کا وہی سلوک ہونا چاہیے جو

باقی کفار کے ساتھ ہوتا ہے۔حضور سیّد المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا جو گستاخ ہے اس کے ساتھ مسلمانوں کا کوئی بھائی چارہ نہیں۔

ھذا عندی واللہ تعالیٰ وباعطائہ رسولہ الاعلیٰ اعلم بحقیقۃ الاحوال۔

راقم اثم محمد ریاض الدین حنفی قادری چشتی نقشبندی سہروردی غفرلہ

۲۶ شوال المکرم ۱۴۱۸ ہجری المقدس/۲۴ فروری ۱۹۹۸ء

[ریاض الفتاویٰ سے ماخوذ فتویٰ]

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

مرزائی کے کفر میں تامل کرنا

مفتی عبدالواجد قادری (ہالینڈ)

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی سُنّی مسلمان قادیانی عقائد سے باخبر ہونے کے باوجود کسی مرزائی قادیانی کو کافر جاننے یا عندالسوال کافر کہنے میں تامل کرے اسکے متعلق حکم شرع کیا ہے؟ برائے مہربانی جواب سے نوازیں۔ بینوا وتوجروا

مولانا محمد فارس مقیم امام مسجد المدینہ دی ہیگ

الجواب: مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی اپنے عقائد کفریہ، خبیثہ بدعیہ، باطلہ کی وجہ سے جمہور علماء اسلام کے نزدیک کافر و مرتد اور جہنمی ہیں۔ شفاء شریف، فتاوی بزازیہ اور فتاوئی خیریہ وغیرہا میں ہے! "اجمع المسلمین ان شاتمه ﷺ کافر ومن شک فی عذابه وکفره فقد کفر" کہ تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ جو بھی شان رسالت (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں توہین و تنقیص کرے وہ ایسا کافر ہے کہ جو بھی اس کے عذاب و کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

پس جو شخص مرزائی قادیانی کے عقائد باطلہ پر مطلع ہوکر اُسے کافر و جہنمی جاننے میں ذرہ برابر شک کرے یا عندالسوال انہیں کافر و جہنمی کہنے میں تامل (سوچ بچار) کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج اور مرزائی و قادیانی کا ہی ہم نوالہ وہم پیالہ ہے کما فی فتاوی الحرمین سمّا ھا حسام الحرمین والصوارم الھندیه و فی فتاوی العلماء العالم وغیرھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدالواجد قادری غفرلہ

خادم دارالافتاء جامعہ مدینۃ الاسلام دی ہیگ ہالینڈ

۱۴ جمادی الاولی ۱۴۱۳ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

ختم نبوت سے تحفظ ناموس رسالت تک

اہمیت اور تقاضے

پروفیسر محمد اکرم رضا

حضرت سلطانِ دوعالم افتخارِ آدم و بنی آدم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی حُسن صورت اور جمالِ سیرت کے لحاظ سے اس قدر اکمل اور جامع ہے کہ ازل سے ابد تک کے تمام شخصی محاسن ایک جگہ پر جمع کر دیئے جائیں تو پھر ان کا موازنہ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کی جامع الصفات شخصیت کی ہمہ جہتی فضیلت کے ساتھ نہیں کیا جاتا۔ اسی لیے آپ کا اسم گرامی محمد رکھا گیا کہ آپ سے بڑھ کر کسی اور شخصیت کی تعریف و مدحت ممکن ہی نہیں ہے اور اسی لیے آپ کو احمد کے صفاتی نام سے پکارا گیا کہ آپ سے زیادہ اور کوئی ہستی اپنے خالق کی توصیف کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ جب ایک مسلمان عشق و عقیدت کو اپنا رہنما تسلیم کر کے اپنے آقا و مولا کی عظمتوں کا تصور کرتا ہے تو ورطۂ حیرت میں کھو جاتا ہے کہ ہمارا نبی کس قدر اعلیٰ و اولیٰ ہے کس قدر بلند مرتبت اور عالی نسب ہے کس قدر فضیلت مآب اور عظمت خطاب ہے کس قدر محترم مکرم اور اکرم ہے کس قدر رحمت شعار اور دوعالم کے لیے وجہ افتخار ہے کس درجہ مظہر الطافِ کردگار اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے قولِ فیصل کا آئینہ دار ہے۔ فکر انسانی عاجز ہو کر اسی پر اکتفا کرتی ہے کہ

لایمکن الثناء کما کان حقہ — بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب یہ امر انتہائی واضح اور ناقابل تردید ہے کہ محبوب جس قدر بے مثال اور بے نظیر ہو گا اس کے چاہنے والوں کے دلوں میں محبت کا جذبہ اسی قدر تیز تر اور سربلند ہو گا اور اس محبوب کی شخصیت اور احترام کے روشن نقوش محب صادق کے قلب و جاں میں نقش ہو جائیں گے تو پھر یہ چاہت اپنی انتہائی سربلندیوں کو چھوتے ہوئے اس عشق سرمدی کا روپ اختیار کر لے گی جس کی بدولت محبوب کے نام اور اس کے مقام و مرتبہ پر تصدق ہو جانا ایک فطری تقاضا تصور کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو سلطانِ اقالیم دوعالم جناب محمد مصطفیٰ ﷺ محبوب خدا بھی ہیں اور محبوب خلائق بھی۔ آپ جامع الخصائل بھی ہیں اور مجمع الکمالات بھی۔ آپ نورِ خدا کا مظہر بھی ہیں اور عشاق کی چاہتوں کا مرکز بھی۔ آپ کے جمالِ جہاں آرا کو جس نے ایک مرتبہ دیکھا تو پھر دیکھتا ہی رہ گیا آپ کے کمال سیرت کو جس نے ایک بار دل میں بسا لیا پھر ہمیشہ کے لیے اسی کوچۂ بے کس نواز کا ہو کر رہ گیا۔ آپ کی حیثیت اس شمع لازوال کی تھی جس کی تب و تاب میں جملہ انبیاء و رسل کے محامد و محاسن کی جھلک محسوس ہوتی تھی۔ پروانے شمع کی ایک جھلک دیکھ کر قربانی و ایثار کے نام پر ایک لمحہ کے لیے بھی جھجک کا شکار نہیں ہوتے بلکہ اس حسن جہاں افروز پر قربان ہونے کو ہی اپنی سب

سے بڑی کامرانی سمجھتے ہیں۔ حضور سرور کائنات جب شمع انوار توحید کی صورت جلوہ گر ہوئے تو پھر جانثاریوں اور فداکاریوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سلسلہ صحابہ کرام کے دورِ سعید سے شروع ہوا اور آج تک جاری ہے اوران شاءاللہ ابد تک کی آخری ساعتوں تک ناموسِ مصطفوی پر پروانہ وار نثار ہونے کا یہ جذبہ اہل ایمان کے دلوں کی دھڑکن بن کر سلامت رہے گا۔

تحفظ ناموس مصطفی ﷺ کی اصل روح حضور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان اقدس ہے کہ!

[[تم میں سے کوئی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اسے مال وجائیداد، اولاد، ماں باپ حتیٰ کہ اس کی اپنی زندگی سے عزیز تر نہ ہو جاؤں]]۔

حفیظ جالندھری کے لفظوں میں

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نا مکمل ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامنِ توحید میں آباد ہونے کی

تحفظ ناموس رسالت ﷺ ہر صاحب ایمان کے دل کی آواز اور اسکی عقیدت کا اعزاز ہے۔ ہر مسلمان اپنے آقا و مولا کی عزت وتوقیر پر فدا ہونا حاصل ایمان سمجھتا ہے۔ یہی تعلیمات قرآنی کی تاثیر ہے اور یہی احکامات ربانی کی تفسیر ہے۔ عترت رسول پر کٹ مرنا اور ناموس رسالت پر جان لٹا دینا ابدی کامرانی کی دلیل ہے۔

میں پندرھویں صدی ہجری کے پہلے عشرہ میں مادیت کی ظاہری چکا چوند اور باطل فلسفوں سے جان بچا کر تخیل کے راہوار پر سوار ہو کر عشق وعقیدت کو خضرِ راہ بنا کر حیات مصطفوی ﷺ کے ان ایمان افروز ادوار کا احاطہ کرتا ہوں جب مہر عالم تاب نبوت اپنے چاہنے والوں کے درمیان بنفس نفیس جلوہ گر تھا۔ ہر طرف انوار کی ضوباری تھی فضائیں تجلی ریز تھیں تو ہوائیں عطر بیز حاصل زندگی تھی تو ہر لحہ بیام کمال شوق عشاق کی آنکھیں تھیں کہ سلطانِ خوباں دوعالم ﷺ کے جلوؤں کو دیکھ کر سیری نہیں ہوتی تھیں۔ میں تاریخ کی اوٹ میں جھانکتا ہوں تو غزوہ بدر کا آوازہ میرے کانوں میں گونجتا ہے۔ یہ میرے شعور کی آواز ہے جو نسلاً بعد نسلاً میری سانسوں اور یادوں کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ میرے آقا ومولا ﷺ کفار کے مقابلہ کی دعوت دیتے ہوئے انصار کے احسانات کا تذکرہ کرتے ہیں کہ کفار مکہ کی لڑائی ہم سے ہے تم اگر پیچھے ہٹنا چاہو تو میری طرف سے کوئی مواخذہ نہیں ہوگا سب دم بخود ہیں سانسیں رک چکی ہیں معاً حضرت سعد بن عبادہ کی آواز گونجتی ہے

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

خدا کی قسم آپ فرمادیں تو ہم سمندر میں کود جائیں

ابھی سرکار دو عالم نے مرحبا ہی کہا تھا کہ حضرت مقداد گویا ہوئے!

ہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑیں ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے سامنے سے اور پیچھے سے لڑیں گے۔ پھر تحفظ ناموس رسالت کے نام پر بدر کا معرکہ بپا ہوتا ہے۔ نہتے افراد لوہے میں غرق افراد کو تہ تیغ کر رہے ہیں۔ دو ننھے شاہین حضرت معاذ اور حضرت معوذ مجاہدانہ یلغار کے ساتھ آگے بڑھ کر ابو جہل پر جھپٹتے ہیں اور قبل اس کے کہ وہ موت کے ان معصوم پیامبروں کے جذبے کا امتحان لینے کے لیے خود کو آمادہ کر سکے یہ شاہین ننھی تلواروں کیساتھ اسلام کے سب سے بڑے دشمن اور سلطان دو عالم کے سب سے بڑے بدخواہ کو فنا فی النار کر دیتے ہیں۔ اسکا انعام انہیں یوں عطا ہوتا ہے کہ شہادت کی خلعت لہو رنگ انہیں اپنے دامن میں ڈھانپ لیتی ہے۔

یہ عقل کی نہیں عشق کی جنگ تھی یہ خرد کا نہیں بلکہ جذبے کی تپش کا معرکہ تھا۔ یہ ارضی فتوحات کی خاطر نہیں بلکہ تحفظ ناموس مصطفیٰ کی خاطر لڑا جانے والا پہلا معرکہ تھا جس میں جذبہ محبت رسول کی روشن مثالیں اس کثرت کیساتھ نظر آتی ہیں کہ عقل دم بخود ہو کر عشق کی قد آوری کے پیچھے پناہ ڈھونڈنے لگتی ہے۔ اس غزوہ میں سیدنا صدیق اکبر تحفظ ناموس رسول کے نام پر اور آپ کے بیٹے ابو جہل کی زیر قیادت لڑ رہے تھے۔ جب اس بیٹے نے اسلام قبول کر لیا تو ایک دن سیدنا صدیق اکبر سے عرض کیا!

[[ابا جان آپ غزوہ بدر میں متعدد مرتبہ میری تلوار کی زد میں آئے مگر میں نے محبت پدری سے مغلوب ہو کر تلوار کو پیچھے ہٹا لیا]]۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

[[بیٹے مجھے رب کعبہ اور شانِ مصطفوی کی قسم تو ایک مرتبہ بھی میری تلوار کی زد میں آجاتا تو مقام مصطفیٰ کے تحفظ کے نام پر تیری گردن اڑا دیتا]]۔

تحفظ ناموس رسالت خدا کو کس قدر عزیز ہے۔ میں خود سے سوال کرتا ہوں مگر میرا باطن مجھے اس دور قدسی میں لے جاتا ہے جب جنت کے گلزاروں کی بشارت دینے والے آقا ﷺ تبلیغ اسلام اور اعلائے کلمۃ الحق کے مقدس مشن کو عام کرتے ہوئے مکی زندگی دشمنان تیرہ باطن کی طرف سے مسلط کردہ ہر قسم کے شدائد برداشت کر رہے تھے۔ ایک روز سلطان دو عالم نے قریش مکہ کے ہجوم کو بلایا پہلے اپنے کردار کے بارے میں دریافت کیا جب بدترین مخالفین سے بھی امین اور صادق کی سند حاصل کر لی تو پھر انہیں توحید خداوندی اور اپنی رسالت کا سرمدی پیغام سنایا بس پھر کیا تھا آپ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

کے چند جانثاروں کے علاوہ پورا مجمع آپ پر آوازیں کسنے لگا۔ جن میں سے بدترین آوازہ آپ کا بدبخت چچا ابولہب کا تھا جس نے ذلت کی انتہا کو چھو کر کہا!

[[اے محمد (ﷺ) تمہارے دونوں ہاتھ ٹوٹیں جن سے تو نے ہمیں یہاں بلایا ہے]]۔

ابولہب کے اس خبث باطن، دریدہ دہنی اور انتہائی ذلیل طرز گفتگو نے زمین و آسمان کو لرزا دیا کرسی و عرش کیکپا اُٹھے وہ جس کے لبوں سے جنت کی بشارت اور شفاعت کا مژدہ عطا ہو جس کے ہاتھ اپنے انداز بخشش سے گداؤں کو غنی کر دیں اس کے بارے میں اس درجہ خرافات۔ ہر شخص مہر بہ لب تھا میرے آقا خاموش تھے مگر آنکھوں سے آنسوؤں کے کٹورے چھلکنے کو تھے بہت کچھ کہہ سکتے تھے مگر شانِ رحمۃ للعالمینی آڑے آ رہی تھی۔ آپ کے صبر اور خاموشی کا انتقام آوازہ خداوندی نے لیا۔ اور رب کریم نے دشمن مصطفیٰ اور ناموس مصطفیٰ کے مخالف سے اس درجہ سخت انداز میں خطاب کیا کہ پورے قرآن میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے ابولہب اور اس کے خاندان پر ابدی اور دائمی لعنتوں کے سلگتے ہوئے پتھر برس رہے ہوں۔ خدا سراپا قہر و غضب مصروف ارشاد تھا!

[[ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے۔ اور ٹوٹ گیا وہ آپ۔ کام نہ آیا اس کو مال اسکا اور نہ جو اس نے کمایا۔ اب پڑے گا ڈیک مارتی آگ میں۔ اور اس کی بیوی جو سر پر لیے پھرتی ہے ایندھن۔ اس کی گردن میں رسی ہے مونج کی]]۔ (سورۃ الہب) اور چشم عالم نے دیکھا کہ وہی کچھ ہوا جو ارشاد خداوندی تھا۔ ابولہب ذلت و رسوائی کی موت مرا اور اسکی بیوی اس قدر عبرت ناک انجام سے دوچار ہوئی کہ موت کے وقت دنیا میں ہی اسکی نظروں میں عذاب جہنم کا نقشہ کھنچ گیا۔ سچ تو یہ ہے

مثال بولہب گستاخ دربار رسالت کے نبی سے بچ بھی جائیں تو خدا سے کیسے بچتے ہیں (رضا)

قرآن حکیم نے جس قدر زور عظمت و شان مصطفوی پر زور دیا ہے اور جس قدر محبوب خدا ﷺ کی تاکید کی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا کو ناموس حضور کا تحفظ کس قدر عزیز ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ خدائے کریم قرآن میں حضور نبی کریم کے غیر معمولی محامد و محاسن بیان کر کے ہی آپ کے ناموس کے تحفظ کو ایمان کا لازمی جزو قرار دے سکتا تھا۔ اس لحاظ سے دیکھیں تو قرآن حکیم حضور محمد مصطفیٰ کے ظاہری و باطنی کمالات کا اعلان عام ہے۔ آپ کی رحمت عام آپ کا شفاعت انس و جاں کا پیغام کہیں یٰسین و طہٰ اور مزمل و مدثر کے خطاب کہیں آپ کے شہر مقدس کی قسم کہیں آپ کی پسندیدہ اشیاء کی قسم کہیں آپ کے ایک اشارے پر تبدیلی قبلہ کا حکم کہیں آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دینا کہیں آپ کو ہر قسم کے فیوض و برکات کی کثرت کا مژدہ سنانا کہیں آپ کے دشمن کو ذلیل و خوار بتانا کہیں آپ کو ورفعنا لک ذکرک کا

تاج پہناتا کہیں آپ کی اطاعت وخوشنودی کو اپنی اطاعت وخوشنودی بتاتا کہیں آپ کو عرش علیٰ پہ بلا کر مہمان خاص کا خلعت دوام پہناتا اور کہیں آپ کے ہاتھوں دین اسلام کا اکمال کر کے آپ کو اپنی دنیا تک کے لیے محسن اعظم کی مسند خاص پر بٹھاتا اور تمام اعزازات واکرامات عطا کر کے خود ہی آپ کی محافظت کا ذمہ اٹھاتا کہ!

کافر ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں۔ مگر خدا اپنے نور کو اکمال پذیر کر کے رہے گا کفار اور منکرین شانِ رسالت کو نقصان پہنچانے کے لیے جو چاہے کرتے پھریں۔

؎ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اب ظاہر ہے کہ ایک صاحب ایمان اس ہستی عظیم کے ناموس اور عزت کے لیے جان لڑا سکتا ہے جو خدا کو بھی عزیز ہو اور مخلوق خدا کو بھی جو افضل الخلائق بھی ہو اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کا مصداق بھی۔ خدا اپنے ملائکہ کی جمعیت کیساتھ جس کی شان میں رطب اللسان ہو کر فخر محسوس کر رہا ہو۔ ایسی عدیم النظیر ہستی پر اپنی متاع حیات لٹا کر بھی مسلمان سمجھتا ہے کہ اس نے بہت سستا سودا کیا ہے کیونکہ جس زندگی کو وہ قربان کر رہا ہے وہ تو خدا کی دی ہوئی امانت ہے جب کہ اس فداکاری کے بدلے میں جو انعامات سرمدی عطا ہو رہے ہیں وہ ایک جان کیا ہزاروں زندگیوں کی مجموعی قدر وقیمت سے کہیں زیادہ افضل وسر بلند ہیں۔

اس لیے جب ہم تحفظ ناموس رسالت کے جذبے کی اصل مقام مصطفیٰ کی رفعتوں کو قرار دیتے ہیں تو یہ عقدہ ایک آن میں حل ہو جاتا ہے کہ تحفظ مقام حضور پر قربان ہونے والے کیوں مسکراتے ہوئے موت کی وادیوں کی طرف چلتے رہے۔ موت اس کائنات کی سب سے بھیانک حقیقت ہے مگر عشاق مصطفیٰ نے اسے یوں گلے سے لگایا کہ موت کو اپنی زہر ناکی اور سفاکانہ وجود پر شبہ ہونے لگا۔ ان عشاق مصطفیٰ کے لیے موت کی حیثیت فقط ایک پُل کی تھی جسے عبور کر کے حبیب اپنے حبیب سے جا ملتا تھا۔ اس کے مقابلے میں اگر ہم حضور ﷺ کے مقامات سیرے سے انکار کر کے آپ کی ذات والا صفات کو اپنے جیسا عام انسان یا محض خدا کا ہرکارہ تصور کریں تو کون مسلمان ہوگا جو محض اپنے جیسے انسان یا زیادہ سے زیادہ خدا کے ہرکارے کے لیے اپنی متاع حیات تصدق کر ڈالے۔

تحفظ ناموس رسالت مآب ﷺ کا احساس دل کی خلوتوں سے ابھرتا آنکھوں سے عقیدت کے آنسوؤں کا خراج لیتا جذبات کو ناموس حضور پر مرمٹنے کے لیے آمادہ کرتا اور سر کو درگاہ رسول پر فداکاری کے آداب سکھاتا ہے۔ ماضی ہو یا حال یا بعد حال کی کوکھ سے اُبھرنے والا مستقبل ہر لحظہ ہر آن اُمت مصطفوی کے پیش نظر اپنے آقا ومولا کی عزت وناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ موجود رہا ہے۔ جیسا کہ ہم نے پہلے عرض کیا کہ عشق وعقیدت کی کٹھن راہوں

پر وہی چل سکتا ہے جس کے دل میں مقام مصطفیٰ کی شمع پوری ایمانی تب وتاب کیساتھ جل رہی ہو ہم عقیدت واحترام کے حوالے سے عشاق رسول کے کارواں سالار سیدنا امام مالک کے حوالے سے ایک تاریخی حقیقت کا جائزہ لیتے ہیں۔ایک مرتبہ خلیفہ ابوجعفر منصور نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں امام مالک سے مناظرہ کیا اثنائے مناظرہ میں آواز بلند کی۔حضرت امام نے فرمایا! [[اے امیر المومنین اس مسجد میں اپنی آوازوں کو بلند مت کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یوں ادب سکھلایا ہے کہ اپنی آواز حضور نبی کریم کی آواز سے پست رکھا کرو۔حضور ﷺ کا احترام وفات شریف کے بعد بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا حالت حیات میں تھا یہ سن کر ابوجعفر دھیما پڑ گیا اور کہنے لگا امام مالک کیا میں قبلہ رو ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ کی جانب منہ کروں؟۔امام مالک نے جواب دیا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اپنا منہ کیوں پھیرتے ہو حالانکہ قیامت کے دن تمہارے اور تمہارے باپ آدم کے وسیلہ ہیں بلکہ تم حضور ہی کی طرف منہ کرو اور آپ ہی کے وسیلہ سے دعا مانگو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اور اگر یہ لوگ جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں آپ کے پاس آتے ہیں اور خدا سے بخشش مانگتے ہیں اور پیغمبر ان کے لیے بخشش مانگتے تو وہ اللہ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے]]۔(شفاء شریف،وفا الوفا جز اول)

اسی طرح اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اگر مسجد نبوی کے گرد کسی مکان میں میخ کے ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو کہلواتیں کہ رسول کریم ﷺ کو اذیت نہ دو۔

حضرت نافع روایت کرتے ہیں کہ عشاء کے وقت حضرت عمر فاروق مسجد نبوی میں تھے ایک شخص کے ہنسنے کی آواز کان میں آئی آپ نے اسے بلا کر پوچھا تم کون ہو اس نے اپنا تعلق بنو ثقیف سے بتایا سیدنا عمر نے پوچھا کیا تم اس شہر کے رہنے والے ہو۔اس نے کہا کہ میں طائف کا رہنے والا ہوں۔یہ سنکر آپ نے اسے دھمکایا کہ اگر تم مدینہ کے رہنے والے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔اس مسجد میں آوازیں بلند نہیں کی جاتیں۔(وفا الوفاء)

سیدنا امام مالک علیہ الرحمۃ نے تمام عمر مدینہ منورہ میں بسر کی پیاس ادب کبھی مدینہ شریف کے حرم کی حد میں بول و براز نہیں کیا۔(شفاء شریف)

غرضیکہ کس کس صاحب نظر کا تذکرہ کیا جائے یوں تو حیات مصطفیٰ کا تصور ہی احترام وعقیدت کی حد تھا کہ حضور ہماری آوازوں کو اسی طرح سماعت فرما رہے ہیں جس طرح حیات ظاہری میں فرماتے تھے۔اور اسی لیے وہ بلند آہنگ لہجے میں بات کرتے ہوئے اس احساس کے ساتھ لرزا جاتے تھے کہ کہیں گستاخی کا ارتکاب نہ ہو جائے کیونکہ یہاں تو یہ تمنا مچل رہی ہوتی ہے کہ

؎ اپنی پلکوں سے دریا پہ دستک دینا اونچی آواز ہوئی عمر کا سرمایہ گیا

اس تناظر میں یہ امر مسلمہ ہے کہ محب اسی محبوب پر اپنی جان قربان کرتا ہے جو صورت و سیرت میں اکمل ترین ہے اور جو اس کی ظاہری آنکھوں سے نہاں ہو کر بھی اسکے قلب و جاں میں عیاں ہے۔ جسے ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کیلیے عشاق کی نگاہیں ہمیشہ ہجر کی نمی سے وضو کرتی رہتی ہیں مگر جب قرآن حکیم کے مقدس متن کے پیش نظر میں جھانکتے ہیں تو اس محبوب رب لم یزال کا نوری سراپا نگاہ باطن کو خیرہ کرنے لگتا ہے۔ دراصل حضور ﷺ کی حیات باطنی اور آپ کی بے عیب شخصیت کا تصور ہی وہ قوت ہے جو چاہنے والوں کے دلوں میں ہر آن موجزن رہتی ہے۔ یہی قوت کبھی عشق و عقیدت کا روپ اختیار کرتی ہے اور کبھی محبت و وارفتگی کے نام پر جان سپردگی کے آداب سکھاتی ہے۔ کبھی مردہ رگوں میں خون زندگی بن کر دوڑتی اور کبھی بنجر دلوں کی کھیتیوں کو شہید الفت مولانا کفایت علی کافی رحمۃ اللہ علیہ کے جذبہ شہادت کے نام پر احساساتِ عشق حضور کے اس گلاب کی تازگی عطا کرتی ہے۔

؎ پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

اس وقت جب کہ میں تحفظ ناموس مصطفیٰ ﷺ کے نام پر تاریخ و احادیث کے حوالے سے جگمگاتے ہوئے ستاروں کو یکجا کر کے انہیں ایک کہکشاں کا روپ دینے کی کوشش کر رہا ہوں تو میرے سامنے نکہت و نور کی اس طور جلوہ گری نظر آتی ہے کہ میری باطنی نگاہیں تاریخ کی اوٹ میں پناہ لے کر بھی اس کی لمعہ افشانیوں کا احاطہ نہیں کر سکتیں۔ میں ماضی حال اور مستقبل کے حوالے سے تاریخی حقائق کو ترتیب کا روپ دینا چاہتا ہوں مگر عشق و عقیدت کے ایمان افروز نظارے اپنی اولیت اور زمانی و مکانی فوقیت ثابت کرنے کے لیے میرے خامۂ عاجز اور ذہن ناپختہ کی سعی کو آزمائش میں ڈال دیتے ہیں۔ واقعات اور تحفظ مقام مصطفیٰ کے نام پر قربانیوں کو ترتیب دینا مجھے اپنے بس سے باہر نظر آتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ چودہ صدیوں کے ایمان افروز افق پر تواتر سے بکھری ہوئی داستانِ عقیدت کو ترتیب دینا کے آتا ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر جان کی بازی لگتی ہے۔ دل و جان نذر کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں لفظوں کی مناجات نہیں بلکہ عمل کی سوغات مقبول ہوتی ہیں۔ یہاں اشعار کے بے رنگ گجرے نہیں بلکہ شہادت کے لہو رنگ گلدستے بار یاب ہوتے ہیں۔

؎ یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا

کفار سیدنا زید کو اپنی بستی میں لے جا کر ظلم و تشدد کی انتہاء کر دیتے ہیں انھیں کانٹوں پر گھسیٹا جاتا ہے پتھروں کی بارش کی جاتی ہے لباس تار تار ہے جسم فگار ہر بُن مو سے لہو رس رہا ہے۔ میلوں تک گھسیٹ کر لے جانے کے بعد ایک

میدان کو ان کا مقتل بنا دیا جاتا ہے۔ سولی گاڑ دی جاتی ہے۔ کفار کا سردار نہایت تکبر سے پوچھتا ہے کہ! [[زید اب تو تم کہتے ہو گے کہ میں نے اسلام قبول کیوں کیا اور کاش اس وقت پھانسی کے پھندے میں میری گردن نہ ہوتی بلکہ محمد کی گردن ہوتی]] ۔ (نعوذ باللہ)

تو اس وقت زید نے اپنے جسم کی بکھرتی ہوئی قوتوں کو یکجا کیا پھانسی کے پھندے کو راہ وفا کا نذرانہ سمجھ کر قبول کرتے ہوئے جو جواب دیا قیامت تک ناموس مصطفیٰ کے لیے جان لٹانے والوں کو عقیدت کا چلن سکھاتا رہے گا میں پلکوں کے کناروں پر لرزاں آنسوؤں کو روک کر تاریخ کی زبان سے سیدنا زید کا یہ جواب سن کر اپنی نا مسلمانی پر پشیماں ہونے لگتا ہوں کہ۔

مجھے ہو ناز قسمت پہ اگر نام محمد پہ
یہ سر کٹ جائے اور تیرا سر پارس کو ٹھکرائے
یہ سب کچھ ہے گوارا پہ یہ دیکھا جا نہیں سکتا
کہ ان کے پاؤں کے تلوے میں اک کانٹا بھی چبھ
جائے

اور پھر تاریخ کے حوالے میں تحفظ ناموس مصطفیٰ کا زریں عنوان بن کر مجھے غزوہ اُحد کا وہ مجاہد بھی یاد آتا ہے جو زخموں سے چور ہے اس کے جسم کا کوئی عضو ایسا نہیں جہاں تیروں اور تلواروں کے زخم نہ لگے ہوں اس پر نزع کا عالم طاری ہے۔ اسکے ساتھی اسے پانی پلانے کی کوشش کرتے ہیں مگر وہ کہتا ہے کہ میری آخری تمنا رخ مصطفیٰ کی زیارت ہے جس کے لیے قربان ہو رہا ہوں آخری سانسوں میں وہ سامنے ہوں۔ حضور ﷺ کو اطلاع ملتی ہے آپ اس مجاہد کی طرف چلتے ہیں ادھر سے وہ اپنی بکھرتی ہوئی سانسوں کی ڈور کو سمیٹتے ہوئے محبوب دو عالم کی طرف بڑھتا ہے۔ گھسٹتے گھسٹتے وہ سلطان دو عالم کے قریب پہنچ گیا میرے آقا کی چشم رحمت نواز نے اس کی طرف دیکھا۔ محبوب و محب کی نگاہیں ملیں ۔ دونوں طرف آنسو تھے۔ ایک طرف کے آنسوؤں میں رحمت بے کراں کی جلوہ سامانی تھی تو دوسری طرف کے اشکوں میں سرخروئی کی شادمانی۔

ماضی سے حال کی جانب تاریخ کا سفر جاری ہے۔ یہ روشنی کا سفر ہے۔ کہیں کہیں ایسے فرعونوں کی آوازیں ابھرتی ہیں جو **انا ولا غیری** کے طلسم کا شکار ہو کر ناموس مصطفیٰ پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں مگر فوراً ہی وقت کی بساط پر ایسے فدا کارانِ حضور بھی اُبھرتے نظر آتے ہیں جو ان فرعونوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ناموس مصطفیٰ

کا پرچم اس بلندی پر لہرا دیتے ہیں کہ طاغوتی قوتوں کا ہر جھگڑا اسے سرنگوں کرنے میں ناکام رہتا ہے۔مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات ناموس رسالت کے چراغ کو ایک لحظہ کے لیے بھی گل نہیں ہونے دیتیں۔حتی کہ انگریزی استبدادیت کے مہیب سائے برصغیر پاک وہند کے مسلم تشخص کو ختم کر کے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

برطانوی سامراج نے اگرچہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی جیت لی تھی مگر وہ اس حقیقت سے بہرہ ور ہو چکا تھا کہ اس کے مظالم مسلمانوں کو تو کچل سکتے ہیں مگر ان کے باطن میں پوشیدہ روح اسلام کو مٹا نہیں سکتے۔مولانا کفایت علی کافی،مولانا غلام امام شہید،مولانا فضل حق خیر آبادی،مولانا عنایت اللہ کاکوروی،مفتی صدرالدین آزردہ،مولانا احمد اللہ مدراسی اور جنرل بخت خان کی صورت میں شمع ناموس رسالت کے پروانوں کی فداکاری کا لافانی جذبہ دیکھ چکا تھا اور اس نے سمجھ لیا تھا کہ

؎ وہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

یہی روح محمد ہے جسے ہم تحفظ ناموس رسالت کے جذبے کا دوسرا نام دے سکتے ہیں۔اس مقصد کی خاطر اس نے تہذیب و تمدن کے کتنے ہی جال پھیلائے۔مصلحت اندیشی کے سبق پڑھائے۔ہندو عفریت نے برطانوی سامراج کا پورا پورا ساتھ دیا۔ہر دو باطل قوتوں کی ایک ہی تمنا تھی کہ مسلمان اپنے ماضی سے دستبردار ہو کر ہندو قومیت سے رشتہ استوار کر لیں۔مگر یہاں شیخ احمد سرہندی،امام احمد رضا فاضل بریلوی،حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال کی تعلیمات دلوں کو اسلامی نظریاتی تشخص کی قدر و قیمت سے بہرہ ور کر رہی تھیں۔مسلمانوں پر انتہائی کٹھن وقت تھا۔ایک طرف برطانوی استعماریت کی قہر سامانیاں اور دوسری طرف ہندو سامراج کی ازلی اسلام دشمنی۔ان سب کے ساتھ قومیت پرست مسلم علماء کا نظریہ وطنیت اور پھر اس پر مستزاد مرزا غلام احمد قادیانی کی خانہ ساز نبوت۔کلمہ حق کہنے پر زبان کٹتی تھی۔غلامانِ رسول پر عرصہ حیات تنگ تھا۔ان تمام اسلام دشمن قوتوں کا ایک ہی مدعا تھا کہ اسلامیانِ ہند کے باطن سے اس جذبے کو کھرچ کر ختم کر دو جو ناموس رسالت پر معمولی سا حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا اور جب میدان وفا میں آگے بڑھتا ہے تو قلت و کثرت نتائج اور انجام و عواقب سے بے نیاز ہو کر فقط محبت رسول اور ناموس مصطفی ہی کو مقدم جانتا ہے۔

اس جذبہ محبت رسول کو ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کی پرسکون زندگی کو تہ و بالا کرنے کی خاطر انگریزوں اور ہندوؤں نے وقت کے سمندر میں کتنے ہی پتھر پھینکے مگر وہ مسلمانوں کے جذبہ عشق رسول کو ختم نہ کر سکے۔مختلف ادوار میں غیرت اسلامی سے بہرہ ور اصحاب ایمان آگے بڑھتے رہے اور ہر ایک شاتم رسول کو عبرتناک انجام سے دوچار

کرتے رہے۔حتیٰ کہ راجپال نے رنگیلا رسول کی صورت میں بحر سکوں پذیر میں ایک بہت بھاری پتھر دے مارا۔

اگر محبانِ رسول ﷺ اس چوٹ کو برداشت کر جاتے تو پھر ناموس رسالت پر پے در پے حملوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا۔ مگر غازی خدا بخش اور غازی عبدالعزیز کے بعد ناموس رسالت کے عظیم پاسدار غازی علم الدین شہید نے راجپال کو اس طرح سے کیفر کردار تک پہنچایا کہ پھر کسی کو راجپال کہلانے یا کسی گستاخ رسول کو ناموس مصطفیٰ کے تقدس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکی۔اس ایک مردِ حق نے وہ کام کر دکھایا جو بعض اوقات ایک منظم سپاہ سے بھی ممکن نہیں ہے۔اور یہ بھی ناموس رسالت کی بالاتری کا اعجاز ہے کہ اس دورِ پُر آشوب میں

؎ ایک سپاہی کی ضرب کرتی ہے کارِ سپاہ

غازی علم الدین شہید تو عشق مصطفیٰ ﷺ کے نام پر فدا ہو گئے مگر ہمارے لیے پیغام چھوڑ گئے کہ محبت رسول فقط زبانی دعاوی کا نام نہیں بلکہ یہ تو موت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا دوسرا نام ہے۔آج غازی علم الدین شہید کا نام محض ایک شخص کا نام نہیں بلکہ یہ تو جرأت و ہمت کا استعارہ ہے۔حمیت اسلامی کا شہپارہ ہے۔شوکت ایمان کی تنویر ہے۔تحفظ ناموس رسالت کی عملی تفسیر ہے۔وقت کے قرطاس پر خون کی دھاروں سے نقش لا الہ الا اللہ رقم کرنے کا فسانہ ہے۔اپنے آقا و مولا ﷺ سے غلاموں کی وابستگی کا جذبہ بے کرانہ ہے۔

مملکت خداداد پاکستان جو غازی علم الدین شہید اور ان جیسے دوسرے عشاق مصطفیٰ ﷺ کی قربانیوں کا ثمرہ ہے۔۔۔مگر اس ملک میں جو کہ فقط اور فقط اسلام اور حضور محمد مصطفیٰ ﷺ کے نام پر حاصل کیا گیا تھا تحفظ ناموس رسالت کے لیے ہم نے اب تک کیا کیا ہے؟۔

☆ کیا اب بھی ایسی دل آزار تحریریں نہیں لکھی جا رہیں جن سے ناموس رسالتمآب پر زد پڑتی ہے؟

☆ کیا وقت کے راجپالوں نے اپنے لیے نئے نئے روپ اور چہرے تلاش نہیں کر لیے؟

☆ شرار بولہبی کے مقابلے میں ہم اپنی مصلحت اندیشیوں کی بدولت چراغ مصطفوی کی لو کو مدھم کرنے کا باعث تو نہیں بن رہے؟

☆ تقسیم ہند سے قبل غیر مسلم حضور کی شان میں معمولی سی گستاخی کرتا تھا تو پوری اُمت اسلامیہ کا غیظ و غضب آتش فشاں بن جاتا تھا۔آج اس سے بڑا ظلم اپنوں کے ہاتھوں ہو رہا ہے مگر ہم ہیں کہ دلوں سے عشق کی آگ کے بجھنے کا آخری منظر دیکھنے کے منتظر بنے بیٹھے ہیں۔

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کتنے ہی سوالات ہیں جو ناموس مصطفوی کے حوالے سے ہمیں جھنجھوڑ رہے ہیں مگر ہم نے اپنی خرد کو رہن رکھ کر اپنی متاع فکر کو متاع رائیگاں سمجھ لیا ہے۔ ہمارے احساسات پر آہستہ آہستہ مصلحت اندیشی کا کہرا جمتا جا رہا ہے۔ لیکن تاریخ اس حقیقت ازلی کی شاہد ہے کہ عشق سرور کونین محض وقتی جذبہ نہیں بلکہ یہ تو لاہوری اور سرمدی نغمہ ہے جو زمان و مکان کے فاصلوں اور تاریخی مسافتوں کو ایک آن میں ختم کر کے غلاموں کا رشتہ اپنے آقا و مولا سے جوڑ دیتا ہے۔ ہمارا رسول لافانی ہے اسکے اقوال ارشادات فرمودات اور احکامات غیر فانی ہیں اس کی سیرت کے نقوش دائمی اور اس کے وجود کا احساس ہمارے اپنے وجود کے ہونے کی دلیل ہے۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
ذکر اُونچا ہے تیرا بول ہے بالا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

تحفظ ختم نبوت وقت کی اہم ضرورت

محمد اختر الاسلام علیمی

منصب نبوت ورسالت وہ منصب ہے جو منجانب اللہ عطا ہوا کرتا ہے۔اس کے حصول میں کسی دنیاوی عمل اور کوششوں کی کارفرمائی نہیں ہوا کرتی ،ایسا بھی نہیں کہ کوئی اپنی عبادت و ریاضت کی بنا پر اس منصب پر فائز ہو جائے، بلکہ اللہ رب العزت جسے چاہتا ہے خاص اپنے فضل وکرم سے اس منصب کے لیے چن لیتا ہے۔"ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء "لیکن اسکے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ مسئلہ عہد رسالت ہی سے حساس رہا ہے،ابتدائے اسلام سے ہی جھوٹے مدعیان نبوت پیدا ہوئے اور اُمت میں فتنہ انگیزی کرتے رہے۔کہ خود سرکار دوعالم ﷺ کے مبارک عہد میں اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔اور حضور ﷺ نے اسود عنسی کی سرکوبی اور اسکے قتل کیلیے دو جلیل القدر صحابی حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالی عنہما کو بھیجا اور حضرت فیروز دیلمی کے ہاتھوں وہ بد بخت کیفر کردار کو پہنچا، جب اس کی خبر مرگ وصال آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپ نے خوشی کا اظہار فرمایا،اور حضرت فیروز دیلمی کو دعائیں دیں اور کامیاب وکامران فرمایا۔

چونکہ یہ مسئلہ ضروریات دین سے تھا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ کے آنے کے بعد خدا کی طرف سے اور کوئی نبی نہ بھیجا جائے گا لہذا سرکار ختمی مرتبت ﷺ نے بھی واضح لفظوں میں فرمادیا کہ "انا خاتم النبيين لا نبی بعدی "(ترمذی ج ۲ص ۴۵) میں خاتم النبیین ہوں مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اب میرے بعد کوئی نبی نہیں۔اور خود قرآن مجید اسکی صاف تصریح فرمارہا ہے کہ!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (سورۃ احزاب ۳۳،۴۰)	محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے۔(کنزالایمان)

اور یہ تو بدیہی بات ہے کہ کار نبوت اللہ کے بندوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے ہوتا ہے گمراہوں کو صراط مستقیم پر چلانے کے لیے ہی نبی مبعوث کیے جاتے ہیں حضرت آدم سے حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک اللہ نے یہ سلسلہ جاری رکھا پھر اپنے آخری نبی حضرت محمد عربی روحی فداہ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے رسول بنایا اور دین اسلام کو مکمل کردیا کہ اب اسکے بعد کوئی نیا دین نہیں آئے گا قیامت تک کے لیے صرف یہی دین اسلام صراط مستقیم ہے اور لوگوں کا محبوب مذہب جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے!

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ	دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے
لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝ (سورۃ المائدہ ۳:)	لیے اسلام کو دین پسند کیا (کنزالایمان)

تو جب اسلام اپنی مکمل اور آخری شکل میں جلوہ فگن ہو گیا اور اس کے قوانین تمام شعبہ ہائے زندگی کو محیط ہو چکے اور ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ قرآن نازل ہو چکا جو آج تک اپنی اصل ہیت پر موجود ہے تو پھر کسی اور دین کی قطعی ضرورت نہیں کہ یہ اسلام کی حقانیت کے منافی ہے اسلام ہی وہ سچا اور لافانی مذہب ہے جو رہتی دنیا تک کے لیے ہدایت و کامیابی کا ضامن ہے اس میں کسی کو ذرہ برابر چوں چرا کی گنجائش نہیں۔ اس کے قوانین اٹل اور فطرت انسانی کے عین مطابق ہیں۔

اسلام کے ابتدائی ادوار سے ہی فساد اور بگاڑ کی وبا اسلام و مسلمین میں در آئی طرح طرح کے فتنے اور مسلمانوں کے مابین گمراہ فرقے پیدا ہوتے گئے اور کیوں نہ ہو کہ یہ صادق و مصدوق کا قول ہے کہ "میری اُمت فرقوں میں بٹ جائے گی" لیکن اسکے ہی ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی رہنمائی اور دین اسلام کے خلاف پیدا شدہ گمراہیوں کے تدارک کے لیے انبیاء کرام کی وراثت کے امین علمائے کرام کو پیدا فرماتا رہے گا کیونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو چکا ہے اب کوئی نیا نبی آنے سے رہا۔ لہذا یہی نائبین رسول ہیں جنھوں نے قوم کی رہنمائی کی ذمہ داری اپنے سر لیکر اسے بحسن و خوبی انجام دے رہے ہیں اور اسلام کے خلاف فتنوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

آج جو سب سے بڑا فتنہ ہمارے سامنے سر اٹھائے کھڑا اور اسلام کے لیے سب سے بڑا خطرہ بنا ہوا ہے وہ "فتنہ قادیانیت" جسے پیدا ہوئے کم و بیش ایک صدی کا عرصہ گزر گیا۔ علمائے اسلام نے ابتداء ہی سے اس کی گرفت فرمائی، اسکی گمراہیوں اور کفریات کو اجاگر کیا، علمائے عرب و عجم نے بالاتفاق انہیں مرتد و کافر کہا، اس خصوص میں امام احمد رضا کا نام سرفہرست ہے، جہاں آپ نے ڈھیر سارے تجدیدی کارنامے انجام دیے، وہیں رد قادیانیت میں بھی آپ نے نمایاں کردار ادا کیا اور کئی رسالے تالیف فرمائے اور قادیانیوں پر علمائے عرب بالخصوص حرمین شریفین کے لگائے گئے فتاوی کو "حسام الحرمین" میں جمع کیا۔ فتاوی رضویہ میں لکھتے ہیں کہ!

"علمائے کرام حرمین شریفین نے قادیانی کی نسبت بالاتفاق فرمایا کہ من شک فی عذابہ و کفرہ فقد کفر جو اسکے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر" (فتاویٰ رضویہ ج۵/۵۱)

قادیانیوں کی حقیقت مزید واضح کرتے ہوئے احکام شریعت میں فرماتے ہیں!

"قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا ہے اور پھر اللہ عزوجل یا رسول اللہ ﷺ یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریات دین میں سے کسی شے کا منکر ہے" (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۱۲)

ختم نبوت کا عقیدہ اجماعی ہے جس پر چودہ صدیوں سے مسلمانوں کا اجماع رہا ہے کہ ہمارے نبی محمد عربی ﷺ آخری نبی ہیں اور ان پر سلسلہ رسالت ختم ہو چکا ہے اور یہ مسئلہ ضروریات دین سے ہے جس کا منکر بالاجماع کافر ہے بے شمار احادیث و آثار و آیات قرآنیہ شاہد ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ ہی خاتم النبیین اور ختم المرسلین ہیں اب ان کے بعد کسی نے نبوت و رسالت کا دعویٰ کیا تو وہ جھوٹا مکار فریبی ہے اور اس کے کفر و ارتداد میں کوئی شک نہیں۔

علمائے کرام کی مساعی جمیلہ کے باعث وقتی طور پر یہ فتنہ دب گیا مگر مکمل طور سے یہ ختم نہیں ہوسکا، بلکہ دھیرے دھیرے پنپتا گیا اور اسکے ماننے والے چوری چھپے اپنا کام کرتے رہے، لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتے رہے، اپنا لٹریچر دولت افرنگ کی بنیاد پر خوب پھیلاتے رہے، قادیانی پورے جابکدستی سے دیہاتوں اور قصبات میں اپنا تسلط جمانے کی کوششیں کررہے ہیں، انکے مبلغین اور نمائندے جگہ جگہ پھر رہے ہیں اور سادہ لوح سیدھے سادے عوام کو بہکا رہے ہیں اور عوام کو سبز باغ دکھا کر اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوششیں کررہے ہیں اور اپنے لٹریچر کی اشاعت میں پانی کی طرح روپیہ بہا رہے ہیں۔

آج ضرورت ہے اس پر بند لگانے کی آج ضرورت ہے اس کے لیے ہم پورے طور پر کمربستہ ہو جائیں اور اس محاذ پر اپنی تمام تر توانائیاں صرف کردیں اپنے مدرسوں کے نصاب میں فتنہ قادیانیت کے رد و مناظرہ کا فن داخل کریں ان کے فتنوں سے مقابلے اور محاسبہ کرنے کا ڈھنگ طلبہ کو سکھائیں، فتنہ قادیانیت کے خطرناک منصوبوں سے انہیں آگاہی کریں تاکہ ہماری آئندہ نسل اپنے آپ کو اس فتنے سے مقابلے کے لیے تیار پائے، ذیل میں تاریخ فتنہ

قادیانیت اور اس کے بانی اور اسکے کفریات وہفوات پر اجمالاً روشنی ڈالی جارہی ہے۔

فتنہ قادیانیت:

اس جماعت کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی بقول اپنے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پنجاب کے مقام ''قادیان'' ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا۔ عربی فارسی کی تعلیم اس دور کے اساتذہ سے پائی اور طب کی تعلیم اپنے والد مرزا غلام مرتضٰی سے لی۔ ۲۲ سال کی عمر میں انگریزی حکومت میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے آفس میں معمولی کلرک کی حیثیت سے اپنی ملازمت کا آغاز کیا اس نوکری کو اس نے اپنے لیے ترقی کا پہلا زینہ بنایا اور تاج برطانیہ کا قرب حاصل کر گیا۔ دھیرے دھیرے اس نے حکومت برطانیہ میں اپنا اعتماد بحال کر لیا۔ برطانوی سامراج کو بھی کسی ایسے ہی خوشامدی اور ابن الوقت کی تلاش تھی جو افتراق و انتشار بین المسلمین کی صلاحیت رکھتا ہو اور کار فتنہ گری میں ماہر ہو۔ تثلیث کے پجاریوں نے مرزا کو کارآمد سمجھ کر اسے سبز باغ دکھانا شروع کیا، اور اپنی مقصد برآری کے لیے اسے استعمال کرتے رہے، مرزا نے بھی خوب حق نمک ادا کیا۔ انگریزوں کے اس ریزہ خوار نے وفاداری میں کوئی کمی نہ کی اسکے تئیں انہیں اپنے مذموم مقاصد میں کامیابی ملتی گئی۔

۱۸۷۶ء میں مرزا کے والد چل بسے۔ باپ کی موت سے تو ایک طرف مرزا کو مکمل آزادی مل گئی اب اس کی سرپرستی کرنے والا کوئی نہ رہا پھر تو اس نے انگریزوں کے سپرد کردہ کاز کو اور تیز تر کر دیا۔ اس پر انگریزوں کی حوصلہ افزائی اور مادی وسائل کی فراہمی نے مزید مواقع فراہم کیے سب سے پہلے اس نے اپنے منصوبے کے مطابق اپنے آپ کو مجدد اُمت ہونے کا دعویٰ کیا پھر اس نے دعویٰ کیا کہ اس پر الہامات ہوتے ہیں پھر ۱۸۸۸ء میں دعویٰ کیا کہ وہ مہدی موعود ہے، رفتہ رفتہ اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ مسیح کا مثیل کہنا شروع کیا، اور ان کی شان میں نازیبا الزامات اور رکیک اتہامات تراشے، انکی عفت مآبی پر حملہ کیا، انکے آباء واجداد کو جی بھر کے گالیاں دیں، اور اپنے آپ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی افضل ثابت کیا۔ پھر ظلی، بروزی اور غیر تشریعی نبی بنا اور بالآخر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا کھلا مدعی بن گیا اور اپنے آپ کو محمد رسول اللہ ثابت کیا جیسا کہ اس کا بیٹا مرزا بشیر الدین لکھتا ہے۔

> ''مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں۔ جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ تشریف لائے۔ اس لیے ہم مرزائیوں کو دوسرے کلمے کی ضرورت نہیں ہاں! اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی''۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

بلکہ یہی نہیں یہاں تک لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی آنحضرت ﷺ سے افضل واعلیٰ ہے اس کے معجزات

حضور سے زیادہ تھا اسکی روحانیت حضور ﷺ سے بڑھی ہوئی تھی۔

"مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے قوی، اکمل اور ارشد ہے"۔ (خطبہ الہامیہ درخزائن ج ۱۶، ۲۷۱، ۲۷۲)

مرزا البشیر الدین القادیانی نے اپنے باپ کی نبوت کے اثبات کے لیے ایک کتاب "حقیقۃ النبوۃ" نامی لکھی اس میں مرزا کو اسی معنی نبی تسلیم کیا ہے جیسا کہ اگلے زمانے کے انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے اور جس طرح انکی نبوت کا منکر کافر ہے ویسے ہی جو آج مرزا کی نبوت تسلیم نہ کرے کافر ہے اور جو مسلمان مرزا کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ بھی کافر و مرتد اور نجات سے محروم ہے۔ ذیل میں حقیقۃ النبوۃ سے چند عبارتیں پیش کی جارہی ہیں جن سے مرزا کا دعویٰ نبوت ظاہر ہوتا ہے۔

☆ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۱۶۸ از مرزا بحوالہ قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم النبوۃ مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن ہالینڈ)

☆ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول و نبی ہیں (اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء بحوالہ مذکورہ)

☆ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا (دافع البلاء ص ۱۱ بحوالہ مذکورہ)

☆ خدا تعالیٰ قادیان کو اس طاعون کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس رسول کا تخت گاہ ہے (دافع البلاء ص ۱۰ بحوالہ مذکورہ)

یہ صرف چند عبارتیں ہیں جس میں صاف و صریح ادعائے نبوت علاوہ ازیں ایسی بے شمار عبارتیں ہیں جن میں اس نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اپنی نبوت کے اثبات میں دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے ہیں لیکن اسی پر بس نہیں اس دعویٰ نبوت کے علاوہ بھی اس نے اور بہت سے دعوے کیے کبھی اپنے آپ کو الوہیت کے منصب پر فائز کیا تو کبھی ابن اللہ بن گیا کبھی عیسیٰ ابن مریم بنا اور کہیں ہندوؤں کا کرشن اوتار بھی بنا گوارا کرلیا تا کہ مشرکین ہند کو بھی اپنے دام فریب میں پھنسا سکے اور انکا بھی ایک جتھا پیدا ہو سکے اور بھی نہ جانے کیا کیا اوٹ پٹانگ دعوے کیے اسی سے اسکی نفسانیت اور ہوا و حرص کا پتہ چلتا ہے اس کے ان ڈھیر سارے دعوؤں کو دیکھنے پر ایک سنجیدہ شخص لامحالہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ بیک وقت اتنے متضاد و باہم دعوے کرنے والا کوئی فاتر العقل اور احمق ترین شخص ہی ہوگا۔ اور مرزا کے ناپاک کپڑے مرزا البشیر الدین نے حقیقۃ النبوۃ میں اپنے باپ کی ناجائز نبوت کی دلیل پر چند فرضی الہامات بھی گڑھے ہیں مثلاً

☆هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق وتهذیب الأخلاق

☆انا أرسلنا أحمد الیٰ قوم فاعرضو اوقالوا کذب أشر

☆انی مع الرسول أقوم وألوم من یلوم

☆انی مع الرسول أقوم وأفطر وأصوم

☆انی مع الرسول أقوم و من یلومه ألوم

یہ ہیں اسکے وہ الہامات جو بقول اس کے اس پر اترے ایک عام سا شخص بھی جانتا ہے کہ نبوت و رسالت کا خاصہ بندوں کی ہدایت و رہنمائی ہوا کرتا ہے اور نبی پر اسی زبان و بیان میں وحی والہامات ہوتے ہیں جو زبان اس کی قوم میں رائج ہوتی ہے ورنہ پھر نبوت کا اصل کام پورا ہی نہ ہو سکے گا کیونکہ جس زبان سے قوم آشنا ہوگی اسی زبان میں پیغام موثر ہوگا لیکن یہ کیسا نبی ہے کہ قوم اس کی پنجابی، زبان اس کی پنجابی اور الہام کبھی عربی میں کبھی انگریزی میں اور کبھی پنجابی میں اترتا ہے اس کے کذب پر یہی دلیل کافی ہے۔ ہاں! یہ بھی الہام ہے مگر الہام ربانی نہیں بلکہ الہام شیطانی۔ ان کفریہ اور خود ساختہ شیطانی الہامات کے بعد نتیجے کے طور پر مرزا بشیر الدین سوال کرتا ہے کہ!

> "کیا سب نبیوں کو ہم اس لیے نبی نہیں مانتے کہ خدائے تعالیٰ نے انکو نبی کہا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ وہی خدا جس نے موسیٰ سے کہا تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا اور عیسیٰ سے کہا کہ تو نبی ہے تو وہ نبی ہو گیا، لیکن آج مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی سے کہتا ہے کہ تو نبی ہے تو وہ نبی نہیں ہوتا ۔۔۔ اگر مسیح موعود نبی نہیں تو دنیا میں آج تک کوئی نبی نہیں ہوا" (حقیقۃ النبوۃ ص ۲۲۰،۲۲۱)

یہ تو چند نمونے مشتے از خروارے ہیں ورنہ مرزا کے کفریات و ہفوات حد و شمار سے سوا ہیں جنھیں اگر جمع کیا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے آج ضرورت ہے کہ ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو اس فتنے سے آگاہ کریں انھیں بتائیں کہ یہ ایمان کے ڈاکو اور لٹیرے ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف مستقل تحریک چلانے کی ضرورت ہے تا کہ انکی اصل شکل و صورت عام مسلمانوں کے سامنے آجائے اور انکے مکروہ خدوخال روشنی میں آجائیں جس سے بچا جا سکے اور مسئلہ ختم نبوت سے واضح طور پر ہر مسلمان کو روشناس کرایا جائے تا کہ وہ ان کے دام ہمرنگ سے بچ سکیں انکے گندے اور گھناؤنے عقائد منظر عام پر لائے جائیں۔ ابھی حال ہی میں استاذ گرامی ادیب عصر حضرت علامہ فروغ احمد مصباحی مدظلہ شیخ الجامعہ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی کی ایک تحقیقی تصنیف "قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت" ورلڈ اسلامک

مشن ہالینڈ کے تعاون سے شائع ہو کر منظر عام پر آئی ہے جو اس موضوع پر ایک لا جواب کتاب ہے میں نے اس مضمون میں اس سے کافی مدد لی ہے اور بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل۔

☆جزاء اللہ عدوہٗ باباۂ ختم النبوۃ (۱۳۱۷ھ)

☆السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (۱۳۲۰ھ)

☆قہر الدیان علی مرتد بقادیان (۱۳۲۳ھ)

☆المبین ختم النبیین (۱۳۲۶ھ)

☆الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی (۱۳۴۰ھ)

ضرور مطالعہ میں لائے جائیں جن سے قادیانیت کی پوری تفصیل اور ان پر شرعی حکم سامنے آجائیگا۔امین شریعت حضرت علامہ مفتی محمد رفاقت حسین مظفر پوری رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذ رشید حضرت صدر الشریعہ مصنف بہار شریعت) کی ایک نہایت عمدہ تحقیقی کتاب ہے ''قادیانی کذاب'' اسکو زیادہ سے زیادہ پھیلانے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ عام فہم انداز میں اس موضوع پر اپنی مثال آپ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں جادۂ مستقیم پر گامزن رکھے، گمراہیوں اور گمراہ گروں سے بچائے اور حفظ امان میں رکھے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

نبوت، شعور نبوت اور ختم نبوت

پروفیسر محمد عارف خان

شعور حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ سلسلہ نبوت اللہ تعالیٰ کا الوہی نظام ہے جس کے ذریعے وہ کائنات وانسان کی راہنمائی فرماتا ہے۔ نبوت الوہی مقصد کی پابند ہے۔ راہنمائی جو انبیاء کے ذریعے ہوتی رہی ہے اُسے شعور نبوت کہا جاسکتا ہے شعور نبوت پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخر الزمان نبی حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ تک ایک تسلسل سے آگے بڑھا ہے۔ پہلے حضرت انسان آدم علیہ السلام کو شعور نبوت سے نوازا گیا۔ یہ شعور نبوت انسان کو منتقل ہوتا رہا انسان کا ذاتی شعور ارتقاء نبوت کیساتھ بتدریج بلند سے بلند تر ہوتا رہا اور یوں نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو ایسی نبوت عطا کی گئی جو ارتقاء نبوت کے لحاظ سے بھی مکمل تھی اور انسان کے شعور ذات کی رہنمائی کے لیے بھی مکمل طور پر کفایت کرتی ہے۔ اس نبوت کا امتیاز قرآن مجید اس کی حفاظت کا الٰہی بندوبست اور شعور نبوت کی کاملیت ہے۔ شعور نبوت وختم نبوت فریضہ نبوت سے منسلک ہے۔ نبوت کے اختتام کا اعلان ہوا مگر فریضہ نبوت ابھی باقی ہے۔ شعور نبوت بطور صحیفہ الٰہی وپیغام الٰہی مکمل ہوا ہے مگر بطور عمل یہ ارتقاء انسان کے سماجی سیاسی اور معاشی میدان میں جاری رہے گا۔ فریضہ نبوت عمل کی وہ گھائی ہے جس پر سے انسان کو ابھی گزرنا ہے۔ راز نبوت ابھی تک پوری طرح منکشف نہیں ہوا ہے۔ قرآن آئے چودہ صدیاں گذر چکی ہیں مگر قرآن کا پیغام پوری طرح واشگاف نہیں ہوا ہے۔ قرآن زندہ اور تازہ کتاب ہے۔ اسکی زندگی مسلمہ اور اس کی تازگی اٹل ہے۔ انسان کے لیے اس کے اندر ابھی بہت کچھ ہے مگر یہ منکشف ہوگا تو کیسے؟ جبکہ نبوت کا اختتام ہو چکا ہے۔

نبوت کی تکمیل آپ ﷺ پر ہو چکی ہے۔ شعور نبوت کی تکمیل ابھی باقی ہے۔ ختم نبوت کا اعلان اُس وقت ہوا جب انسان کا شعوری ارتقاء اُس سطح پر ترقی کرتا گیا جہاں نظام نبوت کی شخصی ضرورت باقی نہیں رہی بلکہ انسان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ارتقاء نبوت کے ذریعے وہ استعداد بخش دی جو آئندہ کی منزلیں وہ ختم نبوت کے تحت قرآن مجید سے روشنی لے کر خود آگے بڑھے گا۔ قیامت تک کے لیے اور نبی نہیں آئے گا اور آپ ﷺ اور آپ پر نازل ہونے والا صحیفہ قیامت تک کے لیے انسان کی راہنمائی کے لیے کفایت کرے گا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ فلسفہ ختم نبوت اور علم جدید کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا جائے تاکہ یہ زندہ کتاب تازہ پھول وبرگ وبار لائے۔ ان شاءاللہ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

محبان اہل بیت کہاں ہیں؟

مولانا حافظ غلام حسین کلیالوی

مصطفیٰ کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل بیت کی محبت ایمان کا جزو ہی نہیں بلکہ جان ایمان ہے۔اس کے بغیر انسان نہ تو قرب خداوندی حاصل کرسکتا ہے نہ قرب مصطفیٰ ﷺ۔خداوند قدوس اپنے محبوب علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنی اُمت سے تمام احسانات کا بدلہ اہل بیت کی محبت کی صورت میں مانگنے کا حکم دیتے ہیں۔ارشاد خداوندی ہے!

قل لا اسلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی ط

ترجمہ:اے میرے محبوب ﷺ فرما دیجیے میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت ومودت۔اے عبد اللہ کے یتیم! آمنہ کے چاند! اے میرے پیارے اور لاڈلے رسول ﷺ آپ اعلان فرما دیجئے! اے میرے اُمتیو! اے میرا کلمہ پڑھنے والو میں نے تمہیں ایمان کی دولت سے سرفراز کیا میں نے تمہیں ہدایت کا راستہ دکھایا تمہیں میرے صدقے جان ملی،اولاد ملی،قرآن ملا،رمضان ملا،جہان ملا،ایمان ملا۔حتیٰ کہ رحمان ملا،میرے صدقے تمہیں سب کچھ ملا۔میں اس کا صلہ اور اجر تم سے کچھ نہیں مانگتا مگر اپنی قرابت کی محبت ومودت۔اے میرے پیارے اُمتیو! تم میرے آل سے محبت کرنا۔علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پیار کرنا۔تم میری لخت جگر فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی توقیر کرنا،تم میرے نواسوں سے محبت وعقیدت رکھنا یہ میرے احسانات کا بدلہ اور صلہ ہوگا۔

لیکن ایک فتنہ اٹھا جس کا نام قادیانیت ہے۔قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی جہنم مکانی،نسل شیطانی نے اشارہ فرنگی پر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کیا۔پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ قادیان کے اس دجال،انگریز کے دسترخوان کے ٹکڑوں پر پلنے والے اس جہنمی کتے نے اسلام کی مقدس شخصیات کے متعلق وہ توہین آمیز کلمات بکے کہ پڑھ اور سن کر دماغ کی شریانیں پھٹنے لگ جاتی ہیں۔آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں۔کلیجہ منہ کو آتا ہے۔مرزا قادیانی اور اسکی ناپاک ذریت کے زہر آلودہ قلم سے ویسے تو کوئی مقدس ہستی محفوظ نہیں۔خداوند قدوس کی ذات سے لیکر انبیاء اولیاء،صلحاء حتیٰ کہ ادنیٰ مسلمان تک کوئی ایسی ذات نہیں جس کو ان کی بچھو نما زبانیں نیش زنی نہ کرتی ہوں۔لیکن یہاں صرف ان کی اہل بیت اطہار کی شان میں کی گئی گستاخیوں کی نشاندہی کی جائے گی۔قادیانیوں کی کفریہ تحریریں نقل کرتے ہوئے ہاتھ ڈگمگانے لگتا ہے۔قلم ٹوٹنے لگتا ہے دل لرزنے لگتا ہے۔لیکن وقت پکار پکار کر کہتا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے دیوانوں اور پروانوں کو بتا دو کہ کفر وارتداد کے بچھو کس طرح نیش زنی کرتے ہیں۔لیکن کلیجہ تھام کر لکھ رہا ہوں۔دل پر ہاتھ رکھ کر استغفر اللہ پڑھتے ہوئے ملاحظہ فرمایئے۔

سرکار دوعالم ﷺ کی شان اقدس میں قادیانیوں کی گستاخیاں:

حضور نبی کریم ﷺ کی توہین:

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے۔حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ سکتا ہے"۔(نعوذباللہ)اخبار الفضل قادیان ۱۷ جولائی ۱۹۲۲ء)

نبی پاک کو کئی الہام سمجھ نہ آئے:

"نبی سے کئی غلطیاں ہوئیں ،کئی الہام سمجھ نہ آئے"۔(ازالہ اوہام مطبع لاہوری ۳۶۳/۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

نبی پاک ﷺ اشاعت دین مکمل طور پر نہ کرسکے:

"نبی ﷺ سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہوسکی۔میں نے پوری کی ہے"۔معاذ اللہ)(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۶۵)

نبی پاک ﷺ سور کی چربی والا پنیر کھاتے تھے:

"آنحضرت ﷺ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سور کی چربی پڑتی ہے"۔(نعوذباللہ)(مکتوبات مرزا قادیانی اخبار الفضل ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

روضہ رسول ﷺ کی توہین:

"روضہ اطہر مصطفیٰ ﷺ نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے"۔(معاذ اللہ)(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۲)

حدیث مصطفیٰ ﷺ کی توہین:

"میری وحی کے مقابلے میں حدیث مصطفیٰ کوئی شے نہیں"۔(معاذاللہ)(اعجاز احمدی ص ۵۶)

درود شریف کی توہین:

مرزا قادیانی اپنے بارے میں بکتا ہے "خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں"۔نعوذباللہ (رسالہ درود شریف بحوالہ الاربعین نمبر ۲ ص ۱۵ تا ۱۸ نمبر ۳ ص ۲۳ تا ۲۶ مصنفہ مرزا دجال)

مرزا قادیانی نبی پاک ﷺ کا مظہر:

"پس چونکہ میں اسکا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پاکر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں"۔(نعوذ باللہ)(نزول المسیح ص ۲)

مرزا قادیانی نبی پاک ﷺ کا وجود:

"خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے"۔(نعوذ باللہ)(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰)

نبی ﷺ کا قادیان میں مرزا قادیانی کی صورت میں نزول:

"تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے"۔نعوذ باللہ (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی لعنتی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۱۵ نمبر ۳ ج ۱۴)

مرزا قادیانی محمد ثانی:

"کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلی طور پر پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا پھر بھی سیدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔کیونکہ محمد ثانی اس محمد ﷺ کی تصویر اور اسی کا نام ہے"۔(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷)

مرزا قادیانی کو نبی پاک ﷺ کی چادر پہنائی گئی:

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی اور وہ خود ہی آئے ہیں"۔(ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۳۰ نمبر ۱۹۰۱ء منقول از جماعت مبایعین کے عقائد صحیح رسالہ مجانب قادیانی جماعت قادیان ص ۱۷)

اگر نبی ﷺ کا منکر کافر تو مرزا قادیانی کا منکر بھی کافر:

"اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح کا انکار بھی کفر ہونا چاہیے۔کیونکہ مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے کوئی الگ چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے۔اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے۔آپ کا انکار کفر نہ ہو"۔(نعوذ باللہ)(کلمۃ الفصل مرزا بشیر احمد قادیانی ابن مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز ص ۱۴۷ نمبر ۳ ج ۱۴)

نبی پاک ﷺ اور مرزا قادیانی میں کوئی فرق نہیں:

”اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے“۔نعوذ باللہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۸)

مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ نہ ماننا قرآن کی مخالفت ہے:

”اور جس نے مسیح موعود کی بعثت کو نبی کریم کی بعثت ثانی نہ جانا اس نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا کیونکہ قرآن پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ محمد رسول اللہ ایک دفعہ پھر دنیا میں آئے گا“۔(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۰۵ نمبر ۳ ج ۱۴)

مرزا قادیانی تیرہ سو سال قبل رحمۃ اللعالمین بن کر آیا:

”یہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لئے تھی“۔نعوذ باللہ (اخبار الفضل قادیان ج ۳ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

قادیانیوں کو نئے کلمہ کی ضرورت نہیں:

”اگر ہم بالفرض محال مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لیے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہمکو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں جیسا کہ وہ (مرزا قادیانی) خود فرماتا ہے!”صار وجودی وجودہ“(نیز)”من فرق بینی و بین مصطفیٰ فما عرفنی وما ورائی“اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔جیسا کہ آیت آخرین منھم سے ظاہر ہے۔پس مسیح موعود (مرزا صاحب) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ اور آتا تو ضرورت پیش آتی“۔(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۵۸ نمبر ۳ ج ۱۴)

ان عقائد کو چشم عدل سے پڑھنے اور دماغ انصاف سے پرکھنے والو! خدا را بتاؤ! قادیانی کلمہ طیبہ میں محمد ﷺ رسول اللہ سے کیا مراد لے رہے ہیں؟

مرزا قادیانی کی شان:

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ٹھیک وہ شان وہی نام رتبہ ہے جو آنحضرت ﷺ کا تھا۔(نعوذ باللہ)(اخبار الفضل ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء قادیانی مذہب ص ۲۷۵)

تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی کے تمام انسانوں کے لیے نبی اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ نعوذ باللہ (تذکرہ ص ۳۶۰)

مرزا رحمۃ اللعالمین ہے:

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ اللعالمین مرزا غلام احمد ہے۔ نعوذ باللہ (تذکرہ ص ۸۳)

مرزا سید الاولین وآخرین ہے:

مرزائی اخبار الفضل مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ مرزا وہی ختم المرسلین تھا۔ وہی فخر الاولین وآخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ اللعالمین بن کر آیا تھا۔ (قادیانی مذہب ص ۲۶۲)

مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات ہے:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان و زمین اور تمام کائنات کو صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا۔ (نعوذ باللہ (حقیقۃ الوحی ص ۹۹)

مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھی:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔ نعوذ باللہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷)

مرزا قادیانی کو بڑی فتح نصیب ہوئی:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو چھوٹی فتح نصیب ہوئی تھی اور بڑی فتح میں مرزا قادیانی کو ہوئی۔ نعوذ باللہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳)

مرزا قادیانی کا اسلام افضل ہے:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں اور درخشاں ہے۔ نعوذ باللہ (خطبہ الہامیہ ۹۳)

مرزا قادیانی کے معجزے آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہیں:

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے (تحفہ گولڑویہ ص ۶۳) اور مرزا قادیانی کے معجزے تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ نعوذ باللہ (حقیقۃ الوحی ص ۶۷) قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء

آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہے۔ نعوذ باللہ (ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۳۱)

آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے ہیں:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں — اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل — غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار بدر قادیان ج ۲ ش ۴۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء) نعوذ باللہ

نبیوں سے مرزا قادیانی کی بیعت کا عہد:

قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر ایک نبی سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت ونصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔ نعوذ باللہ (اخبار الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۲ء۔ قادیانی مذہب ص ۳۴۰)

آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں:

قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں بلکہ صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے نجات ہوگی۔ نعوذ باللہ (اربعین ص ۴ تا ۷)

مرزا قادیانی جو چاہے کرسکتا ہے:

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی جس بات کا ارادہ کرتا ہے وہ مرزا قادیانی کے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے۔ (تذکرہ ص ۵۲۵، ۶۵۶، ۸۱۲۔ حقیقۃ الوحی ص ۱۰۵) نعوذ باللہ۔

یہ ہیں قادیانیوں کے وہ کفریہ عقائد جنہیں پڑھ کر رگوں میں خون کھولنے لگتا ہے۔ اور ہر پڑھنے والا مسلمان غم وغصہ کا ایک مجسم طوفان بن جاتا ہے اور اس کے دل میں قادیانیت کا سر کچلنے کا جذبہ جہاد جوش مارنے لگتا ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق جو رحمۃ للعالمین ہیں، راحت العاشقین ہیں، انیس الغریبین ہیں، شفیع المذنبین ہیں، جو سراپا معجزہ بن کر آئے۔ جن کی ادنیٰ سی بے ادبی موجب کفر ہے وہ محمد رسول اللہ ﷺ جنکی خاطر اللہ تبارک تعالیٰ نے سارا جہاں بنایا اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کائنات کا وجود بھی نہ ہوتا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا — وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی — جان ہے تو جہان ہے

وہ محمد رسول اللہ ﷺ جن کے متعلق قرآن اعلان کرتا ہے!

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ماعنتم حریص علیکم باالمومنین روف الرحیم o

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول تشریف لائے۔ تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر گراں گزرتا ہے۔ تمہاری بھلائی کے چاہنے والے مومنوں پر رحم کرنے والے مہربان ہیں۔

تمہاری تکلیف وہ برداشت نہیں کرسکتے۔ تکلیف تمہیں ہوتی ہے اور بے چین وہ ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے کسی رشتے کو کسی رشتے سے اتنی محبت نہیں جتنی سرکار دوعالم ﷺ کو اپنی اُمت سے ہے۔ ماں باپ بھی قیامت کے دن چھوڑ جائیں گے لیکن امام الانبیاء ﷺ اپنی اُمت کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ ایسا شفیق و کریم نبی کسی کو نہیں ملا۔ اللہ تبارک تعالیٰ اس اُمت کو بھی مشفق نبی کے احسانات کا شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قادیانیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخیاں:

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت کو لو۔ ایک زندہ علی (مرزا قادیانی) تم میں موجود ہے۔ تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کو تلاش کرتے ہو''۔ معاذ اللہ (ملفوظات احمدیہ از مرزا قادیانی ج ا ص ۱۳۱)

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا! ''**انت منی وانا منک** ''تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور فرمایا سرکار دوعالم ﷺ نے کہ سوائے منافق کے کوئی علی سے بغض نہیں رکھ سکتا۔ (ترمذی شریف) معلوم ہوا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایمان کی علامت ہے اور آپ کی عداوت منافقت کی علامت ہے۔

قادیانیوں کی حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی:

''حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ تم مجھ سے ہو''۔ العیاذ باللہ (ایک غلطی کا ازالہ حاشیہ ص ۱۱ مصنفہ مرزا ملعون)

ہائے وہ فاطمہ رضی اللہ عنہا جن کے متعلق سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا! ''**فاطمته بفعته منی فمن اغضبها اغضبنی** ''(الحدیث) بخاری شریف ص ۵۶۲) فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے اسکو ناراض کیا اس نے مجھ کو ناراض کیا۔ وہ فاطمہ جنھوں نے وصال کے وقت وصیت فرمائی کہ میرا جنازہ رات کے اندھیرے میں اٹھایا جائے تاکہ جیسے زندگی میں مجھے کسی غیر محرم آنکھ نے نہیں دیکھا تھا میرے جنازے پر بھی کسی غیر محرم کی نظر نہ پڑے۔ جن کے پُل صراط سے گزرنے کے وقت یہ اعلان کیا جائے گا کہ اے اہل محشر! نگاہیں نیچی کرلو

فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزر رہی ہیں۔ خدا نے آپ کو اتنا پردہ دیا کہ فرشتے بھی آپ کو دیکھ نہ سکیں لیکن قادیان کے حرام زادے کے زہر آلود قلم نے امام الانبیا ﷺ کی لاڈلی بیٹی کی عصمت کا بھی کچھ لحاظ نہ کیا۔

قادیانیوں کی حضرات حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شان میں گستاخیاں:

مرزا امام حسن وحسین سے افضل:

"اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں ہاں سمجھا" نعوذ باللہ (اعجاز احمدی ص ۵۲)

حسین دشمنوں کے کشتہ اور مرزا خدا کا کشتہ:

"میں خدا کا کشتہ ہوں اور تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے"۔ معاذ اللہ (اعجاز احمدی ص ۸۱ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا حسین رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر:

اے قوم شیعہ! تو اس بات پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھا ہوا ہے"۔ معاذ اللہ (دافع البلاء ص ۲۰ مصنفہ مرزا قادیانی)

ذکر حسین رضی اللہ عنہ ایک مصیبت:

"تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا صرف حسین ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ (ذکر حسین) کا ڈھیر ہے"۔ نعوذ باللہ (اعجاز احمدی ص ۸۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا کی ہر گھڑی کی قربانی سو حسین کی قربانی کے برابر:

کربلا است سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم

کہ میرے گریبان میں سو حسین ہیں۔ لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ میں سو حسین کے برابر ہوں۔ لیکن میں (مرزا بشیر الدین ابن مرزا قادیانی) کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے"۔ (خطبہ مرزا بشیر الدین مندرجہ الفضل ج ۱۴ ش ۸۰ جنوری ۱۹۲۶ء)

WWW.NAFSEISLAM.COM

مرزا کی بیٹی سارے انبیاء کی بیٹی:

"عزیزہ امتہ الحفیظ سارے انبیاء کی بیٹی ہے"۔ (الفضل قادیان ج ۲ ص ۱۵۶ مورخہ ۱۷ جون ۱۹۱۵ء)

حسین کو مجھ سے کیا نسبت:

"افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو ابنیت کا درجہ بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن میں موجود ہے۔۔۔۔ میں مسیح موعود نبی اور رسول ہوں۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو مجھ سے کیا نسبت ہے"؟ (نزول المسیح ص ۴۴)

حضرت امام حسین وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان حدیث کی رو سے:

نبی پاک ﷺ نے فرمایا! "**ان الحسن والحسین سید الشباب اهل الجنة**۔ حسن اور حسین دونوں جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں"۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۲) کہیں فرمایا! "**الحسن والحسین هما ریحانی من الدنیا**۔ حسن اور حسین دونوں میرے دنیا کے پھول ہیں"۔ (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۱)

حسین منی وانا من الحسین احب اللہ من احب حسینا (ترمذی شریف ج ۲ ص ۲۲۲) حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں اور اللہ اس سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے"۔ رسول خدا ﷺ یوں دعا فرماتے ہیں! **اللهم انی احبهما فاحبهما واحب من احبهما** اے اللہ میں حسن وحسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما اور جو ان سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما"۔

یہ ہے شان اہل بیت قرآن وحدیث کی رو سے۔ لیکن قادیانیوں نے جو اسلام اور اہل اسلام کے ازلی دشمن ہیں مسلمانوں کا رشتہ سرکار دوعالم ﷺ اور آپ کے گھرانے سے توڑنے کے لیے اہل بیت کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے ختم کرنے کے لیے مسلمانوں کے ایمان لوٹنے کے لیے کس قدر دیدہ دلیری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اہل بیت اطہار پر کس طرح رکیک حملے کیے ہیں۔ لیکن ہم مسلمان ہیں شمع ختم نبوت کے پروانے کہلاتے ہیں۔ محبان اہل بیت کہلاتے ہیں۔ لیکن ختم نبوت کے ان ڈاکوؤں کے ساتھ اہل بیت کے دشمن قادیانیوں کیساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔ ہم ان کیساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ انکی محفلوں میں شریک ہوتے ہیں۔ انکو گلے لگاتے ہیں اور بعض ہمارے مسلمان بھائیوں کے دلوں سے دینی غیرت وحمیت اس قدر مٹ چکی ہے کہ انکی بیٹیاں قادیانیوں کے گھروں میں بیاہی ہوئی ہیں اور بعض نے قادیانی عورتوں سے شادیاں رچا رکھی ہیں۔ مسلمانو! یاد رکھو کوئی ہمارا رشتہ دار ہو بھائی ہو باپ ہو بیٹا ہو جو

محمد ﷺ کا نہیں وہ ہمارا بھی نہیں۔ لیکن دنیا کے کسی کونے میں رہتا ہو کسی قبیلے اور خاندان سے تعلق رکھتا ہو جو محمد عربی ﷺ اور آپ کی آل پاک کا غلام ہے وہ ہمارے سر کا تاج ہے اور جو سرکار مدینہ ﷺ اور آپ کے اہل بیت کا دشمن ہے وہ ہمارے پاؤں کی ٹھوکر ہے۔ قادیانی خاندان نبوت کے دشمن ہیں انکا ٹکراؤ براہ راست سرور کائنات ﷺ اور آپ کے اہل بیت کیساتھ ہے لیکن اے مسلمان! ختم نبوت کے ان لٹیروں کے ساتھ اہل بیت کے ان غداروں کے ساتھ کھاتے پیتے وقت انکی محفلوں میں شریک ہوتے وقت امام الانبیا ﷺ کے ان باغیوں کو سینے سے لگا کر اظہار محبت کرتے وقت تیرا ضمیر تجھے ملامت نہیں کرتا تیری غیرت کو جوش نہیں آتا۔ تجھے اپنے نبی سے حیا نہیں آتی۔ ارے تجھے فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا سے شرم نہیں آتی۔ تجھے امام حسین رضی اللہ عنہ کی عظمت کا کچھ لحاظ نہیں۔ ارے تو علی المرتضی رضی اللہ عنہ کو کچھا ہمیت نہیں دیتا اگر تو اپنے نبی امام الانبیا ﷺ کی نور نظر لخت جگر فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی عزت کو اپنی عزت سے مقدم سمجھتا تو ان کے دشمن اور گستاخ قادیانیوں کو دیکھ کر آگ بگولا ہو جاتا۔ تیری آنکھیں سرخ ہو جاتیں۔ تیرے لبوں پر تبسم نہ آتا لیکن خاندان نبوت کے یہ دشمن اور گستاخ قادیانی تیرے سامنے دندناتے پھرتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر تیری کیفیت نہیں بدلتی۔ تیرے ماتھے پر شکن تک نہیں آتی تو نے کبھی سوچا ہے؟ تو نے کبھی غور وفکر کیا ہے؟ تیرے سامنے کس کے گھر کی کھیتی اجاڑی جا رہی ہے؟ کس کے باغ کے پھول توڑے جا رہے ہیں؟ کس کے جگر کے ٹکڑوں پر کاری ضربیں لگائی جا رہی ہیں؟ کس کے دل کو دکھایا جا رہا ہے؟ کس کی روح کو تڑپایا جا رہا ہے؟ کیا فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کو نبی پاک ﷺ نے اپنے جگر کا ٹکڑا نہیں فرمایا؟ کیا حسن وحسین سرکار دو عالم ﷺ کے باغ کے پھول نہیں؟؟ انکا دل دکھانے سے محمد رسول اللہ ﷺ کا دل نہیں دکھتا؟ کیا اہل بیت کی شان میں کی گئی گستاخیوں سے سرکار دو عالم ﷺ کی روح انور تڑپتی نہیں ہے؟ کیا گنبد خضرا سے یہ صدا نہیں آ رہی ہے کہ اے میرے پروانو! کہاں ہو؟ میری عزت کے تحفظ کی خاطر کٹ مرنے والو! کہاں ہو؟ میری خاطر ظلم وستم سہنے والے بلال وخبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم جیسے مستانو! کہاں ہو؟ اے محبان اہل بیت تم کہاں ہو؟ کیا آج تم میں سے کوئی نہیں جو میرے اہل بیت کے خلاف استعمال ہونے والی زبان کو کاٹ کر رکھ دے۔ میری اور میرے اہل بیت کی شان میں کی گئی گستاخیوں پر مبنی قادیانی لٹریچر کو جلا کر راکھ کر دے۔ مسلمانو! اگر ہم تحفظ ناموس رسالت کے لیے گستاخان اہل بیت کو ٹھکانے لگانے کے لیے اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں تو پھر ہم سے تو گلی کا کتا بھی اچھا ہے ہم اس سے بھی گئے گزرے ہیں کہ وہ گلی محلے کا حق نمک خوب ادا کرتا ہے۔ جس کا کھاتا ہے ساری رات اسکا پہرہ دیتا ہے اور اس کے اہل عیال اور مال کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ اپنی جان دے دیتا ہے لیکن اپنے مالک کے گھر پر کسی ڈاکو کو ڈاکہ نہیں ڈالنے

دیتا۔لیکن ہم محمد عربی ﷺ کا صدقہ کھاتے ہیں اور ہمارے زندہ رہتے ہوئے قادیانی مردود مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں۔خاندان نبوی ﷺ پر رکیک حملے کرتے ہیں اور ہم لبوں پر مہر سکوت لگا کر بیٹھے ہیں۔ہم کتے سے بدتر نہیں تو اور کیا ہیں؟ اگر ہم ختم نبوت کا تحفظ نہیں کر سکتے تو پھر ہماری نمازیں بیکار ہیں ہماری عبادت وریاضت فضول ہے ہمارے ان بے روح سجدوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ہمارے بلند وآہنگ عشق ومحبت کے دعوے جھوٹے ہیں ناموس رسالت کا تحفظ سب سے پہلے۔سارا دین بعد میں اگر ناموس رسالت کا تحفظ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔گنبد خضرا کی زیارت کیلئے تڑپنے والے! اللہ ہر مسلمان کو یہ تڑپ نصیب فرمائے روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینے سے پہلے یہ سوچ لینا کہ اگر رسول خدا ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمہارے وطن میں میری عزت محفوظ نہیں تم یہاں کیا لینے آئے ہو تو کیا جواب دو گے؟ اگر آقا ﷺ نے رخ انور پھیر لیا تو کہاں جاؤ گے؟ پھر کس کا سہارا لو گے؟ پھر اندھیری راتوں کے طویل سجدوں کی کیا حیثیت ہوگی؟ پھر ہماری تسبیحیں تہلیلیں کس کام آئیں گی۔

نماز اچھی حج اچھا روزہ اچھا زکوۃ اچھی
مگر میں باوجود اسکے مسلماں ہو نہیں سکتا
نہ کٹ مروں میں جب تک خواجہ بطحا کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

صرف نماز روزہ ہی بیکار نہیں بلکہ جو محمد عربی ﷺ کی عزت کے تحفظ کی خاطر کٹ مرنے کا عزم نہیں رکھتا اسکے ایمان کا ہی کوئی ثبوت نہیں۔ناموس نبوت کے تحفظ کے لیے قربان ہو جانے کا نام ہی ایمان ہے۔آل رسول ﷺ کے قدموں پر نثار ہو جانے کا نام ایمان ہے۔ورنہ نہ ہمارا دین ہے نہ ہماری زندگی کا کوئی مقصد ہے۔زندگی وہی ہے جس کا ایک ایک لمحہ ختم نبوت کا پرچم لہراتے ہوئے دشمنان رسول ﷺ ٹکراتے ہوئے گزرے جس کا اک ایک لحظہ آل رسول ﷺ کے غداروں سے برسرپیکار گزرے۔ورنہ ہماری زندگیوں پہ تف ہے۔ایسی زندگی سے موت بہتر ہے۔

امام حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دم بھرنے والو:

ہم شہادت کربلا کتنے جوش وخروش سے بیان کرتے ہیں کہ نواسہ رسول ﷺ نے اپنے نانا جان کے دین کے تحفظ کی خاطر حق کی سربلندی کی خاطر اپنے بھائی غازی عباس رضی اللہ عنہ کے بازو قلم کرائے۔اپنے جوان بیٹے علی اکبر کی جوانی کی قربانی دی۔معصوم علی اصغر کے خشک حلق میں تیر پیوست ہوتے دیکھے۔قاسم کو قربان ہوتے دیکھا اپنی بہن زینب کی گود خالی ہوتے دیکھی۔میدان کربلا کو اپنے خاندان کے خون سے رنگین ہوتے دیکھا اپنے جگر کے

ٹکڑوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرادیا بالآخر اپنا سر بھی قلم کرادیا۔لیکن نانا جان کے دین پر آنچ نہ آنے دی۔اور ہم نے کبھی یہ نہ سوچا کہ ہم نے اسلام کی خاطر کیا قربانی دی ہے۔ہم نے دین حق کی سربلندی کے لیے کیا کیا خرچ کیا؟ ہمارا تو اسلام کی خاطر کبھی خون کا ایک قطرہ تک نہیں ٹپکا۔پسینہ بھی نہیں بہا اور دعویٰ ہمارا یہ ہے کہ ہم اسلام کے سپاہی ہیں ہم اسلام کے کیسے سپاہی ہیں؟ اسلام پر تو قادیانی کتے حملہ آور ہیں اور ہم آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں۔ہم بے حس نہیں تو اور کیا ہیں؟ کیا سرکار دوعالم ﷺ کے احسانات کا بدلہ یہی ہے؟ کیا شہید کربلا کی غلامی کا حق یہی ہے؟ اے مسلمان تیری غیرت کہاں کھو گئی؟ تجھے کیوں بے غیرتی کا سانپ سونگھ گیا؟ تو بیدار کیوں نہیں ہوتا؟ تیرا جوش وجذبہ کیوں ختم ہو گیا؟ اٹھ امام الانبیاء ﷺ کی عزت کی پاسبانی کر۔ختم نبوت کا تحفظ کر۔محمد عربی ﷺ کے باغ کے پھولوں کو توڑنے والوں کے ہاتھ توڑ دے۔خاندان نبوت کے خلاف استعمال ہونے والی زبان کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے پھینک دے۔خاندان نبوت ﷺ کی غلامی کا حق ادا کر دے۔قادیانیت کے خلاف جہاد کر منکرین ختم نبوت کے لیے قہر صدیق بن جا۔کملی والے کے ان باغیوں کو ٹھکانے لگا دے۔یہ راج پال کی روحانی اولاد ہیں انکے لیے غیرت غازی علم دین بن جا۔مرزائیت کا سر کچل کے رکھ دے۔کتے مار مہم کا آغاز کر اور انکو واصل جہنم کر دے۔قادیانیت کو بحر قلزم میں غرق کر دے۔مرتدین کے سر کی چوٹی پر آسمانی بجلی بن کر گر اور ان ملعونوں کو پاش پاش کر دے۔ان گستاخان رسول ﷺ کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دے تا کہ گنبد خضرا میں محمد عربی ﷺ کی روح انور خوشی سے جھوم اٹھے کہ میری عزت کے محافظ ابھی زندہ ہیں۔مرنے کے بعد کل جب تجھے قبر میں آمنہ کے لال دیکھیں تو مسکرا کر فرمائیں تو تو ہمارا ہے تو تو ہماری ناموس کا پاسبان ہے میں تیری نجات کا ذمہ دار ہوں تو میری شفاعت کا حق دار ہے۔اللہ تبارک تعالیٰ تمام مسلمانوں کو شمع ختم نبوت کا پروانہ بنائے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

قادیانیت اور تحصیل گوجر خان

(ابتدا سے قیامِ پاکستان تک)

حسن نواز شاہ

تحصیل گوجر خان میں مذہبی سرگرمیوں، رجحانات اور علمائے کرام کے کردار وخدمات پر اب تک باضابطہ کوئی مستند کاوش میرے علم میں نہیں یا شاید اس کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی گئی اب جہاں تک تحصیل کے حوالے سے قادیانیت کے فروغ اور اس کے رد میں علمائے کرام کی سعی کا تعلق ہے اس بارے بھی اب تک کسی نے دادِ تحقیق نہیں دی، لے دے کے تاریخ راولپنڈی (جلد دوم)، تاریخ گوجر خان اور ضلع راولپنڈی تاریخِ احمدیت میں مختصراً اس پر کلام کیا گیا ہے لیکن وہ بجائے خود اغلاط سے بھرپور ہے۔ مثلاً تاریخ راولپنڈی میں لکھا ہے کہ:۔

"(راجہ محمد فضل) مرزا غلام احمد کے خاص مصاحبین میں سے تھا، ترقی کرتے کرتے رضوان یعنی مرزا غلام احمد کے دربان کا خطاب پایا۔ رضوان کی اجازت کے بغیر کوئی مرزا کو مل نہیں سکتا تھا۔ نور الدین احمد خلیفۂ اول سے زیادہ محمد فضل کا مقام تھا اور یہ امر لازمی تھا کہ اگر محمد فضل آخری ایام میں مرزائیت سے منحرف نہ ہو جاتا تو خلیفہ یہی ہوتا۔ قادیانیوں کا اخبار "الفضل" کہا جاتا ہے کہ راجہ محمد فضل کے نام کی مناسبت سے جاری کیا گیا ہے۔"(۱)

اس اقتباس کے بارے جب مولوی صاحب کے پوتے ڈاکٹر منیر الدین احمد (پ: ۲۲ نومبر ۱۹۳۴ء) سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

"یہ کہ "دادا جان مرزا غلام احمد قادیانی کے رضوان (دربان) تھے، جن کی اجازت کے بغیر کوئی شخص مرزا صاحب سے نہیں مل سکتا تھا۔" دادا جان کو قادیان میں بہت کم رہنے کا موقع ملا ہے۔ جب کہ دربان کو ہمہ وقت مرزا صاحب کی خدمت میں رہنا چاہیے۔ یا یہ کہ "اگر آپ آخری ایام میں مرزائیت سے منحرف نہ ہو جاتے تو خلیفہ بنتے اور نور الدین خلیفہ اول نہ ہوتے۔" مولوی حکیم نور الدین مرزا صاحب کی وفات پر ۱۹۰۸ء میں خلیفہ منتخب ہوئے تھے۔ اور دادا جان ۱۹۳۶ء میں احمدیت سے تائب ہوئے تھے۔ دوسری طرف آپ نے ۱۸۹۷ء کو قادیان میں پہلی ہی ملاقات میں مولوی حکیم نور الدین صاحب سے کہہ دیا تھا کہ ان کو مرزا صاحب کی خلافت ملے گی۔ اس چیز کا ذکر دادا جان کی سوانح حیات میں آ چکا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ "اخبار "الفضل" کا نام دادا جان کے

نام کی مناسبت سے رکھا گیا تھا''۔ یہ دعویٰ بھی بے بنیاد ہے۔''(۲)

اب تاریخ گوجر خان میں مولوی صاحب کے بارے میں دی گئی معلومات کتنی مستند ہیں اس کا اندازہ صرف اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ مولوی صاحب کا نام فضل احمد لکھا ہے۔(۳) یہی حال ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت کا ہے، اس کے مصنف نے مولوی صاحب کے بارے لکھا ہے کہ:

''آپ اپنے زمانہ کے ممتاز عالمِ دین قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی کے فارغ التحصیل اور عربی کے مضمون کے گولڈ میڈلسٹ تھے؛''(۴)

اگرچہ ڈاکٹر منیر الدین نے مولوی صاحب کی سوانح حیات میں تحصیلِ علوم کی تفصیلات لکھ دی ہیں، اس کے باوجود جب اقتباسِ مذکورہ بالا کے بارے ان سے استفسار کیا گیا تو انہوں نے جواباً لکھا کہ:

"My grand father did not go for study to Al.Azhar.He had his schooling in Changa Bangial from his maternal uncle Maulavi Umar Bakhsh.(5)

اور اسکی تصدیق مولوی صاحب کے اپنے بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے تحصیلِ علم کے بارے لکھا ہے کہ:-

''تدرس وتعلم ببلاد مختلفة وفی نواحه وطنه۔''(۶)

فروغ قادیانیت کا مختصر پس منظر:

تحصیل گوجر خان میں قادیانیت کے دونوں مکاتبِ فکر یعنی قادیانی ولاہوری گروہوں سے تعلق رکھنے والے موجود رہے ہیں۔ لیکن زیادہ فروغ قادیانی گروہ کو ہی حاصل ہوا اور زیادہ تر افراد اسی سے متعلق رہے۔ تحصیل میں قادیانیت کے فروغ کا سبب دو قادیانی مبلغ تھے، ایک مولوی محمد فضل خان چنگوی (ان کا تعلق قادیانی گروہ سے رہا) اور دوسرے لاہوری گروہ سے تعلق رکھنے والے مولوی غلام ربانی کشمیری۔ مولوی فضل تو عمر کے آخری سالوں میں قادیانیت سے تائب ہو گئے تھے البتہ مولوی غلام ربانی تا دمِ وفات لاہوری گروہ سے منسلک رہے۔ ذیل میں دونوں کے مختصر احوال درج ہیں:

مولوی محمد فضل خان چنگوی:

آپ ۱۸۶۸ء کو چنگا بنگیال میں غلام محمد خان کے ہاں راجپوت برادری میں پیدا ہوئے۔(۷) درسِ نظامی کی

تحصیل اپنے ماموں مولوی محمد عمر بخش نقشبندی مجددی (م: ۱۸۸۷ء)(۸) سے کی جو نقشبندی سلسلہ کے شیخ اور کئی کتب کے مصنف تھے۔(۹) انگریزی اور جدید علوم کی تحصیل کے لیے ۱۸۸۵ء میں آپ نے مشن ہائی سکول راولپنڈی میں داخلہ لیا۔(۱۰) مولوی محمد عمر کی صحبت کی بدولت تصوف کے ذوق کا پیدا ہونا فطری امر تھا نیز عملی تصوف میں شیخ کی ضرورت واضح ہے پس اسی اصول کی روشنی میں آپ نے اپنے ماموں سے بیعت کی درخواست کی لیکن انہوں نے بوجوہ انکار کر دیا۔ آخر کار آپ نقشبندی مجددی سلسلہ کے ایک اور شیخ خواجہ فقیر محمد تیراہی (۱۲۱۳-۲۹ محرم ۱۳۱۵ھ) سے بیعت ہوئے اور تصوف کی کتب بالخصوص شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی (۵۶۰-۶۳۸ھ) کی امہات کتب کا مطالعہ شروع کر دیا۔ خواجہ تیراہی نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا نیز آپ کو بیعت کرنے کا بھی حکم دیا۔(۱۱) ۱۸۹۶ء میں جب آپ چک امرال، ضلع جہلم میں صوبیدار میجر و آنریری کپتان شیر باز خان کے بچوں کی اتالیقی کے سلسلہ میں مقیم تھے، قادیانیت کی طرف راغب ہوئے اور مئی ۱۸۹۶ء کو بانی' جماعتِ احمدیہ میرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۵ء-۲۶ مئی ۱۹۰۸ء) کو خط لکھا۔ جس کا جواب میرزا صاحب نے ۲۹ مئی ۱۸۹۶ء کو تحریر کیا۔(۱۲) بعد ازاں میرزا صاحب نے آپ کو قادیان بلایا اور ۱۶ جنوری ۱۸۹۷ء کو آپ ان سے بیعت ہوئے میرزا صاحب نے انہیں اپنے تین سو تیرہ خاص اصحاب میں شامل کیا، آپکا نمبر ایک سو پچاسواں تھا۔(۱۳)

مرزا صاحب سے قربت:

جیسا کہ ذکر ہو چکا کہ مولوی صاحب، مرزا صاحب کے تین سو تیرہ اصحابِ خاص میں شامل تھے، اسی طرح مرزا صاحب نے ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کے ایک اشتہار بعنوان "بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ" میں اپنے نمایاں پیروکاروں کے ناموں کی فہرست دی تھی اس فہرست میں مولوی صاحب کا نام ۲۵۷ نمبر پر درج ہے۔(۱۴) ۲۲ جولائی ۱۹۰۰ء کو مرزا صاحب نے ایک اشتہار شائع کیا جس میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی (۱۸۵۹-۱۲ مئی ۱۹۳۷ء) کو عربی میں تفسیر نویسی کا چیلنج کیا اس اشتہار میں اکیس مؤیدین کے نام بطور گواہ مرقوم ہیں جن میں سترہویں نمبر پہ مولوی صاحب کا نام بھی موجود ہے۔(۱۵) اسی طرح مرزا صاحب نے اپنی تصنیف حقیقۃ الوحی میں مولوی صاحب کے چند واقعات کو اپنی صداقت کے نشان طور پہ شامل کیا۔(۱۶)

آپ کی بدولت تحصیل گوجر خان اور گرد و نواح میں قادیانیت کو بہت فروغ ملا تاریخ راولپنڈی (جلد دوم) میں لکھا ہے کہ:

"ضلع ہذا میں مرزائیت کی اشاعت راجہ محمد فضل آف چنگا میرا تحصیل گوجر خان اور ملک غلام نبی

آف پنڈوری داخلی چک بیلی خان کے باعث ہوئی۔" (۱۷)

مولوی صاحب کی وجہ سے ان کی برادری کے بالخصوص اور گردونواح کے بالعموم (ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں البدر والحکم کے حوالے سے درج فہرست اور مولوی فضل خان، ایک عالم ربانی کی سوانح حیات کے مطابق تقریباً تین درجن سے زاید مرد وزن نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت اختیار کی۔ (۱۸) ڈاکٹر منیر الدین کے بقول:

"آج (مولوی محمد فضل) کے ذریعے ان کے قریبی رشتہ داروں کی اکثریت نے احمدیت کو قبول کر لیا تھا البتہ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اس گاؤں میں احمدیت صرف ایک کنبے تک ہی محدود رہی۔" (۱۹)

ڈاکٹر منیر الدین نے اسی بارے ایک اور مقام پہ لکھا ہے کہ:۔

"آپ کی مساعی کے نتیجہ میں آپ کے خاندان کے اکثر افراد جماعتِ احمدیہ میں داخل ہو گئے تھے، چنانچہ آپ کی اپنی ڈھوک اور ہمسایہ ڈھوک حیات بخش کی نصف آبادی جس کا آپ سے قرابت داری کا رشتہ تھا احمدی ہو گئے تھے۔" (۲۰)

ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں مرزا قادیانی سے بلاواسطہ یا بذریعہ خط بیعت کرنے والے جن افراد کی فہرست دی گئی ہے ان میں کچھ افراد چنگا بنگیال کے قریبی گاؤں ڈھوک جڈارن کے ہیں اور ایک صاحب موضع جاتلی کے ہیں۔ (۲۱) جبکہ مولوی نبی بخش (ضلع راولپنڈی سے مرزا قادیانی کے ہاتھ پہ بیعت ہونے والے پہلے فرد) کی زوجہ کا تعلق موضع سید کسراں سے تھا۔ (۲۲)

ترکِ قادیانیت:

مولوی صاحب تقریباً چالیس سال تک قادیانیت سے وابستہ رہے، لیکن اس کے باوجود عمر کے آخری دور میں آپ جماعت سے الگ ہو گئے اور اپنے تائب ہونے کا واضح اعلان کیا، رجوع کے بعد جلد ہی آپ وفات پا گئے جس کی وجہ سے مراجعت کی خبر عام نہ ہو سکی یہی سبب ہے کہ ابوالقاسم رفیق دلاوری (۱۸۸۳–۱۹۶۰ء) نے آئمہ تلبیس یا غارتگرانِ ایمان میں ہفت روزہ زمیندار میں مولوی صاحب کے ۱۹۳۲ء میں شائع ہونے والے مضمون کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

"فضل احمد مرزائی موضع چنگا بنگیال ضلع راولپنڈی کا ایک مشہور مرزائی ہے، اس کا دعویٰ ہے کہ میں مرزا صاحب کا ظہور ہوں۔ کہتا ہے مرزا صاحب کی عمر اسی سال کی تھی لیکن جب وہ اپنی عمر کے ساٹھ سال

گزار چکے تو باقی ماندہ بیست سالہ عمر مجھے تفویض فرما کر وادیٔ آخرت کو چل دیے۔ اب میں ہی حقیقی مرزا صاحب ہوں۔ اس شخص کا ایک مضحکہ خیز مضمون جو سراسر تعلیوں، لن ترانیوں اور ملحدانہ خیالات سے مملو تھا ۱۹۳۲ء کے اواخر میں جریدہ ''زمیندار'' میں شائع ہوا تھا۔'' (۲۳)

رفیق دلاوری کے اقتباس پر ڈاکٹر منیر الدین تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"The contention of Abu'l Qaasim Rafiq Dilaawari regarding Maulavi Muhammad Fazl Khan regarding His claim to have been given the rest of the life of Mirza Ghulam Ahmad is absolutely wrong.it is his own invention.No where my grand father ever made such a claim, which is more than laughable. Mr. Dilaawari has not provided any proof of his claim. It is true that my grand father respected Mirza Ghulam Ahmad and never made derogatory remarks about him. This only shows that he was a cultured man, who respected even after leaving Jama'at Ahmadiyya its founder. He, however, said in very clear terms that Mirza Ghulam Ahmad was mistaken in interpreting his Ilhaams."(24)

اسی طرح لباب المعارف العلمیہ (جلد دوم) میں جو ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء/ ۲۱ ذیقعد ۱۳۵۷ھ کو شائع ہوئی مولوی عبدالرحیم کلاچوی (م: ۱۹۵۰ء) نے اسرارِ شریعت کے تعارف کی ذیل میں لکھا ہے کہ :-

''مولوی فضل خان ساکن چنگا بنگیال، ضلع راولپنڈی جو پہلے احمدی تھا، بعد میں اپنے آپ کو نبی ملہم کہنے لگا۔'' (۲۵)

ترکِ قادیانیت اور دوبارہ مشرف با سلام ہونے کے سلسلہ میں چند حوالہ جات:

مولوی صاحب کے ترکِ قادیانیت کے بارے داخلی شہادتوں کے سلسلہ میں دو اہم ماخذ ہیں ایک تو خادم

المسلمین کے نام سے ان کے مطبوعہ پمفلٹس کی سیریل اور دوسرے ان کے الہامات کے مجموعے یعنی کتاب الالہامات اور الہاماتِ الٰہیہ اور ان کے آخری دنوں کی ڈائری ان میں الہامات کے نسخہ ہائے خطی اور ڈائری، مولوی صاحب کے پوتے ڈاکٹر منیر الدین کے پاس کریفیلڈ (جرمنی) میں ہیں، جبکہ خادم المسلمین کے پمفلٹس بھی سوائے نمبر ا،۱۳ اور نمبر ۱۶ کے اب تک خاصی کوشش کے باوجود مجھے دستیاب نہ ہو سکے، پس داخلی شواہد کے سلسلہ میں میرا انحصار مولوی صاحب کے پوتے ڈاکٹر منیر الدین کی تصانیف ہیں جن میں انہوں نے اپنے دادا کی کتب سے اقتباسات دیے ہیں ذیل میں ان کی تصانیف سے چند حوالہ جات بلحاظِ سنین پیش خدمت ہیں:

☆حدیثِ یاراں کے نام سے ڈاکٹر منیر الدین اور سعید احمد ہمدانی کے مکاتیب دہلی سے شائع ہوئے ان میں سے ڈاکٹر منیر الدین نے چند ایک مقامات پہ مولوی صاحب کی ترکِ قادیانیت کے بارے صراحت سے لکھا ہے۔ ۱۵ جولائی ۱۹۹۲ء کے ایک مکتوب بنام سعید احمد ہمدانی میں لکھتے ہیں کہ:

> "کیا انسان تھا میرا دادا، جس کو دنیا نے نہ پہچانا۔ جماعتِ احمدیہ میں داخل ہو کر انہوں نے اپنا نام گنوا دیا اور آخری سالوں میں جماعت کو خیر آباد کہہ کر اپنا نام اس جماعت کی تاریخ سے نکلوا دیا، ایسی دلیری بہت کم لوگوں سے سرزد ہوتی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے، جیسے وہ ابن عربی والے ملامتی صوفیوں میں سے تھے جنہیں دنیا کی کوئی پرواہ نہ تھی۔" (۲۶)

۳ نومبر ۱۹۹۳ء کے مکتوب میں لکھا ہے کہ!

> "میں نے اپنے دادا جان پر کتاب کا آغاز کر دیا ہے، جہاں ایک طرف مجھے لطف آرہا ہے، وہاں دوسری طرف مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ دادا جان کو کس روحانی تکلیف سے گزرنا پڑا تھا۔ جب احمدیت کو قبول کیا تو سب لوگوں نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور جب چالیس سالوں کے بعد احمدیت کو خیرباد کہا تو ان کے بچوں نے ساتھ دینے سے انکار کر دیا، اس بات کا ذکر ان کی تحریروں میں بار بار ملتا ہے۔" (۲۷)

۱۱۵ گست ۱۹۹۵ء کے تحریر وہ ایک خط میں لکھتے ہیں کہ

> "فتوحات مکیہ کے بارہ میں ایک حوصلہ افزا خط پبلشر کا ملا ہے۔ میں نے اسے لکھا تھا کہ میرے دادا جان نے احمدیت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی اور یہ اعلان ہندوستان بھر کے اخباروں میں چھپا تھا اس پر جو نوٹ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے اخبار 'اہلحدیث' میں لکھا تھا وہ اس شعر پر ختم ہوتا تھا۔
>
> کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی — یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی" (۲۸)

اقتباسِ مذکورہ بالا میں پبلشر کے نام جس خط کا ذکر آیا ہے وہ فتوحاتِ مکیہ کی جدید اشاعت میں شامل ہے، اس میں صراحت کے ساتھ مرقوم ہے کہ مولوی فضل خان قادیانیت سے تائب ہو گئے تھے۔

"میرے دادا جان کا جماعتِ احمدیہ سے تعلق رہا تھا البتہ انہوں نے احمدیت سے اپنی توبہ کا اعلان کر دیا تھا جو ہندوستان کے اخبارات میں شائع ہوا تھا میں نے خود تین اخبارات میں اسے دیکھا ہے۔ جن میں سے اہم ترین مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اخبار "اہلحدیث" تھا انہوں نے اس پر جو نوٹ دیا تھا اس کے یہ الفاظ قابلِ غور ہیں: "بہر حال ہمیں خوشی ہے کہ مولوی صاحب آج کامل محمدی اور مکمل اہلِ سنت بن کر جماعت المسلمین میں داخل ہو گئے ہیں اس خوشی میں ہم یہ شعر پڑھتے ہیں:

کون کہتا ہے کہ ہم تم میں جدائی ہوگی یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

دادا جان نے اپنے رسالہ خادم المسلمین نمبر ۵ میں لکھا تھا:

"میں اس سلسلہ کے بانی کو الہام کی غلطیوں میں الجھا ہوا سمجھتا ہوں۔ موجودہ قادیانی و لاہوری سلسلہ احمدیہ کے ہر دو پیشوا اور ان کے پیروؤں کو گمراہی میں گرفتار دیکھتا اور راہِ راست سے بھٹکا ہوا جانتا ہوں۔ میں ان سے خدا تعالیٰ کے حکم سے الگ ہو چکا ہوں۔" (اپریل ۱۹۳۷ء)

میں چونکہ دادا جان پر ایک کتاب لکھ رہا ہوں۔ اس لئے میں نے پوری تحقیق کر کے تسلی کر لی ہے کہ وہ احمدیت سے جدا ہو گئے تھے۔ میں بھی ان کے تتبع میں احمدیت سے تعلق نہیں رکھتا۔" (۲۹)

۲۵ جولائی ۱۹۹۵ء کے مکتوب میں بھی پبلشر کے تناظر میں مولانا ثناء اللہ امرتسری کے حوالے سے مولانا کے تائب ہونے کا ذکر موجود ہے۔ (۳۰)

قادیانی مؤرخ کی گواہی:

خواجہ منظور صادق، ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت میں رقمطراز ہیں:

"مگر بدقسمتی سے انہوں نے بعد میں حضرت مصلح موعود کے دورِ خلافت میں ۱۹۳۷ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور یوں جماعت سے قطع تعلق کر لیا۔" (۳۱)

اسی سلسلہ میں مؤرخ قادیانیت مولوی دوست محمد شاہد کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد اس سلسلہ میں یہ کہتا ہے کہ: "چنگا بنگیال کے مولوی فضل صاحب (یکے از ۳۱۳ نمبر ۱۵۰) نے اسی طرح ۱۹۳۷ء میں جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی تھی جس طرح

حکیم عبدالحکیم پٹیالوی صاحب (کیے از ۳۱۳ نمبر ۱۵۹) حضرت مسیح موعود کی زندگی میں خارج از جماعت کردیئے گئے۔ مولوی محمد فضل کو علم کا غرور ہی لے ڈوبا اور عجیب وغریب دعاوی کے بعد جماعت احمدیت سے علیحدگی اختیار کرلی جو ہندوستان کے تین اخبارات (جن میں "اہلحدیث" بھی تھا) میں شائع ہوا۔ یہ شخص چنگا بنگیال میں ہی دفن ہے۔" (۳۲)

علاقائی حوالے:

مولوی صاحب کے رجوع کی خبر علاقہ بھر میں معروف ہے، یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقائی علماء ومشائخ کے ہاتھوں پہ تایب ہونی کی روایات زبان زدِعام ہیں۔ ذیل میں ہم ان تمام روایتوں کا جائزہ لیتے ہیں، ان روایات کا مصدق یا غیر مصدق ہونا الگ معاملہ ہے لیکن یہ مولوی صاحب کے ترکِ قادیانیت اور رجوع کی روایات کو تقویت ضرور دیتی ہیں۔

روایت اول:

راشد عزیز وارثی رقمطراز ہیں کہ:

"مولوی فضل صاحب ساکن چنگا بنگیال (تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی) کے متعلق حضرت الحاج فقیر عزت شاہ وارثی نے بارہا جو گفتگو فرمائی اور ان کے جو احوال بیان فرمائے ان کا خلاصہ یہ ہے:

"ابتداً مولوی فضل سنی العقیدہ حنفی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ کے بچیاری گھرانے میں بیعت تھے اور نوروصلہ والے نابینا حافظ عبدالکریم نوشاہی صاحب سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔ مولوی فضل جب مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہوئے تو آبائی مذہب ومسلک چھوڑ دیا اور تمام بزرگان سے تعلق منقطع کر لئے۔ جس کی وجہ سے نوروصلہ والے حافظ صاحب بے حد کڑھتے تھے، انہوں نے بہت زور لگایا کہ مولوی فضل راہِ راست پر آجائے لیکن بات نہ بنی۔ حضرت حاجی حافظ اکمل شاہ وارثی (خطیب برٹش انڈین آرمی، فاضل درسِ نظامی جامع چشتیہ کڑی شریف تحصیل وضلع جہلم) کے حافظ عبدالکریم نوشاہی کے مرشد اور حضور نوشہ پاک کے خاندان سے خصوصی تعلقات تھے۔ اسی نسبت سے حافظ اکمل شاہ صاحب اور حافظ عبدالکریم صاحب میں انس ومحبت کا بہت گہرا رشتہ تھا۔ جس کی وجہ سے حافظ اکمل شاہ صاحب اکثر حافظ عبدالکریم صاحب کو ملنے نوروصلہ جاتے اور ان کے پاس کئی کئی روز قیام فرماتے۔ آخری مرتبہ بھی حافظ اکمل شاہ صاحب حافظ عبدالکریم صاحب ہی کے ساتھ چنگا بنگیال آئے

یہیں ان کا وصال ہوا اور سلسلہ وارثیہ کے طریقہ کار کے مطابق یہیں ان کی تدفین کر دی گئی۔ حافظ عبد الکریم صاحب نے حافظ اکمل شاہ صاحب کو مولوی فضل کے متعلق بتایا اور اپنی پریشانی کا اظہار کیا۔ حافظ اکمل شاہ صاحب نے فرمایا کہ حافظ جی پریشان نہ ہوں ہر کام کا ایک وقت معین ہوتا ہے۔ فقیر کسی پر زور زبردستی نہیں کرتا۔ اُسے فی الحال اُس کے حال پر چھوڑ دیں، جب وقت آئے گا تو وہ خود واپس پلٹے گا اور پھر کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اس نے جس عظیم ہستی کا دامن پکڑا ہے وہ اسے بے ایمان نہیں مرنے دے گی۔ حافظ عبدالکریم صاحب یہ سن کر خاموش ہو گئے اور پھر وہ وقت آ گیا کہ جس کی طرف آپ نے اشارہ فرمایا تھا ہوا یوں کہ ایک دن حافظ اکمل شاہ وارثی تانگہ میں سوار گوجر خان سے چنگا بنگیال آ رہے تھے کہ راستے میں حبیب چوک کے پاس مولوی فضل کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا، جیسے ہی تانگا قریب پہنچا مولوی فضل نے تانگا روکنے کا اشارہ کیا۔ حضرت نے کوچوان کو فرمایا تانگا روکو جیسے ہی تانگا رکا مولوی فضل روتے ہوئے حضرت کے پاؤں پکڑ کر عرض گذار ہوا کہ حضور اب میری بس ہو گئی ہے اب مجھے کلمہ پڑھا دیں۔ آپ نے فرمایا کہ کلمہ تو تم کو پڑھا ہی دیں گے لیکن جو تم نے .... پھیلایا ہے اور جن بے شمار لوگوں کو تم نے گمراہ کیا ہے، ان سب کا کیا بنے گا۔ اس پر مولوی فضل نے کہا حضور آپ مجھے کلمہ پڑھا دیں میرا آخری وقت اب قریب ہے۔ میں باقی زندگی سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اپنے تمام باطل خیالات و نظریات سے تائب ہو کر گوشہ نشینی میں گذارنا چاہتا ہوں۔ میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں اور آئندہ کسی کو گمراہ نہیں کروں گا۔ حضرت نے وہیں انہیں کلمہ پڑھایا اور پھر مولوی فضل اس کے بعد کافی عرصہ زندہ رہے لیکن انہوں نے پھر باقی زندگی اپنے گھر یا چنگا بنگیال کی مسجد میں گذاری۔ اس کے بعد نہ وہ کسی سے ملتے، نہ کہیں آتے جاتے اور نہ ہی کبھی کوئی تحریری یا تقریری کام کیا۔" (۳۳)

تبصرہ:

مولوی فضل صاحب کی بیعت و خلافت نقشبندی سلسلہ میں خواجہ فقیر محمد سے تھی نہ کہ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں۔ علاوہ ازیں حافظ اکمل شاہ وارثی سے مولوی صاحب کی ملاقات بھی مشکوک ہے کیونکہ تجلیاتِ اکمل المعروف حافظ پنجابی، جو باہتمام فقیر عزت شاہ وارثی ۲۰۰۲ء کو چھپر سے شائع ہوئی کے مندرجات کے مطابق: حافظ اکمل شاہ وارثی، سید وارث علی شاہ (م یکم صفر ۱۳۲۳ھ/ ۱۹۰۵ء) کے وصال (۱۹۰۵ء) کے بیالیس برس بعد تک منڈالہ، پیرانِ کلیر اور انبالہ میں مقیم رہے۔ (۳۴) ۱۹۴۷ء میں حج پر تشریف لے گئے اور واپسی دیوئی منڈالہ اور انبالہ میں مقیم رہے اور قیام

پاکستان کے اعلان کے بعد لاہور پہنچے۔(۳۵) قیامِ پاکستان کے بعد راولپنڈی تشریف لاتے تو لال کرتی میں مائی صندل وارثیہ کے ہاں قیام فرماتے۔(۳۶) مولوی اکبر ساکن موہڑہ نگھیال سے آپ کی دیرینہ رفاقت تھی اور انہی کے توسط سے حافظ عبدالکریم قادری نوشاہی، سجادہ نشین نوروصلہ سے ربط ہوا جو تادمِ آخر رہا۔(۳۷)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے کسی صورت حافظ اکمل شاہ وارثی کی قیامِ پاکستان سے قبل اس علاقہ میں آمد ثابت نہیں ہوتی، اور مولوی فضل صاحب کا انتقال ۱۴ جون ۱۹۳۸ء کو ہو گیا تھا لہٰذا دونوں کی باہمی ملاقات کے وقوع پہ شاید مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ اسی طرح مولوی صاحب کا حافظ عبدالکریم نوشاہی سے بیعت ہونا یا ان کا شاگرد ہونا بھی مشکوک ہے کیونکہ حافظ عبدالکریم اپنے والد میاں کمال الدین (م: مارچ ۱۹۲۲ء) کی وفات کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ میاں کمال الدین کے چھ بیٹے تھے جن میں آپ کا نمبر چوتھا تھا۔(۳۸) بوقتِ سجادگی آپ نوعمر ہی تھے کیونکہ پچپن سال سجادگی پہ فائز رہنے کے بعد ۱۰ اپریل ۱۹۷۷ء کو آپ نے وفات پائی۔(۳۹)

روایت دوم:

جناب طارق مجاہد جہلمی (پ: یکم دسمبر ۱۹۵۵ء) راوی ہیں کہ:

"مجھ سے قاضی عبدالواحد (۱۹۱۵–۱۶ اگست ۲۰۰۰ء) نے بیان کیا تھا کہ مولوی فضل خان صاحب ان کے نانا کے ہاتھ پہ تائب ہوئے تھے۔"(۴۰)

تبصرہ:

محبانِ اہلِ بیتکے صفحہ پچاس پہ قاضی عبدالواحد کے والدِ گرامی مولوی عبدالحکیم کو میاں کمال الدین کا داماد لکھا گیا ہے۔(۴۱) اب مولوی عبدالحکیم کے سسر اور قاضی عبدالواحد کے نانا یعنی میاں کمال الدین کی تاریخ وفات مؤلف محبانِ اہلِ بیتکے مطابق مارچ ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔(۴۲) اور ۱۹۲۲ء تک تو مولوی صاحب قادیانیت سے وابستہ تھے، پس مذکورہ بالا روایت بھی تاریخ کی کسوٹی پہ پوری نہیں اترتی۔

روایت سوم:

جناب اظہر محمود صاحب جن کا تعلق چنگا بنگیال ہی سے ہے وہ اپنے بزرگوں سے سماعت شدہ روایت بیان کرتے ہیں کہ: مولوی صاحب، مولوی علی احمد (ان کا تفصیلی تذکرہ آگے آئے گا) کے توسط سے حافظ عبدالکریم نقشبندی (۷ جمادی الاول ۱۲۶۴–۲۸ صفر ۱۳۵۵ھ) کے ہاتھ پہ تائب ہوئے تھے۔(۴۳)

تبصرہ:

اس روایت کی بھی دیگر ذرائع سے تصدیق نہیں ہو سکی اور بالیقین یہ بھی خلافِ واقعہ ہے۔

روایت چہارم:

دورانِ تحقیق جب مجھے یہ معلوم ہوا کہ مولوی صاحب کا جنازہ مولانا صدیق اکبر (۱۳ اپریل ۱۹۱۱ - یکم اپریل ۲۰۰۳ء) (۴۴) نے پڑھایا تھا، یہ مولانا علی احمد کے عزیز تھے اور موضع بلوپا (تحصیل کہوٹہ) کے رہنے والے تھے۔ ۵ مارچ ۲۰۰۸ء کو میں مولانا صاحب کے بارے معلومات لینے بلوپا پہنچا تو مولانا کے صاحبزادے ماسٹر اختر حسین (پ: ۱۰ اپریل ۱۹۴۹ء) نے مجھے چند صفحات فراہم کیے (بقول ان کے یہ یادداشتیں مولانا صدیق اکبر نے انہیں نوٹ کرائی تھیں)۔ ان صفحات پہ ایک تو مولانا کی تحصیلِ علوم کی تفصیلات تھیں نیز یہ دعویٰ بھی درج تھا کہ مولوی صاحب، تئیس سال لگاتار بحث وتمحیص اور ساٹھ سال قادیانیت سے منسلک رہنے کے بعد مولانا کے ہاتھ پہ تائب ہوئے نیز یہ بھی مرقوم ہے کہ جب مولوی صاحب ایک دن اچانک نمازِ مغرب ادا کرنے مسلمانوں کی مسجد میں تشریف لائے اور بعد از ادائیگی نماز اپنے تائب ہونے کا واضح اعلان کیا نیز اس موقع پہ ایک تحریری یادداشت بھی تیار کی گئی۔

تبصرہ:

روایتِ مذکورہ بالا میں لگاتار تئیس سال بحث نیز مولوی صاحب کا ساٹھ سال قادیانیت سے منسلک رہنا دونوں خلافِ واقعہ ہیں کیونکہ مولانا صدیق اکبر تحصیلِ علوم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۶ء میں بطور امام مسجد مقیم ہوئے اور ۱۹۴۱ء تک ان کا وہاں قیام رہا نیز مولوی صاحب ساٹھ نہیں بلکہ چالیس سال قادیانیت کے ساتھ منسلک رہے۔ اس روایت میں بھی خلطِ مبحث ہے، حقیقت کیا ہے اس کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

روایتِ پنجم:

اس روایت کے راوی مولوی صاحب کی ہی برادری کے ماسٹر خداداد (پ: یکم جنوری ۱۹۲۱ء) ہیں، ان کے بقول:

"نوشہرہ ضلع گجرات کے سجادہ نشین میاں نواب علی (نوشاہی سچیاری) (۴۵) چنگا میں تشریف فرماتے تھے، چنگا میں ان کے مریدین کا خاصا حلقہ تھا اور وہ جب بھی دورے پہ تشریف لاتے تو ہفتہ عشرہ قیام فرماتے تھے۔ وہ یہیں قیام پذیر تھے کہ ایک دن نمازِ مغرب کے وقت مولوی صاحب اہلِ سنت کے ساتھ نماز پڑھنے تشریف لائے اذان ہو چکی تو میاں نواب علی صاحب نے مولوی صاحب کو نماز پڑھانے کے لیے کہا مگر مولوی صاحب نے انکار کیا اور مولوی صدیق اکبر (جو اس وقت امام مسجد تھے) کو امامت کے

لیے کہا اور انہی کی امامت میں نماز ادا کی بعد از نماز جب نمازیوں نے مولوی صاحب سے اس خلاف واقعہ امر کے بارے استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: "میں گمراہی پہ تھا اللہ نے مجھے ہدایت دی" یہاں تک کے واقعے کا میں خود شاہد ہوں، اس سے آگے کی روایت میں نے دوسروں سے سنی، میں نے خود میاں صاحب سے سماعت نہیں کی، یعنی دوسرے دن جب میاں صاحب سے لوگوں سے پوچھا کہ حضرت وہ تو قادیانی تھے اور آپ نے انہیں امامت کے لیے فرمایا؟ اس پر میاں صاحب نے فرمایا: "کل صبح سے شام تک میرا ان سے مکالمہ ہوتا رہا جس میں بالآخر انہوں نے ہمارے حقایق کو تسلیم کیا بعد از نماز ایک تحریر بھی لکھی گئی۔" (۴۶)

روایت ششم:

اس روایت کے راوی مولانا صدیق اکبر ہیں، ان کے بقول: جب بابا فقیر محمد سے کسی نے مولوی صاحب کے قادیانی ہو جانے کے بارے استفسار کیا تو انہوں نے فرمایا: جی، ہو تو گیا ہے لیکن اس کی موت گمراہی پر نہیں ہوگی۔

نتیجہ:

اب تک دستیاب مآخذ کے مطابق میں اس نتیجے پہ پہنچا ہوں کہ مولوی صاحب کا ترکِ قادیانیت کا فیصلہ خود ان کے غور و فکر کا نتیجہ تھا، اگر چہ ترکِ قادیانیت کے فیصلے تک وہ تدریجاً پہنچے مگر ان اسباب کی تلاش ضروری ہے کہ جن کی بدولت انہوں نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں اتنی طویل جذباتی وابستگی کے باوجود جماعتِ احمدیہ کو خیر آباد کہا مولوی صاحب کی شخصیت پر ہر دور میں شیخ اکبر ابن عربی کے اثرات رہے ہے، خواجہ فقیر محمد سے بیعت ہونے کے بعد انہوں نے تصوف کی کتب کا مطالعہ شروع کیا تو اس دوران انہیں ابن عربی کو پڑھنے کا بھی موقع ملا، ابنِ عربی کی طلسماتی شخصیت نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس حصار سے وہ آخر دم تک نکل نہ پائے، انہیں اثرات کا نتیجہ تھا انہوں نے صاحبِ الہام ہونے کا دعویٰ کر دیا، بلکہ وہ مرزا صاحب سے بھی پہلے صاحبِ الہام ہونے کے مدعی تھے، اس دور میں چونکہ مرزا صاحب ہی ایک شخصیت تھے جو صاحبِ الہام ہونے کے مدعی اور اپنی صداقت کے لئے پیش گوئیاں بھی کرتے رہتے تھے، الہامات اور پیش گوئیاں کی قدرِ مشترک ہی مولوی صاحب کی مرزا صاحب سے قربت کا بنیادی سبب بنی، اب مرزا صاحب کی وفات کے بعد جماعتِ احمدیہ میں الہام کو وہ بنیادی حیثیت حاصل نہ رہی، بلکہ امیر جماعت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے انہیں الہامات کی اشاعت سے بھی روکا، یہ دونوں امور ان کی تصوراتی دنیا میں بھونچال کے لیے کافی تھے، مزید جلتی پہ تیل کا کام مرزا محمود کے جنسی اسکینڈلز نے کیا جس کی بدولت انہیں

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قادیانیت پر از سرِ نو غور کرنے کا موقع مل گیا جو بالآخر ترکِ قادیانیت کے فیصلے پر منتج ہوا مگر اس کے باوجود بانی جماعت کی تکریم ان کے دل میں موجود رہی، مگر یہ تکریم ایسی ہی تھی جیسا ایک استاد کی ہو نہ کہ ایک مدعی نبوت و مسیح موعود کی۔

اس کا ایک بڑا نفسیاتی ثبوت ان کے ان رجسٹروں میں ملتا ہے جن کا نام انہوں نے موافقاتِ الہامات رکھا تھا، ان رجسٹروں میں ان کے الہامات و پیش گوئیاں مرقوم ہیں یا چسپاں اور ان کے ساتھ اخبارات کی کٹنگ جن میں ان پیش گوئیوں کے عملی ظہور کی خبریں ہیں، انہیں رجسٹروں میں مولوی صاحب کے کچھ ایسے مطبوعہ بروشرز بھی چسپاں ہیں کہ جن کے پاورق پہ وہ اپنا نام و پتہ اس طرح لکھتے تھے: M.Fazal,an apostle of the promised messiah of Qadian. ایسی تمام نسبتوں کو مولوی صاحب نے خود اسی قلم سے کہ جس سے وہ اپنے الہامات قلمبند کرتے تھے اس طور مٹایا ہے کہ پڑھا نہیں جاتا، اس سے ان کے نفسیاتی تنافر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے، بلکہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء/۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ میں خادم المسلمین نمبر ا بعنوان "المکتوب المکشوف الیٰ جلالۃ الملک والئی عراق خلد اللہ ملکہ" میں "الھام فی النبوۃ" کی سرخی کے تحت لکھا تھا کہ:

"اعلموا یا اخوتی انی سمعت من حضرۃ اللہ تعالیٰ بواسطہ محمد رسول اللہ علیہ السلام مسئلۃ النبوۃ:

قال: (۱) لانبی بعد محمد (۲) لانبوۃ جدیدۃ بعد نبوۃ محمد (۳) لاشریعۃ بعد شریعۃ محمد۔" (۴۷)

اسی پمفلٹ کے آخر میں خود کو: احقر العباد میر فتی بحضرۃ محمد رسول اللہ ﷺ المسمی والمشتھر فی الناس مولوی محمد فضل خان ابن غلام محمد، خادم المسلمین...... (۴۸) لکھا ہے، اسی طرح ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ/ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء کے خادم المسلمین نمبر ۳ کے آخر میں خود کو میر فتی بحضور محمد رسول اللہ ﷺ لکھا۔ (۴۹)

اب جبکہ مولوی صاحب ترکِ قادیانیت کر چکے تو انہیں یہ احساس ضرور تھا کہ ان کی بدولت بہت لوگ گمراہ ہوئے تھے اس کے ازالے کے لیے انہوں نے شاید بطور حکمتِ عملی بانی جماعت کے بارے سخت لب و لہجہ اختیار نہیں کیا بلکہ شائستہ انداز میں قادیانیوں کو دعوتِ فکر ضرور دی، یہی وجہ ہے کہ دیگر تارکانِ قادیانیت کی طرح وہ مرزا صاحب کے بارے میں سخت لہجہ اختیار نہیں کرتے، میرے اس قیاس کی دلیل وہ پمفلٹس ہیں جو خادم المسلمین کے نام سے انہوں نے شائع کیے اور ان کے مخاطبین بھی قادیانی حضرات ہی ہیں۔ گو یہ الگ بات کہ نہ تو قادیانیوں نے مولوی صاحب کی بات پہ کان دھرے اور نہ ان کے الہامات کو در خورِ اعتنا سمجھا۔ اگرچہ یہ الگ حل طلب معاملہ ہے کہ شخصی الہامات کی شرعی حیثیت کیا ہے اور دوسروں کے لیے ان کے ان رد و قبول کا اصول کیا ہو گا؟ نیز مولوی صاحب کے ان الہامات کا ذریعہ کیا تھا جو انہیں بطورِ قادیانی ہوئے اور ان الہامات کا ماخذ کیا تھا جو انہیں ترکِ قادیانیت کے بعد ہوئے؟

اگرچہ مولوی صاحب کے نبیرہ ڈاکٹر منیر الدین احمد نے ان کی سوانح حیات میں ترک قادیانیت کا ایک مستقل باب باندھا ہے اور بتدریج ترکِ قادیانیت کے احوال کو مرحلہ وار بیان کیا ہے اور میں نے بھی چند خارجی شواہد اس مقالہ میں جمع کر دیے ہیں مگر اس کے باوجود اس باب میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے کیونکہ دورانِ تحقیق مجھے ایک تو مولوی صاحب کے الہامات کے مخطوطے میسر نہ آسکے کہ جن میں ان کے آخری دنوں تک کے الہامات درج تھے، نہ ان کی ذاتی بیاض ہاتھ آسکی اور نہ ہی وہ وصیت نامہ جو انہوں نے اہلِ دیہہ کے سامنے مسجد میں لکھا تھا جس کی نشاندہی ماسٹر خداداد اور مولانا صدیق اکبر کرتے ہیں علاوہ ازیں مجھے ان کے خادم المسلمین کے عنوان کے تحت شائع ہونے والے کتابچوں کی مکمل فائل بھی نہ مل سکی کہ میں حتمی طور پر کسی نتیجے پہ پہنچتا ڈاکٹر منیر الدین نے اگرچہ مولوی صاحب کے ترک قادیانیت پہ تفصیلی کلام کیا ہے اور مولوی صاحب کا قادیانیت کو ترک کرنا بھی مسلمہ ہے لیکن اس کے باجود ڈاکٹر منیر الدین نے بانی قادیانیت کے بارے ان کے آخری دنوں کے الہامات سے کوئی اقتباس نہیں دیا، لہٰذا راقم احتیاطاً مولوی صاحب کا فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں یا آنے والے کسی محقق پر جو وہ وصیت نامہ تلاش کر پائے گا نیز ان کے الہامات کے مخطوطات اور بیاض کا تفصیلی تنقیدی جائزہ لینے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچے گا کہ آخری ایام میں مولوی صاحب کے دل میں مرزا صاحب کی تکریم کی نوعیت کیا تھی واللہ اعلم بالصواب

تصانیف:

دستیاب مآخذ میں اب تک آپ کی درج ذیل کتب کے نام سامنے آئے ہیں:

تحفۃ الصوفیہ

مکتوبات محمدی

خزینۃ الاسرار

تفسیر سورۂ فاتحہ

اسرارِ شریعت (سہ جلد)

فتوحاتِ مکیہ (اردو ترجمہ)

وفات:

آپ نے ۱۲ جون ۱۹۳۸ء کو وفات پائی (۵۰) ماسٹر راجہ خداداد کے بقول:

"مولوی صاحب نے وفات سے ایک دن پہلے اپنا تابوت نکلوایا اسے دھلوایا نیز اپنا کفن بھی نکلوا کر رکھ

لیا۔ بعد ازاں کوئی چیز خریدنے دوکان پہ گئے تو کسی نے حال پوچھا تو کہنے لگے ٹھیک ہوں اور پھر اچانک کچھ یاد آنے پہ فرمانے لگے اوہ! آج تو مجھے باہر نکلنے کا حکم نہیں تھا۔ دوکان سے واپس آنے کے تھوڑی دیر بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت چونکہ قادیانیوں کے بارے واضح فتویٰ نہیں تھا اور اس گاؤں میں قادیانی و غیر قادیانی تقریباً ایک ہی برادری سے تعلق رکھتے تھے لہذا دونوں فریق باری باری جنازہ پڑھتے تھے؛ یعنی اگر قادیانی مرتا تو پہلے قادیانی اور پھر مسلمان جنازہ پڑھتے اور اسی طرح اگر کوئی مسلمان فوت ہوتا تو پہلے مسلمان جنازہ پڑھتے بعد ازاں قادیانی۔ مولوی صاحب کی وفات پہ ان کے بیٹوں نے پہلے نماز ہ ادا کرنے کا خیال ظاہر کیا تو راجہ غلام جیلانی (۵۱) جو ایک نہایت سخت گیر انسان تھے نے بڑی سختی سے انہیں کہا یہ سب کو معلوم ہے کہ مولوی صاحب قادیانیت ترک کر کے تائب ہو گئے تھے اس بارے ایک واضح یاداشت بھی موجود ہے لہذا ان کا جنازہ پہلے مسلمان پڑھیں گے اور کسی نے مزاحمت کی تو آپ لوگ مجھے جانتے ہی ہیں۔ (۵۲) لہذا پہلے مسلمانوں نے جنازہ پڑھا اور نمازِ جنازہ مولانا صدیق اکبر ساکن بلوبا جو ان دنوں یہاں مسلمانوں کی مسجد میں امام تھے نے پڑھایا۔ بعد ازاں قادیانیوں نے مفتی نجا (۵۳) کی امامت میں جنازہ پڑھا۔" (۵۴)

(ii)

لاہوری گروہ:

اس گروہ کے روحِ رواں کوٹ حبیب اللہ (داخلی کلیال) جو ڈھوک کشمیریاں/ ڈھوک ڈاکٹر سرور کے نام سے معروف ہے، کے مولانا غلام ربانی کشمیری تھے۔ ان کی کوششوں اور کاوشوں سے تحصیل کے مغربی حلقے میں لاہوری گروہ کا خاصا حلقہ تشکیل پا گیا۔ قبل اس کے کہ ہم اس حلقہ کی سرگرمیوں اور اس کے تدارک پہ علمائے اہلِ سنت کی کوششوں کا جائزہ لیں، یہاں مختصر احوال مولانا غلام ربانی کے پیش خدمت ہیں:

مولوی غلام ربانی کشمیری

مولوی غلام ربانی کاشمیری ۱۸۸۷ء کو کوٹ حبیب اللہ/ ڈھوک کشمیریاں میں جناب فضل الدین کے گھر پیدا ہوئے۔ مشن ہائی سکول راولپنڈی سے میٹرک کیا اور وہیں قادیانیت سے متاثر ہو کر شاملِ جماعت ہوئے۔ کوٹھ حاجی اقبال ضلع نوابشاہ (سندھ) میں چونکہ ان کی زمین تھی سو ۱۹۶۷ء میں سارا خاندان وہیں منتقل ہو گیا۔ ان کا تعلق لاہوری گروپ سے تھا اور یہ وابستگی تا دمِ وفات رہی۔ مگر عمر کا آخری حصہ انہوں نے نہایت خاموشی کیساتھ بسر کیا اور جماعت

کے پیغام کے ابلاغ میں کوئی دلچسپی نہیں لی جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ آپ کے تینوں صاحبزادے جناب ممتاز احمد (۱۹۱۶–۱۹۸۰ء)، جناب خورشید احمد (۱۹۲۶–۲۰۰۲ء) اور جناب جمشید احمد (پ ۲۶ اپریل ۱۹۳۰ء) والد کے مذہب پہ عمل پیرا نہیں ہوئے۔ جناب جمشید احمد ماشاء اللہ حیات ہیں اور جماعتِ اسلامی سے منسلک ہیں۔۱۵ ستمبر ۱۹۷۹ء کو مولانا غلام ربانی کا انتقال ہوا اور کوٹھ حاجی اقبال (ضلع نواب شاہ) میں ہی دفن ہوئے۔(۵۵) مولوی صاحب کی وجہ سے کوٹ حبیب اللہ کے تمام مکین لاہوری گروہ سے وابستہ ہو گئے، نیز ڈھوک بہاول بخش کے بھی کئی افراد متاثر ہوئے قریبی گاؤں کیبل معروف سماجی شخصیت صوبیدار میجر راجہ خان بہادر کی واحد اولادِ نرینہ راجہ کرامت حسین بھی شاملِ جماعت ہو گئے جس کی نتیجے میں کئی مناظرے و مباحثے وغیرہ ہوئے ان کی تفصیلات آگے اپنے مقام پر آئیں گی۔

(iii)

ردِ قادیانیت:

تحصیل میں ردِ قادیانیت کے سلسلہ میں علمائے اہل سنت اور عوام کی خدمات پہ تحریری مواد یقیناً بہت کم ہے۔یہ بھی خدا مغفرت فرمائے حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان (۳۰ مارچ ۱۹۲۳–جون ۲۰۰۸ء) کا کہ انہوں نے خاصا ریکارڈ ابھی تک سنبھالا ہوا تھا اور مقالہ ہذا کی ترتیب کے دوران ملاقات پہ انہوں نے سارا مواد راقم کے کتابخانہ کے لیے عنایت کر دیا تھا،اس کی بدولت کئی گمشدہ کڑیوں کو جوڑنے میں خاصی مدد ملی۔مواد کی کمیابی کی بدولت یہ ممکن ہے کہ ان میں کوئی اہم نام رہ گیا ہو۔

مولانا غلام رسول قطبالوی:

۲۰ جولائی کو مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک اشتہار اشتہارِ دعوت مع ضمیمہ ضیاء الاسلام پریس قادیان سے شائع کرایا اس اشتہار کے ضمیمہ میں پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے علاوہ چھیاسی دیگر علماء و مشائخ کو بھی چیلنج کیا گیا،ان علماء و مشائخ میں ایک نام موضع قطبال تحصیل گوجر خان کے مولانا غلام رسول قطبالوی کا بھی تھا جو ستر ویں نمبر پہ مرقوم تھا۔(۵۶) آپ دارالعلوم نعمانیہ میں کافی عرصہ شیخ الحدیث رہے اندازاً ۱۹۲۰ء میں آپ نے وفات پائی،موضع قطبال میں ہی دفن ہوئے۔(۵۷)

مولانا علی احمد:

آپ موضع چنگا بنگیال میں غلام حسین کے ہاں اعوان برادری میں پیدا ہوئے،تحصیلِ علوم کی تفصیلات تو

میسر نہ آسکیں البتہ آپ کا علاقہ بھر میں فتویٰ رائج تھا، راقم کے کتب خانے میں آپ کے چند غیر مطبوعہ فتاویٰ موجود ہیں۔(۵۸) آپ کی نسبتِ بیعت حافظ محمد عبدالکریم نقشبندی سے تھی نیز آپ ان سے خلافت سے بھی سرفراز تھے، مولانا چونکہ اپنے خطبات میں مثنوی مولانا روم کے اشعار بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے لہٰذا حافظ صاحب انہیں مولوی مثنوی کہہ کر مخاطب فرمایا کرتے تھے۔(۵۹) مولوی صاحب نے یکم ستمبر ۱۹۲۶ء کو وفات پائی اور ڈھوک باغ نزد چنگا بنگیال میں دفن ہوئے۔(۶۰) قاضی محمد واصل (پ: ۲۶ نومبر ۱۹۲۸ء) اپنے والدِ گرامی قاضی محمد باقر فریالوی (۱۹۱۰ء-۹ مئی ۱۹۹۳ء) سے شنیدہ ایک روایت بیان کرتے ہیں کہ: جب پیر مہر علی شاہ گولڑوی، مرزا قادیانی کے چیلنج کے سلسلہ میں لاہور تشریف لے جارہے تھے تو انہوں نے میرے دادا صاحب مولانا محمد یوسف فریالوی (م: ۲ مئی ۱۹۴۲ء) اور مولانا علی احمد کو گوجر خان ریلوے اسٹیشن پر بلوایا، دونوں سے قادیانیت کے بارے سوالات کئے اور دونوں میں سے مولانا علی احمد کو اپنے ساتھ لاہور لے گئے۔(۶۱) اس روایت کی ابھی تک کسی اور ذریعہ سے تصدیق نہیں ہوسکی۔

مولانا سید محمد شاہ نواز:

آپ کوٹ جائی (ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان) میں پیدا ہوئے علومِ متداولہ کی تحصیل کے بعد خواجہ احمد میروی (۱۲۵۰-۵ محرم ۱۳۳۰ھ) سے بیعت ہوئے ان کی وفات کے بعد خواجہ امیر احمد بسالوی (م: ۲۱ ذی الحجہ ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۹ء) نے آپ کو خلافت سے نوازا پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے حسب ارشاد موضع کوریاں میں مستقل آباد ہوگئے، انتہائی مختصر عرصہ میں نہایت کامیابی کیساتھ دینِ حق کی اشاعت کی، علاقہ بھر شاید ہی کوئی ایسا مبلغ ہوا ہوگا جس نے چند سالوں میں عوام کی کایا کلپ کی ہو، ردِ شیعیت میں آپ کا نمایاں کردار ہے ۲۵ جمادی الثانی ۱۳۴۸ھ کو آپ نے وفات پائی، مزار موضع کوریاں میں ہے۔(۶۲)

مولانا شاہ نواز نے جہاں ردِ شیعیت میں نمایاں کردار ادا کیا وہیں آپ نے ردِ مرزائیت میں بھی جابجا وعظ فرمائے اور عوام کو اس فتنہ سے روشناس کرایا تھا کرہ موہڑہ کے جمعدار راجولی (م: ۱۹۴۴ء) کے روزنامچے میں ۱۰ اپریل ۱۹۲۵ء بروز جمعہ کی تاریخ کے تحت درج ہے کہ:

> "موضع نڑالی میں مولوی محمد شاہ نواز صاحب کا وعظ ہوا۔ نیز مرزائیوں کے ساتھ مناظرہ بھی طے تھا، بھیں سے مولوی کرم دین [مولانا کرم الدین دبیر] بھی آئے تھے، جب کہ مرزائیوں کی طرف سے مولوی غلام ربانی کشمیری ساکن ڈھوک کشمیریاں مع اپنے بھائی [محمد کفایت علی] بھی آگئے مگر ہار مان گئے۔ بہت

زیادہ مخلوق حاضر تھی۔"(۶۳)

راقم جب جمعدار راجولی کے روزنا مچے سے مولانا شاہ نواز کی تبلیغی سرگرمیوں کو مرتب کر رہا تھا تو اس دوران مولانا غلام ربانی کے صاحبزادے جمشید احمد صاحب سے رابطہ کیا تو انہوں نے نرالی میں منعقدہ مناظرہ کے بارے راولپنڈی کے ایک قادیانی فخر الدین ولد شکر الدین (۶۴) کہ جن کے مولانا غلام ربانی کے ساتھ خاصے مراسم تھے کا ایک مکتوب بنام جمشید احمد کا ذکر کیا اور میری درخواست پہ اس کا عکس بھی بھجوا دیا۔ اس مکتوب میں مرقوم ہے کہ:

"ایک دفعہ مولوی شاہ نواز نے جو اس علاقہ میں بہت بڑا صرفی نحوی عالم سمجھا جاتا تھا مرحوم مرزا صاحب غلام ربانی کو مباحثے کا چیلنج دے دیا۔ اس مولوی کے ساتھ ہمیشہ پانچ چھ لٹھ مار [بردار] حواری رہا کرتے تھے اور یہ تین بھائی ہی اس علاقہ میں احمدی تھے...... جب مرزا صاحب کے احباب اور خیر خواہوں کو اس مباحثے کا علم ہوا تو انہوں نے مولوی شاہ نواز اور اس کے لٹھ مار [بردار] "گارڈز" اور اس کے اثر و نفوذ کے پیشِ نظر محترم مرزا صاحب کو پہلو تہی اور دستبرداری کا مشورہ دیا جسے انہوں نے قبول نہ کیا اور تاریخ مقرر رہا اور مقامِ مقررہ پر اپنے چند رشتہ داروں کے ساتھ پہنچ گئے۔ مولوی صاحب کے ساتھی بھی جوش و خروش سے وہاں اکٹھے ہو رہے تھے۔ مولوی شاہ نواز نے از خود مباحثہ سے انکار کر دیا۔ اس پر لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور اجتماع منتشر ہو گیا۔ کچھ من چلے حامی مولوی صاحب کے پاس پہنچے کہ: "جناب آپ نے انکار کیوں کر دیا؟ آپ تو جتھے والے تھے اور اگر مخالف کے دلائل آپ توڑ نہ سکتے تھے تو آپ کے لٹھ ماران کے سر توڑ دیتے۔" مولوی صاحب نے انہیں سختی سے ڈانٹا اور کہا: "تم نہیں جانتے، خاموش رہو، (مرزا) غلام ربانی یہاں پستول سے مسلح ہو کر آیا تھا، جونہی لٹھ مار گارڈ لٹھ اٹھاتے تو اس نے پستول داغ دینا تھا اور ہمیں ڈھیر کر دیا ہوتا۔" جمشید بھائی! یہ واقعہ مجھے مرحوم مرزا صاحب نے اپنی زبانی سنایا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔"(۶۵)

تبصرہ:

اقتباسِ مذکورہ بالا پہ تفصیلی تبصرہ کے لیے طوالت کا خوف حائل ہے، سو چند بنیادی گزارشات پیشِ خدمت ہیں:

الف: مکتوب نگار کے بقول مولانا غلام ربانی اپنے چند رشتہ داروں کے ہمراہ مناظرہ کے لیے پہنچے۔ جبکہ اسی مکتوب میں مرقوم ہے کہ مولانا ربانی اور ان کے دو اور بھائی احمدی تھے۔ اور بقول جمشید احمد صاحب عمر کے آخری حصہ میں ان

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کے برادری کے ساتھ تعلقات بحال ہوئے تھے۔آخری عمر میں تعلقات کی بحالی سے مطلب یہی ہے کہ احمدیت اختیار کرنے کے بعد برادری سے ان کے تعلقات خراب ہو چکے تھے۔اس تناظر میں ان کے رشتے داروں کا مناظرہ میں ساتھ ہونا خلاف واقعہ ہے۔

ب: مکتوب نگار کا یہ کہنا کہ مولانا شاہ نواز نے مناظرہ سے انکار کر دیا تھا اور وجہ انکار کولی کا خوف تھا، یہ دونوں باتیں خلافِ واقعہ ہیں۔ایک تو مناظرہ مولانا محمد کرم الدین دبیر نے کرنا تھا نہ کہ مولانا شاہ نواز نے جیسا کہ روزنامچہ نگار نے بھی لکھا ہے۔کیونکہ مولانا شاہ نواز کا جب بھی کہیں مناظرہ طے پاتا تو وہ مناظرہ کے لیے مولانا کرم الدین دبیر کو یا مولانا نظام الدین ملتانی کو یا مولانا ابو محمود محمد مسعود سیالکوٹی کو بلواتے تھے نیز مولانا شاہ نواز کے ساتھ چھ لٹھ بردار نہیں ہوتے بلکہ پچاس ساٹھ افراد ساتھ ہوتے تھے جو آگے آگے کلمہ و درود پڑھتے جاتے تھے نیز غزالی اور گرد و نواح میں کثیر تعداد ان کے مریدین و عقیدت مندوں میں شامل تھی ان حقائق کی روشنی میں مولانا شاہ نواز کا کولی سے ڈر جانا عبث ہے۔کیونکہ جس شخص کی ساری زندگی ہی پولیس اور مخالفین سے آنکھ مچولی کھیلتے ہوئے گزری ہو وہ دو بندوق سے ڈر جائے یہ نا ممکن ہے۔

ج: مکتوب نگار چونکہ لاہوری گروپ سے متعلق ہیں اور مکتوب الیہ مسلمان سو اس تناظر میں مکتوب نگار کا یہ کہنا: "جمشید بھائی! یہ واقعہ مجھے مرحوم مرزا صاحب نے اپنی زبانی سنایا تھا، میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا" مکمل واقعہ لکھنے کے بعد بالخصوص یہ جملہ لکھنے میں کیا مقاصد پوشیدہ ہیں اہل نظر خوب سمجھتے ہیں۔

مولانا محمد عالم صحتالوی:

آپ ۱۸۷۲ء کو موضع صحتال کی اعوان برادری میں پیدا ہوئے۔بالترتیب بھوئی گاڑ (ضلع اٹک)، ڈھوک میکی (ضلع اٹک)، جامعہ نعمانیہ (لاہور) اور علی گڑھ میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی (۱۲۴۴-۱۳۳۴ھ) سے اکتساب علوم کیا۔بعد ازاں مختلف مقامات پہ امامت و خطابت و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔آپ قاضی تحصیل گوجر خان بھی تھے، جبکہ نسبت بیعت سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری (۱۲۵۴-۱۳۲۶ھ) سے تھی۔۱۶ جولائی ۱۹۶۲ء کو آپ نے وفات پائی۔اپنے گاؤں میں ہی مدفون ہیں۔(۲۶) آپ نے لاہوری گروہ کے سرکردہ مولوی غلام ربانی کشمیری کا خوب تعاقب کیا اور اس فتنہ کی سرکوبی میں خاصی تگ و دو کی۔اسی سلسلہ میں کئی مقدمات کا بھی آپ کو سامنا رہا۔پس منظر اس کا یہ ہے کہ جب صوبیدار میجر خان بہادر (م: ۱۹۲۵ء) کے فرزند راجہ کرامت حسین (۱۹۱۷-۱۹۲۰ء) جوان دنوں گورڈن کالج راولپنڈی میں انٹر کے طالب علم تھے نے جب قادیانیت اختیار کی

تو صوبیدار میجر موصوف نے بہر طور اپنے بیٹے کو سمجھانے کی کوشش کی اور اس سلسلہ میں ۲۸ مارچ ۱۹۳۸ء کو ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں علمائے اہل سنت نے تقاریر کیں (۶۷) اس جلسہ میں کن علماء نے شرکت کی یہ تو معلوم نہیں ہو سکا البتہ صوبیدار میجر صاحب کے روزنا مچہ میں درج ہے کہ مورخہ ۵ مارچ ۱۹۳۸ء کو انہوں نے جمعیت العلماء راولپنڈی کے امیر، شاید مولانا محمد عبدالحیٔ (م: دسمبر ۱۹۶۸ء) سے ملاقات کی۔(۶۸)

اس جلسہ کے نتیجے میں علاقہ بھر میں مولوی غلام ربانی اور اہلیانِ ڈھوک کشمیریاں کا معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا، تو ایک دن مولوی صاحب اپنی ڈھوک کے چند قادیانیوں کے ہمراہ مولانا صحنالوی جو ان دنوں چک چکوڑہ میں بطور امام مقیم تھے سے جا کر ملے اور قادیانیوں سے بائیکاٹ کے غیر شرعی ہونے پر فتویٰ کی درخواست کی اور اپنی مشکلات کا رونا رویا۔ مولانا صحنالوی نے مولانا کشمیری اور ان کے ہمراہیوں سے فرمایا کہ آپ قادیانیت سے تائب ہو جائیں تو سبھی مسائل حل ہو جائیں گے: بقول اللہ دتہ ساکن کالا گجراں (۶۹):

مولوی صاحب نے فرمایا توبہ کروں گناہوں
دل تھیں مسلمان ہو جاؤ مڑ کے اچھے راہوں
آپے مسلمان تساڈے بن جاون گے بھائی
نال تساڈے حسد عداوت پھیر نہ کرن کائی
فتوے میرے دی پھر ہرگز لوڑ نہ رہسی کوئی
توبہ کر کے مرزے ولوں خبر لوکاں جد ہوئی
کل علمائے دین تسانوں مومن گندے ناہیں
مومن بن جاؤ توبہ کر کے من نیک صلاحیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

اس رقعے دی نقل تسانوں شعراں وچ سناواں
سنگر خان ہلوراسب خان دا رقعے تے سرناواں
صرف لفظ بسم اللہ خط دے سر تے لکھیا ہویا
الرحمٰن لکھن دی اس نوں شرم آوندی سے گویا
بعدسلاموں رقعے اندر لکھیا اس مرزائی
ڈھوکے وچہ اسلامی جلسہ کرناں ہے بن بھائی
کجھ علماء فیروزپوروں تے آوسن کجھ لاہوروں
جلسہ خوب ہووے گا آوسن عالم کجھ پشوروں

مگر بجائے مولانا صحنالوی کے مشورے پہ کان دھرنے کے، مولوی صاحب کشمیری نے یوں کیا کہ واپس آکر ایک تحریر ترتیب دی، بقول اللہ دتہ (۷۰):

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

مولوی محمد صاحب جو ہیں صحتالاں والے
سدے اساں مناظرے کارن تساں بھی آؤ نالے
چوی پنجی تاریخ مقرہ جون مہینہ ہوئی
ہے اطلاع اساڈی طرفوں آ جاوے ہر کوئی
جسدم مولوی عبدالواحد رقعہ پڑھیا بھائی
مرزائیاں دی دھوکے بازی رقعے وچوں پائی
مولوی صاحب محمد عالم نوں خبر نہ کیتی کوئی
نہ کوئی شرط مناظرے والی نال انہاں طے ہوئی
کیسی چال ایہہ مرزائیاں نے اس دہاڑے چلی
مولوی صاحب محمد عالم نوں خبر نہ کوئی گھلی
باقی ہور گراویں رقعے بھیج دتے ہر جائی
سوچیا انہاں جو رقعے سن آؤسی بہت لوکائی
مولوی صاحب نہ ڈردے آئے اسیں کہساں اس ویلے
باقی مسلمان آؤسن اسانوں ہتھ اکیلے
منتر ساڈا پھر جاوے گا دلوں فریب بنائے
سب نوں کہساں مولوی صاحب ڈردے مول نہ آئے

جب اسی قسم کا دعوت نامہ موضع کیمیل کے صوبیدار میجر (ر) راجہ خان بہادر (ان کے مختصر احوال آگے آرہے ہیں) کو ملا تو انہوں نے مولانا صحتالوی سے ایک دستی رقعہ کے ذریعے استفسار کیا تو مولانا رقعہ ملتے کیمیل آپہنچے اور اپنی لاعلمی کا اظہار کیا اور وہیں بیٹھے بیٹھے ایک رقعہ مولوی غلام ربانی کو لکھا اور استفسار کیا کہ آپ لوگوں نے مجھے باضابطہ اطلاع کیوں نہیں دی؟ قصہ مختصر مولوی صاحب اور مرزائی وفود کی آپس میں بات چیت جاری تھی کہ اتنے بردیا نہ سے مولوی عبدالواحد عبدی آپہنچے اور یوں ان تینوں افراد صوبیدار میجر خان بہادر، مولانا صحتالوی اور مولوی عبدی صاحبان نے تاریخ مقررہ کا چیلنج قبول کرلیا۔ اس میں انتظامات مناظرہ و جلسہ صوبیدار صاحب کے ذمے ڈالے گئے جب کہ علمائے کرام کو لانے کا فریضہ مولوی عبدی نے اپنے سرلیا۔

دوسرے دن روپڑ شریف علاقہ سواں میں سالانہ عرس تھا اور مولوی عبدی مسند نشین خانقاہ خواجہ عبدالرب عثمانی (م: ۱۹۴۳ء) سے بیعت تھے، مولوی عبدی عرس میں شریک ہوئے اور بعد از ختم عرس خواجہ صاحب کی خدمت میں تمام تفصیل گوش گزار کی، خواجہ صاحب نے عرس میں شریک مولانا شمس الدین (پنڈی گھیب)، مولانا عبدالرحیم (چکوال) اور مولانا محمد مسعود (الہڑ/ سیالکوٹ) کو مولوی عبدی کے ساتھ مرزائیوں سے مناظرے کے لیے بھیج دیا۔ بوقت مناظرہ چکوال سے مولانا محمد اسمٰعیل بھی آ شریک ہوئے موہڑہ نوری اور کبیل کے درمیان تالاب پہ مقررہ تاریخ کو جلسہ ہوا جس میں علاقہ بھر سے لوگوں کی خاص تعداد شریک ہوئی، سب انسپکٹر تھانہ جاتلی بھی مع چند جوانوں کے پہنچ گئے تاکہ کسی قسم کی بدمزگی پیدا نہ ہو۔ بعد نماز جمعہ جلسہ کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ اور رات گئے مولانا صحنالوی چیلنج کرتے رہے کہ لاؤ اگر تمہارا کوئی مناظر ہے تو لیکن صبح تک مرزائیوں کا کوئی آدمی جلسہ گاہ میں نہ آیا۔ بعد ازاں مولانا صحنالوی جلسہ میں موجود پٹواری حلقہ امیر حسین شاہ کو مولوی ربانی کی طرف بھیجا، مولوی صاحب پٹواری کیساتھ آ گئے اور شرائط مناظرہ لکھی گئیں، جب شرائط لکھی جا چکیں تو خدا جانے مولوی صاحب کے من کیا آئی کہ انہوں شرائط والا ورق بصد تضرع واپس مانگ لیا اور مناظرہ سے انکار کر دیا اور واپس اپنے گھر چلے گئے۔ بعد نمازِ ظہر موجود علمائے کرام نے ردِ مرزائیت پہ تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں مفتی علاقہ مولانا محمد رضا کالسوی بھی موجود تھے۔ (۱۷) اس جلسہ کی روداد مولوی عبدالواحد عبدی فرمائش پہ کالا گجراں ضلع جہلم کے شاعر اللہ دتہ پنجابی نظم میں ترتیب دی اور یہ ۱۹۳۸ء میں مرکنٹائل الیکٹرک پریس راولپنڈی سے طبع "یزدانی برگروہِ قادیانی یعنی مناظرہ اہلِ اسلام با مرزائیاں در مقامِ موہڑہ نوری و شکستِ مرزائیاں" کے نام سے شائع ہوئی۔ رسالہ کے آخر میں "یہ رسالہ علمائے کرام سے تصدیق شدہ ہے" کی سرخی کے تحت لکھا ہے کہ:

"ہم نے اس رسالہ کو پڑھا ہے، شاعر نے مناظرہ کا حال پنجابی نظم میں بیان کیا ہے، یہ واقع صحیح اور درست اور تمام علمائے اہلِ سنت والجماعت کا یہ اتفاق ہے کہ فرقہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری ہو دائرہ اسلام سے خارج اور مرتد ہیں، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی نبوت والوہیت ہے، وہ قطعاً خارج عن الایمان ہیں اس لئے اس فرقہ سے برتاؤ کرنا جائز نہیں، شادی و غمی میں، جمعہ اور جماعت میں اور نمازِ جنازہ میں ان ہرگز شریک نہ ہونے دیا جائے وما علینا الا البلاغ

الراقم: مولانا محمد رضا کالسوی عفی عنہ، تحصیل چکوال، بقلم خود مفتی عطا محمد روتی عفی عنہ، تحصیل چکوال، بقلم خود ابوالفضل محمد کرم الدین از بھیں، تحصیل چکوال، جناب مولوی مولا بخش عفی عنہ، خطیب جامعہ مسجد

راولپنڈی، جناب محمد عبدالحیٔ صاحب مدرس مدرسہ احیاء العلوم وناظم جمعیت العلماء راولپنڈی۔"(۷۲)

اس جلسہ کے بعد جب قادیانی حضرات سے مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا تو مولوی غلام ربانی نے اپنی تعلقات کو بروے کار لاتے ہوئے علاقہ کے نیشنلسٹ ذیلدار مظہر علی رضا سے اپنی مشکلات کا رونا رویا۔ جس کے نتیجے میں مظہر علی رضا نے مولوی غلام ربانی کو اور مولانا صحنالوی کو ٹھاکرہ (تحصیل گوجر خان) بلوایا جہاں صبح سے لے کر ظہر تک بہر طریق مظہر علی رضا اور دیگر علاقائی زعماء مولانا صحنالوی پر دباؤ ڈالتے رہے کہ وہ معاشرتی بائیکاٹ کا فتویٰ واپس لے لیں لیکن مولانا صحنالوی اکیلے ہوتے ہوئے بھی ان کے دباؤ میں نہ آئے، بوقتِ ظہر جمعدار راجولی کو کسی طریقے سے اس کی بھنک پڑ گئی اور وہ انہیں اپنے گھر لے گئے۔ اس ناکام کوشش کے بعد مولوی ربانی موضع جند (تحصیل وضلع چکوال) میں امیر حزب اللہ سید محمد فضل شاہ جلالپوری (۳ نومبر ۱۸۹۴ء۔ یکم دسمبر ۱۹۶۶ء) جو اپنے تبلیغی دورے پہ علاقہ میں آئے ہوئے تھے اور موضع جند میں حوالدار ملک محمد عباس علی (م: ۱۰ فروری ۱۹۳۳ء) کے ہاں مقیم تھے کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا رونا رویا پیر صاحب نے مولانا صحنالوی کو جو پیر صاحب کے دادا سید غلام حیدر علی شاہ جلالپوری سے بیعت تھے کو جند بلوایا، مولانا نے تمام صورتِ حال پیر صاحب کے گوش گزار کی پیر صاحب نے جب مولوی سے استفسار کیا تو مولوی سے ان عقاید کا انکار کیا کہ جس کی بنیاد پر فتویٰ دیا گیا تھا، ان کے انکار پہ پیر صاحب کی ہدایت پہ مولانا صحنالوی نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ اس سلسلہ میں ایک فتویٰ بھی شایع کیا جس کے ناشر مولانا کے عزیز مولانا عبدالحق صحنالوی تھے۔ یہ فتویٰ تو راقم کی نظر سے نہیں گزرا البتہ اس کا ذکر اس کے جوابی فتویٰ میں ملتا ہے ، جسے مولوی عبدالواحد عبدی نے ترتیب دے شایع کیا تھا۔ جوابی فتویٰ مولانا شمس الدین (پنڈی گھیب) کا ہے اور مولانا نور حسین (خطیب جامع مسجد فتح جنگ)، مولانا مولا بخش (خطیب جامع مسجد راولپنڈی)، مولانا غلام محمد گھوٹوی (مقیم گولڑہ)، سید محمود علی شاہ (خطیب جامع مسجد ڈھوک رتہ امرال، راولپنڈی)، مولانا محمد عبدالحیٔ (مدرس مدرسہ احیاء العلوم، ناظم جمعیت العلماء راولپنڈی) کی تائیدات کے ساتھ لکشمی آرٹ پرنٹنگ پریس سے شایع ہوا تھا اس قضیہ کا انجام کیا ہوا یہ سر دست تحقیق طلب ہے۔

صوبیدار میجر راجہ خان بہادر:

آپ راجہ احمد خان کے ہاں موضع کھیل میں پیدا ہوئے۔ پرائمری تک تعلیم حاصل کی اور انڈین آرمی میں بھرتی ہو گئے اور بطورِ صوبیدار میجر فوج سے ریٹائر ہوئے آپ نے تین شادیاں کیں جن میں سے پہلی شادی سے کرامت حسین پیدا ہوئے، صاحبزادے گورڈن کالج راولپنڈی میں ایف کے طالب علم تھے کہ دورانِ تعلیم قادیانیت

سے متاثر ہو گئے۔ یہ سچ ہے کہ اگر راجہ خان بہادر کہ جن کے قاضی محمد عالم صحنالوی کے ساتھ گہرے خاندانی مراسم تھے اور اس کی بدولت نیز دینی رجحان کے زیرِ اثر انہوں نے اپنے واحد اولادِ ذرینہ کو عاق کر دیا اور مولانا غلام ربانی اور ان کی ہم عقیدہ افراد کی تبلیغی سرگرمیوں کے آگے نہایت مضبوط بندھ باندھا، مذکورہ بالا مناظرہ موہڑہ نوری کا اہتمام اور کل مصارف صوبیدار میجر صاحب نے برداشت کیے۔ اسی طرح یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اگر وہ معاشرتی و معاشی ناموری کو قادیانیت کے فروغ کو روکنے کے لیے بطورِ مثبت اقدام استعمال نہ کرتے تو ڈھوک بہاول بخش بالخصوص اور گردونواح میں بالعموم قادیانیت کے پھیلنے کے خاصے امکان تھے۔ مرزائیوں نے کیسے کیسے حربے اور ہتھکنڈے آپ کو اپنے سانچے میں ڈھالنے کے لیے اس کا اندازہ ان مکاتیب ورقعات سے ہوتا ہے جو مرزائیوں نے آپ کو تحریر کیے۔ آپ کی جملہ مساعی اور خلوص کا نتیجہ تھا کہ آپ کے صاحبزادے عمر کے آخری دنوں میں مرزائیت سے تائب ہو گئے اور باقاعدہ مولانا محمد عالم صحنالوی کو اپنا توبہ نامہ لکھ کر دیا اور ان کے ہاتھ دوبارہ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ جون ۱۹۲۵ء کو صوبیدار میجر صاحب کا انتقال ہوا، نمازِ جنازہ قاضی محمد عالم صحنالوی نے پڑھایا، موصوف کیمبل ہی میں مدفون ہیں۔ جماعت اسلامی سے تعلق رکھنے والی تحصیل کی معروف شخصیت حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان آپ ہی کے صاحبزادے تھے۔ (۷۳)

قاضی محمد گوہر علی علوی:

آپ موضع لودے میں قاضی فضل الدین لودوی کے گھر اعوان برادری میں پیدا ہوئے علوم مروجہ کی تحصیل اپنے والدِ گرامی سے کی۔ آپ کی بیعتِ اول اپنے والدِ گرامی سے تھی ان کی وفات کے بعد خواجہ احمد نبی معروف بہ زلفاں والی سرکار (۱۲۸۰-۱۳۴۵ھ) (۷۴) سے تجدید بیعت کی اور خواجہ محمد سید شاہ چوراہی (۱۲۷۹-۱۳۵۷ھ) (۷۵) سے خلافت واجازتِ بیعت سے سرفراز ہوئے (۷۶) آپ کئی علماء و مشائخ کے استاد تھے۔ ان میں خواجہ محمد شفیع چوراہی (۱۳۱۶-۱۳۸۶ھ) (۷۷) مؤلف برکاتِ نقشبندیہ مع انوارِ تیراہی (۱۹۵۷ء)، قاضی ارشاد الٰہی لودوی متخلص بہ فیضی (۱۹۱۷-۹ فروری ۱۹۸۵ء)، قاضی وجیہ السیما عرفانی (۱۴ اکتوبر ۱۹۲۰ء-۲۲ فروری ۱۹۹۱ء)، مفتی احمد عزیز اللہ شاہ ال ہیں۔ (۷۸) بھنگالی کے معروف نقشبندی شیخ، پیر سید عبداللہ شاہ (۱۹۲۵-۱۹۸۸ء) بھی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ (۷۹) ۵ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ/۱۴ جنوری ۱۹۵۱ء کو آپ نے وفات پائی، موضع لودے میں ہی مدفون ہیں۔ (۸۰) حسبِ ذیل تحریریں آپ سے یادگار ہیں:

احکام رسم المفتی / اشعۃ الانوار اللمعہ فی مسئلۃ الجمعۃ / الانصاف فی مسائل الاحناف / البرہان فی حرمۃ غراب الاقع من الحیوان / البراہین العشرہ فی اثبات النص علی حقیقت الخلافۃ الراشدہ والمبشرہ / التبیان فی حرمۃ غراب الاقع من الحیوان / الجوہر العلی فی القصائد والفتاویٰ فی اللسان العربی الجلی / ، جواہر آبدار / جواہر علویہ باشعار الصرفیہ والنحویہ / الجواہر العلیہ فی اثبات الخلافۃ الراشدۃ / الجواہر العلیہ فی جواب اسئلۃ الدیوبندیہ / حقوق الامام والامامۃ العالی / حکمۃ اللہ البالغہ (کلاں) / حکمۃ اللہ البالغہ (خورد) / رسالہ فی مسئلۃ الذبح فوق العقدہ / رسالہ فی مسئلۃ ما اہل بہ لغیر اللہ / الشرافۃ والخلافۃ فی عدم وقوع الطلاق بغیر الاضافۃ / العسل العشاق فی علم القوافی / عطر التصانیف فی علم التصریف / عنایۃ الصحو فی وقایۃ النحو / الفضل والعصمۃ فی فضل العلم والحکمہ / القصیدۃ العلویہ فی علوم الہیئۃ والحکمۃ / القول السدید فی وجوب التقلید / القول المحکم فی حیات عیسیٰ ابن مریم / کشف الستر واللبس فی مسئلۃ حرکۃ الشمس وسکون الارض / النجم الصبیح / النور اللمعہ فی فتویٰ الجمع / ، الیواقیت والجواہر فی الذکر بالجہر ۔(۸۱)

قاضی فضل احمد لودھیانوی کی معروف تصنیف انوار آفتاب صداقت میں آپ کی بھی تقریظ شامل ہے آپ ان دنوں مسجد پٹولیاں لوہاری منڈی لاہور میں بطور امام اپنے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔(۸۲) رد قادیانیت کے سلسلہ میں القول المحکم فی حیات عیسیٰ ابن مریم (غیر مطبوعہ) آپ سے یادگار ہے۔

اس عنوان پہ مزید تحقیق کے لیے ملاحظہ فرمایئے:

اشتہارات

مولوی عبدالواحد عبدی (مرتب و المشتہر)

الاستفتاء (اشتہار) مخزونہ، کتاب خانہ راقم

الاستفتاء (تردید فتویٰ مولوی محمد عالم شائع کردہ مولوی عبدالحق امام مسجد موضع کھیل (اشتہار) مخزونہ، کتاب خانہ راقم

مولا بخش، مولانا (مرتب المشتہر)

تردید فتویٰ کرامت حسین مرزائی (اشتہار) مخزونہ، کتاب خانہ راقم کتب / مجلات اللہ دتہ، ساکن کالا گجراں (جہلم) فتح یزدانی برگروہ قادیانی (پنجابی / منظوم / پنجابی) مخزونہ، کتاب خانہ راقم حسن نواز شاہ

امام احمد رضا خاں بریلوی اور علمائے گوجر خان، مشمولہ، معارف رضا، کراچی، سالنامہ، ۲۰۰۶ء، (حالات، مولوی میر غلام مصطفیٰ)

عبدالواحد عبدی، مولوی

مرزائیوں کی بول گئی گٹروں گٹروں (پنجابی/منظوم/مطبوعہ)

مرزائیوں کا کفرنامہ (پنجابی/منظوم/مطبوعہ)

مراسلت

مکتوبات ورقعات (از مرزائیانِ کوٹ حبیب اللہ بنام صوبیدار میجر خان بہادر) مخزونہ، کتاب خانہ راقم

تشکر: مقالہ ہذا کی تیاری میں درج ذیل حضرات کا مشکور نہ ہونا بالیقین غیر احسن ہوگا: حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان (کمبیلی)، پروفیسر راجہ آصف محمود (چنگا بنگیال)، ڈاکٹر منیر الدین احمد (کمر فیلڈ/جرمنی)، اظہر محمود (چنگا بنگیال)، جمشید احمد (کراچی)، مفتی محمد مختار علی رضوی (جنڈی بہادر)، مرزا تجمل حسین جرال (نوالی)، مفتی طارق محمود نقشبندی (ڈھونگ)، صوفی مسعود احمد شاہ (ڈھوک کوہر شاہ)، ملک محمد اقبال (کیال)، راجہ وقار احمد (حبیب چوک)۔

حوالہ جات وحواشی

۱- منہاس، راجہ محمد عارف، تاریخ راولپنڈی، لاہور، ایم آر ایم اینڈ سنز پرنٹرز وپبلشرز، یکم نومبر ۱۹۸۶ء، اول، ۲/ ۱۹۷-۱۹۸

۲- احمد، منیر الدین، مکتوب بنام ما، کمر فیلڈ (جرمنی)، ۱۵ جنوری ۲۰۰۸ء

۳- راجہ اکرام الحق، تاریخ گوجر خان، لاہور، مکتبہ داستان، مئی ۱۹۹۳ء، اول، ص ۸۹-۹۰

۴- صادق، خواجہ منظور، ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت، راولپنڈی، جماعت احمدیہ راولپنڈی، جون ۲۰۰۴ء، اول، ص ۷۳

۵- احمد، ای-میل بنام ما، ۱۵ جنوری ۲۰۰۷ء

۶- محمد فضل، اسرار شریعت (عربی): برپاورق، نج المعلی، چنگا بنگیال، مؤلف، ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء، اول، ص ۵۱۸

۷- ڈاکٹر منیر الدین احمد لکھتے ہیں: "آپ نے اپنا سنِ پیدائش "اسرارِ شریعت" جلد اول کے عربی ترجمے کے خاتمے پر ۱۲۸۵ ہجری قمری دیا ہے، جبکہ اپنی قلمی سوانح حیات میں ۱۲۸۶ ہجری مطابق ۶۸-۱۸۶۷ء لکھا ہے۔" (احمد، منیر الدین، مولوی محمد فضل خان، ایک عالمِ ربانی کی داستانِ حیات، ۲۰۰۰ء، ص ۱۵)

۸- ان کے بارے ڈاکٹر منیر الدین نے لکھا ہے کہ: "یہ وہ بزرگ ہیں کہ جن کا سفید مزار چنگا بنگیال کی ڈھوک حیات بخش کے پرانے قبرستان کی سب سے اونچی جگہ بنا ہوا ہے، جہاں پر آج بھی دو روز دیک سے نو پیا ہتا جوڑے

سلام کرنے اور برکت حاصل کرنے کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ (مولوی محمد فضل خان، ص ۱۵)

ایک اور مقام پہ لکھا ہے کہ: "مولوی محمد عمر بخش کے ہاتھ پر لوگ بیعت کیا کرتے تھے، وہ نقشبندی مجددی طریقہ کے شیخ تھے اور ان کے پیروکاروں اک سلسلہ بہت وسیع تھا لوگ دور دور سے ان سے فیضیاب ہونے کے لیے حاضر ہوتے تھے۔ (ص ۱۹)

۹- ایضاً ص ۱۶: احمد منیر الدین، سعید ہمدانی، حدیث یاراں: دہلی، معیار پبلی کیشنز، ۱۹۹۹ء، ص ۲۵۶

۱۰- ایضاً ص ۱۶

۱۱- ایضاً ص

۱۲- ایضاً ص ۳۳-۳۶

۱۳- ایضاً ص ۳۹: میرزا صاحب نے اپنی تصنیف انجام آتھم مع ضمیمہ میں اپنے تین سو تیرہ اصحاب خاص کی فہرست دی ہے اس میں ایک سو پچاسویں نمبر پہ مولوی صاحب کا نام بھی موجود ہے۔ (غلام احمد میرزا، انجام آتھم مع ضمیمہ، قادیان، مطبع ضیاء الاسلام، [۱۸۹۷ء] ص ۳۲۷)

۱۴- بہاولپوری، مولوی عبداللطیف (مرتبہ) مجموعہ اشتہارات، ربوہ، الشرکۃ الاسلامیہ، ۳/ ۲۹

۱۵- بہاولپوری، ۳/ ۳۳۲

۱۶- غلام احمد مرزا، حقیقۃ الوحی، قادیان، مطبع میگزین، مئی ۱۹۰۲ء، ص ۳۸۱-۳۸۳

۱۷- منہاس، ۲/ ۱۹۷-۱۹۸

۱۸- صادق، خواجہ منظور، ضلع راولپنڈی تاریخ احمدیت، راولپنڈی، جماعت احمدیہ راولپنڈی، جون ۲۰۰۴ء، اول، ص ۱۸۲-۱۸۷

۱۹- احمد، مولوی محمد فضل خان، ایک عالمِ ربانی کی داستانِ حیات، ص ۶۱

۲۰- ایضاً ص ۱۰۸

۲۱- خدا بخش ولد محسن خان (البدر، قادیان، ۲۳-۳۰ جنوری ۱۹۰۳ء، بحوالہ، صادق، ص ۱۸۶)

۲۲- صادق، ص ۲۵

۲۳- دلاوری، ابوالقاسم رفیق، آئمہ تلبیس یا غارتگرانِ ایمان، لاہور، دار التصنیف، جنوری ۱۹۳۷ء، اول، ص ۵۱۷

۲۴- احمد، ای-میل بنام راقم، ۲۱ مارچ ۲۰۰۸ء

۲۵- عبدالرحیم، مولوی، لبابِ المعارف العلمیہ، لاہور، فیروز پرنٹنگ ورکس، ۱۳ جنوری ۱۹۳۹ء /۲۱ ذیقعد ۱۳۵۷ھ، ۶۹/۲

۲۶- احمد، ہمدانی، ص ۲۷۳-۲۷۴

۲۷- ایضاً، ص ۳۰۵-۳۰۶

۲۸- ایضاً، ص ۳۵۷

۲۹- احمد، ڈاکٹر، مکتوب بنام حاجی محمد ارشد قریشی، ہمبرگ، ۲۱ جولائی ۱۹۹۵ء، مشمولہ فتوحاتِ مکیہ، لاہور، تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۹۵

۳۰- احمد، ہمدانی، ص ۳۴۹

۳۱- صادق، ص ۴۳

۳۲- صادق، ص ۴۳-۴۷

۳۳- وارثی، راشد عزیز، مکتوب بنام راقم، نگھوئی (ضلع جہلم)، ۱۳ اپریل ۲۰۰۸ء

۳۴، ۳۵- حیاتِ اکمل المعروف حافظ پنجابی، چھپر شریف، باہتمام فقیر عزت شاہ وارثی، ۷ مارچ ۲۰۰۲ء، ص ۴۸

۳۶، ۳۷- ایضاً، ص ۵۱

۳۸- علوی، عبدالمجید، محبانِ اہلِ بیت = تذکرہ اولیائے کرام وصلہ شریف، گوجرخان، دار الادب، (س-ن)، ص ۳۳

۳۹- ایضاً، ص ۳۶

۴۰- جہلمی، علاؤ طارق مجاہد، ٹیلیفونک گفتگو از راقم، یکم جولائی ۲۰۰۷ء

۴۱- علوی، ص ۵۰

۴۲- ایضاً، ص ۳۳

۴۳- اظہر محمود، گفتگو از راقم، چنگا بنگیال، ۲۳ فروری ۲۰۰۸ء

۴۴- مولانا صدیق اکبر ۱۳ اپریل ۱۹۱۱ کو مولوی فقیر محمد (م ۱۶ اگست ۱۹۳۷ء) کے ہاں موضع بلوبا تحصیل کہوٹہ کی

اعوان برادری میں پیدا ہوئے قرآنِ پاک اپنے والدِ گرامی سے پڑھا بعدازاں اپنے ننہال موضع چنگا بنگیال آگئے، جہاں بالترتیب پرایمری سکول دریالہ سیگن اور مڈل سکول قاضیاں سے پرائمری اور مڈل تک تعلیم حاصل کی بعدازاں مروجہ دینی علوم کی تحصیل بالترتیب شمس آباد (ضلع اٹک) اور علی سیداں (ضلع سیالکوٹ) سے کی آپ کی نسبتِ بیعت پیر مہر علی شاہ گولڑوی سے تھی۔ ۱۹۳۶ء میں علومِ دین کے بعد چنگا بنگیال میں بطورِ امام مسجد مقیم رہے۔ ۱۹۴۱ء میں پاکستان نیوی میں بطور پیش امام بھرتی ہوئی اور ۱۹۴۲ء میں بوجوہ ملازمت ترک کر کے واپس گاؤں آگئے جہاں کھیتی باڑی کو ذریعہ معاش بنایا اور قریبی گاؤں ہنیسر میں ساٹھ سال جمعہ پڑھایا یکم اپریل ۲۰۰۳ء کو آپ نے وفات پائی اور موضع جلویا میں ہی دفن ہوئے۔ صاحبزادہ ساجد الرحمٰن نے آپ کا جنازہ پڑھایا۔

۴۵- میاں نواب علی، مؤسس سلسلہ نوشاہیہ حاجی محمد نوشہ گنج بخش قادری (۹۵۹-۱۰۶۴ھ) کے خلیفہ پیر محمد سچیار نوشاہی (۱۰۱۳-۲۵ ربیع الاول ۱۱۱۹ھ) کی اولاد میں سے تھے اور میاں میراں بخش بن سلطان بالا نوشہروی کے صاحبزادے اور سجادہ نشین بھی۔ آپ نے ۱۰ رمضان ۱۳۵۹ھ کو وفات پائی اور نوشہرہ میں دفن ہوئے۔ آپ سے ایک تالیف "اذکار الابرار" یادگار ہے جو ۱۳۷۶ھ کو شائع ہوئی۔

(نوشاہی، سید شریف احمد شرافت، شریف التواریخ، جلد دوم / حصہ دوم / موسوم بہ طبقاتِ نوشاہیہ، ساہنپال، ادارہ معارفِ نوشاہیہ، ۱۴۰۲ھ / ص ۱۷۳۳-۱۷۳۸)

۴۶- خداداد، ماسٹر راجہ، گفتگو از راقم، چنگا بنگیال، ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء

۴۷- فضل خان، مولوی محمد، خادم المسلمین نمبر ا، راولپنڈی، لکشمی آرٹ پریس، ۲۸ ستمبر ۱۹۳۶ء / ۱۱ رجب ۱۳۵۵ھ، ص ۳

۴۸- ایضاً، ص ۴

۴۹- فضل خان، مولوی محمد، خادم المسلمین نمبر ۳، راولپنڈی، لکشمی آرٹ پریس، ۱۱۵ کتوبر ۱۹۳۶ء / ۲۸ رجب ۱۳۵۵ھ، ص ۲

۵۰- منیر الدین، ص

۵۱- راجہ غلام جیلانی مولوی صاحب کے چچازاد قاضی کریم اللہ کے بیٹے تھے نیز غلام جیلانی کی زوجہ زر بیگم اور مولوی صاحب کی بہو اقبال فاطمہ زوجہ راجہ عبدالرحمٰن آپس میں بہنیں تھیں۔ (آصف محمود، پروفیسر راجہ، گفتگو از راقم، چنگا بنگیال، ۱۱۶ پریل ۲۰۰۸ء)

۵۲- ڈاکٹر منیر الدین نے اس بارے لکھا ہے کہ:

"Also I don't think that Raja Ghulam Rabbani uttered those words, which were attributed to him. He could not behave to our family in this manner. My father and his brother were on their own not against the performance of 'Janaza' by non-Ahmadis."(E-mail to me:6/05/08)

۵۳- فتی نتھا خان جماعت احمدیہ چنگا بنگیال نمبرا کے امیر تھے۔اندازاً ۱۹۷۰ء میں فوت ہوئے (آصف محمود، پروفیسر راجہ، گفتگو از راقم، چنگا بنگیال، ۱۶ اپریل ۲۰۰۸ء)

ڈاکٹر منیر الدین کا کہنا ہے کہ:

"I also doubt that from the Ahmadi side, it was Naththa Khan, about whom you can find an introduction in my book, who led the prayers. At that time the Imam of the Ahmadis was Maulavi Shah Wali, who happened to be a nephew of Maulavi Umar Bakhsh Naqshbandi."(Ibid)

۵۴- خداداد، ماسٹر راجہ، گفتگو از راقم، چنگا بنگیال، ۲۷ فروری ۲۰۰۸ء

۵۵- جمشید احمد ولد غلام ربانی، ٹیلی فونک گفتگو از راقم، کراچی، ۷ جولائی ۲۰۰۶

۵۶- بہاولپوری، مولوی عبداللطیف (مرتبہ)، مجموعۂ اشتہارات، ربوہ، الشرکت الاسلامیہ، ۳/۲۲۰

۵۷- حسن نواز شاہ، امام احمد رضا خاں بریلوی اور علمائے گوجر خان، مشمولہ، معارف رضا، کراچی، ۲۰۰۶ء، سالنامہ، ص ۲۱۸

۵۸- فاضل، قاضی محمد، گفتگو از راقم، چنگا میرا، ۷ افروری ۲۰۰۸ء

۵۹- عالم الدین، قاضی، آثار الکریم، لاہور، انجمن حمایت الاسلام، س ن، ص ۳۴۳

۶۰- بشیر احمد، مولوی، یادداشت در بیاض مولانا علی احمد بغزالی، کتابخانہ راقم

۶۱- واصل، قاضی محمد، گفتگو از راقم بغریال

۶۲- حسن نواز شاہ، ص ۲۱۹-۲۲۰

۶۳- راجولی، صوبیدار، روزنامچہ، ٹھاکرہ موہڑہ، ماسٹر مسعود احمد

۶۴- یہ بھی لاہوری گروہ سے تعلق رکھتے تھے، یادِ رفتگاں یعنی تذکرہ انصار احمدیہ، حصہ دوم (لاہور، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، اگست ۱۹۶۹ء) میں ان کا ایک مضمون گنج ہائے گراں مایہ، راولپنڈی کی چند بزرگ شخصیات (ص ۱۵۰-۱۶۷) شامل ہے۔

۶۵- فخر الدین، مکتوب بنام مرزا جمشید احمد، راولپنڈی، ۱۵ دسمبر ۱۹۹۲ء

۶۶- حسن نواز شاہ، ص ۲۲۱-۲۲۲

۶۷،۶۸- خان بہادر، صوبیدار میجر، روزنامچہ، کبیل، مملوکہ، حاجی راجہ محمد اشفاق احمد خان، ص ۹۱ ب

۶۹- اللہ دتہ میاں، فتح یزدانی بر گروہِ قادیانی یعنی مناظرہ اہلِ اسلام با مرزائیاں در مقامِ موہڑہ نوری وشکستِ مرزائیاں، راولپنڈی، مرکنٹائل الیکٹرک پریس، ۱۹۳۸ء، ص ۳

۷۰- ایضاً، ص ۴-۵

۷۱- ایضاً، ص ۵-۱۰

۷۲- ایضاً، ص ۱۶

۷۳- اشفاق احمد خان، حاجی راجہ محمد، گفتگو از راقم، کبیل، ۱۰ محرم ۱۴۲۹ھ

۷۴- ان کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمایئے: مجددی، محمد یوسف، جواہرِ نقشبندیہ، فیصل آباد، مکتبہ انوارِ مجددیہ، مارچ ۲۰۰۳ء، سوم، ص ۲۶۵-۲۷۰

۷۵- ان کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمایئے: چکاروی، غلام حسین نقشبندی مجددی نوری، باغ تیرا ہی غنچہ چو راہی المشتہر بہ مست حال بیانکی چال یعنی شجرہ طیبہ نقشبندیہ مجددیہ نوریہ چکاریہ، راول پنڈی، راول پنڈی پریس، (س۔ن) ص ۳۲-۴۰؛ مجددی، محمد یوسف، ص ۲۷۸-۲۸۲

۷۶- ظفر اقبال، قاضی، تذکرہ علمائے لودے (غیر مطبوعہ)

۷۷- ان کے احوال کے لیے ملاحظہ فرمایئے: مجددی، محمد یوسف، ص ۲۸۲-۲۸۴

۷۸- ظفر اقبال

۷۹- امین، راجہ محمد، راحت المریدین، عارفوالہ، مرتب، مئی ۱۹۸۷ء، ص ۶۲

۸۰۔ فیضی، قاضی محمد ارشاد الٰہی، فیض الرب لبیان احوال الاب، لودے، مصنف، (س۔ن) ص ۴۲

۸۱۔ سعیدی، مولانا حافظ محمد عبدالستار، مراۃ التصانیف، لاہور، مکتبہ قادریہ، ستمبر ۱۹۹۸ء، جمادی الاول ۱۴۱۹ھ، دوم، ۱، بابد اوّل اشاریہ

۸۲۔ لودھیانوی، قاضی فضل احمد، انوارِ آفتابِ صداقت، لاہور، کریمی پریس، [۱۹۲۰ء] ص ۸۔۹

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت

محمد احمد ترازی (ایم اے)

اسلام کی پوری تاریخ میں اس اجماعی عقیدے کا اظہار اس طرح سے ہوتا رہا ہے کہ جب بھی کبھی کوئی جھوٹا مدعی نبوت پیدا ہوا۔اس کا سر قلم کردیا گیا۔یہ عمل اس عقیدے کے تحفظ کا ایسا عملی ثبوت ہے۔جس کا اظہار اسلام کے ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔اور انشاءاللہ ہوتا رہے گا۔

عقیدہ ختم نبوت اسلام کے اُن اجماعی عقائد میں سے ہے۔جس کو دین اسلام اصول اور ضروریات دین میں شمار کرتا ہے۔واضح رہے کہ ضروریات دین کی اصطلاح سے مراد وہ قطعی اور یقینی امور ہیں۔جو آنحضرت ﷺ سے بطریق تواتر قطعی ثابت ہوں۔اور حد تواتر یعنی شہرت عام تک پہنچ چکے ہوں۔اور ان امور کو عام طور پر مسلمان جانتے ہوں۔

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت

اسلامی عقائد حکومت میں عقیدہ ختم نبوت کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے۔اگر کوئی شخص اسلام کے تمام تر عقائد پر غیر متزلزل یقین رکھتا ہو۔لیکن وہ اگر نبی آخرالزماں ﷺ کی ختم نبوت سے متعلق معمولی سے بھی شک وشبہ میں مبتلا ہے تو وہ کسی بھی صورت مسلمان نہیں ہوسکتا۔بلکہ ایسا شخص بالاتفاق دائرہ اسلام سے خارج ہے۔آج تک پوری اُمت مسلمہ کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی نبوت ورسالت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہوگیا ہے۔اور اب آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔لہٰذا اب اگر کوئی شخص کسی بھی معنوں میں دعویٰ نبوت کرتا ہے وہ بالاتفاق امت کافر و مرتد اور کذاب و دجال قرار دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضور ﷺ کو کئی القابات اور ناموں سے مخاطب کیا ہے۔ہر نام اور ہر لقب آپ ﷺ کیلئے کسی نہ کسی اعزاز کا مظہر ہے۔رب کریم کبھی آپ کو محمد، کبھی احمد، کبھی نذیر، کبھی اُمتی، کبھی برہان، کبھی داعی اللہ، کبھی سراجاً منیرا، کبھی شاہد و مشہود، کبھی صادق، کبھی یٰسین، کبھی مزمل و مدثر، کبھی مطاع و مبشر، اور کبھی رحمتہ اللعالمین کہہ کر پکارتا ہے۔اور ان سب القابات کے ساتھ ایک مقام پر آپ ﷺ کو خاتم النبیین کہہ کر وہ امتیازی شان اور خصوصیت عطا کی جو دیگر تمام خصوصیات سے جدا اور انفرادی ہے۔اور اس لفظ خاتم النبیین کے اندر آپ کی وہ امتیازی، انفرادی، اعزازی، اور خصوصی شان پوشیدہ ہے جس میں کوئی نبی اور رسول ذرہ برابر بھی آپ ﷺ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

کا شریک نہیں ہو سکتا۔ اسلیئے بالیقین کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ اپنے یکتا اور خالق و مالک ہونے میں وحدہٗ لا شریک ہے۔ بالکل اُسی طرح حضور ﷺ بھی اپنے خاتم النبیین ہونے میں وحدہٗ لا شریک ہیں۔ کیونکہ بظاہر سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر حضور اقدس ﷺ پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔ بزم جہاں میں بعثت کے اعتبار سے سب پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی و رسول نہیں ہے۔ اسلیئے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی اسلام کا وہ عظیم الشان عقیدہ ہے۔ جسے عقیدۂ ختم نبوت کہا جاتا ہے۔ اور جس پر دین اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے۔ دراصل یہی وہ عقیدہ ہے جو اسلام کا قلب و جگر، روح و جان، اور مرکز و محور ہے۔ اس عقیدے میں معمولی سی لچک اور نرمی انسان کو ایمان کی روشن بلندیوں سے اٹھا کر کفر کی ذلت آمیز گہرائیوں میں پھینک دیتی ہے۔

ختم نبوت کے اس عقیدے پر قرآن مجید میں کم و بیش سو سے زائد آیات مبارکہ اور ذخیرہ حدیث میں دو سو سے زائد احادیث متواترہ شاہد ہیں۔ جو اس عقیدے کی حقانیت کی واضح دلیل ہیں۔ اور دلالت و ثبوت کے اعتبار سے ہر قسم کے شک و شبہ سے پاک ہیں۔ یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے۔ کہ کسی مسئلہ میں قرآن کریم کی ایک آیت مبارکہ بھی قطعی الدلالت ہو۔ تو مضمون کی قطعیت کیلئے کافی ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ قرآن کریم کی ایک سو سے زائد آیات ختم نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اسی طرح احادیث نبویہ بھی تواتر کے ساتھ ایسی موجود ہیں۔ جس کی نظیر احادیث متواترہ کے ذخیرے میں نہیں۔ گویا قرآن و حدیث میں اس قطعیت کی نظیر کسی اور مسئلہ میں نہیں ملے گی۔ جس طرح توحید الٰہی تمام ادیان کا اجماعی عقیدہ ہے۔ بالکل اسی طرح ختم نبوت کا عقیدہ بھی تمام کتب الٰہیہ، تمام انبیاء کرام اور تمام ادیان سماویہ کا متفق علیہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ آغاز انسانیت سے لے کر آج تک اس عقیدے پر اُمت کا ہمیشہ اتفاق رہا ہے کہ خاتم النبیین صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہی کی ذات مبارکہ ہے۔ اور سلسلہ نبوت آپ کی ذات مبارکہ پر ختم ہو چکا ہے۔ اسلام کی پوری تاریخ میں اس اجماعی عقیدے کا اظہار اس طرح سے ہوتا رہا ہے کہ جب بھی کبھی کوئی جھوٹا مدعی نبوت پیدا ہوا۔ اس کا سر قلم کر دیا گیا۔ یہ عمل اس عقیدے کے تحفظ کا ایسا عملی ثبوت ہے۔ جس کا اظہار اسلام کے ہر دور میں ہوتا رہا ہے۔ اور ان شاء اللہ ہوتا رہے گا۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کے اُن اجماعی عقائد میں سے ہے۔ جس کو دین اسلام اصول اور ضروریات دین میں شمار کرتا ہے۔ واضح رہے کہ ضروریات دین کی اصطلاح سے مراد وہ قطعی اور یقینی امور ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ

سے بطریق تواتر قطعی ثابت ہوں۔ اور حد تواتر یعنی شہرت عام تک پہنچ چکے ہوں۔ اور ان امور کو عام طور پر مسلمان جانتے ہوں۔ عہد نبوت سے لے کر آج تک ہر مسلمان اس بات پر ایمان رکھتا آیا ہے۔ کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں لاکھوں علمائے اُمت نے اس عقیدے کو قرآن وحدیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے واضح فرمایا۔ اور مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے نبوت سے قبل کبھی یہ بحث پیدا نہیں ہوئی کہ نبوت کی کچھ اقسام ہوتی ہیں۔ اور ان میں سے کچھ خاص قسم کی نبوت آنحضرت ﷺ کے بعد بھی (نعوذ باللہ) باقی ہیں۔ یا نبوت تشریعی، غیر تشریعی، یا ظلی وبروزی یا مجازی اور لغوی وغیرہ اس کی اقسام ہیں۔ قرآن وحدیث کے پورے زخیرے میں اس بات کا کہیں کوئی اشارہ تک موجود نہیں ہے۔ بلکہ پوری اُمت مسلمہ اور علمائے اُمت نے نبوت کی یہ قسمیں مرزا غلام احمد قادیانی کے دعوے نبوت سے قبل نہ دیکھیں۔ اور نہ ہی سنیں۔ دور نبوی سے صحابہ کرام وتابعین اور دور حاضر تک پوری اُمتِ مسلمہ اس عقیدے پر متفق اور قائم رہی کہ آنحضرت ﷺ کی ذات مبارکہ پر ہر طرح کی نبوت ورسالت کا نہ صرف اختتام ہوا ہے۔ بلکہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ بلا استثنا' آخری نبی ورسول ہیں۔ اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا، اور کسی بھی قسم کی کوئی نبوت خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی، کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ اور آپ ﷺ کے بعد ہر مدعی نبوت کذاب و دجال شمار ہوگا۔

اجماع کی شرعی حیثیت اور مقام

ہزاروں درود وسلام اُس ذات اقدس پر جس کی بعثت کے طفیل آج ہم جیسے خطا کار وگناہ گار بھی خیر الاُمم، اُمت وسط، اُمت مرحومہ، اور شہدائے خلق کے القاب سے پکارے جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے طفیل رب تعالیٰ نے ہزارہا انعام واکرام اور امتیازی شان وشوکت اس اُمت کو عطا فرمائی۔ اس کی اہمیت اس بات سے واضح ہے۔ کہ اس اُمت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کرلیں۔ تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے۔ جیسے قرآن وحدیث کے صریح احکام۔

بالفاظ دیگر ہم اس بات کو اس طرح بھی بیان کرسکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر جب نبوت ختم کردی گئی۔ تو آپ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہی۔ جس کے حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے۔ اس لیے رحمت خداوندی نے اُمت محمدیہ ﷺ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا تاکہ ساری اُمت جس چیز کے اچھے یا برے ہونے پر متفق ہوجائے۔ وہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے

نزدیک ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ اُمت کے مجموعے نے سمجھا ہے۔ اس بات کو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا،"
لن تجتمع امتی الضلالة " یعنی میری اُمت کا مجموعہ کبھی بھی گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتا"

جس طرح قرآن مجید واحادیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوتے ہیں۔ بالکل اُسی طرح بتصریح نصوص قرآن وحدیث اور باتفاق علمائے اُمت کے اجماع سے بھی قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس میں چند درجات ہیں۔ جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے۔ کہ اگر کسی مسئلے پر تمام صحابہ کرام کی آرا بالتصریح جمع ہو جائیں وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے رائے دی۔ اور باقی صحابہ نے اس کی تردید نہیں کی بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ بھی اجماع صحابہ میں داخل ہے۔ اور اس سے جو حکم ثابت ہوتا ہے وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں۔ اس لیے اجماع کو تمام ادلہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل کے طور پر مانا جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن وسنت کے معنی ومفہوم متعین کرنے میں رائے مختلف ہوسکتی ہے۔ لیکن اجماع میں اس کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی ہے۔ علامہ ابن تیمیہ کے مطابق "اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے اس کا اتباع فرض ہے۔ بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں سے زیادہ موکد اور سب سے مقدم ہے"

عقیدہ ختم نبوت پر سب سے پہلا اجماع اُمت

حضور اکرم ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد اُمت محمدیہ میں جو سب سے پہلا اجماع ہوا وہ اس مسئلہ پر تھا کہ جو شخص حضور ﷺ کے بعد دعوئے نبوت کرے اس کو قتل کر دیا جائے۔ کیونکہ اِس کی بنیاد خود حضور اکرم ﷺ نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کے قتل پر ایک صحابی کو مامور کر کے متعین فرمائی۔ اور ان صحابی رسول نے آپ ﷺ کے حکم کی بجا آوری اسود عنسی کا سر قلم کر کے کی۔

مسیلمہ کذاب نے بھی حضور ﷺ کے زمانے میں دعوئے نبوت کیا آپ ﷺ کے وصال ظاہری کے بعد پہلی مہم جہاد جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں روانہ فرمائی۔ وہ جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کے خلاف تھی۔ جمہور صحابۂ اکرام ومہاجرین وانصار نے مسیلمہ کذاب کو محض دعوئے نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بناء پر کافر سمجھا۔ اور با جماع صحابۂ وتابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام کا سب سے پہلا اجماع ہے۔ حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا، بلکہ بعینہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی جھوٹی نبوت کا بھی مدعی تھا۔ یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر اشہد ان

اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہ پکارا جاتا تھا۔اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔مسیلمہ کذاب حضور ﷺ کی نبوت اور قرآن پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ نماز، روزہ اور دیگر افعال اسلامی بھی ادا کرتا تھا۔مگر ختم نبوت کا انکار اور اپنے دعوئے نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کافر سمجھا گیا۔اسی وجہ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہؓ اکرام، مہاجرین وانصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب سمیت اس کے (28000) اٹھائیس ہزار جوان مارے گئے۔مسلمانوں کی جانب سے اس جنگ میں شہید ہونے والے جلیل القدر صحابہ کرام کی تعداد (1200) بارہ سو سے زائد تھی، جس میں (700) سات سو سے زائد صحابہ کرام حافظ القرآن اور عالم دین تھے۔یہاں یہ بات انتہائی قابل توجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی حیات ظاہری میں اسلام کے تحفظ اور دفاع کیلئے جتنی جنگیں لڑی گئیں۔ان سب میں شہید ہونے والے کل صحابہ کرام کی تعداد (259) ملتی ہے۔جبکہ عقیدۂ ختم نبوت کیلئے لڑی جانے والی جنگ یمامہ میں (1200) بارہ سو جلیل القدر صحابہ کرام وحفاظ کرام کی کثیر تعداد شہید ہوتی ہے۔واضح رہے کہ یہ وہ صحابہ کرام ہیں۔جو آپ ﷺ کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ ہیں۔اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور دفاع کی جنگ میں اس کثیر تعداد کا جام شہادت نوش کرنا دراصل اس عقیدے کی عظمت، اہمیت اور حیثیت کو قیامت تک کیلئے متعین کرتا ہے۔

صحابہؓ کا عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل یقین

جمہور صحابہ کرام میں سے کسی ایک نے بھی مسیلمہ کذاب کے خلاف اس مہم میں شرکت سے انکار نہیں کیا۔اور کسی ایک نے بھی یہ نہیں کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں۔نماز، روزہ، حج زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے اور نہ ہی کسی صحابی نے مسیلمہ کذاب سے پوچھا کہ تو کس قسم کی نبوت کو دعویٰ کرتا ہے۔مستقل نبوت کا مدعیٰ ہے یا ظلی نبوت یا پھر بروزی نبوت کا مدعیٰ ہے۔نہ ہی کسی صحابی نے مسیلمہ کذاب سے اس کی نبوت کے دلائل اور براہین پوچھے اور نہ ہی کوئی معجزہ دکھانے کا سوال کیا۔

جنگ یمامہ میں منکرین نبوت کی سرکوبی کیلئے صحابہ کرام کی کثیر تعداد کی شرکت سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے نہ تو وقت کی نزاکت کا احساس کیا، نہ ہی مسلمانوں کی بے سروسامانی ان کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ بنی۔اور نہ ہی مسیلمہ کذاب کی جماعت کی اذان ونماز اور تلاوت واقرار نبوت اور تمام اسلامی احکام کا ادا کرنا۔بلکہ وہ اس سب کے باوجود منکرین ختم نبوت سے نمٹنے کیلئے باجماع واتفاق اٹھ کھڑے ہوئے۔حالانکہ اس

وقت اسلام سخت بے سروسامانی کی حالت میں تھا۔ آنحضرت ﷺ کا وصال ظاہری ہو چکا تھا۔ اسلام کے بیرونی دشمن یہود و نصاریٰ اور مشرکین جو ہر وقت موقع کے منتظر رہتے تھے۔ اس وقت مسلمانوں کو نگل جانے کے خواب دیکھنے لگے۔ ادھر خود مسلمانوں کے بہت سے قبائل اطراف مدینہ میں مرتد ہو کر ان کے ساتھ مل گئے تھے۔ جس کی وجہ سے مسیلمہ کذاب کے فتنے نے طوفان کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ایسے نازک ترین حالات کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور جمہور صحابہ کرام نے ان میں سے کسی بات کی بھی پرواہ نہیں کی۔ بلکہ اسلامی حکومت کے استحکام اور حالات کو قابو میں کرنے کیلئے سب سے پہلا کام ہی منکرین ختم نبوت کا قلع قمع کر کے یہ ثابت کر دیا کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور دفاع ہی اسلام کی بقا اور استحکام کا ضامن ہے۔ اور اُمت محمدیہ میں جو فرقہ کسی اور مدعی نبوت کی پیروی اختیار کرے وہ اسلام اور مسلمانوں سے اتنا ہی بعید ہے۔ جتنا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین۔

صحابہ کرام نے اس عقیدے کے تحفظ اور دفاع کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ اور انہیں اس عقیدے کے اظہار میں ذرا سی لغزش بھی گوارہ نہیں تھی۔ اسد الغابہ کے مطابق حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو آنحضرت ﷺ نے یمامہ کے قبیلے بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر مسیلمہ نے آپ سے پوچھا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ کذاب) بھی اللہ کا رسول ہوں۔ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا میں بہرہ ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا۔ مسیلمہ کذاب بار بار آپ سے یہی سوال کرتا رہا اور آپ ہر بار اسے یہی جواب دیتے رہے۔ مسیلمہ ہر بار آپ کے مایوس کن جواب پر آپ کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا۔ حتیٰ کہ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ نے ایک ایک کر کے اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کروانا گوارہ کر لیا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی نبوت میں کسی جھوٹے نبی کی نبوت کی شراکت گوارہ نہیں کی۔

عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیوں ضروری ہے؟

ہم اچھی طرح جانتے ہیں جس طرح درخت کا تصور بغیر جڑ کے اور عمارت کا تصور بغیر بنیاد کے محال ہے۔ بالکل اسی طرح اسلام کا تصور بھی بغیر عقیدہ ختم نبوت کے محال ہے۔ اسلام کی عظیم الشان عمارت کی بنیاد اسی عقیدے پر قائم و دائم ہے۔ ختم نبوت کے تصور کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا اپنے نبی سے تعلق اور رشتہ اتنا مضبوط

، پائیدار اور ازلی و ابدی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور کی آمد کا تصور بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی رکھ سکتے ہیں، کیونکہ جوں ہی ان کی نگاہیں کسی اور کی طرف اٹھیں گی۔ ان کے سارے پرانے رشتے ناطے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائیں گے۔ نہ ہی اللہ سے ان کا تعلق قائم رہے گا، نہ ہی نبی ﷺ سے، نہ ہی صحابہ و اہلبیت سے، نہ ہی امہات المومنین اور بزرگان دین سے اور نہ ہی قرآن و سنت سے۔ کیونکہ مسلمانوں نے اللہ کو پہچانا ہی آپ ﷺ کی وساطت سے ہے۔ سنت کی روشنی آپ سے ملی۔ صحابہ سے تعلق بنا تو آپ ﷺ کے حوالے سے گویا نبی کے دامن سے وابستہ ہوئے تو سارے رشتے قائم ہو گئے۔ اور نبی کا دامن چھوٹا تو سارے رشتے ٹوٹ گئے۔ اس لیے امت مسلمہ چودہ سو سال سے اس امر کے بارے میں انتہائی حساس رہی کہ فصیل نبوت میں کہیں کوئی شگاف نہ پڑنے پائے۔ اور اگر کبھی باطل کی ریشہ دوانیوں سے ایسا ہونے کے امکانات نظر آئے بھی تو اُمت نے جوان جسموں کو دیوار بنا کے اس ناپاک منصوبے کو ناکام و نامراد کر دیا۔ اور قصر اسلام کی حفاظت کا فریضہ سر انجام دے کر رسول اللہ ﷺ کے ذاتی خدمت گار کے طور پر سامنے آئے گویا وہ اس طرح رب العزت، انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت، امہات المومنین، اولیائے اکرام، قرآن و حدیث اور حرمین شریفین کی عزت و ناموس کے تحفظ کی مقدس ذمہ داری بھی نبھاتے ہیں۔ اور ان سب سے اپنا تعلق مضبوط بناتے ہیں۔

خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عقیدہ ختم نبوت کے سب سے پہلے محافظ ہیں۔ اور اس عقیدے کی بنیادوں کو مضبوط کرنے کیلئے اصحاب رسول نے اپنے خون کی قربانی دی۔ اصحاب رسول کا مقدس لہو عقیدہ ختم نبوت کے باغیچے کو سیراب کرتا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے سپہ سالار اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام کے دور سے لے کر 1953ء اور 1974ء کی تحاریک ختم نبوت تک ہزاروں علماء، صلحا، مشائخ اور اُمت محمدی کا یہی چلن رہا ہے کہ جب بھی تقاضائے محبت بڑھتا ہے۔ اُمت دل و جان ہتھیلی پر سجا کر میدان کارزار میں عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کیلئے موجود ہوتی ہے۔ کیونکہ اُمت محمد یہ اچھی طرح جانتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات اقدس کا تحفظ اور ختم نبوت سے محبت کا مطلب حضور اکرم ﷺ سے محبت و الفت ہے۔ اور ختم نبوت سے دوری کا مطلب آپ ﷺ سے دوری ہے۔ اور حضور ﷺ کی ذات مبارکہ سے دوری اُمت کسی طور بھی گوارہ نہیں کر سکتی ہے۔ کیونکہ یہ اُمت ہمیشہ حضور ﷺ سے قربت کے بہانے ڈھونڈتی ہے۔ اور عقیدہ ختم نبوت سے بڑھ کر کہیں قربت و محبت نہیں مل سکتی ہے۔ اسی لیے اُمت مسلمہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے ہمیشہ متحد و متفق رہی۔ اور اس عقیدے کا دفاع و تحفظ اُمت مسلمہ کے ایمان کا ہمیشہ سے لازمی جز رہا ہے، اور رہے گا۔

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اُمت کی وحدت اور کامیابی کا راز

حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے عقیدے میں دراصل اُمت مسلمہ کی وحدت اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔اور یہی وہ عقیدۂ ہے جس پر اُمت مسلمہ چودہ سو سال سے کبھی بھی تذبذب اور اختلاف رائے کا شکار نہیں ہوئی۔بلکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ جب بھی کسی کاذب نے اس متفقہ عقیدے کے خلاف رائے دی، اُمت نے اُسے سرطان کی طرح اپنے جسم سے کاٹ کر علیحدہ کردیا۔اسلیئے کہ اُمت اچھی طرح جانتی ہے۔کہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ یا منکرین ختم نبوت کا استیصال درحقیقت دین کا ہی حصہ ہے۔اور اس کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ دین اسلام کی تمام نعمتوں کا اتمام آپ ﷺ کی ذات اقدس پر ہوا ہے۔اور اسی وجہ سے رب تعالیٰ نے اس شعبہ کو بھی آپ کی ذات مبارکہ سے وابستہ فرمادیا ہے۔لہذا یہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے سب سے پہلے خود اپنے زمانے میں پیدا ہونے والے جھوٹے مدعیان نبوت کا استیصال کر کے قیامت تک کیلئے اُمت مسلمہ کو منکرین عقیدۂ ختم نبوت سے نمٹنے کی راہ عمل متعین فرما کر سنت مبارکہ جاری فرمائی۔

روایت کے مطابق اسود عنسی کے استحصال کیلئے خود نبی اکرم ﷺ حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ اور طلیحہ اسدی کے مقابلے میں جہاد کیلئے حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔آپ ﷺ کا یہ عمل مبارک قیامت تک کیلئے اُمت مسلمہ کیلئے ایسی مثال ہے۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ اُمت مسلمہ کی فلاح و بقا اور خیر و برکت اس عقیدے کے تحفظ سے وابستہ ہے۔اور اگر کوئی جھوٹا مدعی نبوت اس متفقہ عقیدے میں نقب لگانے کی کوشش کرتا ہے۔ تو عقیدۂ ختم نبوت پر کامل یقین رکھنے والوں پر لازم ہے کہ وہ جان جوکھوں میں ڈال کر نہ صرف اس عقیدے کا تحفظ کریں۔بلکہ منکرین ختم نبوت کو کیفر کردار تک بھی پہنچائیں۔چنانچہ خیر القرون سے لے کر آج تک اُمت مسلمہ ایک لمحے کیلئے بھی اس فرض سے غافل نہیں ہوئی ہے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

فتنہ انکار ختم نبوت اور اسکا منطقی انجام

ملک محبوب الرسول قادری

سنت الہیہ یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے اشرف المخلوقات انسانوں میں سے مختلف ادوار میں انبیاء و مرسلین کو مبعوث فرماتا رہا اور پھر اس نے کمال فضل و کرم فرماتے ہوئے سب سے آخر میں سید الانبیاء امام المرسلین حضور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو بھیج کر ائکی ختم نبوت کا اعلان یوں فرمایا!

"محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں" (الاحزاب ۴۰)

مفردات راغب میں ہے کہ!

"حضور ﷺ کو خاتم النبیین اس لیے کہا جاتا ہے کہ آپ نے نبوت کو کمال و اتمام تک پہنچا دیا۔ اس صورت میں آپ نے نبوت کو ختم کر دیا۔۔۔ تفسیر ابن جریر میں ہے کہ!" وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں جنھوں نے نبوت کو ختم کر دیا پس مہر نبوت لگا دی گئی اب یہ حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کسی کے لیے کھولی نہیں جائے گی"۔۔۔ حضور سید الانبیا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ!" میں تخلیق سے پہلے اور بعثت میں ان سے آخر میں ہوں ایک روایت میں حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ انبیاء میں اوّل حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور آخر میں، میں محمد ﷺ ہوں۔۔۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا! میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ میرے ذریعہ سے کفر مٹ جائے گا۔ میں حاشر ہوں کہ میرے بعد لوگ حشر میں جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔۔۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ!" میری اُمت میں تیس کذاب پیدا ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک (جھوٹی) نبوت کا دعویٰ کرے گا حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"۔ معلوم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے۔ بقول اقبال!

لانبی بعدی ز احسانِ خداست

حضور سید عالم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق مسیلمہ کذاب سے لیکر مرزا غلام احمد قادیانی تک مختلف ادوار میں کئی سیاہ باطن افراد نے نبوت کے جھوٹے دعوے کیے اور عبرتناک انجام کو پہنچتے رہے۔۔۔ مرزا غلام احمد قادیانی (۱۸۳۹ء۔۱۹۰۸ء) کا وجود گذشتہ صدی میں سب سے بڑے فتنے کے طور پر منصۂ شہود پر آیا۔ اور اپنی قبیل کے سابقہ تمام پیشرووں کی طرح نہایت عبرتناک انداز میں اپنے انجام بد کو پہنچا۔۔۔ وہ استعماری ایجنٹ تھا اس لیے اس نے حق نمک ادا کرتے ہوئے ہر مرحلے میں انگریزوں سے ہمیشہ وفاداری کا عملی مظاہرہ کیا مختلف ادوار میں اس نے مختلف

دعاوی کیے اور بالآخر قصر نبوت میں ڈاکہ زنی کا مرتکب ہوا۔ مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کے آغاز میں خود ہی کہا کہ!

"میرے پانچ اصول ہیں جن میں دو حرمت جہاد اور اطاعتِ برطانیہ ہیں"۔ (تبلیغ رسالت ص ۱۰۷)

اسی طرح اسی کتاب کی ساتویں جلد میں رقمطراز ہے کہ! "مجھے مسیح و مہدی جان لینا ہی حکم جہاد کا انکار ہے" اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اسی لیے تو کہا تھا کہ!

فتوی ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر
لیکن جناب شیخ کو معلوم کیا نہیں
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں؟
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون؟ اس کو مسلماں کی موت مر
تعلیم اس کو چاہیے ترک جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں واقعی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا سرقہ کیا۔ قرآن وحدیث کے مطالب میں قلمیں لگائیں۔ خود کو تمام انبیاء کا بروز کہا۔ جہاد فسخ کیا۔ برطانیہ کی اطاعت لازم کی۔ حتیٰ کہ ان تمام مسلمانوں کو اسلام سے خارج کر ڈالا جو اس کے قائل نہ تھے۔ لیکن جب یہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی کہ مرزا غلام احمد برطانوی استعماری کی پیداوار ہے انکے پیروکار مسلمانوں کے روپ میں برطانوی جاسوس ہیں اور ان کے دو کام ہیں ایک مسلمان ریاستوں کی جاسوسی، دوسرے ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی چاکری۔ لہذا ان حالات میں مرزائیوں کا مقاطعہ غیرت مسلم کی اساس ہے جس پر خصوصاً عمل درآمد کی ضرورت ہے اس وقت حضرت تاجدار گولڑہ سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم روحانی وعلمی شخصیات نے دجالِ قادیان کا ناطقہ بند کیا۔ آغا شورش کاشمیری ملفوظات طیبہ مرتبہ فقیر محمد، مولوی عبدالحق کے حوالے رقمطراز ہیں ''حضرت پیر مہر علی شاہ بیسویں صدی کے آغاز میں مشائخ پنجاب کے سلسلہ کی سب سے بڑی روحانی شخصیت تھے! آپ ۱۸۹۰ء میں حج کیلئے تشریف لے گئے تو آپ نے دیار رسول اللہ ﷺ ہی میں رہنے کا فیصلہ کرلیا لیکن حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کشف کی بناء پر آپ سے کہا کہ آپ کے ہاں ایک بہت بڑا فتنہ ظاہر ہونے والا ہے اسکا سدِ باب آپ کی ذات سے متعلق ہے آپ وہاں خاموش بھی بیٹھے رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنہ کی زد سے محفوظ رہیں گے اور عامۃ المسلمین اسکی دستبرد سے بچ جائیں گے''۔ چونکہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کی اساس ہے اس لیے اس کے خلاف زبان دراز کرنے والے اسلام کے بنیادی وکلیدی معتقدات کے منکر ہونے کے سبب مسلمان نہیں کافر ہیں۔ اہل علم میں اس بات پر بھی بحث جاری رہی کہ قادیانی کافر ہیں یا مرتد؟ شرعاً مرتد واجب القتل ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس دجل وفریب سے نمٹنے کیلیے پورے برصغیر کے کونے کونے میں موجود اہل ایمان حرکت میں آگئے بلکہ اس کی صدائے بازگشت دیار غیر میں بھی سنائی دے رہی تھی چونکہ مسئلہ براہ راست عظمت مصطفی ﷺ تھا اور حضرت سیدنا امام مالک رضی اللہ عنہ کا تو فتویٰ ہے کہ! ''ایک گستاخ کی زندگی پوری اُمت کی موت کے مترادف ہے اور اگر ایک بھی اُمتی زندہ ہے تو کسی گستاخ رسول ﷺ کو زندہ رہنے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔ یعنی جس گلی سے گستاخ نکلے اسی گلی سے حضور ﷺ کا غلام اُٹھ کر اسکا کام تمام کردے۔ قادیانی دجال کے مقابلے اور اسکی جھوٹی نبوت کا تاج محل مٹی میں ملانے کے لیے سیدنا امام احمد رضا بریلوی، سیدنا پیر مہر علی شاہ، حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ اقبال، سفیر اسلام مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی، پروفیسر محمد الیاس برنی، مولانا سید دیدار علی شاہ الوری، مولانا قاضی عبد الغفور قادری (پنجہ شریف) مولانا غلام قادر بھیروی، حضرت خواجہ ضیا الدین سیالوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان

بریلوی، حضرت مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی، ابوالحسنات مولانا سید احمد قادری، ابوالبرکات مولانا سید محمد احمد قادری، بابو جی حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین گیلانی گولڑوی، حضرت قاضی سلطان محمود آوان شریف، حضرت مولانا محمد ذاکر محمدی شریف (جھنگ) حضرت پیر عبدالعزیز چاچڑوی، مولانا اصغر علی روحی، مولانا کرم الدین دبیر، حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری، مفتی غلام جان ہزاروی، مولانا لطف اللہ حیدر آبادی، قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی، شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی، مجاہد ملت مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا غلام دستگیر قصوری سمیت ہزاروں علماء و مشائخ اہلسنت نے مختلف ادوار میں بھرپور انداز میں اپنے اپنے حصے کا کردار ادا کیا۔ پنجاب میں سب سے پہلے مولانا غلام قادر بھیروی نے مرزا قادیانی کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر فرمایا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی (۱۹۱۵ء۔۱۹۷۰ء) مولانا عبدالحامد بدایونی (۱۸۹۸ء۔۱۹۷۰ء) شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی، ابوالحسنات مولانا سید احمد قادری، مولانا شاہ محمد عارف اللہ میرٹھی اور پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری نے قیادت کی۔ مولانا سید محمد خلیل قادری اور مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی سمیت تین شخصیات کو اسی تحریک میں قادیانیوں کے خلاف موومنٹ چلانے کے جرم میں سزائے موت سنائی گئی جس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ مولانا سید ابوالحسنات قادری جو سیدنا امام احمد رضا بریلوی کے خلیفہ مجاز تھے وہ ۱۹۵۳ء کی تحریک کے قافلہ سالار تھے اور انکی مسجد وزیر خان اس تحریک کا مرکزی صدر مقام تھی۔ ان زعماء نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ (۱۸۴۰ء۔۱۹۵۱ء) نے ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو سیالکوٹ میں مرزا قادیانی کو مناظرے کا چیلنج کیا۔ مرزا موجود تھا۔ میدان چھوڑ کر بھاگ گیا اور پھر اس کے بعد اسے ساری زندگی سیالکوٹ آنے کی جرأت نہ ہوئی، تاجدار گولڑہ، نائب غوث اعظم حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی کا چیلنج مناظرہ و مباہلہ قبول کیا اور بادشاہی مسجد لاہور میں تشریف لائے مگر مرزا قادیانی میدان میں آنے کی جرأت نہ کر سکا اور بالآخر اسی مباہلے کے نتیجے میں اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ مرزا قادیانی کی زندگی واقعی سراپا شرمندگی تھی۔ لیکن اس کے چیلے اسے مجدد وقت، مہدی، مسیح موعود، کرشن رام اور ایک رسول مانتے ہیں۔ یہ اسلام اور پاکستان کے پکے دشمن ہیں لیکن بدقسمتی سے وطن عزیز پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ سر ظفر اللہ قادیانی تھا پاک فضائیہ کا سابق سربراہ ائر مارشل ظفر چوہدری قادیانی تھا کلیدی اسامیوں پر ایک سازش کے تحت قادیانی افراد کو تعینات کیا گیا اور وہ اس قوم پر مسلط رہے پاکستان میں سرگودھا سے فیصل آباد روڈ پر ایک آبادی کو ربوہ (چناب نگر) کا نام دے کر اس کو منی اسرائیل بنانے کی کوششیں کی گئیں۔ مرزا بشیر الدین کی قبر کا کتبہ آج بھی سوچنے والوں کو انکے بھیانک ارادوں

کی خبر دے رہا ہے کہ جب حالات سازگار ہو جائیں تو میری میت کو یہاں سے نکال کر قادیان میں دفن کیا جائے، جماعت پر فرض ہے کہ وہ میری اس وصیت پر ہر لحاظ سے پورا پورا عمل کرے۔(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ)

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کے آغاز میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی کے فلور پر قادیانیوں کو ملکی آئین کے مطابق بھی غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے تاریخی قرارداد پیش کی، جس پر ۲۲ ارکان اسمبلی نے فوری دستخط کیے بعدازاں بھی ارکان اسمبلی شامل ہوتے رہے اور بالآخر انکی کل تعداد ۳۷ ہوگئی، اور بہت سارے ممبران اس عظیم سعادت سے محروم رہے۔ مرزا قادیانی کی زندگی میں مولانا اشرف علی تھانوی سمیت کئی علماء اس کے خلاف کفر کا فتویٰ صادر کرنے کے سلسلے میں سوچتے رہے اور یہ فتویٰ جاری نہ کر سکے یونہی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء کی اس تاریخی قرارداد پر دستخط کرنے کے لیے اصرار اور بھرپور کوشش کے باوجود مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم دستخط کرنے سے محروم رہے جبکہ کتنے سعادت مند افراد نے اپنے پیارے نبی ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لیے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کیے اور ہمیشہ کے لیے شہادت کا عظیم تمغہ و مرتبہ حاصل کرلیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست

اس تحریک میں مولانا شاہ احمد نورانی کے ساتھ انکی جماعت کے دیگر تین ارکان حضرت مولانا محمد ذاکر محمدی شریف (جھنگ) شیخ الحدیث مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری اور مولانا سید محمد علی رضوی نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اسوقت قومی اسمبلی میں جمعیت علماء پاکستان پہلی پارلیمانی پارٹی تھی۔ قادیانی جماعت کا سربراہ اپنا موقف پیش کرنے کیلیے خود حاضر ہوتا رہا، اور بالآخر پارلیمنٹ نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ملکی آئین کے مطابق قادیانی اور لاہوری تمام مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا، اور مولانا شاہ احمد نورانی کی اس تاریخی قرارداد کے نتیجے میں یہ تاریخ ساز فیصلہ پوری مسلم برادری کا سر فخر سے بلند کر گیا، اور تب سے اب تک قادیانی ذریت برابر ماتم کناں ہے اور اپنے باطل نظریات کی سزا بھگت رہی ہے، اور یہ سزا تو صرف ظاہری دنیا کی عارضی سزا ہے شاتم رسول کے لیے اصل سزا تو قبر اور حشر میں اللہ رب العالمین کی طرف سے تیار کی گئی ہے جو دائمی ہے اور سخت ترین ہے۔ رب کریم تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہر مسلمان کو ختم نبوت کا عرفان عطا فرمائے اور صاحب لولاک پیغمبر ﷺ کے فیضان سے ہمارے ظاہر و باطن کو منور و معطر کرے۔ آمین

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

تحفظ عقیدہ ختم نبوت

حافظ محمد مسعود رضوی

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا O ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

وقال النبی علیہ الصلوۃ والسلام انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔(ابو داؤد)

فرمان مصطفوی ﷺ "میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں"

ختم نبوت کا عقیدہ اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر اُمت کا اجماع رہا ہے۔اگرچہ بدقسمتی سے اُمت مسلمہ کئی فرقوں میں بٹ گئی۔باہمی تعصب نے بارہا ملت کے امن وسکون کو درہم برہم کیا۔اور فتنہ وفساد کے بھڑکتے ہوئے شعلوں نے بڑے بڑے المناک حادثات کو جنم دیا۔لیکن اتنے شدید اختلافات کے باوجود سارے فرقے اس پر متفق اور مجتمع نظر آئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔اور حضور کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔چنانچہ گزشتہ تقریباً چودہ صدیوں میں جس نے نبی بننے کا دعویٰ کیا اسکو مرتد قرار دے کر قتل کر دیا گیا۔اور اسکے خلاف علم جہاد بلند کر کے اسکی جھوٹی شہرت کو خاک میں ملا دیا گیا۔مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پروا کیے بغیر اسکے خلاف لشکر کشی کی۔اور تب تک چین کا سانس نہ لیا جب تک اس جھوٹے نبی کو موت کے گھاٹ نہ اتار دیا گیا۔بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید بھی ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ کرام اور جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی شامل تھے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اتنی قربانی دے کر بھی اس فتنے کو زیر کرنا اور کچلنا ضروری سمجھا۔بے شک آپ نورِ صدیقیت سے دیکھ رہے تھے کہ اگر ذرا سا بھی تساہل برتا تو اُمت مسلمہ سینکڑوں گروہوں میں نہیں سینکڑوں اُمتوں میں بٹ جائے گی۔ہر اُمت کا اپنا نبی ہوگا اور وہ اسی کی شریعت اور سنت کو اپنائے گی۔اس طرح اس رحمت للعالمین کے زیر سایہ اسلام کے پلیٹ فارم پر انسانیت کے اتحاد کی ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی۔اور "انی رسول اللہ

الیکم جمیعاً" کا سہانا منظر کبھی بھی نظر نہیں آئے گا۔

اسلام کی تاریخ میں جب بھی کسی سرپھرے طالع آزمایا فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اس کو قتل کردیا گیا۔ انگریز کی غلامی کے دور (برصغیر) میں ملت اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار ہونا پڑا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کرکے اُمت میں انتشار پیدا کیا گیا۔ وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا اور پادریوں سے مناظرے کرتا تھا اسکے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وفادار تھا۔ ملکہ انگلستان کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان انکو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا۔ انگریز کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے انگریز نے اسکی نبوت کو اپنی سنگینوں کے سایہ میں پروان چڑھنے کا موقع دیا اور اسکو قبول کرنے والوں کیلئے بے جا نوازشات کے دروازے کھول دیئے۔ ہر مرزائی کیلئے کسی استحقاق کے بغیر اچھی سے اچھی ملازمت مختص کردی گئی سیاسی میدان میں بھی اسکو آگے بڑھانے کی کوشش کی گئی۔ بے شک وہ شخص عیسائیت کے خلاف لکھتا اور بولتا تھا لیکن انگریز نے اس کے ذریعہ اُمت مسلمہ میں ایک نئی اُمت پیدا کرکے اور انکے بنیادی متفق علیہ عقائد میں تشکیک پیدا کرکے جو مقصد عظیم حاصل کرنے کی سعی کی وہ بہت بڑا کارنامہ تھا اور اپنے دوررس نتائج کے اعتبار سے بڑا اہم تھا۔ مگر قدرت مسکرائی کہ نادانو! یہ آخری پیغمبر ﷺ کا آخری دین ہے جس کی حفاظت میرے ذمے ہے اور جو ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے کیلئے بھیجا گیا ہے۔ ہاں تم اپنی عاقبت جتنی چاہو خراب کرسکتے ہو مگر یہ گلستان کبھی خزاں رسیدہ نہ ہوگا۔ یہ شمع ہمیشہ روشن رہے گی اسکی لو کبھی جھپک نہیں سکتی۔ تم اپنی آگ میں جل مروگے مگر اس عرش آشیاں "بیت الفور" پہ کبھی آنچ نہ آسکے گی۔ اسلیے کہ ہمیشہ حسین، ائمہ اہلبیت، احمد بن حنبل، نعمان بن ثابت، غزالی، عبدالقادر جیلانی، معین الدین چشتی، نظام الدین اولیاء، مہر علی شاہ، احمد رضا خان، عبدالستار خان نیازی، شاہ احمد نورانی جیسے جیالے اور غازی اور انکے متبعین اور تابعین اسکے امانت دار رہیں گے۔ جو ہوش سنبھال کر قوم کے گردوپیش پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں گے اور "یاران بے ایمان" کو رنگ برنگے ملبوسات میں دیکھ کر انکے لبوں پر مسکراہٹ کھیل جایا کرے گی۔ گویا کہہ رہے ہوں۔

ہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدرت رافی شناسم

"علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کے حقیقی مصداق علمائے اہلسنت نے ہمیشہ قرآن وسنت کے منافی عقائد کے حامل رونما ہونے والے فرق باطلہ کی بیخ کنی کی۔ جہاں پر انہوں نے دیگر فتنوں کو اپنے بیان و تحریر کے ذریعے کچلا اور "ذیاب فی ثیاب" "لب پہ کلمہ دل میں گستاخی" کی حامل جماعتوں پر ان کے اقلام برق صاعقہ بن کر

گرتے رہے وہیں انھوں نے عقیدہ ختم نبوت پر بھی ہر اعتبار سے جہاد فرمایا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ ایک ہی نعرہ مستانہ لگاتے نظر آتے تھے کہ!

؎ خون دل دے کے نکھاریں گے رخ برگ گلاب — ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

انھوں نے ظلم وعدوان سے قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں نفرت واعتراض کے تند وتیز تیروں کا سامنا کیا۔ مگر بڑی بے باکی سے بلا لحاظ لومۃ لائم کلمہ حق بلند فرماتے رہے اور انکی زبان حال پکار پکار کر کہتی رہی کہ!

؎ دار ہو سولی ہو پہاڑوں کی نظیر — نغمہ اپنا ہر بلندی سے سنا سکتے ہیں ہم

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں

"Love for all, hatred for none"

محمد متین خالد ایڈووکیٹ

آنجہانی مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

''یاد رکھو منافق وہی نہیں ہے جو ایفائے عہد نہیں کرتا یا زبان سے اخلاص ظاہر کرتا ہے مگر دل میں اس کے کفر ہے بلکہ وہ بھی منافق ہے جس کی فطرت میں دو رنگی ہے۔ (ملفوظات ج6 ص174 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے اس قول کی روشنی میں ہم قادیانی جماعت کا مشہور نعرہ "Love for all, hatred for none" یعنی ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہ نعرہ قادیانیوں کا مرکزی موٹو گرام ہے۔ قادیانی جماعت نے اپنی ویب سائٹ کے پہلے صفحہ پر سب سے اوپر نمایاں طور پر اسے چسپاں کر رکھا ہے۔ قادیانی اسے اپنے ذاتی لیٹر پیڈ، ای میل وغیرہ میں ایک تحریکی و دعوتی نعرے کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ ہر قادیانی لوگوں کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے اپنی تقریر و تحریر میں اسے بکثرت استعمال کرتا ہے۔

17 مئی 2005ء کو قادیانی جماعت کا موجودہ خلیفہ مرزا مسرور دورہ افریقہ کے دوران جب یوگنڈا پہنچا تو اس نے وہاں کے صحافیوں کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ میرا پیغام ہے:

"Love, love and love peace, peace and peace"

مزید کہا:

''Love for all hatred for none ہمارا سلوگن ہے۔''

مزید کہا:

''ہم امن کا ہی پیغام دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم کے مطابق ایک دوسرے کے ساتھ محبت و پیار سے رہیں۔'' (الفضل انٹرنیشنل لندن 24 تا 30 جون 2005ء)

دلوں کو موہ لینے والا یہ انتہائی خوبصورت نعرہ درحقیقت منافقت پر مبنی اور حقائق کے بالکل خلاف ہے۔ قادیانیوں کی عملی زندگی میں یہ چیز کہیں نظر نہیں آتی۔ خود قادیانی جماعت کے بانی آنجہانی مرزا قادیانی کی تحریریں اقوام عالم بالخصوص مسلمانوں کے خلاف گندی گالیوں اور بے پناہ نفرت و حقارت سے بھری ہوئی ہیں۔ عیسائیوں کے بارے میں مرزا قادیانی کا مندرجہ ذیل بیان پڑھیں اور آپ خود فیصلہ کریں کہ قادیانی جماعت اپنے نعرہ ''محبت سب

سے نفرت کسی سے نہیں" میں کس قدر تخلص ہے۔

"میں عیسائیوں کے خودساختہ خدا کی نسبت تمام مسلمانوں سے زیادہ کراہت اور نفرت رکھتا ہوں۔ یہاں تک کہ اگر کل مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلہ میں رکھ دی جائے اور میری نفرت ایک طرف تو میرا پلہ اس سے بھاری ہوگا۔" (ملفوظات ج 3 ص 330 از مرزا قادیانی)

اسی سلسلہ میں ایک دوسرا حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

"شکر کی بات ہے کہ ایک مرتبہ خود مجھے بھی ایسی حالت پیش آئی۔ سردی کا موسم تھا۔ مجھے غسل کی حاجت ہو گئی۔ پانی گرم کرنے کے لیے کوئی سامان اس جگہ نہ تھا۔ ایک پادری کی لکھی ہوئی کتاب میزان الحق میرے پاس تھی، اس وقت وہ کام آئی۔ میں نے اس کو جلا کر پانی گرم کر لیا اور خدا تعالیٰ کا شکر کیا۔ اس وقت میری سمجھ میں آیا کہ بعض وقت شیطان بھی کام آجاتا ہے۔" (ملفوظات ج 8 ص 314 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی یہ تحریر نفرت و حقارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک رات اُسے غسل کی حاجت ہوئی اور اس نے پانی گرم کرنے کے لیے ایک پادری کی کتاب "میزان الحق" کو چولہے میں رکھ کر آگ لگا کر پانی گرم کیا۔ حالانکہ یہ قوی امکان ہے کہ کتاب میزان الحق میں حوالہ کے طور پر قرآن مجید کی آیات بھی ہوں گی۔ احادیث مبارکہ بھی درج ہوں گی۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال گستاخی کرتے ہوئے اسے نذر آتش کر دیا اور وہ بھی کس مقصد کے لیے؟ بجائے اس پر شرمندہ ہونے کے مرزا قادیانی اپنے اس کارنامے پر خوشی کا اظہار کرتا ہے۔ قادیانی بتائیں کہ کیا یہ محبت والا کام ہے یا نفرت والا۔ کیا قادیانی کسی شخص کو اجازت دیں گے کہ وہ غسل کے لیے مرزا قادیانی کی کتابیں جلا کر اس سے پانی گرم کرے اور بعد میں یہ کہے: "محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں۔"

مسلمانوں کے خلاف مرزا قادیانی کی نفرت و حقارت ملاحظہ فرمائیں:

- "اور (جو) ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔" (انوار الاسلام ص 30 مندرجہ روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

- "تلک کتب ینظر الیها کل مسلم بعین المحبة والمودة و ینتفع من معارفها و یقبلنی و یصدق دعوتی۔ الا ذریة البغایا الذین ختم اللّٰہ علی قلوبھم فھم لا یقبلون۔"

(ترجمہ) "میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں

کی۔" (آئینہ کمالات اسلام ص 547، 548 مندرجہ روحانی خزائن ج 5 ص 547، 548 از مرزا قادیانی)

سوچنا چاہیے کہ دنیا کی سوا ارب آبادی میں سے کتنے لوگ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت ومودت کی نظر سے دیکھتے اوران کی تصدیق کرتے ہیں؟

خود مرزا قادیانی کے پہلے دونوں بیٹوں مرزا فضل احمد اور مرزا سلطان احمد نے ہمیشہ اپنے باپ کی مخالفت کی۔ وہ جانتے تھے کہ ان کا باپ نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود اپنی پہلی بیوی حرمت بی بی کے شرعی حقوق پورے نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو اپنی تمام جائیداد سے عاق کیا۔ (باوجودیہ کہ عاق کرنے والے پر حضور نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے) اور ان کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات نیکی، بدی، خوشی، غمی وغیرہ میں شرکت ختم کردی۔ مرزا قادیانی نے اپنے پہلے دونوں بیٹوں کے بارے میں ایک اشتہار شائع کیا جس میں لکھا:

❑ "سو اب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔ مومن دیوث نہیں ہوتا۔"

(مجموعہ اشتہارات ج اول ص 221 از مرزا قادیانی)

یہاں یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا فضل احمد، مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا تھا (اسی لیے مرزا قادیانی نے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھا تھا۔ بحوالہ انوار خلافت ص 91 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 149 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی) وہ مرزا قادیانی کی کتابوں کو محبت کی نظر سے نہیں دیکھتا تھا اور اس کی دعوت کی تصدیق بھی نہیں کرتا تھا۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ بھی مرزا قادیانی کے فتویٰ "ذریۃ البغایا" کی زد میں آتا ہے؟ قادیانیوں کو اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

مشہور روحانی بزرگ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

❑ مجھے ایک کتاب کذاب (پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اے گولڑہ کی زمین تجھ پر لعنت، تو ملعون کے سبب سے ملعون ہوگئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔" (اعجاز احمدی ص 75 مندرجہ روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی قادیانی آباد ہوگیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہوگا؟

مولانا سعد اللہ کے بارے میں لکھا:

❑ ”اور لئیموں میں سے ایک فاسق آدمی کو دیکھتا ہوں کہ ایک شیطان ملعون ہے۔ سفیہوں کا نطفہ بدگو ہے اور خبیث اور مفسد اور جھوٹ کو ملمع کر کے دکھانے والا منحوس ہے جس کا نام جاہلوں نے سعد اللہ رکھا ہے۔“

(حقیقۃ الوحی تتمہ ص 14 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی معلم اخلاقیات کا خصائل حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری سمجھتا ہے۔اس کا کہنا ہے:

❑ ”اخلاق معلم کا فرض یہ ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔“

(چشمہ مسیحی ص 12 مندرجہ روحانی خزائن ج 20 ص 346 از مرزا قادیانی)

❑ ”میری فطرت اس سے دور ہے کہ کوئی تلخ بات منہ پر لاؤں۔“

(آسمانی فیصلہ ص 10 مندرجہ روحانی خزائن ج 4 ص 320 از مرزا قادیانی)

❑ ”خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق ......اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔“

(اربعین نمبر 3 ص 84 مندرجہ روحانی خزائن ج 17 ص 426 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کا کہنا ہے۔

❑ ”جب انسان دلائل سے شکست کھاتا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔“

(انوار خلافت ص 20 مندرجہ انوار العلوم ج 3 ص 80 از مرزا بشیر الدین محمود)

افسوس! مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں بے شمار جگہ اپنے مخالفین کے بارے میں نہایت غیر شائستہ اور اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

❑ اے مردار خور مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ، مندرجہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)

❑ اندھیرے کے کیڑو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21، حاشیہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)

- اے بدذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)
- اے خبیث (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)
- اے پلید دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)
- اسلام کے عار مولویو (انجام آتھم ضمیمہ ص 48، روحانی خزائن ج 11 ص 332 از مرزا قادیانی)
- اے نابکار (بدکردار) (انجام آتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا قادیانی)
- اے بدذات فرقہ مولویاں (انجام آتھم ضمیمہ ص 21/حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- اُلو (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص 165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا قادیانی)
- امام الفتن (اتمام الحجہ ص 24، روحانی خزائن ج 8 ص 303 از مرزا قادیانی)
- انسانوں سے بدتر اور پلید تر (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
- اے بدبخت مفتریو (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)
- ایہا المکذبون الغالون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224، از مرزا قادیانی)

- اے شیخ احمقان (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- ایہا الشیخ الضال (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- اول درجہ کے کاذب (آئینہ کمالات اسلام ص 601، روحانی خزائن ج 5 ص 601 از مرزا قادیانی)
- ننگ اسلام مولویو (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا قادیانی)
- اے کوتاہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا قادیانی)
- اے نفسانی مولویو (ازالہ اوہام ص 105، روحانی خزائن ج 3 ص 105 از مرزا قادیانی)
- اے غبی (کم عقل) (مواہب الرحمٰن ص 131، روحانی خزائن ص 352 ج 19 از مرزا قادیانی)
- انسانیت کے پیرایہ (لباس) سے بے بہرہ اور بے ہنر (نورالحق حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 4، 5 از مرزا قادیانی)
- اے بے ایمانو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا قادیانی)
- بدبخت پلید طبع مولوی (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
- بے ایمان اور اندھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 22/ حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 306 از مرزا قادیانی)

- بدذات (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 از مرزا قادیانی)
- بندروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- باطل پرست بطالوی (انجام آتھم ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا قادیانی)
- بدکار آدمی (شہادت القرآن ص 84، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا قادیانی)
- برہنہ (نور الحق ص 3 حصہ اول، روحانی خزائن ج 8 ص 5 از مرزا قادیانی)
- بھیڑیے (اعجاز احمدی ص 39، روحانی خزائن ج 19 ص 150 از مرزا قادیانی)
- بچھو (اعجاز احمدی ص 75، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)
- بے حیاء (تذکرۃ الشہادتین ص 38، روحانی خزائن ج 20 ص 40 از مرزا قادیانی)
- بڑا خبیث (حقیقۃ الوحی تتمہ ص 107، روحانی خزائن ج 22 ص 543 از مرزا قادیانی)
- پلید ملاؤں (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
- پلید جاہلوں (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 414 از مرزا قادیانی)

❑ پلیدتر	(ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)
❑ پلید دل	(انجام آتھم ضمیمہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا قادیانی)
❑ پلید دجال	(انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)
❑ ثناء اللہ کو علم اور ہدایت سے ذرہ مس نہیں	(اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا قادیانی)
❑ ثناءاللہ تجھے جھوٹ کا دودھ پلایا گیا	(اعجاز احمدی ص 51، روحانی خزائن ج 19 ص 163 از مرزا قادیانی)
❑ جاہل سجادہ نشین	(انجام آتھم ضمیمہ ص 18 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا قادیانی)
❑ جنگل کے وحشی	(انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا قادیانی)
❑ جانور	(نزول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا قادیانی)
❑ جنگلوں کے غول	(اعجاز احمدی ص 81، روحانی خزائن ج 19 ص 193 از مرزا قادیانی)
❑ جھوٹ کا گوہ کھایا	(انجام آتھم ضمیمہ ص 50، روحانی خزائن ج 11 ص 334 از مرزا قادیانی)
❑ جھوٹ بولنے کا سرغنہ	(نزول المسیح ص 9، روحانی خزائن ج 18 ص 387 از مرزا قادیانی)

- ❑ چار پائے ہیں نہ آدمی (انجام آتھم ضمیمہ ص 10، روحانی خزائن ج 11 ص 294 از مرزا قادیانی)
- ❑ حرامی (شہادۃ القرآن ص 3 ج، روحانی خزائن ج 6 ص 380 از مرزا قادیانی)
- ❑ حرام زادہ (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 32 از مرزا قادیانی)
- ❑ حرص کے جنگل کے شیطان (نور الحق ص 89 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا قادیانی)
- ❑ حلال زادہ نہیں (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)
- ❑ حاطب اللیل (آئینہ کمالات اسلام ص 600، روحانی خزائن ج 5 ص 600 از مرزا قادیانی)
- ❑ خبیث طبع (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- ❑ خنزیر سے زیادہ پلید (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / حاشیہ روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- ❑ خالی گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا قادیانی)
- ❑ خبیث نفس (شہادۃ القرآن ص 5 ھ، روحانی خزائن ج 8 ص 382 از مرزا قادیانی)
- ❑ خبیث طینت (انجام آتھم ضمیمہ ص 8، روحانی خزائن ج 11 ص 292 از مرزا قادیانی)

- خبیث فرقہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 9 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 293 از مرزا قادیانی)
- خناسوں (انجام آتھم ص 17 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا قادیانی)
- نحسیس ابن نحسیس (نور الحق ص 64 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 87 از مرزا قادیانی)
- خراب عورتوں اور دجال کی نسل (نور الحق ص 123 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 163 از مرزا قادیانی)
- خبیث النفس (ضیاء الحق ص 9، روحانی خزائن ج 9 ص 259 از مرزا قادیانی)
- خبیث القلب (انوار اسلام ص 21، روحانی خزائن ج 9 ص 23 از مرزا قادیانی)
- خشک دماغ (ست بچن ص 9، روحانی خزائن ج 10 ص 121 از مرزا قادیانی)
- دل کے مجذوم (انجام آتھم ضمیمہ ص 21 / ح، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- دجال (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)
- دنیا کے کیڑے (براہین پنجم ص 143، روحانی خزائن ج 21 ص 311 از مرزا قادیانی)
- دابۃ الارض (ازالہ اوہام ص 510، روحانی خزائن ج 3 ص 373 از مرزا قادیانی)

❑ دنیا کے کتے (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا قادیانی)

❑ دجال اکبر (انجام آتھم ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 47 از مرزا قادیانی)

❑ دیوث (مجموعہ اشتہارات ج 1 ص 125 از مرزا قادیانی)

❑ دیوانے درندوں (ضیاء الحق ص 35، روحانی خزائن ج 9 ص 296 از مرزا قادیانی)

❑ دجال فربہ (انجام آتھم ص 204، روحانی خزائن ج 11 ص 204 از مرزا قادیانی)

❑ دجال کمینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا قادیانی)

❑ دجال کے ہمراہیو (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 169 از مرزا قادیانی)

❑ ذلیل (ایام الصلح ص 166، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)

❑ ذلت کے سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)

❑ ذریت شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 24/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)

❑ ذلت کے روسیاہی کے اندر غرق (انجام آتھم ضمیمہ ص 59، روحانی خزائن ج 11 ص 343 از مرزا قادیانی)

❑ رئیس الدجالین (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از مرزا قادیانی)

- رئیس المعتدین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- راس الغاوین (انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- رئیس المتصلفین (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- رنڈیوں کی اولاد (آئینہ کمالات اسلام ص 548، روحانی خزائن ج 5 ص 548 از مرزا قادیانی)
- رئیس المتکبرین (آئینہ کمالات اسلام ص 599، روحانی خزائن ج 5 ص 599 از مرزا قادیانی)
- سوروں (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- سیاہ داغ (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- سگان قبیلہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 229، روحانی خزائن ج 11 ص 229 از مرزا قادیانی)
- سلطان المتکبرین (انجام آتھم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- سفہاء (انجام آتھم ضمیمہ ص 253، روحانی خزائن ج 11 ص 253 از مرزا قادیانی)
- سفیہوں کا نطفہ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

- ❑ سانپوں (نور الحق ص 23 حصہ 1، روحانی خزائن ج 8 ص 132 از مرزا قادیانی)
- ❑ سڑے گلے مردہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 62، روحانی خزائن ج 11 ص 346 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 4، روحانی خزائن ج 11 ص 288 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیاطین الانس (انجام آتھم ضمیمہ ص 18/حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 302 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ نجدی (انجام آتھم ضمیمہ ص 198، روحانی خزائن ج 11 ص 198 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ احمقان (انجام آتھم ضمیمہ ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ الضال (انجام آتھم ضمیمہ ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)
- ❑ شقی (انجام آتھم ضمیمہ ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا قادیانی)
- ❑ شغال (آئینہ کمالات اسلام ص 604، روحانی خزائن ج 5 ص 295 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیطنت کی بدبو (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا قادیانی)
- ❑ شیخ نامہ سیاہ (آئینہ کمالات اسلام ص 306، روحانی خزائن ج 5 ص 306 از مرزا قادیانی)

❑ شیخ مضل	(کرامات الصادقین ص 27، روحانی خزائن ج 7 ص 69 از مرزا قادیانی)
❑ شریر بھیڑیئے	(انجام آتھم ص 9، روحانی خزائن ج 11 ص 9 از مرزا قادیانی)
❑ شیخ ضال بطالوی	(انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
❑ شیخ الضالۃ	(اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)
❑ شیخ چالباز	(کرامات الصادقین ص 22، روحانی خزائن ج 7 ص 65 از مرزا قادیانی)
❑ شیاطین	(نزول المسیح ص 11، روحانی خزائن ج 18 ص 389 از مرزا قادیانی)
❑ شریر النفس	(آریہ دھرم ص 31، روحانی خزائن ج 10 ص 31 از مرزا قادیانی)
❑ ضال بطالوی	(انجام آتھم ص 241، روحانی خزائن ج 11 ص 241 از مرزا قادیانی)
❑ ضلالت پیشہ	(حقیقۃ الوحی ص 311، روحانی خزائن ج 22 ص 324 از مرزا قادیانی)
❑ طوائف	(انجام آتھم ضمیمہ ص 23/حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 307 از مرزا قادیانی)
❑ ظالم طبع	(دافع البلاء ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 238 از مرزا قادیانی)

- علیہم نعال لعن اللہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 46، روحانی خزائن ج 11 ص 330 از الف الف مرۃ مرزا قادیانی)
- عبد الشیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)
- عورتوں کے عار (اعجاز احمدی ص 83، روحانی خزائن ج 19 ص 196 از مرزا قادیانی)
- عبد الحق کا منہ کالا (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)
- غالون (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا قادیانی)
- غوی فی البطالۃ (انجام آتھم ص 230، روحانی خزائن ج 11 ص 230 از مرزا قادیانی)
- غاوین (انجام آتھم ص 254، روحانی خزائن ج 11 ص 254 از مرزا قادیانی)
- غول (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا قادیانی)
- غبی (انجام آتھم ضمیمہ ص 33، روحانی خزائن ج 11 ص 317 از مرزا قادیانی)
- غدار زمانہ (اعجاز احمدی ص 77، روحانی خزائن ج 19 ص 190 از مرزا قادیانی)
- غول البراری (کرامات الصادقین ص (د)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 از مرزا قادیانی)

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

- ❑ غزنویوں کی جماعت پر لعنت (انجام آتھم ضمیمہ ص58، 59 روحانی خزائن ج 11 ص 342، 343 از مرزا قادیانی)
- ❑ فرعون سے مراد شیخ محمد حسین بٹالوی (انجام آتھم ضمیمہ ص56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا قادیانی)
- ❑ فمت یا عبدالشیطان (انجام آتھم ضمیمہ ص58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)
- ❑ فاسق آدمی (تمہ حقیقۃ الوحی ص14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)
- ❑ قوم کے خناسوں (انجام آتھم ص 17/ حاشیہ روحانی خزائن ج 11 ص 17 از مرزا قادیانی)
- ❑ کتے (استفتاء ص20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا قادیانی)
- ❑ کج طبع (آئینہ کمالات اسلام ص 301، روحانی خزائن ج 5 ص 301 از مرزا قادیانی)
- ❑ کوتہ نظر مولوی (آئینہ کمالات اسلام ص (د)، روحانی خزائن ج 5 ص 608 از مرزا قادیانی)
- ❑ کوڑمغزی (نزول المسیح ص 66، روحانی خزائن ج 18 ص 444 از مرزا قادیانی)
- ❑ کذاب (تمہ حقیقۃ الوحی ص 128/ ح، روحانی خزائن ج 22 ص 565 از مرزا قادیانی)
- ❑ کیڑا (ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم ص165، روحانی خزائن ج 21 ص 332 از مرزا قادیانی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

- کینہ ور (چشمہ معرفت ص 131 ج 2، روحانی خزائن ج 23 ص 336 از مرزا قادیانی)
- کمینگی (مواہب الرحمٰن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا قادیانی)
- کرگس (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 155 از مرزا قادیانی)
- کجدل (کرامات الصادقین ص 6، روحانی خزائن ج 7 ص 148 از مرزا قادیانی)
- کمینوں (الہدیٰ ص 18، روحانی خزائن ج 18 ص 262 از مرزا قادیانی)
- کمینہ (انجام آتھم ص 206، روحانی خزائن ج 11 ص 206 از مرزا قادیانی)
- کتوں (انجام آتھم ضمیمہ ص 25، روحانی خزائن ج 11 ص 309 از مرزا قادیانی)
- کالانعام (انجام آتھم ص 265، روحانی خزائن ج 11 ص 265 از مرزا قادیانی)
- گندی روحو (انجام آتھم ضمیمہ ص 21/ حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- گدھے (انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا قادیانی)
- گمراہ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 21 ص 320 از مرزا قادیانی)

- ❑ گرگ — (مواہب الرحمٰن ص 13، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا قادیانی)
- ❑ گمراہی اور حرص جنگل کے شیطان — (نور الحق ص 89 ج 1، روحانی خزائن ج 8 ص 120 از مرزا قادیانی)
- ❑ لیموں — (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)
- ❑ لاف و گزاف کے بیٹے — (براہین احمدیہ پنجم ص 149، روحانی خزائن ج 21 ص 317 از مرزا قادیانی)
- ❑ مردار خور — (انجام آتھم ضمیمہ 21 / حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 305 از مرزا قادیانی)
- ❑ منحوس چہروں — (انجام آتھم ضمیمہ ص 53، روحانی خزائن ج 11 ص 337 از مرزا قادیانی)
- ❑ مفتریو — (انجام آتھم ضمیمہ ص 58، روحانی خزائن ج 11 ص 342 از مرزا قادیانی)
- ❑ ملعونین — (انجام آتھم ص 252، روحانی خزائن ج 11 ص 252 از مرزا قادیانی)
- ❑ مخنثوں — (آئینہ کمالات اسلام ص 402، روحانی خزائن ج 5 ص 402 از مرزا قادیانی)
- ❑ مردار — (نزول المسیح ص 224، روحانی خزائن ج 18 ص 602 از مرزا قادیانی)
- ❑ ملعون — (تتمہ حقیقۃ الوحی ص 14-15 ج، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)

- ❑ مفسد (تمہ حقیقۃ الوحی ص 14-15 ح، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)
- ❑ گمس طینت (آسمانی فیصلہ ص 32، روحانی خزائن ج 4 ص 342 از مرزا مولویوں قادیانی)
- ❑ خبط الحواس (استفتاء ص 20، روحانی خزائن ج 12 ص 128 از مرزا قادیانی)
- ❑ مخالفوں کی ذلت (انجام آتھم ضمیمہ ص 28/حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 312 از مرزا قادیانی)
- ❑ مولویوں کی ذلت (انجام آتھم ص 24/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)
- ❑ مولوی سخت ذلیل (انجام آتھم ص 24/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)
- ❑ مکذبوں (انجام آتھم ص 224، روحانی خزائن ج 11 ص 224 از مرزا قادیانی)
- ❑ منحوس (تمہ حقیقۃ الوحی ص 14، روحانی خزائن ج 22 ص 445 از مرزا قادیانی)
- ❑ مغرور (تمہ حقیقۃ الوحی ص 115، روحانی خزائن ج 22 ص 551 از مرزا قادیانی)
- ❑ مجنون درندہ (آسمانی فیصلہ ص 14، روحانی خزائن ج 4 ص 324 از مرزا قادیانی)
- ❑ ناپاک طبع (ایام الصلح ص 165، روحانی خزائن ج 14 ص 413 از مرزا قادیانی)

❑ نادان بٹالوی	(انجام آتھم ص 20/حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 20 از مرزا قادیانی)
❑ نفاق زدہ	(انجام آتھم ص 24/حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)
❑ نیم عیسائیو	(مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 69 از مرزا قادیانی)
❑ نالائق نذیر حسین	(انجام آتھم ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 145 از مرزا قادیانی)
❑ نجاست خور جانور	(نزول المسیح ص 8، روحانی خزائن ج 18 ص 386 از مرزا قادیانی)
❑ نابکاروں	(انجام آتھم ضمیمہ ص 24 (حاشیہ)، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)
❑ نادان صحابی	(براہین احمدیہ پنجم ص 120، روحانی خزائن ج 21 ص 285 از مرزا قادیانی)
❑ نالائق چیلوں	(ضیاء الحق ص 27، روحانی خزائن ج 9 ص 285 از مرزا قادیانی)
❑ ناپاک فرقہ	(انجام آتھم ضمیمہ ص 23/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 از مرزا قادیانی)
❑ وہ گدھا ہے نہ انسان	(انجام آتھم ضمیمہ ص 47، روحانی خزائن ج 11 ص 331 از مرزا قادیانی)
❑ جنگل کے وحشی	(انجام آتھم ضمیمہ ص 49، روحانی خزائن ج 11 ص 333 از مرزا قادیانی)
❑ ولد الحرام	(انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

❑ ولد الحلال نہیں (انوار اسلام ص 29، روحانی خزائن ج 9 ص 31 از مرزا قادیانی)

❑ واہ رے شیخ چلی کے بڑے بھائی (انوار اسلام ص 30، روحانی خزائن ج 9 ص 40 از مرزا قادیانی)

❑ والدجال البطال (انجام آتھم ص 251، روحانی خزائن ج 11 ص 251 از مرزا قادیانی)

❑ ہامان (انجام آتھم ضمیمہ ص 56، روحانی خزائن ج 11 ص 340 از مرزا قادیانی)

❑ ہندوزادہ (انجام آتھم ص 59 حاشیہ، روحانی خزائن ج 11 ص 59 از مرزا قادیانی)

❑ ہوا و ہوس کا بیٹا (اعجاز احمدی ص 43، روحانی خزائن ج 19 ص 154 از مرزا قادیانی)

❑ ہزار لعنت کا رسہ (مجموعہ اشتہارات ج 2 ص 77 از مرزا قادیانی)

❑ ہیجو گرگ (مواہب الرحمٰن ص 131، روحانی خزائن ج 19 ص 352 از مرزا قادیانی)

❑ ہیجو جیتیں (مواہب الرحمٰن ص 138، روحانی خزائن ج 19 ص 359 از مرزا قادیانی)

WWW.NAFSEISLAM.COM

❑ یہودی صفت (انجام آتھم ضمیمہ ص 3، روحانی خزائن ج 11 ص 287 از مرزا قادیانی)

❑ یادہ گوہ (انجام آتھم ضمیمہ ص 19/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 303 از مرزا قادیانی)

❑ یہودی سیرت (انجام آتھم ص 24/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 24 از مرزا قادیانی)

❑ یہودی (انجام آتھم ضمیمہ ص 45، روحانی خزائن ج 11 ص 329 ازمرزا قادیانی)

❑ یا شیخ الضلالۃ (اعجاز احمدی ص 76، روحانی خزائن ج 19 ص 188 از مرزا قادیانی)

❑ یک چشم (انجام آتھم ضمیمہ ص 24/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 308 ازمرزا قادیانی)

❑ یہودیت کا خمیر (انجام آتھم ضمیمہ ص 21/ح، روحانی خزائن ج 11 ص 305 ازمرزا قادیانی)

❑ یغول البراری (کرامات الصادقین ص د (4)، روحانی خزائن ج 7 ص 152 ازمرزا قادیانی)

اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں جو مرزا قادیانی نے اپنے مخالفین کو دیں، یہاں محض نمونتاً بیان کی گئی ہیں۔

اس کے باوجود مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

❑ "ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔"

(ست بچن ص 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 ص 133 ازمرزا قادیانی)

مزید لکھا:

❑ "بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے"

(قادیان کے آریہ اور ہم، ازمرزا قادیانی ص 42 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 ص 458)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

❑ "لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص 660 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 ص 456 ازمرزا قادیانی)

... المولی ان کتبت هذه الرسالة والصحیفة العجالة ...
... متن من اہ وعرتهم مُد اہ واکلتهم نارا انکارا ...
... فاردنا ان نجیهم من مخلب الحمام . ونریهم ...
... الفنا هذا الکتاب مع انعام کثیر لمن اجاب ...
... ظم لکل من اتی بمثله واری العجائب . وهو ...
... والطف وادق . وسمیته الحصة الاولی

نور الحق

"عسیٰ ربکم ان یرحمکم
وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم
للکافرین حصیرا ان هذا القرآن
یهدی للتی هی اقوم ویبشر المؤمنین

- مرزا قادیانی کی خوش اخلاقی اور دوسروں سے محبت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اس نے کسی پر لعنت ڈالی تو بجائے یہ کہنے کے کہ تجھ پر 1000 بار لعنت ہو یا تحریری طور پر اسے اس طرح لکھ دیتا مگر اس نے باقاعدہ لعنت نمبر 1 لعنت نمبر 2، لعنت نمبر 3.......لعنت نمبر 1000 تک لکھ دیا۔

(نورالحق ص 118 تا 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 ص 158 تا 162 از مرزا قادیانی)

دلچسپ بات یہ ہے کہ قادیانی جماعت اُسے "سلطان القلم" کہتی ہے۔ قارئین کرام کی طبع ضیافت کے لیے مرزا قادیانی کی اصل کتاب سے اس اہم حوالہ کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ قادیانی اپنے نعرہ "محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں" میں کہاں تک مخلص ہیں؟

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

اگلے صفحات پر مرزا قادیانی کی کتاب "نورالحق" کا عکس ملاحظہ فرمائیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

[illegible] اور از مقابل پر نہ آویں …

…الکاذبین۔

…ہیں۔

…هذا الانعام فی صورة اذا اتوا برسالة کم…

…ہے کہ یہ انعام اس صورت میں ہے کہ جب بالمقابل رسالہ…

…ثبتوا انفسہم کما ثلین ومشابھین۔ و ا…

…ثلت اور مشابہت کو ثابت کریں۔ لیکن…

…استطاعوا علی ھذہ المطالب وما ترکوا اعتـ…

…یں دکھلادیں اور ان مطالب پر قدرت نہ پا سکیں ا…

…ح کتاب اللہ الفرقان وما تابوا من ان یسبـ…

…کتاب اللہ کی جرح وقدح سے باز نہ آویں

…ست رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خاتم…

…سول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دشنام دہی سے رکیں اور…

…آن لیس بفصیح وما ترکوا سبیل التحقیر والتـ…

…قرآن فصیح نہیں ہے اور نہ توہین اور تحقیر کے طریق…

…لعنة فلیقل القوم کلھم آمین

ت ۳۴ لعنت ۳۵ لعنت ۳۶ لعنت ۳۷
ت ۴۱ لعنت ۴۲ لعنت ۴۳ لعنت ۴۴
ت ۴۸ لعنت ۴۹ لعنت ۵۰ لعنت ۵۱
ت ۵۵ لعنت ۵۶ لعنت ۵۷ لعنت ۵۸
ت ۶۲ لعنت ۶۳ لعنت ۶۴ لعنت ۶۵
ت ۶۹ لعنت ۷۰ لعنت ۷۱ لعنت ۷۲
ت ۷۶ لعنت ۷۷ لعنت ۷۸ لعنت ۷۹
ت ۸۳ لعنت ۸۴ لعنت ۸۵ لعنت ۸۶
ت ۹۰ لعنت ۹۱ لعنت ۹۲ لعنت ۹۳
ت ۹۷ لعنت ۹۸ لعنت ۹۹ لعنت ۱۰۰
ت ۱۰۴ لعنت ۱۰۵ لعنت ۱۰۶ لعنت ۱۰۷
ت ۱۱۱ لعنت ۱۱۲ لعنت ۱۱۳ لعنت ۱۱۴
ت ۱۱۸ لعنت ۱۱۹ لعنت ۱۲۰ لعنت ۱۲۱
ت ۱۲۵ لعنت ۱۲۶ لعنت ۱۲۷ لعنت ۱۲۸
ت ۱۳۲ لعنت ۱۳۳ لعنت ۱۳۴ لعنت ۱۳۵
ت ۱۳۹ لعنت ۱۴۰ لعنت ۱۴۱ لعنت ۱۴۲
ت ۱۴۶ لعنت ۱۴۷ لعنت ۱۴۸ لعنت ۱۴۹
ت ۱۵۳ لعنت ۱۵۴ لعنت ۱۵۵ لعنت ۱۵۶
ت ۱۶۰ لعنت ۱۶۱ لعنت ۱۶۲ لعنت ۱۶۳
ت ۱۶۷ لعنت ۱۶۸ لعنت ۱۶۹ لعنت ۱۷۰
ت ۱۷۴ لعنت ۱۷۵ لعنت ۱۷۶ لعنت ۱۷۷
ت ۱۸۱ لعنت ۱۸۲ لعنت ۱۸۳ لعنت ۱۸۴
ت ۱۸۸ لعنت ۱۸۹ لعنت ۱۹۰ لعنت ۱۹۱
ت ۱۹۵ لعنت ۱۹۶ لعنت ۱۹۷ لعنت ۱۹۸
ت ۲۰۲ لعنت ۲۰۳ لعنت ۲۰۴ لعنت ۲۰۵

For More Books Ahlesunnat Kitab

meNabuwat.Ahlesunna

۲۷۲ لعنت ۲۷۳ لعنت ۲۷۴ لعنت ۲۷۵

۲۷۹ لعنت ۲۸۰ لعنت ۲۸۱ لعنت ۲۸۲

۲۸۶ لعنت ۲۸۷ لعنت ۲۸۸ لعنت ۲۸۹

۲۹۳ لعنت ۲۹۴ لعنت ۲۹۵ لعنت ۲۹۶

۳۰۰ لعنت ۳۰۱ لعنت ۳۰۲ لعنت ۳۰۳

۳۰۷ اللعنة ۳۰۸ اللعنة ۳۰۹ اللعنة ۳۱۰

۳۱۴ اللعنة ۳۱۵ اللعنة ۳۱۶ اللعنة ۳۱۷

۳۲۱ اللعنة ۳۲۲ اللعنة ۳۲۳ اللعنة ۳۲۴

۳۲۸ اللعنة ۳۲۹ اللعنة ۳۳۰ اللعنة ۳۳۱

۳۳۵ اللعنة ۳۳۶ اللعنة ۳۳۷ اللعنة ۳۳۸

۳۴۲ اللعنة ۳۴۳ اللعنة ۳۴۴ اللعنة ۳۴۵

۳۴۹ اللعنة ۳۵۰ اللعنة ۳۵۱ اللعنة ۳۵۲

۳۵۶ اللعنة ۳۵۷ اللعنة ۳۵۸ اللعنة ۳۵۹

۳۶۳ اللعنة ۳۶۴ اللعنة ۳۶۵ اللعنة ۳۶۶

۳۷۰ اللعنة ۳۷۱ اللعنة ۳۷۲ اللعنة ۳۷۳

۳۷۷ اللعنة ۳۷۸ اللعنة ۳۷۹ اللعنة ۳۸۰

۳۸۴ اللعنة ۳۸۵ اللعنة ۳۸۶ اللعنة ۳۸۷

۳۹۱ اللعنة ۳۹۲ اللعنة ۳۹۳ اللعنة

۳۹۸ اللعنة ۳۹۹ اللعنة ۴۰۰ اللعنة

۴۰۵ اللعنة ۴۰۶ اللعنة ۴۰۷ اللعنة

۴۱۲ اللعنة ۴۱۳ اللعنة ۴۱۴ اللعنة

۴۱۹ اللعنة ۴۲۰ اللعنة ۴۲۱ اللعنة

۴۲۶ اللعنة ۴۲۷ اللعنة ۴۲۸ اللعنة

۴۳۳ اللعنة ۴۳۴ اللعنة ۴۳۵ اللعنة

۴۴۰ اللعنة ۴۴۱ اللعنة ۴۴۲ اللعنة

For More Books Ahlesunnat Kitab

For More Books Ahlesunnat Kitab

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کاش ہم بھی بیدار ہوں

پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

خدارا آنکھ کھول اور دیکھ تو اے ملتِ بیضا کہ تیری کیا روش ہے اور کیا رفتار دنیا کی

اِدھر دنیا و مافیہا سے تو اس وقت تک غافل اُدھر اسلام پر برسوں سے پیہم یورش اعدا کی

ڈیڑھ سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ ہوا کہ مشرقی پنجاب کے قصبہ قادیان میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام مرزا غلام قادیانی تھا۔ بقول اسکے اسکا باپ بھی اسلام کا غدار تھا۔ چنانچہ اُس نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مسلمانوں کا ساتھ دینے پر اپنے بدیسی آقاؤں کی غلامی کو ترجیح دی اُس کا بڑا بھائی دینا نگر کا تھانیدار تھا۔ اور یہ خودداری میں سب سے آگے نکل گیا یعنی انگریزوں سے سودا بازی کر کے نبوت کا مدعی بن بیٹھا۔ انگریز مسلمانوں کے نظریہ جہاد سے بہت خطرہ محسوس کرتے تھے انھوں نے پہلے چند ملاؤں کو خریدا جن کے ذریعے جہاد کے ختم ہونے کا فتویٰ لیا۔ اس طرح مُلا تو بدنام ہو گئے اور جو انگریز کا اصل مقصد تھا وہ پورا نہ ہوا۔ اُنھوں نے سوچا جو حکم وحی کے ذریعے نافذ ہوا ُسے صرف فتویٰ سے نہیں روکا جا سکتا لہٰذا ایک جدید نبوت کا سہارا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں انھوں نے کئی ضمیر فروشوں سے رابطے کیے اور باقاعدہ اُن سے سیالکوٹ کے ڈی سی آفس میں انٹرویو لیے۔ آخر کار اُنھیں مرزا قادیانی پسند آ گیا جو گویا اُس دور کا سب سے بڑا ملحد، دین فروش، جھوٹا، مفسد اور کمینہ کاذب تھا۔ ظاہر ہے اُس نے ہر شرط پوری کر دی اور باقاعدہ طور پر انگریزوں کی وحی قبول کرنے پر تیار ہو گیا۔ سچ فرمایا سچے اللہ نے سچے قرآن میں!

وَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ لَیُوْحُوْنَ اِلٰٓی اَوْلِیٰٓئِھِمْ لِیُجَادِلُوْکُمْ (سورۃ انعام آیت ۱۲۱)

اور بے شک شیطان ضرور اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں تاکہ تم سے جھگڑیں۔

مرزا قادیانی کچھ عرصہ سیالکوٹ کینٹ کی مسجد مبارک میں بھی زیر تعلیم رہا تھا۔ سنا ہے کہ اُس کے استاد اپنی فراست مومنانہ سے دیکھ کر کہا کرتے تھے کہ مرزا ملحد و مرتد ہو گا۔ اس بدنصیب کو بجائے اسکے کہ اپنی دین فروشی اور ضمیر فروشی پر کوئی خلش محسوس ہوتی اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہنے پر فخر کرتا رہا۔ دیکھیے ذرا اسکا حال۔ باپ غدار، بھائی انگریزوں کا تھانیدار اور خود انگریزوں کا خود کاشتہ پودا اور وہ بھی خاردار۔ ایک عرصے تک انگریزوں کے نان و نمک پر گزارا کر کے بڑی ذلت سے آخر بیت الخلاء میں مر گیا اور جس ریل گاڑی کو خر دجال کہتا تھا اس میں لاہور سے قادیان لا کر دفن کیا گیا۔ مگر جس اولاد کو پیچھے چھوڑ گیا اور جس اُمت کی تربیت کر گیا اسکی غداری میں کوئی فرق نہیں

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

آیا۔ بلکہ گردش روزگار کے ساتھ ساتھ جہاں بھی اسے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا موقع ملا اس نے پہنچایا۔ سچ کہا کسی شاعر نے!

سگِ دنیا پس از مردن بھی دامنگیر دنیا ہو کہ اس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھاس پیدا ہو

پاکستان کی تحریک چلی تو ان کا قبلہ لندن ہی رہا اور انھوں نے مسلمانوں کی بڑھ چڑھ کر مخالفت کی۔ پاکستان کا قیام قریب آیا تو انھوں نے علاقہ قادیان کو الگ یونٹ بنوانے کے لیے گورداسپور کو اقلیت میں بدل دیا اور پٹھانکوٹ سے کشمیر کا راستہ بھارت کو دے دیا۔ پاکستان بن گیا، قادیانی ادھر آ گئے مگر کیوں؟ شر و فساد کے لیے۔ آج بھی انکی سوچ تبدیل نہیں ہوئی۔ مرزا بشیر الدین محمود کو ربوہ میں امانتاً دفن کیا گیا ہے اور انکی وصیت ہے کہ اسے قادیان دفن کیا جائے۔

پاکستان کے عظیم بانی حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بیماری میں مبتلا رہ کر ۱۹۴۸ء میں راہی ملک بقا ہو گئے۔ چودھری ظفر اللہ خان قادیانی جسے وزیر اعظم لیاقت علی خان نے کسی مخصوص مجبوری کی بنا پر وزارت خارجہ کا قلمدان سونپا تھا نے حضرت قائداعظم کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔ ۱۷، ۱۸ مئی ۱۹۵۲ء کو قادیانیوں نے جہانگیر پارک کراچی میں اپنے سالانہ جلسے کا اہتمام کیا اور ظفر اللہ قادیانی کا خصوصی خطاب ”اسلام زندہ مذہب ہے“ کے عنوان سے رکھا۔ اس وقت کے وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین نے عوامی دباؤ پر ظفر اللہ کو خطاب کرنے سے روکا تو اس نے جواب دیا۔ وزارت سے استعفیٰ دے سکتا ہوں مگر مذہبی پیشوا کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس نے شرکت کی، خطاب کیا اور اصل اسلام کو مردہ اور قادیانیت کو زندہ اسلام ثابت کرنے کی کوشش کی۔ (جسٹس منیر انکوائری رپورٹ ص ۷۷)

تمام ملک میں شورش برپا ہوئی اور مجلس عمل تحفظ ختم نبوت قائم ہوئی جس کے اولین مرکزی صدر غازی کشمیر حضرت علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ حالات کو پرسکون دیکھنے کیلئے علماء کا ایک وفد لے کر وزیر اعظم (خواجہ ناظم الدین) کے پاس گئے اور اُسے سمجھایا کہ حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں۔ ظفر اللہ خان قادیانی کو فی الفور کابینہ سے نکال دیا جائے۔ ویسے بھی یہ باہر جا کر اسلام کی نہیں قادیانیت کی تبلیغ کرتا ہے اور اسلام دشمنوں کا ایجنٹ ہے۔ وزیر اعظم نے جواب دیا!

"آپ مطالبہ تو کر رہے ہیں کہ سر ظفر اللہ خان کو علیحدہ کر دیا جائے مگر آپ اس مشکل کا اندازہ نہیں کر سکتے کہ اگر ہم سر ظفر اللہ خان کو علیحدہ کر دیتے ہیں تو ہمارے کتنے کام بگڑ جائیں گے اور ہم کن مشکلات میں پھنس جائیں گے"۔

علامہ ابوالحسنات جلال میں آ کر فرمانے لگے!

"خواجہ صاحب ہم تو اللہ کے نیک بندے سے ملنے اور اپنی گذارشات عرض کرنے آئے تھے ہمیں معلوم نہ تھا کہ ہم سر ظفر اللہ خان کے بندے سے ملاقات کر رہے ہیں"

بہر حال تحریک چلی مسلمانوں نے قربانیاں دیں، وزارت عظمیٰ پر خواجہ ناظم الدین رہا اور نہ وزارت علیا پر ممتاز دولتانہ۔ہاں شمع رسالت کے بزرگوں نے جانوں کے نذرانے دے کر یا قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر کے اپنے عشق کا لوہا منوالیا اور ایک عرصے تک ایوانِ اقتدار پر جاں نثاران عظمت رسول ﷺ کی ہیبت چھائی رہی۔

ذوالفقار علی بھٹو کی وزارت عظمیٰ کے دوران مرزائیوں کے حوصلے پھر بلند ہو گئے انھیں خیال تھا کہ بھٹو اسلام کے بارے میں آزاد منش سا آدمی ہے۔لہذا انھوں نے ربوہ ریلوے اسٹیشن پر چند نوجوانوں پر جو ایک سیاحتی دورے سے واپس آ رہے تھے۔مسلح حملہ کر دیا۔چنانچہ پھر شورش اٹھی اور آخر کار بھٹو حکومت نے عوامی دباؤ اور پارلیمنٹ کے متفقہ فیصلے سے قادیانیوں کو اقلیت قرار دے دیا۔چنانچہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء سے یہ آئینی طور پر بھی غیر مسلم ہیں۔یعنی قادیانی بھی اور لاہوری پارٹی والے بھی جو مرزا کو نبی کی بجائے مجدد مانتے ہیں۔

چونکہ قادیانی اپنے آغاز ہی سے شرانگیز اور فطرت کے اعتبار سے مفسد ہیں، اس لیے کھل کر یا چھپ کر انکی مفسدانہ کاروائیاں جاری ہی رہیں۔حتیٰ کہ قانون کو پھر ایک بار انگڑائی لینی پڑی اور ملت کی بیداری سے متاثر ہو کر جناب جنرل ضیاء الحق نے ۱۹۸۴ء امتناع قادیانیت آرڈیننس نافذ کر دیا جس کی رو سے مرزائی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں نہ اُمہات المومنین اور صحابہ کرام جیسی اصطلاحات اپنے مرزا قادیانی کے متعلقین کیلئے استعمال کر سکتے ہیں، نیز اپنے جھوٹے مذہب کی تبلیغ بھی نہیں کر سکتے۔حتیٰ کہ دکانوں پر کلمہ شریف یا کوئی آیت وغیرہ بھی نہیں لکھ سکتے۔

آرڈیننس تو یہی ہے اور نافذ بھی ہے مگر حکومتوں کے معاملات تقریباً اُسی قسم کے ہیں جیسے خواجہ ناظم الدین نے بیان کیے تھے۔چنانچہ قادیانی لوگوں نے عموماً اپنی شرارتوں میں کوئی کمی نہیں کی۔سب سے زیادہ دکھ کی بات یہ ہے کہ انھیں فوج جیسے حساس ادارے سے بھی نکالا نہیں گیا بلکہ مدتوں تک ایٹمی توانائی کا گویا مدارالمہام وہ ناپاک شخص رہا جو جنونی قسم کا قادیانی تھا اور جسے نوبل پرائز بھی اُس کی قادیانیت کی وجہ سے اسلام کے بدترین دشمنوں یعنی یہودیوں

نے دیا تھا۔وہ پاکستان کے خلاف جاسوسی کرتا تھا اور یوں اُس نے وطن عزیز کو صد دیجہ نقصان پہنچانے کی کوشش بھی کی۔

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت تقریباً تمام عالم کفر اسلام کو عموماً اور پاکستان کو خصوصاً صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہے۔اسلام دشمنوں کا سب سے بڑا سرغنہ امریکہ ہے اور اسرائیلی ریاست گویا اس کی نازپروردہ سدھائی ہوئی کتیا ہے۔انجمن اقوام متحدہ ایک فاحشہ عورت ہے جو امریکہ کے اشارے پرناچ رہی ہے۔امریکہ خود سب سے بڑا دہشت گرد ہے مگر دھونس دھاندلی سے جس کو چاہتا ہے دہشت گرد قرار دے دیتا ہے۔اس کی متعصبانہ فطرت کسی نہ کسی مسلمان کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنائے رکھتی ہے۔ہمارا جرم ضعیفی دیکھیے ہم کھل کے اپنے دشمن کو بھی دشمن نہیں کہہ سکتے۔وہ ہم پر اور ظلم کرتا ہے۔ہم اُسے مہربان کہتے ہیں۔وہ ہمیں مارنے کی تیاری کرتا ہے ہم اُسے بھی اس کا انداز معشوقانہ سمجھتے ہیں۔ہمارے ہاں دونوں حزب اقتدار اور حزب اختلاف امریکہ کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں اور اس کے ہلکے سے تبسم کو اپنی کامیابی کی علامت سمجھتے ہیں لہذا اُسے کسی قیمت پر بھی ناراض نہیں کرنا چاہتے۔ہم تو ہم ہیں ہم سے زیادہ اُسے حرم کے پاسبانوں نے سر چڑھا رکھا ہے۔وہ اسلام دشمنی کی وجہ سے یہود کی طرح قادیانیت کی پرورش بھی کرتا ہے۔امریکی دباؤ کے تحت ہم نے قادیانیوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔وہ ملکی قوانین کی دھجیاں اڑائیں یا آئین پاکستان کی بےحرمتی کریں ہم انھیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔وہ ہمارے ایٹمی پروگرام کے خلاف پروپیگنڈا کریں ہمارے راز دشمنوں تک پہنچائیں وطن عزیز میں اپنا لٹریچر پھیلائیں ہمارے دین کے خلاف ہرزہ سرائی کریں ہم اس لیے کچھ نہیں کہہ سکتے کہ وہ امریکہ کے منظور نظر ہیں۔مرزائی یورپ افریقہ امریکہ اور دوسرے براعظموں میں ہی نہیں مسلمان ملکوں میں بھی بیسیوں مشنوں کے ذریعے قرآن پاک کے غلط ترجمے اور اسلام کا معاذاللہ قادیانی ایڈیشن عام کر رہے ہیں اور خود وطن پاک بھی انکے مکروہ منصوبوں کی ذد میں ہے کیوں؟ اس لیے کہ ہم بیدار ہوں اور اتحاد و تنظیم سے دشمنوں کی سازشوں کا جواب دیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

حضور علیہ السلام کی رسالت ختم نبوت پر انبیاء علیہ السلام کی

مستند شہادتیں

سید منور علی شاہ بخاری قادری

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بشارت:

توراۃ کی کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۵۔۱۹ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں!

"خداوند تیرا خدا تیرے لیے تیرے ہی درمیان سے تیرے بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی مبعوث کرے گا تم اس کی طرف کان لگانا اور خداوند نے مجھے کہا کہ انھوں نے جو کچھ کہا سو خوب کہا میں ان کے لیے ان کے بھائیوں سے تجھ سا ایک نبی اٹھاؤں گا اور اپنا کلام اس کے مونہہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہ سب ان سے بیان کرے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میرے کلام کو جو وہ میرے نام سے بیان کرے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا"۔

اس بشارت کے مخاطب بنی اسرائیل ہیں یہ بات علم الانساب سے ثابت ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل کے سوا اور کسی نسل کے لوگ نہیں ہیں اس بشارت کے مصداق حضور پاک علیہ السلام ہی ہیں پھر جس نبی کی بشارت حضرت موسیٰ علیہ السلام دے رہے ہیں اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ وہ میرے مانند ہوگا اور تاریخ عالم میں صرف حضرت محمد ﷺ ہی ایک نبی ہیں جن کی زبان سے مثیل موسیٰ ہونے کا دعویٰ نکلا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں فرماتا ہے!

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَیْکُمْ رَسُوْلًا لا شَاهِدًا عَلَیْکُمْ کَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰی فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ (سورۃ المزمل آیت ۱۵ پارہ ۲۹) ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجے تم پر حاضر ناظر ہیں جیسے ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے کسی نبی نے اشارۃً بھی اس کا دعویٰ نہیں کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دوسری بشارت:

اسی کتاب استثناء کے باب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں!

"خداوند سینا سے آیا اور ان پر سعید سے طلوع ہوا وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ پر اُن کے لیے ایک آتشین شریعت تھی"۔

حضرت حبقوق نبی علیہ السلام کی بشارت:

حضرت حبقوق نبی جن کا صحیفہ بائبل کے عہد عتیق میں شامل ہے اس طرح بشارت دیتے ہیں!

"خدا تیمان سے آیا اور وہ جو قدوس ہے کوہ فاران سے ظاہر ہوا اس کے جلال نے آسمانوں کو ڈھانپ لیا اور اس کی حمد سے زمین معمور ہو گئی اس کی تجلی نور کے مانند تھی اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلیں اور وہاں اس کی قدرت مستور تھی وہ کھڑا ہوا اور اس نے زمین کو کپکپا دیا۔ اس نے نگاہ کی اور قوموں کو لرزا دیا۔ قدیم پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گئے اور پرانی پہاڑیاں اس کے آگے دھنس گئیں"۔ (باب ۳ آیت ۳۔۶)

ان دو روشن کویئوں میں آنحضرت ﷺ کے مقام ظہور کی صاف تصریح کر دی گئی ہے جس میں کسی کو شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

حضرت یحیٰی علیہ السلام کی گواہی:

حضرت یحیٰی علیہ السلام جب مبعوث ہوئے تو یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں کو یہ تحقیق کرنے کے لیے بھیجا کہ یہ کون سے نبی ہیں؟ ان کی اس ملاقات اور حضرت یحیٰی علیہ السلام کے جواب کی کیفیت یوحنا کی انجیل باب اول آیت ۱۹ سے ۲۷ میں اس طرح بیان کی گئی ہے!

"جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن یہ پوچھنے کو بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں۔ انھوں نے پوچھا کہ پھر تو کون ہے؟ کیا الیاس ہے؟ اُس نے کہا کہ میں الیاس نہیں ہوں پھر کیا تو وہ نبی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں پس انھوں نے اس سے کہا کہ پھر تو کون ہے؟ تا کہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں جیسا کہ یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ لوگ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ اُنھوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ الیاس ہے اور نہ وہ نبی ہے تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟ زمانہ گذشتہ کی بشارتوں کے بنا پر یہودی تین نبیوں کی آمد کے منتظر تھے ایک حضرت الیاس علیہ السلام دوسرے حضرت مسیح علیہ السلام اور تیسرے وہ نبی"۔

بائبل کے تمام مفسرین تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں وہ نبی سے اس بشارت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کتاب استثناء باب ۱۸ میں کی ہے اور اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ نبی حضرت الیاس اور حضرت مسیح علیہم السلام کے علاوہ ایک تیسرے نبی تھے اور وہ تیسری حقیقت منتظرہ جس کو وہ نبی سے تعبیر کیا گیا ہے ذات

محمدی کے سوا اور کوئی نہ تھی۔

حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارتیں:

پہلی بشارت:

متی کی انجیل باب ۲۱ آیت ۳۳۔۴۶ میں کاہنوں کے سردار حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک گفتگو نقل کی گئی ہے جس میں تمام انبیاء کی بعثت خود اپنی بعثت اور جناب حضور خاتم الانبیاء ﷺ کی بعثت کو تمثیل کے پیرایہ میں نہایت لطیف طریقہ سے بیان کیا گیا ہے!

''ایک گھر کا مالک تھا جس نے انگوروں کا باغ لگایا اور اسکے چاروں طرف احاطہ گھیرا اور اس میں حوض کھودا اور برج بنایا اور اسے باغبان کو ٹھیکہ پر دیکر پردیس چلا گیا جب پھل کا موسم قریب آیا تو اس نے اپنے نوکروں کو پکڑ کر کسی کو پیٹا کسی کو قتل کیا اور کسی کو سنگسار کیا۔ پھر اس نے اور نوکروں کو بھیجا جو پہلے نوکروں سے زیادہ تھے۔ مگر باغبانوں نے اُنکے ساتھ بھی وہی سلوک کیا آخر اس نے اپنے بیٹے کو اُن کے پاس یہ کہہ کر بھیجا کہ وہ میرے بیٹے کا تو لحاظ کریں گے جب باغبانوں نے بیٹے کو دیکھا تو آپس میں کہا وارث تو یہی ہے آؤ اسے قتل کر کے اسکی میراث پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ اسے پکڑ کر باغ سے باہر نکالا اور قتل کر دیا۔ جب باغ کا مالک آئے گا تو ان باغبانوں کیساتھ کیا کرے گا؟ کاہنوں نے کہا! کہ وہ ان بُرے آدمیوں کو بری طرح ہلاک کرے گا اور باغ کا ٹھیکہ اور باغبانوں کو دیگا جو موسم پر اس کو پھل دیں گے۔ یسوع نے ان سے کہا۔ کیا تم نے کتاب مقدس میں کچھ نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا وہی کونہ کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے پس میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دی جائے گی۔ جو کوئی اس پتھر پر گرے گا اسکے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے مگر جس کسی پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا''۔

اس تمثیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نوکروں سے مراد وہ انبیاء علیہ السلام ہیں جو ابتداء آفرینش سے مبعوث ہوتے رہے ہیں۔ بیٹے سے مراد خود حضرت مسیح علیہ السلام ہیں جن کے لیے انجیل میں یہ لفظ مخصوص اصطلاحی لفظ کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ اب رہا باغ کا مالک جس کے لحد میں آنے کا ذکر کیا گیا ہے تو وہ آنحضرت ﷺ ہیں اسکے سوا کوئی اور نہیں ہے۔

اور یہ واقعہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد خدا کی بادشاہت بنی اسرائیل سے چھن گئی اور اس زبردست قوم کو عطا ہوئی جسکا نام اُمت مسلمہ ہے۔ جس نے باغ کی باغبانی بہترین طریقہ پر کی جس کے پتھر پر گرنے والا پاش

پاش ہو گیا اور ہر چیز جس پر وہ گرا آخر کار سرمہ کی طرح پس کر رہ گیا۔

دوسری بشارت:

یوحنا باب ۱۴ آیت ۱۵۔۱۷ میں زیادہ وضاحت کے ساتھ ظہور قدسی کی پیشن گوئی کی گئی ہے جناب مسیح علیہ السلام اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہتے ہیں!

"اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے احکام پر عمل کرو گے اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا وکیل بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی حق کی روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ نہ اسے دیکھتی ہے اور نہ جانتی ہے"۔

یہاں لفظ وکیل یونانی فارقلیط کا ترجمہ ہے جسے انگریزی میں advocate اور comperter کے الفاظ سے داد کرتے ہیں اردو کی انجیلوں میں اس کو وکیل شفیع اور تسلی دینے والا کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے اس بشارت میں صرف ایک دوسرے نبی کے آنے کی پیشن گوئی ہی نہیں کی گئی ہے بلکہ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ اس آنے والے نبی پر نبوت ختم ہو جائے گی۔ اور اس کی شریعت ایک دائمی شریعت ہوگی کیونکہ وہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے گا۔

تیسری بشارت:

یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵۔۳۰ میں خاتم النبیین ﷺ کی آمد کا ان الفاظ اعلان کیا گیا ہے!

"میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں لیکن وکیل جو روح القدس ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور میرے پاس اس کا کچھ نہیں ہے"۔

اس بشارت میں حضرت مسیح علیہ السلام نے تین باتوں کی تصریح کی ہے!

۱) فارقلیط کو حضرت مسیح علیہ السلام پر فضیلت حاصل ہے اور مسیح علیہ السلام کے پاس اس کا کچھ حصہ نہیں ہے۔

۲) فارقلیط تمام عالم کا سردار ہوگا

۳) جس شریعت کو حضرت مسیح علیہ السلام غیر مکمل چھوڑ گئے اسے فارقلیط مکمل کرے گا ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی نبی پیدا نہیں ہوا۔

چوتھی بشارت:

یوحنا باب ۱۵ آیت ۲۵ میں حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول نقل کیا گیا ہے یہ اس لیے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو

انکی شریعت میں آیا ہے کہ انھوں نے مجھ سے بے سبب عداوت کی لیکن جب وہ وکیل آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا یعنی روح حق جو باپ کی طرف سے نکلتی ہے تو وہ میری گواہی دے گا"۔

اس بشارت میں صاف کہا گیا ہے کہ خود حضرت مسیح علیہ السلام کی قوم نے ان کی تکذیب کی مگر آنے والا وکیل یا فارقلیط ان کی تصدیق کرے گا اور اس حقیقت پر قرآن مجید شاہد ہے کہ بنی اسرائیل کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جیسی تصدیق اور ان کی رسالت پر جیسی گواہی صاحب قرآن ﷺ نے دی ہے ویسی آج تک کسی نے نہیں دی۔ وہ آپ علیہ السلام ہی تھے جنھوں نے سیدہ مریم علیہا السلام سے ایک کریہہ الزام کو دور کیا۔ وہ آپ ﷺ ہی تھے جنھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی صداقت کا اعلان کیا۔ وہ آپ علیہ السلام ہی تھے جنھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام ۔۔۔ اور انکے لائے ہوئے سارے ۔۔۔ کو تسلیم کیا اور ان کو الوہیت کے اتہام سے پاک کر کے انھیں اللہ کے ایک جلیل القدر نبی کی حیثیت میں پیش کیا۔ پس حضرت مسیح علیہ السلام کی اس بشارت کا مصداق آپ علیہ السلام کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

پانچویں بشارت:

یوحنا کے باب ۱۶ آیت ۷۔۱۳ میں حضرت مسیح علیہ السلام نے نہایت صراحت کیساتھ بعثت سید المرسلین ﷺ کی پیشن گوئی کی ہے فرماتے ہیں!

"لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ وکیل (فارقلیط) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اس کو تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی حق کی روح آئے گی تو تمہیں حق کی راہ دکھائے گی اسلیے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی (یعنی غیب کی خبریں دے گی جس پر قرآن کی آیتیں اور حدیثیں شاہد ہیں الحمد للہ) اور میرا جلال ظاہر کرے گی"۔

اس بشارت میں سیدنا مسیح علیہ السلام نے صاف صاف فرما دیا ہے کہ ان کی بعثت کے وقت دنیا اس قابل نہیں ہوئی تھی کہ ایک مکمل اور دائمی شریعت کو برداشت کر سکتی اسلیے اللہ تعالیٰ نے انکو اٹھالیا اور تکمیل دین الٰہی کا کام اس روح حق کے لیے اٹھا رکھا جو بعد میں آنے والی تھی حق کی راہ دکھانے کا وہی مفہوم ہے جو قرآن مجید! "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" سے ظاہر ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہ کہے گی بلکہ جو کچھ سنے گی وہی

کہے گی جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ظاہر ہے!

"مَاضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَاغَوٰى ٥ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ٥ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُوْحٰى ٥ "(سورۃ النجم ۲:۴) ترجمہ: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔

یہ ہمارے پیارے اور آخری نبی حضرت محمد مصطفی ﷺ کی صداقت پر ایسی صریح شہادت ہے جس سے زیادہ صریح شہادت ملنی ناممکن ہے۔

قارئین کرام!

مختصر یہ کہ جن حضرات کو اس سے زیادہ مواد کی ضرورت ہو وہ پیر محمد کرم شاہ صاحب کی لکھی ہوئی سیرت النبی ﷺ پر کتاب سات جلدوں میں بنام ضیاء النبی ﷺ ج اول ص ۲۹۶ عنوان حضور ﷺ کا ذکر خیر تورات وانجیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

نبوت کے جھوٹے دعویدار اور اُنکا انجام

پروفیسر ڈاکٹر مفتی ناصر الدین صدیقی قادری

عقیدہ ختم نبوت قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اجماع اُمت مسلمہ سے ثابت ہے کہ حضور اکرم نور مجسم فخر دوعالم سیدنا محمد مصطفےٰ ﷺ اللہ رب العزۃ کے بندے اور انبیاء ورُسل علیہم السلام میں آخری ہیں۔ سلسلہ نبوت و رسالت اللہ رب العزۃ نے آپ پر ختم کر دیا ہے۔ عہد رسالت مآب ﷺ سے عصر حاضر تک بیس (۲۰) سے زائد افراد نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان سب کو برے انجام سے دوچار کیا۔ سوائے ان کے جنھوں نے توبہ کی اور تجدید ایمان کی۔ ذیل میں اُن افراد کی فہرست پیش کی جاتی ہے جنھوں نے جھوٹا دعویٰ نبوت کیا۔

۱) مسیلمہ کذاب (یمامہ) نے عہد رسالت میں دعویٰ کیا تھا لیکن عہد صدیقی میں ۱۲ھ میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارا گیا۔

۲) اسود عنسی یمنی نے بھی عہد صدیقی میں دعویٰ کیا۔ اسے فیروز دیلمی نے قتل کیا۔

۳) طلیحہ اسدی نے بھی دعویٰ کیا تھا لیکن عہد فاروقی میں توبہ وتجدید ایمان کر کے مسلمان ہو گیا تھا۔

۴) سجاح بنت حارث نے عہد صدیقی میں دعویٰ کیا لیکن عہد معاویہ میں توبہ کر کے مسلمان ہو گئی تھی۔

۵) حارث نے بعہد خلیفہ عبدالملک اُموی دعویٰ کیا تو خلیفہ نے اپنے دربار میں اُسے نیزے سے قتل کروادیا۔

۶) مغیرہ بن سعید نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے عہد میں دعویٰ کیا جسے حاکم عراق خالد بن عبداللہ نے جلوادیا تھا۔ جس نے دعویٰ کیا تھا۔

۷) بیان بن سمعان کو بھی مغیرہ بن سعید کیساتھ جلوادیا گیا تھا۔

۸) صالح بن طریف ۳۷۸ھ تک اپنے دعوے پر قائم رہا پھر الیاس کے حق میں دستبردار ہوا۔ الیاس اور اسکا بیٹا یونس ۳۸۲ھ تک ظلماً حکومت کرتے رہے اور ہلاک ہوئے اسکے بیٹے ابوغفیر محمد بن معاذ ابوالانصار ابومسعود عیسیٰ نے بھی دعویٰ کیا اور ۳۶۹ھ میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔

۹) اسحاق اخرس افریقی ۱۳۵ھ میں ظاہر ہوا اور خلیفہ جعفر منصور کے عہد میں مارا گیا۔

۱۰) استادریس خراسانی بھی کذاب تھا جو خلیفہ جعفر منصور کے عہد میں مارا گیا۔

۱۱) علی بن محمد خارجی نے ۲۳۹ھ میں بحرین میں دعویٰ کیا۔ ۲۷ محرم ۲۷۵ھ میں مارا گیا۔

۱۲) حمدان بن اشعث قرمطی کوفی نے بھی دعویٰ کیا لیکن اسکا انجام تاریخ میں نہیں ملتا۔

۱۳) علی بن محمد فضل یمنی بغداد میں ۳۵۳ھ میں زہر دے کر ہلاک کیا گیا۔

۱۴) حامیم بن من اللہ ۳۱۹ھ میں ایک جنگ میں مارا گیا۔

۱۵) عبدالعزیز باسندی، حاکم ابوعلی بن مظفر کے لشکر نے اسے ہلاک کیا۔

۱۶) ابوطیب احمد بن حسین متنبی نے بھی دعویٰ کیا تھا لیکن بعد میں اس نے بھی توبہ کر لی تھی۔

۱۷) عبدالحق بن صبعین مرسی نے ۳۵۳ھ میں دعویٰ کیا اور ۶۶۷ھ میں فصد کھلوانے پر خون بند نہ ہونے سے ہلاک ہوا۔

۱۸) میر محمد حسین مشہدی نے اورنگزیب عالمگیر کے زمانے میں ہندوستان آکر دعویٰ کیا بادشاہ فرخ سیر بھی اس سے متاثر ہوا۔ یہ طبعی موت مرا۔

۱۹) مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۴۰ھ میں پیدا ہوا اور ۱۹۰۸ھ میں بیت الخلاء میں مرا۔

۲۰) محمد یوسف علی نے لاہور میں مارچ ۱۹۹۷ء میں دعویٰ کیا جسے گرفتار کیا گیا۔

حوالہ جات

۱) بحوالہ مجموعہ رسائل ردمرزائیت: امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی۔

۲) جزاُ اللہ عدو: ایضاً نوری کتب خانہ لاہور

۳) وہابیت اور مرزائیت: مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ

۴) فتنہ انکار ختم نبوت: جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز کراچی

۵) ختم نبوت: مولانا حافظ محمد ایوب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ رازی کراچی

۶) منکرین رسالت کے مختلف گروہ: علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال

۷) نجد سے قادیان براستہ دیوبند: مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ قادری کتب خانہ سیالکوٹ

۸) السوء العقاب: امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ادارہ تصنیفات امام احمد رضا کراچی

۹) قہر الدیان: ایضاً ۱۰) قادیانی مرتد: ایضاً

۱۱) مقیاس النبوۃ: مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲) مرزا غلام احمد قادیانی کے مذہب پر آخری ضرب ورلڈ فیڈریشن آف اسلامک مشن پاکستان وغیرہ۔

اس موضوع پر مزید کئی کتب موجود ہیں اور علمائے اہلسنت نے تحریک ختم نبوت میں جو خدمات انجام دیں ہیں وہ تاریخ میں ایک روشن باب ہیں۔ اللہ رب العزۃ ہمیں تحفظ ختم نبوت و ناموس رسالت کے حوالے سے بھی خدمات جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عقیدہ ختم نبوت کے نفسیاتی اثرات

پروفیسر شہباز احمد چشتی ایڈووکیٹ

حکیم الامت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مقالے (اسلام اور احمدیت) میں عقیدہ ختم نبوت کے فکری و تمدنی پہلوؤں پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اور اس عقیدہ کے نفسیاتی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے اقبال نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ مستقبل میں نفسیات کا کوئی طالب علم میدان عمل میں آئے اور عقیدہ ختم نبوت کے نفسیاتی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے نفسیاتی سطح پر اس عقیدہ کی حقانیت کو ثابت کر دے۔

میں نفسیات کا طالبعلم تو نہیں ہوں میرا Subject تو Law ہے میں قانون اور دین کا طالب علم ہوں تاہم اس موضوع کی افادیت کے باعث اس پر لب کشائی کی جسارت کر رہا ہوں۔

علامہ اقبال نے اپنے مقالے میں کہا کہ قادیانیوں نے اپنے باطل عقیدہ کی تائید کیلئے الشیخ محی الدین ابن عربی کے ایک قول کا حوالہ دیا ہے کہ انکے نزدیک ایک اُمتی پیغمبرانہ مشاہدات و تجربات سے گزر سکتا ہے علامہ فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ خیال نفسیاتی طور پر پختہ ہے اور اگر اسے درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس حد تک ترقی صوفی کی شخصی کامیابی ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد وہ ہرگز یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ جو مجھے نہ مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج اور مردود و جہنمی ہے۔ علامہ نے فرمایا کہ میں نے ابن عربی کی فتوحات مکیہ کے متعلقہ حصے کا مطالعہ کیا ہے اس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قول قادیانیوں کے خلاف جاتا ہے اور ابن عربی عقیدہ ختم نبوت کے اس شدت سے قائل تھے جیسے کوئی صحیح سنی العقیدہ شخص ہو سکتا ہے۔ علامہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اگر شیخ ابن عربی کو کشف کے ذریعے معلوم ہو جاتا ہے کہ مشرق میں ہندوستان کے ایک ملک میں ایک شخص پیدا ہونے والا ہے جو عقیدہ خاتمیت محمدی میں دراڑیں ڈالنے کی کوشش کریگا تو وہ یقیناً اس دور کے علماء کو متنبہ فرما دیتے کہ اس فتنہ سے بچ کر رہنا۔

جوڈ joad ایک جگہ لکھتا ہے کہ! اگر کسی انسان میں علم کی وسعت ہو تو وہ مفکر یا فلاسفر ہوتا ہے اور اگر اسمیں جذبات کی گہرائی ہو تو وہ تخلیقی نابغہ Creative Genius ہوتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید یہ کہتا ہے کہ جس ذات میں علم کی بلندیاں حقائق کی وسعتیں اور تخلیقی جذبات کی گہرائیاں انتہائی اعتدال کیساتھ یکجا ہو جاتی ہیں تو اسے نبی کہا جاتا ہے۔ یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ وحی چونکہ اکتسابی چیز نہیں بلکہ وہبی ہے اس لیے بعض لوگ بطور خاص قادیانی یہ سمجھتے ہیں کہ نبی میں کسی ذاتی صلاحیت اور قابلیت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کسی نہ کسی ذریعے سے انسانوں تک پہنچانی ہوتی ہے اسلیے اسی مقصد کیلئے جو بھی انسان سامنے آجائے خدا اسکے ذریعے وحی کو انسانوں تک پہنچا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

دیتا ہے۔

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ یہ خیال بنیادی طور پر ناقص اور مقام نبوت سے یکسر بے خبری کا نتیجہ ہے۔وہ وحی جسکو اٹھانے سے پہاڑ انکار کر دیں مگر انسان کامل اور قلب محمدی اسکو اٹھانے کے لیے تیار ہو جائے وہ عام سینہ یا عام انسان کیسے ہو سکتا ہے۔اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ پہلے نبوت و ولایت کا بنیادی فرق واضح کر دوں تا کہ بات سمجھنے میں آسانی پیدا ہو۔

۱۔پہلی بات تو یہ ہے کہ ولایت تکمیل ذات کیلیے ہوتی ہے جبکہ نبوت تکمیل شریعت کیلیے ہوتی ہے۔اس لحاظ سے ولایت نبوت کا ذیلی شعبہ ہے لہذا جب اسلام کی شریعت نے یہ فیصلہ صادر فرمادیا ہے"اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا "تو پھر شریعت کی تکمیل کے بعد نئی نبوت کا تقاضا کرنا بلکہ اسکے بارے میں سوچنا بھی نفسیاتی طور پر فکری افلاس اور نظری اپاہج پن کا نتیجہ ہے۔اس تصور کے واضح ہو جانے کے بعد اب یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ ولایت نبوت کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتی اور ایک صوفی کا گزران دوائر میں ہو ہی نہیں سکتا جن سے وحی کا نزول ہوتا ہے۔ایک صوفی کو جو کچھ ملتا ہے وہ اسکے اپنے کسب و ہنر کا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ نبوت یکسر ایک وہبی عطیہ ہے مگر یہ بھی اچانک نہیں مل جاتی بلکہ اللہ پاک جس سینہ کو وحی کا محافظ بناتا ہے پہلے اسے ریاضت تربیت اور تزکیہ کی بھٹی سے گزارتا ہے (اگر چہ ان چیزوں کا حصول نبوت سے تعلق شرط نہیں ہے) لیکن نزول وحی کیلیے اس سینہ کو ہر کثافت سے پاک کرنا مقصود ہوتا ہے جیسے شق صدر کا واقعہ اسکی واضح دلیل ہے۔

۲۔اور اب ایک اور لطیف نکتہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ جس کو تصوف کی دنیا میں روحانی ترقی کہا جاتا ہے وہ دراصل انسان کی نفسیاتی قوتوں کی بیداری اور نشو نما ہوتی ہے یعنی یہ اسکی داخلی قوتیں ہوتی ہیں جبکہ وحی خارج سے انکشاف حقیقت کا نام ہے جسے نزول کی اصطلاح سے تعبیر کیا جاتا ہے نبی کو جب وحی ملتی ہے تو وہ صوفی کے کشف کی طرح اسکے مستور حقائق کے پر کیف مناظر میں کھو کر خود ہی لطف اندوز ہوتا رہتا ہے بلکہ وہ مخلوق کی ہدایت کیلیے ان چھپے ہوئے حقائق کے چہرے سے نقاب پلٹ دیتا ہے۔

۳۔علامہ اقبال نے اپنے خطبات میں سے پانچویں خطبے کا آغاز ایک صوفی بزرگ عبد القدوس گنگوہی کے ان کلمات سے کیا ہے۔محمد عربی ﷺ فلک الافلاک کی بلندیوں پر پہنچ کر واپس تشریف لائے۔خدا شاہد ہے کہ میں اس مقام پر پہنچ جاتا تو کبھی واپس نہ آتا۔

اعلامہ اقبال فرماتے ہیں کہ تصوف کے تمام لٹریچروں میں ان جیسے الفاظ کا ملنا غالباً مشکل ہے جو ایک فقرے کے اندر

شعور نبوت اور تصوف کے اس قدر لطیف نفسیاتی فرق کو اس طرح واضح کر دیں۔

ب۔ایک صوفی اپنی انفرادی تجربہ گاہ سے واپس نہیں آتا اور اگر واپس آتا بھی ہے اسلیے کہ اسے واپس آنا پڑتا ہے تو اسکی یہ مراجعت بنی نوع انسان کیلیے کوئی معنی نہیں رکھتی اسکے برعکس ایک نبی کی مراجعت تخلیقی مقصد کیلیے ہوتی ہے وہ اسلیے آتا ہے تا کہ زمانے کے طوفان پر قابو پا کر تاریخ کے دھاروں کا رخ بدل کر رکھ دے ایک صوفی کیلیے اسکی انفرادی تجربہ گاہ آخری مقام ہوتی ہے۔جبکہ ایک نبی کے دل میں اس سے ولولہ انگیز نفسی قوتیں بیدار ہوتی ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ دنیائے انسانیت میں ایک ہمہ جہت انقلاب برپا کر دیں۔

ج۔یہ آرزو کہ جو کچھ اس نے دیکھا ہے وہ ایک جیتی جاگتی دنیا کے پیکر میں متشکل ہو جائے، نبی کے دل میں پیش پیش ہوتی ہے۔وحی کے تجربے کی قدر و قیمت دیکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ صاحب وحی نے انسانیت کو جس قالب میں ڈھالا ہے وہ کیسا ہے اور اسکے پیغام کی روح سے جس قسم کی دنیائے تمدن و ثقافت ابھر کر سامنے آئی ہے وہ کس انداز کی ہے حضور نبی مکرم ﷺ کی ختم نبوت نے انسانیت پر ہمہ جہت علمی و فکری، تہذیبی و ثقافتی، معاشی و سیاسی اور نفسیاتی اثرات چھوڑے ہیں اسوقت چونکہ ہم صرف نفسیاتی اثرات کا جائزہ لے رہے ہیں اسلیے حضور ﷺ کی نبوت کے نفسیاتی اثرات کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں جن میں ایک انفرادی نفسیاتی اثرات جبکہ دوسرے اجتماعی نفسیاتی اثرات شامل ہیں۔

ا۔انفرادی اثرات: Individual Effects

حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی ختم نبوت کے انفرادی اثرات یہ ہیں کہ پہلے تو آپ کی اپنی ذات پاک ہی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ کی صورت میں انسانوں کیلیے بہترین نمونہ تھی۔آپکی سیرت کی مہک نے تباہ حال نسل انسانی کو انسانیت کی معراج کبریٰ سے ہمکنار کر دیا۔آپکی بعثت کا مقصد چونکہ ایک انسان مرتضیٰ کی تیاریاں تھا اسلیے ہر وہ انسانی کمال یا خوبی جو کسی ذات میں پائی جاسکتی ہے وہ کاملاً محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک میں موجود تھی۔جبکہ آپ سے پہلے حال یہ تھا کہ باقی انبیاء جو اسوہ ہائے زندگی لیکر آئے وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں پر محیط نہیں تھے۔مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تجردی زندگی گزاری اسلیے ازدواجی زندگی کیلیے آپکی سیرت میں کوئی نمونہ نہیں تھا اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام نے شاہی زندگی گزاری اور فقر کیلیے انکی زندگی میں کوئی نمونہ نہیں تھا۔اسطرح نفسیاتی سطح پر ہر ایک انسان کامل اور انسان مرتضیٰ کا تصور انکے پیروکاروں میں نہیں پایا جاتا تھا مگر حضور نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت نے اس نفسیاتی بحران کا خاتمہ فرما دیا۔اور اب ایک حاکم وقت بھی کہہ سکتا ہے کہ میں

حضور ﷺ کی سیرت کا مبتع ہوں اور کلہاڑا چلانے والا مزدور بھی سینہ تان کر کہہ سکتا ہے کہ میری زندگی اسوہ مصطفی ﷺ کی اطاعت میں ہے۔

قارئین! آپ کو یہ پڑھ کر خوشگوار حیرت ہوگی کہ انسان کی انفرادی زندگی کی تعمیر اور تشکیل کے جتنے بھی تقاضے ہیں آقائے دوجہاں ﷺ نے ان سب کی تکمیل فرمائی۔ ماہرین نفسیات کے مطابق کسی بھی انسان کی شخصی زندگی میں سب سے بڑی تبدیلی یہ ہے کہ اسکے نقطہ نظر اور زاویہ نگاہ کو تبدیل کر دیا جائے یعنی وہ شخص جو طلب دولت میں اندھا ہو چکا ہے اسکے زاویہ نگاہ میں ایسی تبدیلی لائی جائے کہ وہ فقر میں شاہی کا مزہ پانے لگے۔ تاریخ گواہ ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت نے یہ کام کیا۔ آپ نے اپنے کردار کی بدولت انسان کی کایا پلٹ کر رکھ دی کہ!

☆ جو شراب اور جوئے کے رسیا تھے وہ دیکھتے ہی دیکھتے صالحیت کے پیکر بن گئے۔

☆ جو قتل وغارت گری اور خونخواری میں لطف پاتے تھے وہ رشتہ اخوت میں جڑ گئے۔

☆ جو کھیلتی ہوئی بچیوں کو زندہ در گور کر دیتے تھے وہ مجسمہ رحمت بن گئے۔

☆ جن کے کردار کے تعفن کی وجہ سے سر چکرانے لگتے وہ تہذیب وتمدن کے امام بن گئے۔

الغرض حضور ﷺ کی ختم نبوت نے خاک نشینوں کو عرش نشین غلاموں کو آقائی اور آقاؤں کو خواجگی کا منصب عطا فرمایا۔ ہمارے آقا و مولا حضور پرنور ﷺ کی نبوت سے پہلے اور قرآن سے پہلے کسی ارضی وسماوی کتاب نے انسان کو اس بلند مقام پر نہیں پہنچایا جس کی خبر قرآن نے دی ہے علامہ اقبال نے ایک جگہ لکھا ہے سخر لکم ما فی السموات وما فی الارض یہ الفاظ آپ کو قرآن کے سوا کسی بھی کتاب میں نہیں ملیں گے۔ حضور ﷺ کے ایک ایک ارشاد نے آپ کے غلاموں کی زندگیوں میں ایسا انقلاب برپا کیا کہ ملائکہ بھی انکی زندگی پر رشک کرتے تھے۔ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا! او حبشن کے بیٹے انکا انداز تخاطب سن کر حضور ﷺ کا چہرہ انور غصے سے سرخ ہو گیا آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے عمر تم سے ابھی جاہلیت کی بو ختم نہیں ہوئی آقا ﷺ کے اس فرمان کا حضرت عمر کی نفسیات پر ایسا گہرا اثر پڑا کہ آپ نے بقیہ ساری زندگی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یا سیدی بلال کہہ کر پکارا۔

۲۔ اجتماعی اور معاشرتی اثرات: Collective and Social Effects

حضور ﷺ کی ختم نبوت نے جس طرح انسان کی شخصی کمزوریوں کو دور فرما کر اسے انسان مرتضی بنایا اسطرح آپ نے اسلامی معاشرے کو نفسیاتی طور پر اس قدر مستحکم بنایا کہ وہ جنت نظیر معاشرہ کہلاتا تھا۔ ایک مغربی مفکر کہتا ہے

کہ! "مثالی معاشرہ وہ ہے جس میں ہر شخص ہی سینٹ یا ولی ہو" اس لحاظ سے دیکھا جائے تو جو معاشرہ حضور ﷺ کی تربیت سے وجود میں آیا اسمیں ایک معمولی سپاہی سے لیکر ایک جرنیل تک ایک عام شہری سے لیکر سربراہ مملکت تک ہر شخص کردار کا مجسمہ اور ولایت کا پیکر نظر آتا ہے اور ولایت بھی ایسی نہیں جو دنیا سے کنارہ کشی سے عبارت ہو بلکہ وہ ایسے ولی تھے کہ انہوں نے معاشرے میں رہ کر ولیوں کی سی زندگی بسر کی اور یہ سارا نبوت محمدی ﷺ کا فیضان تھا۔ اگر ہم تاریخ کے بند دریچوں میں جھانکیں اور دیگر معاشروں اور نظام ہائے حیات کا جائزہ لیں تو کوئی معاشرہ بھی کامل و اکمل نظر نہیں آتا مثلاً!

☆ اہل سپاٹا نے بدنی تربیت کو اتنی اہمیت دی کہ باقی ہر چیز کو نظر انداز کر گئے انہوں نے زندگی کے اس مادی پہلو پر زور دینے میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ اگر کسی بچے کا جسم کمزور ہوتا تو اسے جینے کے حق سے ہی محروم کر دیا جاتا۔

☆ پھر قدیم یونانی تاریخ کو پڑھ لیں انکے ہاں جمہوریت کی بڑی دھوم دھام تھی مگر عملاً انکی نصف سے زیادہ آبادی غلاموں پر مشتمل تھی وہ حق رائے دہی اور آزادی گفتار سے بھی محروم تھے آپ کو علم ہوگا کہ آزادی گفتار کے جرم کی پاداش میں سقراط کو زہر کا پیالہ پینا پڑا۔

☆ اور اگر بدھ مت کو دیکھیں تو اس مذہب نے بدن اور اسکی ضروریات سے آنکھیں پھیر لیں۔

☆ اور الہامی مذاہب میں سے یہودیت کا مطالعہ کریں تو رسوم و رواج نے اس مذہب کی بنیادی روح کو کچل کر رکھ دیا۔ اور یہودیوں نے کہا کہ خدا کیساتھ خصوصی تعلق کی بنا پر ان کے گناہ بے اثر ہوتے ہیں جبکہ اسکے برعکس عیسایت نے معاشرے کو بالکل آزاد چھوڑ دیا اور انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مصلوب ہو کر انکے گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔

☆ پھر دیگر نظام ہائے حیات کا دو لفظی جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ کمیونزم نے اپنی بنیاد ہی طبقاتی منافرت پر رکھی اور بدنی ضروریات کے تقاضوں پر اس قدر زور دیا کہ انسان کو عقل و روح کے تقاضوں سے محروم کر کے محنت کش حیوان کے درجے پر لے آئے جبکہ فاشزم نے انسان کو حیوان کے بجائے احساسات سے عاری مشین بنا دیا۔ اور سرمایہ دارانہ نظام نے نصف آبادی کو معمولی بدنی ضروریات سے محروم کر کے اعلیٰ انسانی اقدار سے ہی نیچے گرا دیا۔ اس طرح ان نئے اور پرانے نظاموں میں سے ایک نظام بھی انسانیت کا سچا خیر خواہ نہیں ہے۔ مگر جب ہم محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے مثالی معاشرے کو دیکھتے ہیں تو اس میں اس قدر توازن و اعتدال نظر آتا ہے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی کردار کی تعمیر کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو توازن سے باہر ہو۔

یہ معاشرہ ایک فرد کے جسم، عقل اور روح تینوں تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔اسی متوازن معاشرے میں نہ تو اجتماعیت نے انفرادی شخصیتوں کو پھلنے پھولنے سے روکا اور نہ ہی انفرادی شخصیتوں نے اجتماعیت کو خطرے میں ڈال کر افراتفری کا ماحول پیدا کیا ان بدنی ضروریات کی تکمیل یا عدم تکمیل نے انسانوں کو حیوان بنایا اور نہ عقلی کاوشوں نے روحانیت کے چراغوں کو بجھایا اور نہ روحانی معرفتوں نے عقل وعمل کا دامن چھڑایا۔نہ قومیت نے انسانیت کے بین الاقوامی پہلو کو نظروں سے اوجھل ہونے دیا اور نہ بین الاقوامی رجحان نے قومی ضروریات کو نظر انداز کیا۔اور اس کردار ساز مسیحا ﷺ نے اس معاشرہ کو اس قدر جامع وکامل بنایا کہ جبرائیل و میکائیل بھی اس معاشرے کی عظمت کو سلام کرنے لگے کیونکہ اس سے بڑا منظم، مستحسن اور محمود معاشرہ انسانی تاریخ میں قائم ہی نہیں ہوا تھا۔

خلق وتقدیر وہدایت ابتدا است رحمت للعالمینی انتہا است

اگر ایک اور نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو تاجدار کائنات ﷺ دنیائے قدیم اور دنیائے جدید کے درمیان بطور حد فاصل دکھائی دیتے ہیں۔یعنی اگر یہ دیکھا جائے کہ آپ کی وحی کا سرچشمہ کیا ہے تو آپ دنیائے قدیم سے متعلق نظر آئیں گے اور اگر یہ دیکھا جائے کہ آپ کی وحی کی روح کیا ہے تو آپ دنیائے جدید کے مقتداء وپیشوا نظر آئیں گے۔آپکی بدولت زندگی نے علم کے ان سرچشموں کا سراغ پالیا جنکی اسے اپنی شاہراہوں کیلیے ضرورت تھی۔آقا کے آنے سے نبوت اپنی تکمیل کو پہنچ گئی اور نبوت نے تکمیل سے خود اپنی خاتمیت کی ضرورت کو بے نقاب دیکھ لیا اس میں یہ راز اور نقطہ پنہاں ہے کہ زندگی کو ہمیشہ عہد طفولیت میں نہیں رکھا جاسکتا اسلام نے عقیدہ ختم نبوت کے ذریعے اپنی پیشوائی اور وراثتی بادشاہت کا خاتمہ کردیا۔اور اس عقیدہ کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ اس سے لوگوں کے باطنی واردات اور روحانی کیفیات کے متعلق ایک آزادانہ اور ناقدانہ طرز عمل قائم ہوتا ہے اس لیے عقیدہ ختم نبوت کا سب سے بڑا نفسیاتی فائدہ یہ حاصل ہوا کہ اب نوع انسانی کی تاریخ میں کوئی شخص اس امر کا دعوٰی نہیں کرسکتا کہ وہ کسی مافوق الفطرت اختیار کی بنا پر دوسروں کو اپنی اطاعت پر مجبور کرے (حتیٰ کہ مسیح موعود بھی یہ دعوٰی نہیں کرسکتے یعنی اس لحاظ سے تشریف نہیں لائیں گے کہ انکی اتباع کی جائے بلکہ وہ حضور ﷺ کے اُمتی بن کر تشریف لائیں گے) اس لیے ختم نبوت کا عقیدہ ایک ایسی نفسیاتی قوت ہے جو اس قسم کے تمام دعووں کو ملیا میٹ کرکے رکھ دیتی ہے۔اب کسی شخص کے باطنی مشاہدات کتنے ہی غیر معمولی کیوں نہ ہوں ان پر اسی طرح تنقید کی نظر ڈالی جاسکتی ہے جس طرح انسانی مشاہدات کے دوسرے پہلوؤں پر آزادانہ رائے قائم کی جاسکتی ہے۔

نشاط روح بن کر عشق کا پیام آتا ہے مگر دل جنکے زندہ ہوں انہی کے نام آتا ہے

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نبوت امامت اور قادیانیت

راجا رشید محمود

گورداسپور مغربی پنجاب بھارت کا ایک ضلع ہے ضلع گورداس پور میں ایک بستی کا نام قادیان ہے قادیان میں مرزا غلام مرتضٰی نامی شخص سکونت پذیر تھا۔ ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں نے بہ فتاوٰی علماء انگریزوں کے خلاف تلوار اٹھائی اور برطانیہ سے آزادی کی جنگ لڑی کم وبیش چھ ماہ تک معرکہ رہا لیکن اختلاف وعدم مرکزیت کی بنا پر بے انتہا جانی ومالی قربانیاں بے ثمر رہیں۔ مگر انگریز اور مسلمان کی دشمنی مسلّم ہوگئی۔ مدت تک غیور مسلمان انگریز سے انکا دُکا جھڑپیں لیتے رہے اور آخر تک علماء کا بڑا گروہ ان سے نفرت کا اظہار کرتا رہا ان کے مقابلے میں بے ضمیر افراد کا ایک ٹولہ تھا جو گردنیں جھکا کر انگریز کی فرمانبرداری کے لیے آگے بڑھا اور زمین وجاگیر کے پٹے گلوں میں ڈال کر ملکہ وکٹوریہ کا غلام بنا ان زمینداروں میں غلام مرتضٰی بھی تھا۔

مرزا غلام احمد بن غلام مرتضٰی اپنی تصنیف ’’نور الحق‘‘ میں رقمطراز ہے!

’’میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور ہم اسکی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ نہ سما سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریز کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار اور عندالضرور خدمتیں بجالاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی چٹھیات سے اسکو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کیساتھ اسکو خاص فرمایا اور اسکی غمخواری فرمائی اور اسکی رعایت اور اسکو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پاگیا تب ان خصلتوں میں اسکا قائم مقام میرا بھائی ہوا جسکا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اسکے شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال کے بعد فوت ہوگیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں انکے نقش قدم پر چلا اور انکی سیرتوں کی پیروی کی‘‘۔ (نور الحق حصہ اول ص ۲۸)

انگریزوں کی تا حال وفاداری کے اس پرچارک نے دراصل اس وقت جو سب سے بڑا کام کیا وہ ’’جہاد‘‘ جیسے حکم اسلام کی نفی اور عقیدہ ختم نبوت کا انکار ہے ایک علان سے وہ استعماریوں کا قوت بازو ہوا اور دوسرے اعلان سے اس نے بخیال خود اسلام میں رخنہ ڈال دیا۔ غلام احمد بر لاس قوم سے ہونے کا مدعی ہے (۱)۔ عبدالقادر کے بقول کوئی مستند دستاویز ایسی نہیں جس کی بنا پر صحیح تاریخ ولادت بتائی جاسکے البتہ مرزا بشیر احمد نے بعض تحریروں سے اندازہ لگایا کہ غلام احمد ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء مطابق ۱۴ شوال ۱۲۵۰ھ پیدا ہوا (۲)۔ پروفیسر محمد الیاس برنی نے اپنی معرکۃ الآرا

تصنیف ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' میں مرزا کا سن ولادت ۴۰۔۱۲۳۹ھ لکھا ہے (۳)۔ جنگ آزادی کے دس گیارہ سال بعد غلام احمد قادیانی نے الہام کا دعویٰ کیا ۱۸۸۸ء کے اواخر میں بیعت لینے لگا اور ۱۸۹۱ء سے مسیح و مہدی فرزند بنا اور ۱۹۰۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کر کے ۱۹۰۸ء میں مر گیا۔

مسلمان پہلے ہی دن سے انہیں کافر مان رہے تھے مگر برطانوی حکومت اور اسکے زیر اثر افسر ہی انکی حمایت پر کمر بستہ رہے آخر مسلمانوں کی بھرپور جدوجہد سے مجبور ہو کر پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں قادیانی اور لاہوری یعنی بقول خود انکے احمدی جماعت کے افراد کو غیر مسلم اور کافر اقلیت قرار دیا اور ۱۹۸۴ء میں اس اعلان پر عمل درآمد کے لیے حکومت کے سربراہ نے متعلقہ آرڈی نینس جاری کر دیا۔

خاتم النبیین کے نئے معنی:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کے اثبات میں قرآنی نص میں تحریف معنوی کی اور خاتم النبیین کی نئی تعبیر کی اور لکھا!

''وہ خاتم الانبیاء ہے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اسکی اُمت کے لیے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الہیہ کا دروازہ کبھی بند نہ ہوگا۔(۴) مرزا صاحب کے ملفوظات میں ہے ''مجھ پر اور میری جماعت پر جو یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین نہیں مانتے یہ ہم پر افترائے عظیم ہے ہم جس قوت، یقین، معرفت اور بصیرت کیساتھ آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانتے اور یقین کرتے ہیں اسکا لاکھواں حصہ بھی دوسرے لوگ نہیں مانتے۔ خدا تعالیٰ نے ہم پر ختم نبوت کی حقیقت کو ایسے طور پر کھول دیا ہے کہ اس عرفان کے شربت سے جو ہمیں پلایا گیا ایک خاص لذت پاتے ہیں جس کا اندازہ کوئی نہیں کر سکتا''۔(۵)

مرزا صاحب نے مزید کہا!

''خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے''۔(۶)

قادیانیوں پر اہل اسلام کی طرف سے جو اعتراض کیے جاتے ہیں انہوں نے خاتم النبیین کے معنی کے متعلق ان میں سے ایک اعتراض کا جواب یوں دیا!

"خاتم النبیین کے معنی ہیں نبیوں کی مہر جس طرح مہر کاغذ پر اپنے نقوش ثبت کرتی ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر چلنے سے حسب استعداد انسان میں آپ کے فیضان نبوت کے نقوش ثبت ہو جاتے ہیں گویا دوسرے انبیاء کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کا منصب دیکر یہ خاصیت بخشی ہے کہ آپ کی روحانی توجہ نبی تراش ہے اور آپ کا کامل متبع نبوت کے مقام پر بھی فائز ہو سکتا ہے"۔(۷)

نبوت کا دعویٰ:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے اپنے آپ پر الہام ہونے کا دعویٰ کیا پھر مجدد بنے پھر بیعت لینا شروع کی پھر مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور آخر میں ان پر انکشاف ہوا کہ وہ نبی ہیں۔"تاریخ احمدیت" میں ہے ۱۹۰۰ء کے آخر اور ۱۹۰۱ء کے اوائل میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ پر یہ انکشاف ہوا کہ مقام نبوت صرف کثرت مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف ہونے کا نام ہے اور نئی شریعت کا لانا پہلی شریعت کا ترمیم کرنا یا براہ راست منصب نبوت ورسالت کا حصول نبی کی تعریف میں داخل نہیں ہے"۔(۸) تعریف نبوت کی تبدیلی کا سب سے پہلا تحریری اعلان ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار"ایک غلطی کا ازالہ"(۹) کے ذریعے کیا گیا(۱۰)۔مرزا بشیر الدین محمود (مرزا قادیانی کا بیٹا اور دوسرا خلیفہ) لکھتا ہے!"پس یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"۔(۱۱)

مرزا صاحب نے اپنے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کیلیے یہ دلیل دی ہے کہ خدا پہلے تو انبیاء ورسل سے کلام کرتا تھا اب کلام نہ کرے گا تو گویا اس کی یہ صفت معطل ہو گئی۔انہوں نے لکھا"ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا۔۔۔یہ خیال عام ہے کہ اس زمانے میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا اور بولتا بھی ہے۔اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔کوئی صفت بھی معطل نہیں اور نہ کبھی ہو گی"۔(۱۲)

ظلی نبی:

مرزا صاحب کہتے ہیں کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے۔سرکار دو عالم ﷺ کے اُمتی ہیں اسلیے ظلی نبی ہیں۔حضور ﷺ کے بعد صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہے جو احکام شریعت جدیدہ ساتھ رکھتی ہو یا ایسا دعویٰ ہو جو آنحضرت ﷺ کی اتباع سے الگ ہو کر کیا جائے لیکن ایسا شخص جو ایک طرف خدا تعالیٰ کی وحی میں اُمتی قرار پاتا ہے پھر دوسری طرف اس کا نام نبی بھی رکھتا ہے یہ دعویٰ قرآن شریف کے احکام کے مخالف نہیں ہے کیونکہ یہ نبوت بہ

WWW.NAFSEISLAM.COM

باعث اُمتی ہونے کے دراصل آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایک ظل ہے کوئی مستقل نبوت نہیں (۱۳) ازالہ اوہام میں ہے! ''کوئی مرتبہ و کمال کا اور کوئی مقام عزت اور قربت کا بجز سچی اور کامل متابعت اپنے نبی ﷺ کے ہم ہرگز حاصل نہیں کرسکتے ہمیں جو کچھ ملتا ہے ظلی اور طفیلی طور پر ملتا ہے۔ (۱۴) مرزا صاحب نے بیشمار مقامات پر اپنے آپ کو ظلی نبی لکھا ہے۔ چشمہ معرفت میں ہے! ''میں اس کے رسول پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے مگر ایک قسم کی نبوت ختم نہیں ہوتی یعنی وہ نبوت جو اس کی کامل پیروی سے ملتی ہے اور جو اس کے چراغ میں سے نور لیتی ہے وہ ختم نہیں کیونکہ وہ محمدی نبوت ہے یعنی اسکا ظل ہے اور اسکی ذریعہ سے ہے اور اسی کا مظہر ہے اور اسی سے فیضیاب ہے''۔ (۱۵) قادیانیوں نے بھی مرزا صاحب کی نبوت کو ظل کہا ہے لیکن اسکا مرتبہ سب انبیاء سے بڑا بتایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام؟ نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کا شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا ہے دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے ممکن ہے سب سے بڑے ہوں''۔ (۱۶)

دراصل مرزا صاحب کے دعاوی میں تدریج کا خاص خیال رکھا گیا ہے ظلی طور پر نبی بنتے بنتے وہ آخر کار ظلی طور پر محمد اور احمد بن گئے آگے چل کر وہ احمد بن بیٹھے اور انہیں قرآنی آیت میں ''اسمہ احمد'' کا مصداق ٹھہرایا گیا۔ (اسکا ذکر بعد میں آئے گا) حقیقۃ الوحی میں کہتے ہیں! ''میں آدم ہوں، شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف اور آنحضرت ﷺ کے نام کا مظہر اتم ہوں یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں''۔ (۱۷)

بروزی نبی:

کبھی مرزا صاحب اپنی نبوت کو ظلی کا نام دیتے ہیں کبھی بروزی قرار دیتے ہیں کشتی نوح میں ہے! اب بعد اسکے (خاتم الانبیاء) کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی طور سے محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔۔۔ پس جو کامل طور پر مخدوم میں فنا ہو کر خدا سے نبی کا لقب پاتا ہے۔ وہ ختم نبوت کا خلل انداز نہیں''۔ (۱۸) البدر کی ۳ ستمبر کی اشاعت میں کسی نے مرزا صاحب سے پوچھا کہ بروز کسے کہتے ہیں انہوں نے کہا ''جیسے شیشہ میں انسان کی شکل نظر آتی ہے حالانکہ وہ شکل بذات خود الگ قائم ہوتی ہے اسکا نام بروز ہے''۔ (۱۹)

مرزا صاحب نے اپنی بیویوں کو امہات المومنین کہا۔ اپنے گھر والوں کو اہل بیت کہلوایا۔ جن لوگوں نے مرزا صاحب کی زیارت کی انھیں صحابہ قرار دیا گیا اسی قسم کے ایک صحابی سید سرور شاہ قادیانی کہتے ہیں! ''بروز کے معنی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں! ''من یک نظرہ زآب زلال محمدم'' لیکن آپ جب بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے! **من فرق بینی المصطفیٰ فما عرفنی وماارای** '' کہ جو مجھ میں اور آنحضرت ﷺ میں ذرا فرق کرتا ہے اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا''۔(۲۰)

نئی شریعت نہیں لائے:

مرزا غلام احمد قادیانی نے کبھی اپنی نبوت کو حضور ﷺ کا ظل کہا کبھی اپنے آپ کو ان کا بروز قرار دیا لوگوں کو تشریعی اور غیر تشریعی نبی کی بحث میں پھنسایا۔ پہلے زمانوں میں جو کوئی نبی ہوتا تھا وہ کسی گزشتہ نبی کی اُمت نہیں کہلاتا تھا گو اس کے دین کی نصرت کرتا تھا اور اس کو سچا جانتا تھا۔ مگر آنحضرت ﷺ کو ایک خاص فخر دیا گیا ہے کہ وہ ان معنوں سے خاتم الانبیاء ہیں کہ ایک تو تمام کمالات نبوت ان پر ختم ہیں اور دوسرے یہ کہ انکے بعد کوئی نئی شریعت لانے والا رسول نہیں اور نہ کوئی ایسا نبی ہے جو انکی اُمت سے باہر ہو۔(۲۱)

حقیقی نبی:

مرزا صاحب نے جس طرح بتدریج ترقی کی اسکی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے لیکن یہ سمجھنا کہ مرزا صاحب کی وفات کے بعد ارتقاء کا یہ عمل جاری نہیں رہا درست نہیں۔ مرزا صاحب تو ایک مولوی سے ترقی کی منازل طے کرتے کرتے ظلی، بروزی اور نئی شریعت کے بغیر نبی بنے لیکن ان کے صاحبزادے نے ظلی، بروزی کی جگہ اپنے والد صاحب کو حقیقی نبی قرار دیا۔ درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو۔ تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں میں حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے''۔(۲۲)

اگرچہ اس انداز میں مرزا صاحب خود حقیقی نبی نہیں کہلائے لیکن دبے لفظوں میں وہ یہ ضرور کہتے رہے کہ ان جیسا کوئی نبی نہیں تھا۔ ملاحظہ فرمایئے کہتے ہیں! ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت تعداد اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا اگر دنیا میں اس کثرت تعداد اور انکشافات تام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے تو میں جھوٹا ہوں''۔(۲۳)(گویا اتنا علم غیب تو حضرت محمد ﷺ کو بھی نہیں دیا گیا تھا) العیاذ باللہ۔ ایک طویل نظم ''دلائل صداقت مسیح موعود و تبلیغ عام'' کا ایک بند ملاحظہ ہو اپنے بارے میں فرماتے

ہیں!

ساٹھ سے ہیں کچھ برس میرے زیادہ اس گھڑی — سال ہے اب تیسواں (۲۴) دعویٰ پہ از روئے شمار
تھا برس چالیس کا میں اس مسافر خانہ میں — جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار
اس قدر یہ زندگی کیا افترا میں کٹ گئی — پھر عجب تر یہ کہ نصرت کے ہوئے جاری بحار
ہر قدم میں میرے مولا نے دیے مجھ کو نشاں — ہر عدو پر حجت حق کی پڑی ہے ذوالفقار
نعمتیں وہ دیں مرے مولا نے اپنے فضل سے — جن سے ہیں معنی انعمت علیھم آشکار (۲۵)

پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مرزا صاحب نبی بن بیٹھے تو ان کی بیویاں امہات المومنین کیوں نہ ہوتیں انکے ساتھی صحابہ کیوں نہ کہلواتے اوران کے گھر والے اہل بیت کیسے نہ ہوتے یہ اس بناپر ہوا کہ مرزا صاحب کوئی ایسے ویسے نبی نہ تھے عین حضورﷺ تھے (نعوذباللہ) کتنی شاندار صداقت ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام؟ کا آنا اور آپ کے بعد خلیفہ اول یعنی حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ؟ کا وجود رسول کریمﷺ کے بعد خلیفہ اول یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ کا وجود ہے"۔ (معاذاللہ) (۲۶)

اِسْمُهٗ اَحْمَدُ کا مصداق کون:

مرزا صاحب کا نام غلام احمد تھا لیکن ان کے کئی الہامات میں انہیں احمد کے نام سے پکارا گیا خود انہوں نے اپنے بارے میں کہا!

احمد آخر زماں نامِ من است — آخرین جامے ہمیں جام من است (۲۷)

لیکن وہ خود اس حوالے سے ارتقائی منازل ہی طے کرتے رہے انہوں نے خود یہ اعلان نہیں کیا کہ من بعدی اسمہ احمد کے مصداق وہی ہیں اس آخری منزل پر انہیں بعد میں پہنچایا گیا۔ ان کے بیٹے اور خلیفہ دوم نے لکھا ہے!"اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح اول (حکیم نورالدین بھروی) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا صاحب احمد ہیں چنانچہ ان کے درسوں کے نوٹوں میں بھی یہی چھپا ہوا ہے۔ اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت اسم احمد کے مصداق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی ہیں"۔ (۲۸)

مرزا بشیر الدین محمود احمد نے ۱۹۱۵ء کے سالانہ جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کھل کر کہا کہ اسمہ احمد میں حضور

محبوب خدا علیہ التحیۃ والثنا مراد نہیں ہیں۔ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے میں اسکے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں۔۔۔ اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے اور قرآن کریم سے اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کر دے کہ احمد آنحضرت ﷺ کا نام تھا نہ کہ صفت اور یہ کہ جو نشانات احمد قرآن میں آتے ہیں وہ آنحضرت ﷺ پر چسپاں ہوتے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشگوئی اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقررتاوان جو فریقین کو منظور ہو دینے کیلئے تیار ہوں"۔(۲۹)

احمدی نام کی وجہ:

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ قادیانی یا مرزائی اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں اور عام طور پر یہ تاثر دیتے ہیں کہ وہ غلام احمد سے نسبت کی وجہ سے احمدی کہلاتے ہیں۔ کیونکہ قرآن کی آیت اسمہ احمد کے مصداق ان کے غلام احمد ہی تھے یہ بات درست نہیں۔ مورخ احمدیت دوست محمد شاہد لکھتے ہیں کہ! "پنجاب میں لوگ ہمیں مرزائی کہتے ہیں اور ہندوستان کے دوسرے علاقوں میں قادیانی کے نام سے پکارتے ہیں لیکن ۱۹۰۱ء کی سرکاری مردم شماری میں یہ فرقہ اپنا تشخص برقرار رکھے ہوئے اندراج کروانا چاہتا تھا اس لیے مرزا صاحب نے اسے احمدی قرار دیا"۔(۳۰)

یہ اعلان مرزا صاحب نے ۴ نومبر ۱۹۰۰ء کو اشتہار واجب الاظہار کے ذریعے سے کیا۔ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے ایک محمد ﷺ دوسرا احمد ﷺ۔۔۔ اسمہ احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ دنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اسمہ احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسمہ محمد کا ظہور ہوا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کریگا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جسکے ذریعہ سے احمدی صفات یعنی جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائیگا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام احمدیہ رکھا جائے"۔(۳۱)

۲۵ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایک اور مولوی صاحب آئے اور انہوں نے یہ سوال کیا کہ خدا نے ہمارا نام مسلمان رکھا ہے آپ نے اپنے فرقہ کا نام احمدی کیوں رکھا ہے؟ حضور؟ نے اس سوال کے جواب میں مفصل تقریر فرمائی اور بتایا کہ جو لوگ اسلام کے نام سے انکار کریں یا اس نام کو عار سمجھیں ان کو تو میں لعنتی کہتا ہوں میں کوئی بدعت نہیں لایا جیسا کہ حنبلی، شافعی وغیرہ نام تھے ایسا ہی احمدی بھی نام ہے بلکہ احمدی کے نام میں اسلام اور اسلام کے بانی احمد ﷺ کیساتھ اتصال ہے۔ آجکل اس قدر طوفان زمانہ میں کہ اول آخر کبھی نہیں ہوا۔ اس واسطے کوئی نام ضروری تھا خدا کے نزدیک جو

مسلمان ہیں وہ احمدی ہیں"۔(۳۲)

رسول ہی رسول:

نبوت ورسالت کے بارے میں مرزا غلام احمد کے متبعین کے خیالات اب یہی نہیں کہ ایک ظلی یا بروزی آ گیا اور بس یا کچھ اور ظلی بروزی نبی بھی آئیں گے مگر وہ حقیقی نبی نہیں ہوں گے بلکہ مرزا صاحب کے صاحبزادہ صاحب خلیفہ دوم سے ۱۹۲۷ء میں سوال کیا گیا کہ کیا آئندہ بھی نبیوں کا آنا ممکن ہے تو انہوں نے کہا! "ہاں قیامت تک رسول آتے رہیں گے جب تک بیماری ہے تب تک ڈاکٹر کی بھی ضرورت ہے"۔(۳۳)

الہامات:

اس رسول ہندی پر الہامات بھی بہت ہوئے خداوند قدوس نے تو فرمایا تھا **وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه** ہم نے ہر رسول پر صرف اسکی قوم کی زبان میں وحی کی لیکن مرزا صاحب پر زیادہ تر وحی عربی میں نازل ہوئی اگرچہ خود انہوں نے یہ کہا تھا! "یہ بالکل لغو اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اسکو کسی اور زبان میں ہو"۔(۳۴) بیشتر الہامات اس قسم کے ہیں کہ قرآنی آیات میں کچھ تحریف کر کے مرزا صاحب والا الہام بن گیا۔ کچھ الہامات معنوی لحاظ سے عجیب وغریب ہیں مثلاً **انت منی بمنزلة ولدی** تو مجھ سے بیٹے کی بجا ہے۔ اس سوال کے جواب میں کہ اس الہام کے معنی کیا ہیں قادیانی حضرات کا موقف ہے کسی کو بیٹے کی بجا کہنا پیار کے اظہار کیلیے ہوتا ہے ورنہ خود مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ خدا بیٹوں سے پاک ہے نہ اس کا کوئی شریک ہے اور نہ بیٹا ہے لیکن یہ فقرہ اس جگہ قبیل مجاز و استعارہ میں ہے"۔(۳۵)

قرآن پاک میں تحریف کرتے ہوئے مرزا صاحب کے خدا نے بعض جگہوں پر زبان غلط کر دی ہے **یا ادم اسکن** تو قرآن نے کہا تھا مرزا صاحب کے الہام میں مخاطب عورت ہو گئی لیکن فعل مذکر ہی رہا **یا مریم اسکن** (۳۶) اور مرزا صاحب کا خدا تو کوئی سی زبان بھی صحیح استعمال نہیں کرتا۔ چند الہامات ملاحظہ ہوں!

بہت سے سلام تیرے پر ہوں (۳۷)

"We can what we will do"

"GOD is coming by his army"

"He is with you to kill enemy"(۳۸)

ایک الہام یہ تھا!

"چون دور خسروی آغاز کردند مسلمان را مسلمان باز کردند"

مرزا صاحب خود اس کی تشریح میں کہتے ہیں! "دور خسروی سے مراد اس عاجز کا عہد دعوت ہے مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی ہے"۔(۳۹)

مسیح موعود:

قارئین کرام جانتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بالاقساط مختلف دعوے کیے ہیں یوں اپنی وفات سے کوئی ۱۸ برس پہلے ان پر یہ انکشاف ہوا کہ جس مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر تھی وہ خود ہیں انکے سوانح نگار عبد القادر لکھتے ہیں! "۱۸۹۰ء کے اواخر میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس امر کا انکشاف فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے جس ابن مریم کے آنے کی خبر دی تھی وہ تو ہی ہے پہلا مسیح آسمان پر خاکی جسم کیساتھ ہرگز زندہ نہیں بلکہ وہ دیگر انبیاء کی طرح فوت ہو چکا ہے"۔(۴۰)

۲۵ مئی ۱۹۰۸ء وفات سے ایک ماہ قبل مرزا صاحب نے اپنی آخری تقریر کے آخر میں فرمایا! "عیسیٰ کو مرنے دو کہ اس میں اسلام کی حیات ہے ایسا ہی عیسیٰ موسوی کے بجائے عیسیٰ محمدی آنے دو کہ اس میں اسلام کی عظمت ہے"۔(۴۱)

اس طرح مرزا صاحب مسیح موعود بن بیٹھے اور اسے قرآن سے ثابت کرنے کی خاطر لکھا! "اور یہ کہنا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا کہیں ذکر نہیں یہ سراسر غلطی ہے کیونکہ۔۔۔صریح طور پر فرمادیا کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے اور دوسری طرف یہ بھی فرمادیا وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا پس اس سے مسیح موعود کی نسبت پیشگوئی کھلے کھلے طور پر قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے"۔(۴۲)

مرزا صاحب کیا نہیں:

مرزا صاحب اپنے دعووں میں بڑے منہ زور واقع ہوئے ہیں انہوں نے اپنے آپ کو نبی کہا تو پھر کوئی ایسا نبی چھوڑا جسکا نام انہیں یاد آتا تھا وہ اس کا مسکی خود بنتے جاتے تھے۔

میں کبھی آدم کبھی عیسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشمار (۴۳)

حقیقۃ الوحی میں مرزا صاحب نے اپنے آپ کو آدم، شیث، نوح، ابراہیم، اسحٰق، اسماعیل، یعقوب، یوسف اور حضور ﷺ کا مظہر اتم کہا ہے۔(صفحہ۷۲) کہتے ہیں! "جیسا کہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں مجھے اور نام بھی دیے گئے ہیں اور ہر

ایک نبی کا مجھے نام دیا گیا ہے چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو ردر گوپال بھی کہتے ہیں اسکا نام بھی مجھے دیا گیا ہے۔۔۔خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تو ہی ہے آریوں کا بادشاہ"۔(۴۴)

مہدی معہود:

مرزا صاحب کے دعووں کی زد سے جب کرشن نہ بچ سکا تو وہ مہدی ہونے کا دعویٰ کیوں نہ کرتے چنانچہ وہ مسیح موعود کیساتھ مہدی معہود بھی بن گئے۔

۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمے کے سلسلے میں جہلم پیش ہوئے تو خدام کے سامنے تقریر کرتے ہوئے کہا! "مسلمانوں کے تمام فرقے مہدی کے منتظر ہیں مگر مہدی تو بہر حال ایک شخص ہی ہونا تھا اور وہ میں ہوں"۔(۴۵) اگر میں شیعوں سے کہوں کہ میں تمہارا مہدی ہوں جو کچھ تمہاری روایات میں درج ہے وہ درست ہے اور اسی طرح سنیوں اور وہابیوں کو بھی کہوں تا کہ سب مجھ سے راضی ہو جائیں تو یہ ایک منافقت ہے انکو تا معلوم نہیں کہ مہدی کا نام حکم عدل ہے وہ تو سب فرقوں کا صحیح فیصلہ کرے گا جسکی غلطی ہوگی اسکو بتائے گا تب وہ سچا ہوگا۔بس یہی وجہ ہے کہ سب فرقے دشمن ہو گئے ورنہ ہم نے انکا اور کیا قصور کیا ہے"۔(۴۶) ۱۱۹پریل ۱۹۰۲ء کو مرزا صاحب نے کہا! "جس مہدی کو لوگ مانتے ہیں وہ شکی ہے اور اسکی نسبت احادیث میں بہت تعارض ہے لیکن ہمارا دعویٰ اس مہدی کا ہے جس کی نسبت کوئی شک نہیں"۔(۴۷)

کسی شخص نے سوال کیا کہ شیعہ اصحاب کہتے ہیں کہ امام مہدی غار سے نکلیں گے اور وہ محمد بن حسن عسکری ہیں۔قادیانیوں نے جواب شائع کیا۔محمد بن عسکری وفات پا چکے ہیں بزرگوں کی ایک جماعت کی گواہی شیعہ و سنی لٹریچر میں آئی ہے کہ انہوں نے محمد بن حسن عسکری کی وفات پر ان کا جنازہ پڑھا اور انہیں مدینۃ الرسول میں کفنا کر دفن کیا گیا انکو اور بعض دوسرے ائمہ کو قبل از وقت جلد بازی میں مہدی قرار دیا گیا امام مہدی نے آخر زمانہ میں غلبہ نصاریٰ کے وقت پیدا ہونا تھا وہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام ہیں جو محمد بن حسن عسکری کے بھی بروز ہیں"۔(۴۸)

مسیح و مہدی:

مرزا غلام احمد صاحب نے اس بات پر بہت زور دیا کہ مسیح اور مہدی اصل میں ایک ہی شخص ہے اور وہ خود ہی ہیں (حالانکہ اپنے تمام دعووں کے پیش نظر انہیں یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہزارہا انبیاء اور دوسرے مذاہب کے سب اوتار و غیرہ ایک ہی شخصیت تھے) کہتے ہیں! "ان دونوں اندرونی اور بیرونی عظیم الشان فتنوں کی اصلاح کے لیے آنحضرت

ﷺ کو ساتھ ہی یہ بشارت ملی کہ ایک شخص آپ کی اُمت میں سے مبعوث کیا جائے گا جو بیرونی فتنہ اور صلیبی مذہب کی حقیقت کو توڑ دینے والا ہے اور اسی لحاظ سے وہ مسیح ابن مریم ہوگا اور اندرونی تفرقوں اور بے راہ رویوں کو دور کر کے ہدایت کی سچی راہ پر قائم کرے گا اس لیے مہدی کہلائے گا"۔(۴۹) نیکی کے بھی دو بروز ہیں اندرونی لحاظ سے مہدی اور بیرونی لحاظ سے مسیح ابن مریم ۔۔۔ مسیح اور مہدی دراصل ایک ہی شخص ہیں اور اسکے دو ہی نام ہیں جو اس کی دو مختلف حیثیتوں کو ظاہر کرتے ہیں جو دفع شر اور افاضہ خیر ہیں"۔(۵۰)

مورخ احمدیت دوست محمد شاہد لکھتے ہیں! "مرزا صاحب نے ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو خدا تعالٰی کے حکم سے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی اور ۱۳۰۷ھ میں خدا کے اذن سے مسیح موعود و مہدی معہود ہونے کا اعلان کیا"۔(۵۱) ۱۹۰۴ء میں فرقہ بابیہ بہائیہ کے حکیم مرزا محمود ایرانی لاہور آئے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے بحث و مناظرہ کرنا چاہا تو روزنامہ پیسہ اخبار لاہور میں مرزا قادیانی کے بارے میں چھپا کو آپ نے ساتھ مسیح موعود کے مہدی معہود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور خود کو مہدی اصلی ہونے کیساتھ مسیح کا صرف مثیل قرار دیا ہے مگر لوگ آپ کے ادعائے مہدویت پر اتنی توجہ نہیں کرتے جتنی کہ مسیحیت پر کر رہے ہیں ۔ درآنجائیکہ علماء کے نزدیک مہدی آخر الزمان کی فضیلت مسیح موعود پر ثابت ہے"۔(۵۲)

مرزا بشیر الدین محمود احمد کہتے ہیں! "حضرت مرزا غلام احمد کا دعویٰ تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خلق اللہ کی ہدایت اور رہنمائی کے لیے مبعوث فرمایا ہے اور یہ کہ آپ وہی مسیح ہیں جن کا ذکر احادیث میں آتا ہے اور وہی مہدی ہیں جن کا وعدہ آنحضرت ﷺ کے ذریعہ دیا گیا ہے"۔(۵۳)

اس وقت کا مصلح مسیح موعود اور مہدی معہود کے سوا اور کوئی نہیں اور یہ چونکہ مسیح موعود ہونے کے مدعی صرف بانی سلسلہ احمدیہ ہیں اس لیے ان کے دعوٰی کو رد کرنا گویا خدا تعالیٰ کی سنت کا ابطال اور رسول کریم ﷺ کے اقوال کی ہتک ہے"۔(۵۴)

مہدی معہود ہونے کے مدعی مرزا غلام احمد کہتے ہیں! "میں یہ پیش گوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خونریزی سے دنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اترے گا ان دونوں سے ہاتھ دھولو ۔۔۔ جو شخص آنا تھا وہ آچکا وہ میں ہوں جس سے خدا کا وعدہ پورا ہوا"۔(۵۵)

امام حسین رضی اللہ عنہ سے افضل:

مرزا صاحب کے ظلی اور بروزی نبی پھر حقیقی نبی ہونے مسیح موعود اور مہدی ہونے کا تفصیلی ذکر آ چکا ہے۔ اب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ پر مرزا صاحب کی فضیلت کا حوالہ بھی سن لیں مرزا صاحب کا مشہور شعر ہے۔

کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است در گریبانم (۵۶)

مسلمانوں کے پیہم تعاقب کے باعث اب قادیانیوں نے اس کی تاویلات کرنا شروع کر دیں ہیں اس میں بانی سلسلہ احمدیہ نے لطیف پیرایہ میں اپنی مشکلات کا ذکر فرمایا ہے۔ شعر کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ میں ہر آن کربلاؤں سے گزرتا ہوں اور حسین کی طرح سینکڑوں مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ (۵۷)

آیئے مرزا صاحب کے ارشادات کو جانچتے ہیں کہ آیا ان کے نزدیک اس شعر کے یہی معنی ہیں جو ان کے پیروکاریاں کر کے مسلمانوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں یا ان کی مراد کچھ اور ہے مرزا کہتے ہیں! ''افسوس یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسین کو رتبہ ابنیت کا بھی نہیں دیا بلکہ نام تک مذکور نہیں ان سے تو زید ہی اچھا رہا جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے انکو آنحضرت ﷺ کا بیٹا کہنا قرآن پاک کی نص صریح کیخلاف ہے جیسا کہ آیت **ما کان محمد ابا احد من رجالکم** سے سمجھا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین رجال میں سے تھے عورتوں میں سے تو نہیں تھے۔ حق تو یہ ہے کہ اس آیت نے اس تعلق کو جو امام حسین کو آنحضرت ﷺ سے بوجہ پسر دختر ہونے کے تھا نہایت ہی ناچیز کر دیا ہے خدا نے اور اسکے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا اور تمام خدا کے نبیوں نے اس کی تعریف کی ہے اور اسکو تمام انبیاء کے صفات کاملہ کا مظہر ٹھہرایا ہے۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ امام حسین کو اس سے کیا نسبت ہے؟'' (۵۸) اسکے بعد قصیدہ اعجازیہ مرزا صاحب کا خاص الہام ہے۔ (۵۹) اسکے چند اشعار ملاحظہ فرمایئے!

وقالو علی الحسین فضلہ نفسہ اقول نعم واللہ ربی سیظھر

اور انہوں نے کہا کہ اس شخص نے امام حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا میں کہتا ہوں کہ ہاں اچھا سمجھتا ہوں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا الی ھذہ الایام فتبکون فانظروا

اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک تم روتے ہو

وانی قتیل الحب ولکن حسینکم قتیل العدو فالفرق اجلی واظھر

اور میں محبت کا کشتہ ہوں لیکن تمہارا حسین دشمنوں کا کشتہ ہے پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے (۶۰)

۸ جنوری ۱۹۰۴ء کو ریاست مالیر کوٹلہ کے مشیر اعلیٰ نے مرزا صاحب سے مختلف سوالات کئے ایک سوال کے جواب میں مرزا صاحب نے کہا! ''میرے اس دعویٰ پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ آنیوالا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اسکا کیا جواب ہے؟ مشیر اعلیٰ نے پوچھا پھر آپ کے نزدیک کیا ہے؟ مرزا صاحب نے کہا! ''خدا تعالیٰ نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں افضل ہوں''۔ (۶۱)

کربلائیست سیر ہر آنم والے شعر کی تشریح میں میاں بشیر الدین محمود احمد لکھتے ہیں! ''لوگ اسکے معنی یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا میں حسین کے برابر ہوں لیکن میں کہتا ہوں اس بڑھ کر اسکا مفہوم یہ ہے کہ سو حسین کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے''۔ (۶۲)

جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کا جواب دینے والے منافقت مآب توجہ فرمائیں کہ خود ان کے نبی صاحب کیا کہتے ہیں! ''وہ لوگ جو میری اس بات سے کہ میں امام حسین سے افضل ہوں گھبراتے ہیں بجائے اسکے کہ مجھ پر اعتراض کریں صاف طور پر میرے مقابلہ میں آئیں میں ان سے پوچھوں گا کہ جس جس قسم کے نشانات میں اپنی سچائی اور منجانب اللہ ہونے کے پیش کرتا ہوں اس قسم کے نشانات تم بھی پیش کرو اور پھر اسی قدر تعداد دکھاؤ میں مرثیہ نہیں سنوں گا بلکہ نشانات کا مطالبہ کروں گا جس کو حوصلہ ہے اور جو امام حسین کو سجدے کرتے ہیں وہ ان کے خوارق اور نشانات کی فہرست پیش کریں اور دکھائیں کہ کس قدر لوگ ان واقعات کے گواہ ہیں اس مقابلہ میں یقیناً یہ ماننا پڑے گا کہ واقعات میں قافیہ تنگ ہے۔ مبالغہ سے ایک بات کو پیش کر دینا اور ہے اور حقیقی طور سے واقعات کی بناء پر اسے ثابت کر دکھانا مشکل ہے''۔ (۶۳)

حواشی و حوالہ جات

۱۔ عبدالقادر سابق سوداگرمل، حیات طیبہ مسجد احمدیہ لاہور ایڈیشن دوم ۱۹۶ص ۱

۲۔ ایضاً ص ۱۲

۳۔ الیاس برنی پروفیسر محمد، قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب خانہ لاہور

۴۔ غلام احمد قادیانی مرزا، حقیقۃ الوحی ص ۲۷

۵۔ غلام احمد قادیانی مرزا، ملفوظات جلد اول ص ۳۴۲

۶۔ ملفوظات جلد پنجم ص ۲۹۰

۷۔اسد اللہ قریشی محمد (مرتب) جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات نظارت اصلاح وارشاد ربوہ۔۱۹۷۳ء ص۹ (قادیانی اپنے آپ کو احمدی اور اپنی جماعت کو جماعت احمدیہ کہتے ہیں۔وجہ تسمیہ اپنے مقام پر آئے گی)

۸۔دوست محمد شاہد،تاریخ احمدیت جلد سوم ادارۃ المصنفین ربوہ س ن،ص ۱۸۹

۹۔اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مشمولہ الحکم قادیان،۱۰ نومبر ۱۹۰۱ء ص ۵۔۷

۱۰۔دوست محمد شاہد تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۱۹۲ (حاشیہ میں یہ وضاحت بھی ہے کہ پہلے ۱۹۰۰ء میں مولوی عبدالکریم اپنے خطبات جمعہ میں اس کا اظہار کرتے رہے ۱۷ اگست ۱۹۰۰ کے خطبے میں مولوی صاحب نے مرزا صاحب کو مرسل ثابت کیا اور الفرق بین احد منہم والی آیت ان پر چسپاں کی جسے مرزا صاحب نے پسند کیا۔

۱۱۔بشیر الدین محمود احمد میاں حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱

۱۲۔الوصیہ بحوالہ صداقت حضرت مسیح موعود تقریر از جلال الدین شمس مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ ایڈیشن چہارم مئی ۱۹۸۳ ص ۱۰۴،۱۰۵

۱۳۔غلام احمد قادیانی مرزا ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم طبع اول ص ۱۸۱

۱۴۔غلام احمد قادیانی مرزا،ازالہ اوہام جلد اول تالیف ۱۸۹۱ ص ۱۳۸

۱۵۔چشمہ معرفت ص ۳۲۴ (بحوالہ آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ س۔ن،ص ۷

۱۶۔الفضل قادیان ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء جلد ۱۴ نمبر ۸۵

۱۷۔غلام احمد قادیانی مرزا حقیقۃ الوحی ص ۷۲

۱۸۔غلام احمد قادیانی مرزا کشتی نوح ص ۴۲

۱۹۔غلام احمد قادیانی مرزا ملفوظات جلد ششم ص ۱۲۲

۲۰۔اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۱۶ء

۲۱۔غلام احمد قادیانی مرزا ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۹

۲۲۔بشیر الدین محمود احمد میاں القول الفصل ص ۱۲

۲۳۔غلام احمد قادیانی مرزا تریاق القلوب ص ۱۴۷

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

۲۴۔معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب حساب میں بھی کمزور تھے۔۴۰ برس کے تھے جب ان پر وحی آنا شروع ہوئی ساٹھ برس سے کچھ زیادہ عمر کے ہوئے تو نبی بننے کی تیسویں سالگرہ کیسے ہوگئی؟۔

۲۵۔غلام احمد قادیانی مرزا درثمین اردو مجموعہ کلام ص ۹۷

۲۶۔اخبار الفضل قادیان ۱۲ مارچ ۱۹۴۶ء جلد ۳۴ شمارہ ۶۲

۲۷۔الفضل قادیان ۷ دسمبر ۱۹۴۴ء

۲۸۔بشیر الدین محمود احمد میاں انوار خلافت ص ۲۱

۲۹۔الفضل قادیان ۱۹ اگست ۱۹۱۶ء جلد شمارہ ۲۲

۳۰۔دوست محمد شاہد مولف تاریخ احمدیت جلد سوم ادارۃ المصنفین ربوہ ص ۱۶۱

۳۱۔غلام احمد قادیانی مرزا تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۹۱

۳۲۔بدر ۳ نومبر ۱۹۰۵ء بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۴۳۱

۳۳۔الفضل قادیان ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء جلد ۱۴ شمارہ ۶۸

۳۴۔غلام احمد قادیانی مرزا چشمہ معرفت ص ۲۰۹

۳۵۔جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۳۹

۳۶۔غلام جیلانی برق ڈاکٹر حرف محرمانہ طابع علمی پرنٹنگ پریس لاہور بار اول ۱۹۵۴ء ص ۲۳۴،۲۲۵

۳۷۔غلام احمد قادیانی مرزا حقیقۃ الوحی ص ۱۰۴

۳۸۔براہین بحوالہ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۳ (حاشیہ میں لکھا ہے چونکہ یہ غیر زبان میں الہام ہے اور الہام الٰہی میں ایک سرعت ہوتی ہے اس لیے ممکن ہے کہ بعض الفاظ کے ادا کرنے میں کچھ فرق ہو اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بعض جگہ خدا تعالیٰ انسانی محاورات کا پابند نہیں ہوتا۔ حقیقۃ الوحی ص ۳۰۴

۳۹۔تجلیات الٰہیہ ص ۳ بحوالہ ہماری ہجرت اور قیام پاکستان سید زین العابدین ولی اللہ شاہ ربوہ کی سالانہ جلسہ اپریل ۱۹۴۹ء میں تقریر دار التجلید لاہور ص ۷۲

۴۰۔عبد القادر سابق سوداگرمل حیات طیبہ ص ۹۸

۴۱۔تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۵۴۶

۴۲۔غلام احمد قادیانی مرزا تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۴

۴۳۔ اسد اللہ قریشی محمد، جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۴۲

۴۴۔ غلام احمد قادیانی مرزا تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۸۵

۴۵۔ مرزا صاحب تو کہہ رہے ہیں کہ مہدی ایک ہی ہونا تھا وہ خود ان کی صورت میں ہو گیا لیکن "طنبورہ مرزا" کچھ اور کہتا ہے ان کے بیٹے اور خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود احمد کہتے ہیں رسول کریم ﷺ کی پیشگوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے مہدی کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا صاحب ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔ اخبار الفضل قادیان ۲۷ فروری ۱۹۲۷ء سیرت المہدی حصہ سوم ص ۱۶۹۔ ۱۷۰ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد سوم ص ۲۷۶، ۲۷۷

۴۶۔ غلام احمد قادیانی مرزا ملفوظات جلد ششم ص ۴۲۳

۴۸۔ جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۴۳

۴۹۔ ملفوظات جلد اول ص ۴۴۵

۵۰۔ ملفوظات جلد اول ص ۴۵۱، ۴۵۵

۵۱۔ دوست محمد شاہد چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت احمد اکیڈمی ربوہ ۱۹۸۱ء ص ۷۲، ۷۵

۵۲۔ روزنامہ پیسہ اخبار لاہور ۱۷ اگست ۱۹۰۴ء بحوالہ جواب لیکچر جناب قادیانی بہائی پبلشنگ کمیٹی نیو دہلی چوتھا ایڈیشن ۱۹۳۶ء ص ۱۳، ۱۴

۵۳۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد دعوت الامیر الشرکۃ الاسلامیہ رجسٹرڈ ربوہ ص ۴۸

۵۴۔ دعوت الامیر ص ۹۹

۵۵۔ غلام احمد قادیانی مرزا مجموعہ اشتہارات جلد سوم ص ۵۲۰

۵۶۔ غلام احمد قادیانی مرزا در ثمین مجموعہ کلام ص ۲۸۷

۵۷۔ جماعت احمدیہ سے متعلق بعض سوالات کے جوابات ص ۴۲

۵۸۔ غلام احمد قادیانی مرزا نزول المسیح ص ۴۵ تا ۵۰

۵۹۔ برنی پروفیسر محمد الیاس قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ ص ۸۷۹

۶۰۔ غلام احمد قادیانی مرزا اعجاز احمدی ص ۵۲، ۶۹، ۸۱

۶۱۔ ملفوظات جلد ششم ص ۲۸۳

۲۲۔ اخبار الفضل قادیان ۲۶ جنوری ۱۹۳۶ء خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ

۲۳۔ غلام احمد قادیانی مرزا ملفوظات جلد ششم ص ۲۰۳

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

قادیانائزیشن

شبیر ابو طالب

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جو نظریہ، فکر اور سوچ حقانیت اور سچائی پر مبنی ہو ہمیشہ اس کے خلاف سازشوں اور فتنوں کا آغاز کیا جاتا ہے۔ ایک مسلمان کی حیثیت سے ہمارا یہ ایمان ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے سچا مذہب اور مکمل ضابطہ حیات ہے جس کی حقانیت اور صداقت پر کوئی شک وشبہ نہیں کیا جا سکتا۔ دینِ اسلام کے اس انقلابی اور انسانیت کی فلاح پر مبنی پیغام کے باعث اوّل روز سے اسکے خلاف فتنوں اور سازشوں کا آغاز کر دیا گیا۔ چونکہ مسلمانوں کے عشق کا مرکز ومحور ذاتِ مصطفی ﷺ ہے اسی لیے دشمنانِ اسلام کے لیے یہ ضروری تھا کہ اگر وہ اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے قلبِ مُسلم سے عشقِ رسول ﷺ کو ختم کیا جائے کیونکہ

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں کبھی
روحِ محمد ﷺ اسکے بدن سے نکال دو

یہی وجہ ہے کہ جب اسلام دشمنوں نے اسلام کے مقابل فتنوں کو پروان چڑھانے کا فیصلہ کیا تو ان کے مکروہ عزائم کا نشانہ ذاتِ پاکِ مصطفی ﷺ ہی بنی۔ ان فتنوں کے لیے ازل سے اب تک کئی گستاخانِ مصطفی سامنے آئے مگر عشاقانِ مصطفی ﷺ نے ہر دور میں ان کا مقابلہ کیا۔ کبھی ابوجہل تو کبھی مُسیلمہ کذاب، کبھی سلمان رشدی تو کبھی ڈنمارک کے اخبارات۔ غرض کہ ہر دور میں اسلام کے مقابل آنے والے چہرے تو مختلف تھے مگر ان کے پیچھے ان شدت پسند یہودی، عیسائی اور بُت پرستوں کا ہی چہرہ چھپا تھا جو روئے زمین پر مسلمانوں کے وجود کو گوارا کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ان فتنوں اور فتنہ پروروں میں ایک نام ملعون "مرزا غلام قادیانی" کا ہے جس نے آج سے کم وبیش ایک سو سال پہلے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے فتنہء قادیانیت کی بنیاد رکھی اور مُسیلمہ کذاب کی اولاد ہونے کا ثبوت دیا اور غلامانِ محمد مصطفی ﷺ کو اذیت دینے کے لیے دشمنانِ محمد مصطفی ﷺ سے مال ومتاع بٹورا لیکن آج تک مسلمانانِ عالم اس فتنے کا مردانہ وار مقابلہ کر رہے ہیں۔

قادیانیوں کا اصل مقصد جہاں مقامِ مصطفی ﷺ کو گھٹانا ہے وہاں یہ گروہ کسی طور اسلام اور پاکستان کا بھی حامی نہیں رہا۔ قادیانی ہمیشہ سے اکھنڈ بھارت کے حامی ہیں اور اسی نظریہ کی تکمیل کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ یہودی طرز پر قادیانی ریاست کی راہ بھی ہموار کی جا سکے یہی وجہ ہے کہ ان کے مضبوط مراکز تل ابیب (اسرائیل)، بھارت، لندن، فرینکفرٹ (جرمنی) اور نیو یارک (امریکہ) میں قائم ہیں۔ اپنی علیحدہ ریاست کے قیام تک قادیانی اسی کوشش

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

میں لگے ہیں کہ انہیں پاکستان میں وہی مقام حاصل ہو جائے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے۔قادیانی گروہ نے ہمیشہ یہ کوشش کی ہے کہ وہ مسلمانوں کی طرح رہیں، مسلمانوں جیسی عبادت گاہیں قائم کریں اُس عبادت گاہ کا نام بھی مسجد رکھیں اور اپنے نام بھی مسلمانوں کے ناموں کی شکل رکھیں تا کہ دنیا کو دھوکہ دیا جا سکے کہ قادیانی غیر مسلم نہیں بلکہ مسلمان ہی ہیں۔اسکے علاوہ قادیانی گروہ ہمیشہ اس تاک میں رہتا ہے کہ اُسے پاکستان کے حساس اداروں کے اہم ترین عہدے میسّر آسکیں جسکا آغاز چوہدری ظفر اللہ قادیانی، ڈاکٹر عبدالسلام اور ایم ایم احمد قادیانی سے ہوا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔یہ بات بھی تاریخ کا حصہ ہے کہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے قائدِ اعظم محمد علی جناح کی نمازِ جنازہ تک نہیں پڑھی بلکہ غیر مسلم سفارتکاروں کے ساتھ ہاتھ باندھ کر پیچھے کھڑا رہا اسی طرح ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی کئی مواقعوں پر قائدِ اعظم اور پاکستان کے خلاف بھرپور ہرزہ سرائی کر کے پاکستان دشمنی اور انگریز دوستی کا ثبوت دیا۔1970ء کی دھائی میں حکومتِ پاکستان کے اسلامی تبلیغی فنڈ زبد قسمتی سے ایم ایم احمد قادیانی کے ذریعے تقسیم ہوتے تھے اور ہر مرزائی قادیانی براہِ راست ایم ایم احمد کی اجازت سے اسٹیٹ بینک پہنچتا اور بڑی آسانی سے زرِ مبادلہ حاصل کر لیا کرتا تھا آج بھی اس کے اعداد و شمار اسٹیٹ بینک سے حاصل کیے جا سکتے ہیں یعنی جو فنڈ ز اسلام کی تبلیغ پر خرچ ہونا تھے وہ قادیانیت کی ترویج و اشاعت کے لیے استعمال ہوتے رہے جس کا ذمہ دار ایم ایم احمد قادیانی تھا۔ یہاں یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ملک کو دولخت کرنے کے بھی اصل ذمہ دار قادیانی ہی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے مسلمان ایم ایم احمد قادیانی سے سخت نفرت کیا کرتے تھے جو بجٹ میں مالیاتی تقسیم سے لے کر داخلی معاملات تک ہمیشہ وہاں کی عوام کے ساتھ نا انصافی اور زیادتی کرتا رہا جس سے ہمیں اس عظیم سانحے سے دوچار ہونا پڑا۔ ان اہم عہدوں پر متعین ہونے کے بعد قادیانی امریکی یہودی مشن کی تکمیل کے لیے ہراول دستے کا کردار ادا کرتے ہیں جسکا ثبوت یہ ہے کہ امریکی وزارتِ خارجہ نے کچھ عرصے پہلے تک اپنی official web site پر جن تین پاکستانی قوانین کو تبدیل کرنے کے لیے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا تھا ان میں سے ایک قانون یہ بھی تھا کہ " قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے بجائے انہیں مسلمان ہی تسلیم کیا جائے "۔

ذرا غور کیجیے کہ برطانیہ جیسے مہنگے ترین ملک میں جہاں ایک ٹی وی چینل کو دیکھنے کے لیے ماہانہ 15 پاؤنڈ (Rs.2200/=) ادا کرنے پڑتے ہیں وہاں قادیانیوں کا ٹی وی چینل MTA بالکل مفت دیکھا جا سکتا ہے اور حکومتِ برطانیہ اسے مفت صرف اس لیے پیش کر رہی ہے کیونکہ قادیانی مسلمانوں کے دشمن اور غیر مسلموں کے دوست ہیں۔قادیانی ٹولہ ہمیشہ پاکستان کی نظریاتی سرحدوں اور ملتِ مسلمہ کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوششوں میں مصروفِ عمل رہتا ہے جس کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

لیے فرقہ واریت لسانیت اور عصبیت کے نام پر مسلمانوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے اور اس بات کے واضح ثبوت موجود ہے کہ ان تمام فسادات کی پیچھے قادیانیوں کا ہی ہاتھ ہے۔ اب آیئے یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ عقیدہ ختم نبوت کیا ہے؟ اور ہم مسلمان مرزا غلام قادیانی اور اس فتنے کے خلاف کیوں علم جہاد بلند کیئے ہوئے ہیں؟ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ میں واضح طور پہ یہ کہدیا گیا ہے کہ "(اے لوگو) حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے (سب سے آخری نبی) ہیں اور اللہ تعالیٰ سب جانتا ہے"۔ (پارہ 22 سورہ الاحزاب آیت 40)

اللہ تعالیٰ کے واضح ارشادات کے بعد درج ذیل احادیث کے ذریعے عقیدہ ختم نبوت کو زیادہ بہتر طریقے سے سمجھا جا سکتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبوت ختم کردی گئی (صحیح مسلم ج 1 جامع ترمذی ج 1 ص 188)"

ایک اور جگہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "بے شک رسالت و نبوت ختم ہو گئی تحقیق میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی نبی۔ (جامع ترمذی ج 2 ص 51)" اس کے علاوہ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہوتے۔ (جامع ترمذی ج 2 ص 209)"

یہاں مختصراً قرآن و حدیث کی رو سے عقیدہ ختم نبوت کی وضاحت ہو گئی ایسی کئی سو مزید آیات اور احادیث اس نقطے کی دلیل کے طور پر پیش کی جاسکتی ہیں اس کے علاوہ ایسی روایات بھی موجود ہیں جو مستقبل میں عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ممکنہ فتنوں اور فتنہ پرستوں کی نشاندہی بھی کرتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال نکل آئیں گے جو (30) کے قریب ہونگے ان میں سے ہر ایک رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کریگا (صحیح بخاری ج 2 ص 1054)"

یاد رہے کہ مسیلمہ کذاب نے جب نبوت کا دعویٰ کیا تو امیر المومنین خلیفہ رسول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نتائج کی پرواہ کیے بغیر اس کے خلاف لشکر کشی کی اور اس ملعون کو موت کے گھاٹ اتار کر چین کا سانس لیا۔ بے شک اس جہاد میں ہزاروں کی تعداد میں مسلمان شہید ہوئے جن میں سینکڑوں حفاظ قرآن صحابہ کرام بھی شامل تھے۔ یہ نگاہ صدیقیت تھی کہ آپ نے اتنے بڑے نقصان کے باوجود اس فتنے کو ختم کرنا ضروری سمجھا کیونکہ آپ دیکھ رہے تھے کہ اگر اس جھوٹی نبوت کے فتنے کو دفن نہ کیا گیا تو امت محمدی سینکڑوں امتوں میں بٹ جائے گی اور ہر امت کا اپنا نبی

ہو گا اور ہر اُمت اُس جھوٹے نبی کی شریعت کو اپنائے گی۔ یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے کہ مُسیلمہ کذاب آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کا منکر نہیں تھا بلکہ وہ اپنے دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ حضور ﷺ کی رسالت کو بھی تسلیم کرتا تھا۔ آج بھی مرزا قادیانی کے پیروکار عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضور پُرنور ﷺ کی ذات سے متعلق بظاہر ایسے ہی مثبت ردِعمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن مندرجہ بالا روایتوں اور قرآنی آیات کی روشنی میں تمام مکاتبِ فکر کے مستند علماء کرام نے یہ ثابت کیا کہ حضور کو آخری نبی نہ ماننے والا اور خود کے لیے نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ یہی نہیں بلکہ جو قادیانی کو کافر نہ مانے وہ بھی کافر ہے یہاں تک کہ بعض جید علماء کے نزدیک قادیانیوں کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والا اور ان کے لیے دُعائے مغفرت کرنے والا بھی اپنے آپ کو دائرہ اسلام سے خارج ہی سمجھے۔ اسی نقطہ کی بنیاد پر سعودی عرب میں مرزائیوں اور قادیانیوں پر مکمل پابندی ہے اور اگر حکومت کے علم میں یہ بات آجائے کہ فلاں شخص قادیانی ہے اور وہ قادیانیت کی تبلیغ کر رہا ہے تو اُسے فوراً گرفتار کرلیا جاتا ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تحریروں کے ذریعے مسلمانانِ عالم کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی ذیل میں اپنے بارے میں اُس کے اپنے خیالات کی مختصر جھلک پیش کی جارہی ہے جس سے اُس ملعون کی ذہنی گندگی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے مرزا غلام قادیانی کہتا ہے۔

1)- میرا مرتبہ حضرتِ امام حسین علیہ السلام سے بھی افضل ہے۔

(رسالہ عقائد مرزا میں اشتہار معیار الاخبار)

2)- قرآن شریف خدا کی کتاب ہے اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں۔

3)- میرا (مرزا قادیانی) کا نام اللہ نے اُمتی بھی رکھا اور نبی بھی۔ (ازالہ اوہام)

4)- جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہی اُس خدا کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (ضمیمہ انجام)

5)- مرزا قادیانی نے حضور ﷺ کی معراج جسمانی کا بھی انکار کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فحش گالیاں بھی دیں۔

ان تمام روایتوں کے باوجود بھی اگر کوئی ذی شعور مسلمان جو خود کے لیے اُمتِ محمدی اور عاشقِ رسول ﷺ ہونے کا دعویدار ہے اور وہ اس فتنے کے خلاف خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے اُس کے لیے حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ خواب ہی کافی ہے جس سے متعلق آپ نے ملفوظاتِ مہریہ (ص 65) میں لکھا کہ "میں نے خواب

میں دیکھا کہ ختمی مآب ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلاتِ فاسدہ سے میری احادیث کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو" ۔اس خواب کے بعد حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا اور آپ نے اپنی علمی و روحانی قوت سے اُس ملعون کو ذلیل ورسُوا کر دیا۔اسی طرح سے تمام مسلک کے علماء کرام نے عقیدہ ختمِ نبوت کے لیے اپنی انتھک جدوجہد سے وارث الانبیاء ہونے کا حق ادا کیا جن میں قابلِ ذکر نام مولانا غلام دستگیر ہاشمی، حضرت پیر مہر علی شاہ، مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی، علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی، پروفیسر الیاس برنی، پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ سید ابوالحسنات سید محمد احمد قادری، مولانا سید خلیل احمد قادری، مولانا عبدالستار خان نیازی، ممتاز شیعہ عالم علامہ مظفر شمسی، مفتی محمود، مولانا یوسف بنوری، پروفیسر غفور احمد، مفتی محمد حسین نعیمی، علامہ عبدالغفور ہزاروی، علامہ سید احمد سعید کاظمی، مولانا محمد سردار احمد قادری، علامہ سید محمود احمد رضوی، علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا محمد ذاکر، مولانا محمد علی رضوی، مولانا عبدالحق اور پھر خصوصاً قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے نہ صرف 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کر کے انہیں آئین میں غیر مُسلم اقلیت قرار دلوا دیا بلکہ یورپ، امریکہ، افریقہ اور کینیڈا سمیت دنیا بھر میں ختمِ نبوت کانفرنس منعقد کر کے قادیانیوں کا راستہ روک دیا۔اگر یہاں خان عبدالولی خان، الٰہی بخش سومرو، چوہدری ظہور الٰہی، جناب شیر باز خان مزاری، جناب ذوالفقار علی بھٹو کا تذکرہ نہ کیا جائے تو یہ یقیناً ناانصافی ہوگی۔

محترم قارئین، آج کے حالات کے تناظر میں ہمیں اس پر غور کرنا چاہیے کہ پاکستان میں وہ کون سی قوتیں ہیں جو قادیانیوں کو ان کی سرگرمیاں اور تبلیغ جاری رکھنے کے لیے راستہ فراہم کر رہی ہیں، وہ کون سے صوبے کا گورنر ہے جو معطل قادیانی تبلیغی طلباء کو دوبارہ یونیورسٹی میں بحال کرنے کے احکامات جاری کر رہا ہے، وہ کون سی سیاسی جماعت ہے جس کا قائد لندن میں انتقال کرنے والے قادیانی پیشوا کی نہ صرف نمازِ جنازہ میں شرکت کرتا ہے بلکہ اس کی مغفرت کی بھی دُعا کرتا ہے، وہ کون سی قوت ہے جو کراچی سمیت ملک بھر بشمول آزاد کشمیر میں نہ صرف اہم عہدوں پر قادیانیوں کو متعین کر رہی ہے بلکہ نئی قادیانی آبادیاں بسائی جا رہی ہیں۔

آج کا مسلمان اور عشقِ رسول ﷺ کا دعویدار کیا کر رہا ہے؟ ہمیں دیگر سیاسی، مسلکی، معاشرتی، معاشی معاملات پر میڈیا کوریج اور مارکیٹنگ نقطۂ نظر سے ذرائع آمدنی و مالی فوائد کے حامل ایشوز پر تو بہت کچھ کرنے اور کہنے آتا ہے مگر اس اہم، حساس اور ایمانی معاملے پر ہمارے لب خاموش ہیں اور کہیں سے کوئی آواز نہیں آ رہی حالانکہ پاکستان میں قادیانی سرگرمیاں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور انہیں سرکاری کوارٹرز میں بسایا جا رہا ہے پولیس، وزارتِ

داخلہ اور اہم ایجنسیوں میں انہیں تعینات کیا جا رہا ہے۔ اس مضمون کے ذریعے حکومتِ وقت سے میرا یہ مطالبہ ہے کہ قادیانی ٹی وی چینل کے نشریات روکنے کے لیے ان کا سٹیلائٹ سسٹم جام کر دیا جائے، قادیانی ویب سائٹس کو بھی جام کیا جائے، ان کی عبادت گاہ کا نام مسجد رکھنے پر پابندی عائد کی جائے، پانچویں جماعت سے گریجویشن تک کی نصابی کُتب میں عقیدہ ختمِ نبوت کا لازمی مضمون شامل کیا جائے، جس میں یہ واضح کیا جائے کہ حضور پُر نور ﷺ کو آخری نبی نہ ماننے والا کافر ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اگر اگلے دس سال تک عالمِ اسلام اور بالخصوص پاکستان کو کسی نظریہ سے خطرہ ہے تو وہ "قادیانا ئزیشن" ہے اس لیے پوری اُمتِ مسلمہ قادیانا ئزیشن کے خلاف اُٹھ کھڑی ہو۔

فتحِ بابِ نبوت پہ بے حد دُرود　　　ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

بے شک ہم اُمتِ محمدی ﷺ سب سے افضل اُمت ہیں اور ہم پر حضور پُر نور ﷺ کو بڑا ناز تھا تو پھر آیئے اور مقامِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کے لیے اپنی جان و مال کو قربان کرنے کا عہد کریں اور عقیدہ ختمِ نبوت کا تحفظ کریں۔

☆☆☆☆　☆☆☆☆　☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ختم نبوت ﷺ (تاریخی جھروکوں سے)

شبیر حسین

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا (الاحزاب:۴۰)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

حدیث میں ہے:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له یقولون هلا وضعت هذه اللبنة فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری شریف ج ۶/ ۳۵۳۵، مسلم: رقم: ۲۲۸۶)

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا! میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنایا پھر اس کو خوبصورت اور جمیل بنایا لوگ اسکے اردگرد تعجب کرتے ہوئے طواف کریں اور وہ یہ کہیں یہ اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی پس حضور ﷺ نے فرمایا! وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب خاتم النبیین ج اص ۵۰۱)

۲) عن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال ارسلت الی الخلق کافة و ختم به النبیون۔

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبیوں کا خاتمہ مجھ پر ہوا۔ (صحیح مسلم ج ا کتاب المساجد ص ۲)

یہ حقیقت ہے کہ حضور سرور کائنات ختم الرسل ﷺ ہی آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ آیا ہے اور نہ قیامت تک آسکتا ہے اگر کوئی دعویٰ نبوت کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کافر ہے اسکا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں جب بھی کسی سر پھرے، طالع آزمایا بکار اور فتنہ پرداز نے اپنے آپ کو نبی کہنے کی جرأت کی اسکو قتل کر دیا گیا انگریز کی غلامی کے دور میں ملت اسلامیہ کو جس طرح دوسرے کئی مصائب سے دوچار

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

ہونا پڑا اسی طرح ایک جھوٹی نبوت قائم کر کے اُمت میں انتشار پیدا کیا گیا۔وہ مدعی نبوت بظاہر عیسائیت کا رد کرتا تھا۔عیسائیوں سے مناظرے کرتا تھا۔اسکے باوجود انگریز کا پرلے درجے کا وفادار تھا بلکہ انگریز کی شان میں اس نے ایسے تعریفی پمفلٹ لکھے کہ کوئی باغیرت مسلمان انکو پڑھنا بھی گوارا نہیں کرتا انگریز کی اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے جنہوں نے ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیا سلطنت عثمانیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔

الحمدللہ! مسلمان نبی کریم ﷺ کے عہد سے لیکر آج تک اسی عقیدے پر قائم ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اسلام کا دیا ہوا یہ نظام حیات بھی انہی کے صدقے سے ملا ہے انگریز اس وقت بھی مسلمانوں کو اسلام سے پھیرنے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ ایسے لوگوں کا نام ونشان مٹ جاتا ہے۔تاریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو واصل جہنم کر دیا جب اس نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا۔حالانکہ مسیلمہ نبی اکرم ﷺ کی رسالت پر ایمان بھی رکھتا تھا اسکے باوجود ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسکو مرتد اور واجب القتل یقین کر کے اس پر لشکر کشی کی اسکو کیفر کردار تک پہنچا کر آرام کا سانس لیا۔

ہر دور میں حق اور باطل نبرد آزما ہوا حق کامیاب ہوا اور باطل کو شکست ملی اس پر ہمارے علماء ومشائخ نے بہت کام کیا جو تحریری طور پر ہمارے اداروں اور ہماری لائبریریوں میں موجود ہے۔وہ لوگ جو اسلام وحضور ختم مرتبت ﷺ کو اذیت دیتے رہے ہیں انکی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ اُمت محمدیہ ﷺ کے خلاف (لڑاؤ اور حکومت کرو) کی حکمت عملی رہی استعمال کی جائے۔اسی ناپاک سازش کے تحت برطانوی ہند میں مرزا غلام احمد قادیانی جو کہ ایک منشی کا عہدہ سنبھالے ہوئے تھا سے دعویٰ نبوت کروایا گیا حضور خاتم النبیین ﷺ کی اس خاص صفت جلیلہ پر علماء ومشائخ نے رد عمل کا اظہار کیا اور آئینی طور پر ۱۹۷۴ء میں قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔

اسی طرح اگر ہم پاکستان کی تاریخ پر بھی نظر دوڑائیں بقول علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاکستان کی بدقسمتی ہے کہ تقسیم ہند کے نتیجے میں قادیان (گورداسپور سے) اٹھ کر یہ فتنہ تمام حشر سامانیوں کیساتھ پاکستان کے حصہ میں آیا اور برطانوی سامراج نے اپنی سرپرستی میں قادیان کے بدلے میں اس گروہ باطل کو انگریز گورنر پنجاب کے ذریعہ سے ضلع جھنگ میں ربوہ موجودہ چناب نگر کی اراضی کوڑیوں کے دام دلا دی دوسری طرف ناعاقبت اندیش حکمرانوں جو اس فتنہ کے سیاسی نقصانات سے ناواقف تھے انہوں نے چوہدری ظفر اللہ خاں قادیانی کو پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ نامزد کر دیا۔خیال رہے قادیانی ٹولہ اول وقت سے ہی تقسیم ہند کے خلاف تھا اور آج بھی اس تقسیم کو ختم کرا کے اکھنڈ بھارت کے منصوبے پر عمل پیرا ہے اس تحریک سے دینی نقصان تو یہ ہوا کہ بعض نام نہاد دین سے ناواقف

مسلمان انگریز کی نوکری اور چھوکری کے چکر میں آ کر مرتد ہو گئے اور سیاسی نقصان یہ کہ انگریزوں کی سرپرستی میں تقسیم ہند سے قبل قادیان میں اور تقسیم کے بعد ریاست میں ریاست قائم کرنے کی جرأت کی اور ظفر اللہ خان کی سرپرستی میں صوبہ بلوچستان کی پسماندگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس صوبے کو قادیانی سٹیٹ بنانے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت زوروں پر چلی ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو ایک قرارداد مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت دینے کی خاطر حزب اختلاف کی طرف سے پیش کی گئی اس وقت بائیس افراد نے اس پر دستخط کیے البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم نے اس پر دستخط نہیں کیے۔ اس تمام جدوجہد کا سہرا قائد اہلسنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے۔

سید محمد حفیظ قیصر نے لکھا ہے! ''اس وقت کے شیخ نے بہت ہنگامہ کیا مگر وزیر اعظم بھٹو مولانا الشاہ احمد نورانی سے مکالمے کے دوران اپنے منشور کے اس جملے کی بنا پر شکست کھا کر چلے گئے کہ اسلام ہمارا دین ہے۔ اب بھٹو کا بھی یہی موقف تھا کہ اسلام کی بات ہے اور پیپلز پارٹی اسکی مخالفت نہیں کریگی۔ آخر مولانا شاہ احمد نورانی کا سچا عشق رسول جیت گیا اور مرزا ناصر قومی اسمبلی میں ۱۸۰ سوالات میں لاجواب ہو کر شکست سے دوچار ہوا اسی طرح ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو اس تاریخی قرارداد نے انجام تک پہنچا دیا مزید یہ کہ ۱۱۲ اسلامی تنظیموں اور انجمنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ کر دیا کہ قادیانیت جو اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہلاتی ہے یہ سب کافر ہیں۔ اب وہ وقت آن پہنچا تھا کہ پاکستان کی سیاسی تاریخ کے اس دور میں قومی اسمبلی نے یہ اعلان کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار خواہ انہیں لاہوری قادیانی کے نام سے پکارا جائے مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں بل پیش کیا جائے کہ اس اعلان کے دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو وہ وقت آیا جس کا انتظار سن ۱۹۰۰ء سے تھا جس طرح صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کو اس کے انجام سے دوچار کیا تھا آج انہیں کی اولاد میں سے مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا یوں اُمت مسلمہ کا خواب ۷۴ سال بعد حقیقت میں ڈھل گیا۔

تاریخی حقائق کے انجام کے حوالے سے اگر ہم غور کریں تو اس طرح کا جھوٹا عقیدہ رکھنے والوں کا انجام کیا ہوا ہے ہر دور میں کذاب پیدا ہوئے تو انکا انجام بھی تاریخ کے اوراق میں محفوظ کیا گیا۔

۱) اسود عنسی نے ۱۱ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اور فیروز دیلمی نے محل میں گھس کر اسکی گردن توڑ کر اسکو ہلاک کر دیا۔

۲) مسیلمہ کذاب نے ۱۲ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا حضرت وحشی نے جنگ یمامہ میں اس کو نیزہ مار کر ہلاک کر دیا۔

۳) مختار ثقفی نے ۶۷ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسکو مارا۔

۴) حارث کذاب دمشقی نے ۶۹ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ عبدالملک مروان کے حکم پر ہلاک کیا گیا۔

۵) مغیرہ عجلی نے ۱۱۹ھ میں نبوت کا دعویٰ باطلہ کیا خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے دور میں امیر عراق خالد بن عبداللہ قسری نے اسے زندہ جلا کر راکھ کر دیا۔

۶) بیان بن سمعان تمیمی نے ۱۱۹ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا امیر عراق خالد بن عبداللہ قسری نے اسے زندہ جلا دیا۔

۷) بہافرید نیشاپوری نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا عبداللہ ابن شعبہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو گرفتار کر کے ابو مسلم خراسانی کے دربار میں پیش کیا جنہوں نے تلوار سے اسکا سر قلم کر دیا۔

۸) اسحاق اخرس مغربی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ ابوجعفر منصور کی فوج سے شکست کھا کر ہلاک ہوا۔

۹) استاد ریس خراسانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ ابوجعفر منصور کے حکم پر خازم بن خزیمہ نے اس کی فوج کو شکست دی اور اسکو گرفتار کر کے اسکی گردن اڑا دی۔

۱۰) علی بن محمد خارجی نے ۲۰۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا خلیفہ معتمد کے زمانے میں موفق نے اسکی فوج کو شکست دے کر اسکا سر کاٹ کر نیزوں پر چڑھایا۔

۱۱) بابک بن عبداللہ ۲۲۲ھ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا خلیفہ معتصم کے حکم پر اس کا ایک عضو کاٹ کر الگ کر دیا گیا۔

۱۲) علی بن فضل یمنی ۳۰۳ھ میں دعویٰ نبوت کیا بغداد کے لوگوں نے اسکو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔

۱۳) عبدالعزیز باسندی ۳۲۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا لشکر اسلامی نے محاصرہ کر کے شکست دی اور سر کاٹ کر خلیفۃ المسلمین کو بھجوا دیا۔

۱۴) حامیم مجلسی نے ۳۲۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا قبیلہ مصمودہ سے احواز کے مقام پر ایک لڑائی میں مارا گیا۔

۱۵) ابو منصور عیسیٰ برغواطی نے ۳۶۹ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا بلکین بن زهری سے جنگ میں شکست ہوئی اور ہلاک ہوا۔

۱۶) اصغر تغلبی نے ۴۳۹ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا حاکم نصر الدولہ بن مروان نے ایک دستہ بھیج کر اسکو گرفتار کروایا اور جیل میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

۱۷)احمد بن قسی نے ۵۶۰ھ میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا حاکم عبدالمومن نے گرفتار کرکے قید میں ڈال دیا جہاں یہ ہلاک ہوا۔

۱۸)عبدالحق مرسی نے ۶۶۸ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا اس نے ایک روز فصد کھلوایا قہر الٰہی سے خون بہتا رہا یہاں تک کہ ہلاک ہوا۔

۱۹)عبدالعزیز طرابلسی نے ۷۱۷ھ میں نبوت کا دعویٰ کیا حاکم طرابلس کے حکم پر ایک لشکر نے اس کو گرفتار کرکے قتل کردیا۔

(مقدمہ عقیدہ ختم نبوت)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

چور مچائے شور

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

دو مختلف نظریات و ضوابط کی حامل ریاستوں کی کشمکش جب ایک دوسرے کو دلائل سے زیر نہ کر سکے تو سرد جنگ کی صورت پیدا ہو گئی تو ایک شاطر گروہ نے سازشوں کے جال بننے شروع کیے۔ مخالف سردار کی ریاست میں نقب لگانے کیلئے شاطر سردار نے اپنے کمانڈوز سے کام لیا، لیکن کمانڈو ایکشن ناکام ہو گیا کیونکہ مخالف سردار کی سپاہ چوکنی اور مستعد تھی، بیرونی حملہ آوروں پر گہری نظر تھی، فصیل شہر کے اطراف و جوانب پر محافظوں کا دستہ چاق و چوبند رہتا تھا۔ شاطر سردار نے مسلسل اور برسہا برس کوشش کی کہ کسی صورت شہر کا حصار توڑنے میں کامیاب ہو جائے لیکن وہ اپنے مذموم ارادوں کو روبہ عمل نہ لا سکا۔ تھک ہار کر اس نے کمانڈوز اور افواج کو بالائے طاق رکھ کر اپنی قوم کے ذہین و فطین افراد سے میٹنگ کی، اور اپنے ارادوں سے انھیں آگاہ کر کے ان سے تجاویز طلب کیں۔ قوم کے دانشوروں نے مشورہ دیا کہ شہر کی فصیل کا حصار باہر سے توڑنے کے بجائے اندر سے توڑا جائے۔ شاطر سردار نے اپنی قوم کے مہا شاطروں سے اس تجویز کی وضاحت چاہی کہ "حصارِ شہر" کو اندر سے کیسے توڑا جائے گا؟ تو ایک فطین بولا: "میرے سردار! آپ اپنے کمانڈوز فصیل کے دروازے سے اندر داخل کیجئے"۔ سردار نے کہا: "یہ ممکن نہیں اس لئے کہ وہ پہچان لئے جائیں گے"۔ فطین بولا: "انہی کا بہروپ اختیار کر کے ایسا ممکن ہے"۔ چنانچہ شاطر سردار نے اجلاس میں اس تجویز پر استصواب رائے طلب کیا، تمام شرکاء اجلاس نے اتفاق کیا۔ جب سب نے تائید کر دی تو شاطر سردار نے اپنی افواج اور کمانڈوز کا اجلاس بلا کر انھیں عملدرآمد کیلئے کہا۔ میک اپ اور گیٹ اپ کے ماہرین نے کمانڈوز کے چہروں، بُشروں اور ملبوسات کو بدل کر رکھ دیا۔ کمانڈوز مشن پر روانہ ہوئے۔ "فصیلِ شہر" کے دروازے پر پہنچے تو دیکھا، باشندگان شہر دروازے سے آ رہے ہیں اور جا رہے ہیں، کوئی شناخت یا علامت طلب نہیں کی جاتی لہٰذا بآسانی یہ کمانڈوز بھی شہر میں داخل ہو گئے اور پہچان لئے جانے کے اندیشے تو لاحق تھے لہٰذا اپنے شاطر سردار کے عزائم کی تکمیل کیلئے منصوبہ بندی کرنے کے پیش نظر شہر ہی میں روپوش ہو گئے۔

بہروپیے پکڑے گئے:۔

یہ روپوشی اور گوشہ نشینی انھیں بے نقاب ہونے سے بچا نہ سکی۔ چنانچہ گرفتار ہو گئے۔ اہلیان شہر دشمنوں کی شہر میں موجودگی اور گرفتاری سے سراسیمہ تو ہوئے لیکن پہلے سے زیادہ متحد و مضبوط اور مربوط ہو گئے۔ دوسری جانب شاطر سردار کو جب اپنے کمانڈوز کی کوئی خیر وخبر نہ مل سکی تو وہ سمجھ گیا کہ میرا منصوبہ ناکام ہو گیا۔ اس خفت پر بہت زیادہ جھنجلا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

گیا اور اپنے فطین مشیروں کا اجلاس طلب کر لیا۔ اجلاس میں ناکامی کے اسباب پر غور و خوض ہوا، اور نتیجہ یہ سامنے آیا کہ مخالفین ہمارے کمانڈوز کو چہروں اور لباس کے گیٹ اپ کے باوجود اس لئے پہچان گئے کہ جداگانہ طرز معاشرت نے انہیں بے نقاب کر دیا۔ اب کیا کیا جائے؟ اس ایجنڈا پر سنجیدگی سے غور و فکر شروع ہوا۔

غداروں کی تلاش:۔

شرکاء اجلاس میں شامل ایک نہایت معمر اور نہایت زیرک و چالاک مکروہ شکل و صورت کے حامل مشیر نے کہا: "ہمیں اپنے سراغ رسانوں اور جاسوسوں کے ذریعے دشمنوں کے ایسے افراد پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے جو متاع دنیا کے لالچ میں اپنی وفاداریوں کا سودا ہم سے کرنے پر آمادہ و تیار ہوں۔ ہم ان کے جسموں کا سودا نہیں کرینگے بلکہ ان کے نظریات کا سودا کرینگے۔ ہم ان کے نظریات اپنے پاس گروی رکھیں گے اور انہیں اپنے نظریات دیں گے یہ لوگ ذہنی طور پر ہمارے غلام ہونگے مگر اپنی قوم میں انہی کی طرز معاشرت اور بود و باش کے باعث کبھی دشمن نہیں سمجھے جائینگے منافق بن کر یہ لوگ ہماری مکاریوں اور ریشہ دوانیوں سے اپنی قوم کے نظریات کی فصیل پر نقب لگانے میں جب کامیاب ہونگے تو پھر شہر کی فصیلیں خود ہی کمزور ہو جائیں گی اور دشمن کی ریاست ہمارے قبضہ میں آجائے گی" اس بڈھے فطین کی تجویز سے سب نے اتفاق کیا۔ چنانچہ جاسوسوں اور سراغرسانوں کی ٹیم تشکیل دی گئی اور اسی بڈھے کو ٹیم کا سربراہ بنا دیا گیا۔ جسکی ریشہ دوانیوں اور فریب کاریوں کے نتیجے میں دشمنوں کی متحدہ صفیں منتشر اور پریشان ہو گئیں۔ اگرچہ پچھلے حملوں کو انہوں نے اپنے اتحاد سے ناکام بنایا تھا۔ جب دشمن ان کے درمیان آیا تو اسے اس لئے پہچان گئے تھے کہ وہ بہروپ بھر کر آیا تھا مگر اس کی نشست و برخاست، تہذیب و ثقافت اور طرز معاشرت معاندانہ تھی۔ مگر اب وہ منافقانہ حملوں کے سامنے بے بس ہو گئے اور شکست سے اس لئے دوچار ہوئے کہ دشمن کو نہ پہچان سکے۔ کیونکہ وہ صرف روپ یا لباس ہی میں مشابہ نہ تھا بلکہ حسب و نسب، تہذیب و ادب، معتقدات و معمولات اور کردار و اطوار سب میں ہم شکل، ہم سایہ، ہمزاد اور ہم جلیس تھا۔ پس پھر وہ قوم مات کھا گئی "دوست نما دشمن کا ڈر" اور "منافق کا شر" توپ و تفنگ اور ایٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک ہتھیار ہوتا ہے۔

سازشوں کا ماسٹر مائنڈ:۔

قارئین محترم! کچھ ایسے ہی "دین اسلام" کے خلاف دشمنوں نے سازشوں کے جال بنے اور انتشار و افتراق کیلئے منافقوں اور مفسدوں نے اپنے نفاق اور فساد کے شر سے ملت اسلامیہ کی صفوں کو مسموم کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ قوم نصاریٰ نے اپنے ہی ہاتھوں سے جنگ کی آگ بھڑکائی اور اسے "صلیبی جنگوں" کا نام دیا۔ سلطان نور

الدین زنگی علیہ الرحمہ، جرنیل نجم الدین ایوب علیہ الرحمہ، جرنیل اسد الدین شیر کوہ علیہ الرحمہ، یوسف بن تاشفین علیہ الرحمہ، والی اندلس سلطان مودود علیہ الرحمہ، الملک العادل سلطان معظم صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمہ اور ان کے جانشینوں کے ہاتھوں عبرتناک شکست وذلت سے دوچار ہوئے۔۴۹۸ھ/۱۰۹۶ء تا ۶۹۱ھ/۱۲۹۱ء عرصہ دو سو سال تک نصرانیوں کی جارحیت انھیں مسلمانوں پر غالب نہ کر سکی تو ان نصرانیوں نے اپنی فکر وسوچ کے زاویے تبدیل کیئے۔ ابتداء میں بیان کیئے گئے واقعہ کے مکروہ کردار "ماسٹر مائنڈ" بڈھے کی طرح کسی انتہائی شر پسند اور شیطانی سوچ کے حامل کھوسٹ نے فساد کا "مرکزی خیال" یوں پیش کیا کہ "ملت اسلامیہ کے معتقدات وخیالات اور عبادات و معاملات میں مرکز ومحور ایک ذات رسول اکرم ﷺ ہیں۔ ملت کا رشتہ ان ہی سے قائم ہے تو آپس میں تمام مسلمین و مومنین مربوط ہیں۔

ربط قائم فرد ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرون دریا کچھ نہیں

اگر مسلمانوں کو جغرافیائی یا لسانی بنیاد پر لڑایا گیا تو یہ لڑائی دیرپا نہیں ہوگی اور زیادہ نقصان کے نتائج سامنے نہیں آئیں گے۔ مسلمان آپس میں لڑ کر اس "ذاتِ خاتم" (یعنی رسول اکرم ﷺ) سے رجوع کرتے ہی اپنی لڑائی بھول کر ایک ہو جائیں گے تو ایسا کیا جائے کہ مسلمانوں کو باہم تنازعات میں الجھانے کے بجائے "ذاتِ خاتم" ہی کو متنازع بنا دیا جائے یعنی مسلمانوں کی توانائی، توجہات اور نگاہوں کے مرکز کی وحدت کو نقصان پہنچایا جائے، ان کے نزدیک ذات ختمی مرتبت ﷺ جیسا دوسرا کوئی نہیں تو کسی "جعلی اور بناوٹی دوسرے (ڈپلیکیٹ)" کی گنجائش پیدا کی جائے۔

اول: نظریاتی گنجائش کہ دوسرے نبی کا امکان ہے۔

دوم: عملی طور پر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوا سامنے آ جائے۔

انگلش روبوٹ نجد اور بالاکوٹ میں:-

وہ آنے والا روبوٹ ایسا ہو کہ جس کا ریموٹ ہمارے ہاتھ میں ہو۔ بس ----- بس ----- بس ----- قارئین محترم ----- یہاں تحمل سے آپ پڑھیں ----- اور فقیر راقم، بکمل یقین واعتماد اور دیانت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھتا ہے۔

عرب وہندوستان میں انگریزوں نے یہی شاخسانہ کھڑا کیا، کہ نعوذ باللہ حضور رحمۃ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام آخری نبی نہیں ہیں۔ "ہمفرے" (برطانوی جاسوس) نے ۱۱۴۴ھ/۱۷۳۲ء میں برطانیہ میں اپنے بادشاہ کو لکھا کہ

اسلام کو نقصان پہنچانے کیلئے دو آدمیوں نے اپنی دینی وفاداریوں کا مجھ سے سودا کرلیا ہے۔ایک کا نام "محمد بن عبد الوہاب نجدی" اور دوسرے کا نام "محمد بن سعود" ہے۔شاہ انگلستان نے "ہمفرے" کو جواب میں لکھا "مسلمانوں کے ایک "محمد الرسول اللہ (ﷺ)" کے دین کو دونوں "محمد" کے ذریعے ختم کردو"۔چنانچہ "ہمفرے" کی شہ پر "محمد بن عبد الوہاب نجدی" نے پہلے دعویٰ نبوت کیا، لیکن جب مسلمانوں نے اس کی دماغی صحت پر شک کیا تو پھر "نجدی" نے "مصلح" ہونے کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کیا۔نجدی نے عظمت رسول ﷺ کو گھٹانے میں مکروہ کردار ادا کیا اور مسلمانوں کے ایمان، جان، مال اور عزت و آبرو پر جارحانہ حملے کئے۔بالکل اسی طرح ہندوستان میں مقتولین بالاکوٹ "اسمٰعیل دہلوی" اور "سید احمد رائے بریلوی" نے مقام مصطفیٰ ﷺ کے پاسبانوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کیلئے باقاعدہ اور منظم حملے انگریزوں کی مدد سے کرنے شروع کر دیئے جسکے نتیجے میں شمال سرحدی پہاڑی علاقوں کے غیور مسلمانوں نے ایک جنگ میں متذکرہ دونوں خبیثوں کو انکے جانشینوں سمیت واصل جہنم کیا جو باقی بچے وہ اپنے پیشواؤں کی لاشیں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

روبوٹ سازی، کلوننگ فیکٹری دیوبند میں:۔

ازاں بعد انگریزوں نے اپنی مکمل عملداری کے بعد ہندوستان میں ضلع "سہارنپور" کے ایک قصبہ "دیوبند" میں ایک فیکٹری لگائی، جہاں "کلوننگ" کے سانچوں (ڈائی) میں ڈھال کر ایسے روبوٹ بنانے کا مصالحہ تیار کیا گیا، جو اللہ تعالیٰ کے تخلیق فرمانے ہی کی وجہ سے پہلے موجود "وجود" تھا۔"دیوبند فیکٹری" میں "مقدس وجود" کو چیلنج کرنے یعنی ہم پلہ اور ہم مرتبہ روبوٹ بنانے کا مصالحہ جب تیار ہو گیا، تو پھر "قادیان" کے ایک شخص "مرزا غلام قادیانی" پر انگریزوں نے پہلے "نانوتوی" قلم کی روشنائی کا مساج کرکے "دیوبندی مصالحہ" کا لیپ چڑھا کر "روبوٹ" بنایا۔جسکا ریموٹ وائسرائے ہند اور ملکہ برطانیہ کے ہاتھ میں تھا۔

ہندوستان میں روبوٹ کا فساد:۔

انگریز حکام نے اپنے اشاروں پر اپنے روبوٹ یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کو اسلامیان ہند کے عقائد و نظریات میں فساد برپا کرنے کیلئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔انگریز حکام دیوبند فیکٹری کی نئی نئی نظریاتی پروڈکشن سے فیڈ نگ لیکر مرزا غلام احمد قادیانی کو پالتے رہے اور انگریزوں کی شہہ سے مرزا نے عقائد اسلامیہ پر حملے کرنے شروع کر دیئے اور پیارے آقا......کریم آقا......بے مثل آقا......سب کے داتا......مخلوق میں یکتا ﷺ کی (نعوذ باللہ) برابری و ہمسری کا دعویٰ کرنے لگا۔

کلوننگ کے نتائج:۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ وہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ ہے۔

مرزائی فسا کا حوالہ نمبر ا:۔

ملعون لکھتا ہے: "محمد رسول واللذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم ......اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی"۔

(ایک غلطی کا ازالہ: ۴، روحانی

خزائن، ۱۸: ۲۰۷ مطبوعہ ربوہ)

مرزا کے مطابق حضور اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کا دوبارہ دنیا میں آنا مقدر تھا، پہلی بار مکہ مکرمہ میں محمد ﷺ کی شکل میں آئے اور دوسری بار قادیان میں مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں آئے۔

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۲:۔ "اور جان کہ ہمارے نبی کریم ﷺ جیسا کہ پانچویں ہزار میں مبعوث ہوئے (یعنی چھٹی صدی مسیحی میں) ایسا ہی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بروزی صورت اختیار کر کے چھٹے ہزار (یعنی تیرھویں صدی ہجری) کے آخر میں مبعوث ہوئے"۔ (روحانی خزائن، ۱۶: ۲۷۰)

"آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا، جو مسیح موعود اور مہدی موعود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا"۔ (روحانی خزائن، ۱۷: ۲۴۹)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۳:۔

اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن کیا جاوے گا۔ جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں، یعنی مسیح موعود نبی کریم ﷺ سے الگ کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا...... تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا"۔ (کلمۃ الفصل: ۱۰۴، ۱۰۵ مولفہ مرزا بشیر احمد مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان، مارچ و اپریل ۱۹۱۵ء)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۴:۔

"میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واخرین منهم لما یلحقوا بهم بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں، اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے، اور مجھے آنحضرت ﷺ کا

ہی وجود قرار دیا ہے"۔(ایک غلطی کا ازالہ: ۱۰ روحانی خزائن، ۱۸: ۲۱۲)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر۵:۔

"خدا تعالیٰ کے نزدیک حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا وجود آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہے یعنی خدا کے دفتر میں حضرت مسیح موعود اور آنحضرت ﷺ آپس میں کوئی دوئی یا مغایرت نہیں رکھتے، بلکہ ایک ہی شان، ایک ہی مرتبہ اور ایک ہی منصب اور ایک ہی نام رکھتے ہیں گویا لفظوں میں باوجود دو ہونے کے ایک ہی ہیں"۔(اخبار الفضل قادیان جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۳۷ مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۱۵ء بحوالہ قادیانی مذہب: ۲۰۷)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر۶:۔ "اسی کے (مرزا) طفیل آج بر وتقویٰ کی راہیں کھلتی ہیں، اسی کی پیروی سے انسان فلاح ونجات کی منزل مقصود پر پہنچ سکتا ہے وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے، جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا"۔(الفضل قادیان، ۲۶ ستمبر ۱۹۱۷ء بحوالہ قادیانی مذہب: ۲۱۱)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر۷:۔

" کمالات متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت رسول کریم میں ان سے بڑھ کے موجود تھے اور وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کیے گئے، اور اسی لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے...... پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں"۔(ملفوظات، سوم: ۲۷۰ طبوعہ ربوہ)

مرزائی فساد کا حوالہ ۸:۔

"جو شخص مجھ میں اور مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا ہے"۔(خطبہ الہامیہ: ۱۷۱، روحانی خزائن ۱۶: ۲۵۸)

مرزائی فساد کا حوالہ ۹:۔

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ذہنی ارتقا آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھا...... اور یہ جزوی فضیلت ہے جو حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو آنحضرت ﷺ پر حاصل ہے، نبی کریم کی ذہنی استعدادوں کا پورا ظہور بوجہ تمدن کے نقص کے نہ ہوا ورنہ قابلیت تھی، اب تمدن کی ترقی سے حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ان کا پورا ظہور ہوا"۔(ریویو آف ریلیجز، مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب: ۲۶۶)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۱۰:۔

"اب معاملہ صاف ہے اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے اور اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں تو آپ کا انکار کفر ہو مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقویٰ اور اکمل اور اشد ہے، آپ کا انکار کفر نہ ہو"۔(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷ مندرجہ ریویو آف ریلیجز، مارچ واپریل ۱۹۱۵ء)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ا:۔

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا، اور یا محمد ﷺ کو مانتا ہے مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰ مرزا بشیر احمد، ایم اے)

مرزائی فساد کا حوالہ نمبر ۲:۔

"ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے"۔(انوار خلافت ص ۹۰، ازمرزا محمود احمد قادیانی)

اسلامیان ہند میں شورش:۔

مرزا قادیانی کی گستاخانہ اور روایات تحریر وتقریر سے اسلامیان ہند میں اضطراب اور شورش کی کیفیت برپا ہوئی۔ اکثر خاندان اور افراد مرزا قادیانی کے بکواسات کو الہام سے تعبیر کر کے اس خبیث ومردود پر ایمان لے آئے۔ پنجاب میں خصوصاً لاہور، قصور، وزیر آباد، سیالکوٹ، اوکاڑہ، جہلم وغیرہ میں بعض مکمل گھرانے قادیانی ہو گئے اور بعض خاندانوں میں کوئی ایک یا دو (مرد وعورت) قادیانی ومرزائی سحر سے آسیب زدہ ہو گئے۔ پنجاب کے شہروں میں ملعون وکذاب مرزا قادیانی کا اثر اس باعث زیادہ ہوا کہ "قادیان" مشرقی پنجاب میں اور مغربی پنجاب میں "ربوہ" مرکز تھا۔

مرزائی ارتداد کے بھیانک نتائج:۔

اس ارتداد کے نتیجے میں خاوند قادیانی تو بیوی مسلمان ------ باپ قادیانی تو بیٹا مسلمان ------ کئی خاندان تباہ وبرباد ہو گئے۔ نکاح کیلئے جن کے رشتے ناطے طے ہو چکے تھے مرزائی ارتداد کے زیر اثر جو قادیانی ہو گیا اس خاندان میں

اب شادی کی جائے یا نہیں؟ قادیانی نماز پڑھتے بھی دکھائی دیتے تھے مساجد بھی بناتے تھے اس لئے یہ سوال بھی ہوا کہ ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے کہ نہیں؟

ایمان فروش اور منافق نام نہاد مفتیوں اور مولویوں (جو برطانوی پاؤنڈ کے عوض ملت اسلامیہ میں انتشار برپا کرنا چاہتے تھے) نے فتوے دیئے۔ "قادیانی لڑکے ...... یا قادیانی لڑکی سے نکاح کیا جاسکتا ہے"۔

"قادیانی کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں"۔

غیر مقلدین (اہلحدیث) وہابیوں، دیوبندیوں، خارجیوں، نیچریوں، پرویزیوں وغیرہ نے قادیانیوں کے رد میں فتاویٰ تحریر نہیں کیے، کیونکہ یہ گروہ تو برطانوی ایجنڈے پر ہی کام کر رہا تھا۔

علماء اہلسنّت کی صدائے حق:۔

ایمان فروشوں نے سرزمین ہند کو "آشوب گاہ" بنا دیا ...... لیکن اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مرزائی وہابی اور دیوبندی گٹھ جوڑ کو بے نقاب کرنے کیلئے علماء حق (اہلسنّت وجماعت) کو تاجدار ختم نبوت ﷺ کا پاسبان بنایا۔ مرزائیوں اور وہابیوں کی ریشہ دوانیوں اور سیہ کاریوں کو ہندوستان کے حکمرانوں، نوابوں، سیاسی راہنماؤں اور فتنہ پرور افراد (نصرانیوں، ہندوؤں اور نام نہاد مسلمانوں) نے مزید شہ دی اور فساد کے مشن میں حصہ لے کر اپنی بدبختی پر مہر لگائی۔ مرزا غلام قادیانی دیوبند کے بارہ سے بدعقیدگی کا شروب پی کر جوان ہوا تھا، لیکن اگر امن وامان کی خاطر ارباب حل وعقد چاہتے تو مرزائیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کی سرکشی کو لگام دی جاسکتی تھی۔ ہائے افسوس! کہ جو ہندوستان پر حکمرانی کرتے تھے ...... جو بعض ریاستوں کے نواب یا راجے تھے ...... جو میدان سیاست کے شہسوار تھے ...... دعویٰ تو یہ کرتے تھے کہ تمام باشندگان ہندوستان باہم شیر وشکر ہیں اور نقض امن کے اسباب کی بیخ کنی کیلئے معمولی ایشوز پر بھی وائسرائے ہند سے قیام امن کے مطالبات کرتے تھے اپنی سیاسی دکان چمکانے کیلئے پریس میں مفصل اور طویل بیانات چھپوایا کرتے تھے۔ لیکن جب مسلمانوں کے چودہ صدیوں پر محیط مسلمہ عقائد ونظریات کو دیوبندیوں اور وہابیوں نے چیلنج کیا جس کے نتیجے میں مرزا قادیانی ملت کیلئے خونخوار آدم خور بن کر سامنے آیا، اور فرقہ وارانہ فسادات برپا ہونے کا امکان یقینی ہو گیا ...... فاسد عقیدوں کے پرچار کرنے والوں کو سرزنش یا تنبیہ کرنے کے بجائے ...... ان کے پریس پر پابندی یا قدغن لگانے کے بجائے "جدیدیت" کے نام پر فسادیوں کا خیر مقدم کرتے ہوئے انہیں ہوا دی گئی۔

قارئین محترم! ایسے پر آشوب دور میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے غلاموں میں سے

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ایسے پیکران استقامت وجرأت کا انتخاب فرمایا کہ جنھوں نے مرزائیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کی شر انگیزیوں کو لگام دینے اور قلع قمع کرنے کیلئے ہر محاذ پر ہندوستان کے ہر شہر میں بدمذہبوں کو للکارا۔ بریلی شریف سے شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا مجدد بریلوی علیہ الرحمہ، بدایوں سے تاج الفحول حضرت علامہ عبدالقادر بدایونی علیہ الرحمہ، پیلی بھیت شریف سے محدث عصر حضرت علامہ وصی احمد سورتی علیہ الرحمہ، گولڑہ شریف سے شیخ المشائخ حضرت پیر طریقت سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ، قصور شریف سے علامہ غلام دستگیر قصوری علیہ الرحمہ، علی پور شریف سے امیر ملت حضرت سید جماعت علی شاہ محدث علی پور شریف علیہ الرحمہ، مراد آباد سے صدر الافاضل حضرت علامہ مفتی سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ کے علاوہ پورے برصغیر پاک وہند کی ملت اسلامیہ کے مقتدر علماء ومشائخ اہلسنّت رحمہم اللہ اجمعین نے ناموس رسالت ﷺ کی پاسبانی وحفاظت میں تن من دھن کی قربانیوں سے دریغ نہیں کیا۔ ان مجاہدین عقیدۂ ختم نبوت نے شب وروز ملت اسلامیہ کے عقائد ومعمولات کی حفاظت وصیانت میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے:۔

علماءِ اہلسنّت کی تحریکات کے نتیجے میں اسلامیان ہند خواب غفلت سے بیدار ہوئے تو انہیں معلوم ہوا کہ بعض مدارس میں انگریزوں کے دیئے گئے چندوں پر پلنے والے مولویان دیوبند ڈھائیل اور تاج برطانیہ سے "شمس العلماء" کے خطابات حاصل کرنے والے "مولویان ندویان" "نیز" "سلفی" کہلانے والے "غیر مقلدین" وغیرہ کے رشتے ناطے مرزا غلام قادیانی سے استوار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں نے مرزائیوں کی تکفیر نہیں کی عام مسلمانوں کو مرزائیوں سے رشتۂ مناکحت سے نہیں روکا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کی بھی اجازت دی۔ جبکہ مرزائی کہتا ہے کہ "میرے پیروکار غیر قادیانی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں"۔ اسلامیان ہند کو ایک صدی قبل قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ کرنیوالے صرف علماءِ اہلسنّت تھے جبکہ ایک صدی قبل ہی یہ طے ہو چکا تھا کہ وہابی، نجدی، مہدوی وقادیانی سب ایک ہی تھالی کے چٹے بٹے ہیں۔ اسلامیان ہند کی اکثریت بلکہ کل عالم اسلام میں اکثریت مذہب مہذب ومسلک حق اہلسنّت وجماعت کے وابستگان وحاملین کی تھی اور آج بھی بحمدہ تعالیٰ اہل سنت کثیر تعداد میں ہیں۔ بلاد عرب میں ائمہ اربعہ (امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) کے علاوہ امام حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، محمد بن کعب قرظی، قتادہ، علی بن طلحہ، امام کسائی، ابن ابی شیبہ، ابن راہویہ، علی بن مدینی، ابن جریر طبری، ابوسعید کندی، ابواسحٰق نیشاپوری، شیخ ابن حیان، ابوالحسن اشعری، ابومنصور ماتریدی، ابواسحٰق شیرازی، امام بیہقی،

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

امام راغب اصفہانی، امام غزالی، امام بغوی، شیخ الاکبر ابن عربی، امام ابن جوزی، امام الحرمین الجوینی، شیخ عزالدین بن عبدالسلام، شیخ ابی المعالی، امام سبکی، امام خازن، امام زرکشی، امام سخاوی، امام رازی، امام سیوطی، امام شعرانی، امام عینی، امام عسقلانی، ملا علی قاری، علامہ خفاجی، علامہ ابن عابدین شامی، سلیمان کردی، ابن داؤد حنبلی، احمد برکات شافعی احمدی مکی، عطاء المکی، سید علوی بن احمد حداد، احمد احسائی، شیخ الاسلام اسمٰعیل تمیمی المالکی، سید مصطفیٰ مصری البولاقی، مفتی اعظم مکہ سید احمد دحلان شافعی، علامہ نبہانی، شیخ حسن الشطی الحنبلی الدمشقی، الشیخ ابراہیم حلمی القادری الاسکندری، ابی حامد بن مرزوق، شیخ سراج حنفی مکی، شیخ جعفر حسینی برزنجی وغیرہم اکابرین چودہ صدیوں میں مسلمہ سمجھے جاتے ہیں۔ عرب کے تمام علماء متذکرہ علماء اسلام سے رجوع کرتے ہیں، انکی کتب سے استفادہ کرتے ہیں، اعتقادی امور (مثلاً توسل، علم غیب رسول، اختیارات رسول وتصرفات اولیاء وغیرہ) میں متذکرہ علماء کے اقوال وفیصلے حجت تسلیم کیے جاتے ہیں۔

متذکرہ علماء اسلام مسلک اہلسنّت کے حاملین تھے اور آج بھی اسلامیان عرب وہند سب کے نزدیک مقتدر، معتبر اور جید اکابرین میں شمار ہوتے ہیں۔ قارئین محترم! سطور بالا میں درج مختصر علماء اسلام کی فہرست کی طرح ایک فہرست سطور ذیل میں بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ہندوستان، جنوبی ایشیا کا "برعظیم" کہلاتا تھا۔ یہاں آباد مسلمانوں کے عقائد کسی طور پر بھی اہلیان عرب سے مختلف نہ تھے بلکہ باشندگان عرب قدیم الاسلام ہونے کے باعث، اپنے عربی حسب ونسب کے باعث اور سب سے بڑھ کر حجاز مقدس یعنی حرمین طیبین سے نسبت کے باعث ہمیشہ نگاہ عقیدت کا مرکز ومحور رہے ہیں۔ علماء ہند متذکرہ علماء عرب سے ہمیشہ متعارف رہے ہیں، ہاں البتہ عام اسلامیان ہند علماء عرب کی معرفت نہیں رکھتے اور اس لئے نہیں رکھتے کہ ان کے نزدیک ان کے اپنے ہندوستانی علماء ہی مرکز عقیدت اور مرجع شریعت رہے ہیں اور ان علماء ربانین میں درج ذیل علماء ومشائخ عقائد اہلسنّت کی شناخت وپہچان رہے ہیں۔

☆ سید سالار مسعود غازی (وصال: ۱۴ رجب ۴۲۴ھ/۱۵ جون ۱۰۳۳ء)

☆ امام الاولیاء حضور داتا گنج بخش علی ہجویری (وصال ۱۵ صفر المظفر ۴۶۴ھ/۱۲ نومبر ۱۰۷۱ء)

☆ ابوالفتح عبدالصمد ابن عبدالرحمٰن اشعثی لاہوری (وصال: چھٹی صدی ہجری)

☆ الشیخ ابوالحسن علی بن عمر بن الحکم لاہوری (وصال: ۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء)

☆ سلطان الہند خواجہ خواجگان حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری (وصال: ۶، رجب ۶۳۳ھ/۱۶ مارچ ۱۲۳۶ء)

☆ محدث کبیر الشیخ رضی الدین حسن صنعانی لاہوری (وصال: صفر ۶۵۰ھ/ اپریل ۱۲۵۲ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

☆الشیخ الامام العالم المحدث شیخ الاسلام ابو محمد بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی (وصال ۷ صفر ۶۶۱ھ یا ۶۶۶ھ/۲۱ دسمبر ۱۲۶۱ء یا ۱۲۶۷ء)

☆شیخ الشیوخ العالم حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر (وصال: ۵ محرم ۶۶۴، ۶۶۷ھ/۲ ستمبر ☆۱۲۶۵ء، ۱۲۶۹ء)

☆شہباز طریقت ومعرفت حضرت الشیخ الصالح عثمان بن حسن مروندی معروف بہ لعل شہباز قلندر (وصال: شعبان المعظم ۶۷۳ھ/فروری ۱۲۷۵ء)

☆الشیخ الکبیر شرف الدین بو علی شاہ قلندر پانی پتی (وصال: ۹ یا ۱۲ یا ۱۳ رمضان المبارک ۷۲۴ھ/۳۰ اگست ۱۳۲۴ء)

☆امام العارفین سید شاہ میر عبد الواحد بلگرامی (وصال: ۳ رمضان ۱۰۱۷ھ/۱۱ دسمبر ۱۶۰۸ء)

☆سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی (وصال: ۱۸ ربیع الثانی ۷۲۵ھ/۳ اپریل ۱۳۲۵ء)

☆شیخ غلام نقشبند لکھنوی (وصال: ۳۰ رجب ۱۱۲۱ھ/۱۵ اکتوبر ۱۷۰۹ء)

☆سلطان العاشقین حضرت سید شاہ برکت اللہ عشقی مارہروی (وصال: ۱۰ محرم ۱۱۴۲ھ/۱۵ اگست ۱۷۲۹ء)

☆حسان الہند شارح بخاری حضرت سید میر غلام علی آزاد بلگرامی (وصال ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۰۰ھ/۱۵ ستمبر ۱۷۸۶ء)

☆امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی (وصال: ۲۹ صفر ۱۰۳۴ھ/۱۲ دسمبر ۱۶۲۴ء)

☆محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (وصال: ۲۱ ربیع الاول ۱۰۵۲ھ/۱۹ جون ۱۶۴۲ء)

☆شیخ الاسلام حضرت مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی (وصال: ۶ رجب ۱۱۷۴ھ/۱۱ مارچ ۱۷۶۱ء)

☆شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (وصال: ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ/۲۰ اگست ۱۷۶۲ء)

☆نعمان ثانی حضرت مخدوم عبد الواحد صدیقی سیوہانی (وصال: ۱۲ رمضان ۱۲۲۴ھ/۲۳ اکتوبر ۱۸۰۹ء)

☆امام العارفین حضرت سید محمد راشد پیر سائیں روضے دھنی (وصال: یکم شعبان ۱۲۳۴ھ/۲۶ مئی ۱۸۱۹ء)

☆بحر العلوم حضرت علامہ عبد العلی فرنگی محلی (وصال: ۱۲ رجب ۱۲۳۵ھ/۲۵ اپریل ۱۸۲۰ء)

☆مجدد قرن ثالث عشر شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۷ شوال ۱۲۳۹ھ/۵ جون ۱۸۲۴ء)

☆جرنیل اسلام حضرت شاہ احمد اللہ مدراسی شہید (وصال: ۲ ذیقعدہ ۱۲۷۴ھ/۱۵ جون ۱۸۵۸ء)

☆امام حریت علامہ فضل حق خیر آبادی (وصال: ۱۲ صفر ۱۲۷۸ھ/۱۹ اگست ۱۸۶۱ء)

☆سیف المسلول حضرت شاہ فضل رسول بدایونی (وصال: ۲ جمادی الاول ۱۲۸۹ھ/۸ جولائی ۱۸۷۲ء)

☆فاتح عیسائیت مجاہد حریت حضرت علامہ رحمت اللہ کیرانوی ثم مکی (وصال: ذوالقعدہ یا رمضان ۱۳۰۸/۱۸۹۱ء)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

☆ شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی (وصال: ۲۳ ربیع الاول ۱۳۱۳ھ/۱۲ ستمبر ۱۸۹۵ء)

☆ سند الفقہاء حضرت خواجہ غلام صدیق شہداد کوٹی (وصال: ۲۳ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ/۲۸ مئی ۱۹۰۵ء)

☆ مفتی اعظم حضرت علامہ عبد الغفور ہمایونی (وصال: ۱۱ رمضان ۱۳۳۶ھ/۲۰ جون ۱۹۱۸ء)،

☆ سند المحدثین حضرت علامہ وصی احمد محدث سورتی (وصال: ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۴ھ/۱۳ مارچ ۱۹۱۶ء)

☆ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث و مجدد بریلوی (وصال ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء)

قارئین محترم! مندرجہ بالا ذوات قدسیہ اسلامیان ہند کیلئے مرجع تھے...... مرجع ہیں...... اور ان شاء اللہ ان ہی کے پیروکار مرجع رہیں گے...... اپنے فیوضات و برکات سے یہ اولیاء کرام ہندوستان و پاکستان کے مسلمانوں کو متمتع فرمارہے ہیں۔ راقم السطور کا غالب گمان ہے...... نہیں نہیں...... یقین کامل ہے...... حق الیقین ہے کہ صرف برصغیر ہی نہیں بلکہ مکمل جغرافیہ عالم کے شرق تا غرب ہر مسلمان کو مذکورہ اولیاء، علماء کا عرفان حاصل ہے اور انکے مزارات و خانقاہیں اسلامیان ہند کی عقیدتوں اور توجہات کے مراکز ہیں۔ ان اولیاء، مشائخ اور علماء کی تعلیمات ہمارے یہاں رچی بسی ہیں۔ جنوبی ایشیاء کے ناخواندہ مسلمانوں میں ناظرہ قرآن اور چند احادیث سے بھی بے بہرہ افراد پائے جاتے ہیں، لیکن یہ مذکورہ اولیاء اللہ کا فیضان ہے کہ ان کی حیات اور تعلیمات کا کچھ حصہ سینہ بہ سینہ نسل در نسل منتقل ہورہا ہے۔

وارثان دیوبند کی حکومت برطانیہ سے فریاد:۔

جب فتنۂ انکار ختم نبوت کے اصل مجرم دارالعلوم دیوبند کے نام نہاد بانی "قاسم نانوتوی"...... "تحذیر الناس" کی مکروہ تحریر کے آئینے میں بے نقاب ہوگئے...... تو اس کی ذریت نے تاویلات پیش کرنی شروع کیں۔ مگر علماء اہلسنّت نے حیلوں، تاویلوں پر جرح شروع کی اور اسلامی عوامی عدالت میں قادیانیوں، وہابیوں اور دیوبندیوں کے باہمی خفیہ روابط بے نقاب کردیئے۔ تو "دیوبند" کے جہلاء و علماء سر جوڑ کر بیٹھے کہ "تحذیر الناس" کی عبارتوں کے نتیجے میں "نبوت" تو ہاتھ نہیں آئی...... بلکہ رسوائی اور بدنامی مقدر بن گئی ہے...... "نانوتوی" نے "کفر بے لذت" کیا اور ہم اس کے دفاع میں "گناہ بےلذت" کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ لہٰذا اپنی انگریز سرکار سے احتجاج کریں کہ "تم نے ہمیں بے وقوف بنایا ہمارے لئے "ذات حجت" کو "ذات کراہیت" بنادیا، "قاسم العلوم" کو "خائن العلوم" اور "قاسم الخیرات" کو "قاسم الظلمات"

بنادیا، نانوتوی صاحب سے "عقیدۂ ختم نبوت" پر نقب لگا کر بند دروازے کو کھلوایا اور نانوتوی صاحب کو محروم کر کے

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

قادیانی کو "مسند نشین" کردیا۔اہلیان دارالعلوم دیوبند نے انگریزوں کی فریب کاری پر بہت احتجاج کیا،شور شرابہ کیا، واویلا کیا۔۔۔۔۔وارثان دیوبند نے فریاد کی۔۔۔۔۔التجا کی۔۔۔۔۔روئے گڑگڑائے۔۔۔۔۔اے تاج برطانیہ سجانے والو!ہم تمہارے وفادار تھے،ہیں۔۔۔۔۔اور آئندہ بھی تمہارے وفادار رہیں گے۔۔۔۔۔تم نے ہمیں کیا کچھ نہیں دیا۔۔۔۔۔تم سب کچھ دے سکتے ہو۔۔۔۔۔تو نبوت بھی دے دیتے۔۔۔۔۔"عقیدۂ ختم نبوت" کے بند میں شگاف تو ہم نے ڈالا،ہمیں کیوں محروم کیا؟اے میری فرنگی سرکار!تم ہر چیز کی ڈپلیکیٹ کے ماہر ہو،لہٰذا مرزا قادیانی کے علاوہ ایک نبی اور بنادو۔۔۔۔۔نانوتوی صاحب کو نہیں بنایا تو "تبلیغی جماعت" کے مولوی الیاس کو ہی "نبی" بنادو۔۔۔۔۔دیکھو تو مولوی الیاس میں تمہیں نبی بننے کے اوصاف نظر آئیں گے۔۔۔۔۔دیکھو۔۔۔۔۔پڑھو۔۔۔۔۔ملفوظات اور مکاتیب میں لکھا ہے "تم مثل انبیا کے ظاہر کئے گئے ہو"۔۔۔۔۔انگریزوں نے اس احتجاج وفریاد پر کوئی توجہ نہیں دی بلکہ اپنے ان ایجنٹوں کو کہا کہ "دارالعلوم دیوبند" میں ہمارے اعزاز میں استقبالیہ ترتیب دو تو ہم تمہیں "انعام" دیں گے۔

سرجیمس مسٹن (گورنر یوپی) دیوبند میں:

دارالعلوم دیوبند کے مہتمم حافظ محمد احمد،جو دارالعلوم کے قابض اور عقیدۂ ختم نبوت کے منکر قاسم نانوتوی کے جگر گوشہ اور جانشین ہیں۔انہوں نے بارگاہ تاج برطانیہ میں نوحہ کناں ہوکر فریاد کی تھی،میرے والد گرامی کو تم نے استعمال کیا اور انعام کچھ نہ دیا۔تو حکومت انگلشیہ ہی کے مشورہ پر اور انعام کے لالچ میں انہوں نے صوبہ یوپی کے گورنر "سرجیمس مسٹن" کے اعزاز میں ایک استقبالیہ "دارالعلوم دیوبند" یکم جنوری ۱۹۱۵ء میں ترتیب دیا،اور نہایت خوشامدانہ کلمات سے ترتیب دیا گیا "سپاسنامہ" بھی پیش کیا۔یہ سرجیمس مسٹن وہی اسلام دشمن نصرانی تھا،جس نے کانپور کی مچھلی بازار کی مسجد کو منہدم کیا تھا اور اس ضمن میں اسلامیان ھند کے احتجاج وغیرہ کو درخور اعتنا نہیں سمجھا تھا۔مولانا محمد علی جوہر اپنے اخبار "ہمدرد" اور "کامریڈ" میں "جیمس" کی مسلم دشمنی پر مقالات تحریر کرچکے تھے۔ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری ملت فروشی کے اس شرمناک واقعہ کے بارے میں لکھتے ہیں،"دارالعلوم میں مولانا محمد احمد اور دیوبند کے نامور عثمانی خاندان کے بطل جلیل مولانا حبیب عثمانی (ابن فضل الرحمٰن عثمانی) اپنے برادران گرامی قدر مولانا مفتی عزیز الرحمٰن عثمانی اور علامہ شبیر احمد عثمانی کے ساتھ دارالعلوم کے کتب خانے کی خلوت گاہ میں مصروف راز ونیاز تھے اور سرجیمس مسٹن کے ذریعے دنیا کے سب سے بڑے استعمار اور قوم و وطن دشمن حکومت سے روابط استوار و مستحکم کررہے تھے۔"(ماہنامہ "الولی" حیدر آباد نومبر ردسمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۲۱)

سر جیمس نے سپاسنامہ کے جواب میں مہتمم دارالعلوم دیوبند کو "شمس العماء" کا خطاب دیا اور ایک اہم مشورہ دیا جس پر آج تک علماءِ دیوبند کار بند ہیں چور آنکھوں میں دھول جھونکتا ہے۔مشورہ میں کہا گیا کہ "تمہیں ملت اسلامیہ میں اپنی بدنامی کا

خوف ہے تو اس پر اس طرح پردہ ڈالو کہ مرزا غلام قادیانی کے تعاقب میں چور۔۔۔۔چور۔۔۔۔چور۔۔۔۔کی صدائیں بلند کرتے رہو۔ حتی کہ لوگ تمہیں چور نہ کہیں۔ تم قادیانی کا بھی تعاقب کرو اور مسلم لیگیوں کے بھی خلاف رہو، یہ ہندوستان بانٹنا چاہتے ہیں ہم ہماری دوستی پر پردہ ڈال کر دکھاوے کیلئے ہمارے دشمن بن جاؤ جیسے کانگرسی اور جمعیۃ علماء ہند کے لیڈروں کی کیفیات ہیں کہ تقسیم ہند کے خلاف ہیں ۔اسلامی ریاست کے خلاف ہیں کہتے ہیں کہ انگریزوں کو یہاں سے نکالیں گے پھر آزادی حاصل ہوگی۔ تم احراری بن جاؤ۔۔۔۔لیگیوں کے دشمن بن جاؤ۔۔۔۔قائد اعظم اور پاکستان کے دشمن بن جاؤ۔۔۔۔علماء اہلسنّت اور خانقاہوں کے مشائخ کرام کے دشمن بن جاؤ۔۔۔۔جس شہر میں سنی ہوں۔۔۔۔وہاں قادیانیوں کو للکارو۔۔۔۔تا کہ اہلسنّت والجماعت تمہیں اپنا بھائی سمجھیں اور جہاں قادیانی اور دیگر مسالک کے لوگ ہوں وہاں اعلان کرو کہ "سنی ریاست" نہیں بننے دیں گے۔۔۔۔پاکستان نہیں بننے دیں گے۔کہیں چور بن جاؤ اور کسی جگہ ساہوکار بن جاؤ۔۔۔۔اور "عقیدہ ختم نبوت" پر نقب لگانے کا الزام صاف ہو جائے اپنے مولویوں کو جمع کر کے "مجلس" بنالو جو "ختم نبوت" کے تحفظ کا نعرہ لگائے۔ہم پر اپنا غصہ نکالنے کیلئے "مجلس" کے اجلاس "لندن" میں منعقد کرتے رہو۔ ہماری بادشاہت "تاج برطانیہ" میں ہمیں آنکھیں دکھاؤ تا کہ مسلمانوں میں تمہارا کھویا وقار بحال ہو تم پر مسلمان اعتماد کرنے لگیں۔ تم ہمیں گالیاں دو کہ انگریزوں نے اپنا ایک پٹھو "مرزا قادیانی" کو جھوٹا نبی بنا کر پیش کیا تھا تم کہو کہ قادیانی انگریزوں کے ایجنٹ ہیں تم ہمارے شہر "لندن" میں ہمیں للکارتے رہو گے مگر ہم تمہیں کچھ نہ کہیں گے بلکہ "مجلس" کے اجلاس کیلئے اپنی ویزا پالیسی میں نرمی یا تبدیلی کر کے تمہارے بڑے اور چھوٹے تمام مولویوں کو برطانیہ کا "ملٹی پل" ویزا جاری کرینگے۔یاد رکھنا کہ "قادیانی" ہمارے دوست ہیں، تم بھی ہمارے دوست ہو اور تم دونوں بھی تو آپس میں دوست ہی تھے بس ہم سے ایک انعام لینے میں "قادیانی" سبقت لے گئے تو تم ان کے تعاقب میں لگے رہو اور۔۔۔۔چور۔۔۔۔چور۔۔۔۔کا شور مچاتے رہو۔۔۔۔ہم سنتے رہیں گے۔۔۔۔ہم چپ رہیں گے۔۔۔۔ہم دیکھتے رہیں گے۔۔۔۔ہم ہنستے رہیں گے۔۔۔۔کہ منظور ہے پردہ تیرا۔۔۔۔

☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆

ملت اسلامیہ اور عقیدہ ختم نبوت

ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا محمد خاتم الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ صحبہ اجمعین۔

ملت اسلامیہ عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں حد درجہ حساس کیوں ہے؟ جب بھی اور جہاں بھی کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا اُمت مسلمہ نے متفقہ طور پر اسے گردن زنی قرار دیا۔ ہر قسم کی مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس فتنہ کی بیخ کنی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی آخر کیوں؟

وہ قوم اپنے خون کے پیاسوں کو معاف کر دینے میں خوشی محسوس کرتی ہے۔ جو اپنے دشمنوں کے سات مروت اور رواداری کا برتاؤ کرنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتی وہ کیوں ایک مدعی نبوت کو اپنے درمیان برداشت نہیں کر سکتی؟ یہ وہ سوالات ہیں جو ہمارے مشفق ناصحین ہم سے پوچھتے ہیں۔ انہیں اس بارے میں ملت کے اجتماعی ردعمل کی کوئی توجیہہ نہیں سوجھتی۔ میں انہی سوالات کا مختصر جواب اس عظیم کانفرنس کے معزز شرکاء کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔

اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے:

کہ اس خداوند ذوالجلال نے جس کو ہم اپنا خالق، مالک و معبود برحق یقین کرتے ہیں اس نے اپنی کتاب مقدس میں واضح طور پر یہ ارشاد فرمایا کہ! ''میں نے اپنے برگزیدہ بندے اور جلیل القدر رسول محمد ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا'' انبیاء ورسل کی سنہری زنجیر کی آپ ﷺ آخری حسین کڑی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد میں کسی کو منصب نبوت پر فائز نہیں کروں گا۔ جبرئیل امین اب کسی انسان پر میری وحی لے کر نازل نہیں ہوگا۔ یہ ہمارے اس خدا کا فرمان ہے جو ہمارا معبود برحق ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ وہ سچا ہے اس کا ہر فرمان سچا ہے۔ اب اگر کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو گویا وہ ہمارے رب قدوس کے ارشاد کی تکذیب کرتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے لیے ایسا انسان قابل برداشت ہو سکتا ہے جو ان کے رب کو جھٹلانے کی جسارت کرتا ہو۔

دوسری وجہ یہ ہے:

کہ ہمارے ہادی اور مرشد، ہماری آنکھوں کے نور اور دلوں کے سرور حضرت محمد علیہ الطیب التحیۃ واجمل الثناء جن کی نبوت پر ہم جان و دل سے ایمان لے آئے ہیں جن کی غلامی کو ہم دونوں جہانوں میں وجہ عز وشرف سمجھتے ہیں۔ عالم غیب کے وہ اسرار نہاں جن تک نہ ہمارے ظاہری حواس کی رسائی ہے اور نہ ہماری عقلیں وہاں دم مار سکتی

ہیں محض اس نبی مکرم کے فرمانے پر ہم نے ان کی صداقت کو تسلیم کرلیا ہمارے اس شان والے نبی ﷺ نے اپنی اُمت کو بار بار اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ میں اپنے اللہ کا آخری نبی ﷺ ہوں۔ میرے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ ہمارے نبی مکرم نے یہ اعلان ایک بار نہیں بار بار کیا، مختلف تقریبات میں کیا۔ حضور ﷺ نے اس حقیقت کے اظہار کے لیے مختلف اسلوب اختیار فرمائے تا کہ ہر اُمتی کے لوح قلب پر یہ عقیدہ نقش ہو جائے اور کوئی وسواس الخناس اس عقیدہ کے بارے میں اسے شک وشبہ میں مبتلا نہ کر سکے۔ حضور ﷺ نے اپنے علم خداداد سے اپنی اُمت کو ان شر پسند، طالع آزماؤں سے بھی خبردار کر دیا فرمایا!

فانه سیکون فی امتی کذابون ثلا ثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبین ولا نبی بعدی۔ (ابوداؤد)	میرے بعد نبوت کے جھوٹے مدعی ظاہر ہوں گے۔ خبردار ان کے دام فریب میں نہ پھنس جانا۔ وہ دجال ہوں گے۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

جب تک یہ اُمت حضور سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام کو اپنا ہادی ورہبر سمجھتی ہے۔ اس کی غیرت ایمانی اسے کب اجازت دیتی ہے کہ وہ اس خفتہ بخت کو اپنے اندر برداشت کرے۔ جو نبوت کا دعویٰ کر کے اس نبی مکرم کے صدہا ارشادات جو متواتر اور قطعی ہیں جھٹلا رہا ہے۔

تیسری وجہ:

جس نے ملت اسلامیہ کو ختم نبوت کے بارے میں اس قدر حساس بنا دیا وہ یہ ہے کہ یہ عقیدہ ہمارا بنیادی عقیدہ ہے اور حق تو یہ ہے کہ اسی پر ہماری زندگی اور موت بقا اور فنا کا دارومدار ہے۔ جس طرح ہم عقیدہ توحید کو نظر انداز کر کے بحیثیت اُمت مسلمہ زندہ نہیں رہ سکتے بعینہ اسی طرح اگر خدانخواستہ ہم عقیدہ ختم نبوت سے دستبردار ہو جائیں تو ہماری تعداد اگرچہ ایک ارب کے قریب ہے۔ تعداد کی اس کثرت کے باوجود بحیثیت اُمت کے ہم چشم زدن میں نیست و نابود ہو جائیں گے۔ بحیثیت ملت ابراہیمی ہمارا نام ونشان بھی باقی نہیں رہے گا۔ امت مسلمہ کا یہ قصر رفیع صرف دو بنیادوں پر استوار ہے۔ عقیدہ توحید اور عقیدہ ختم نبوت۔

ہم نے اپنی چودہ سو سالہ پر آشوب بندگی میں انہی کے سہارے حادثات روزگار کا جوانمردی سے مقابلہ کیا اسلام کے ابتدائی سالوں میں یعنی عہد خلافت راشدہ میں اس زمانہ کی دو عالمی طاقتوں ایران اور روم نے بیک وقت اسلام سے ٹکر لی اور اس عقیدہ کی قوت سے ہم نے ان دونوں کو پاش پاش کر دیا۔

وحشی تاتاریوں کے ٹڈی دل، عالم اسلام پر حملہ آور ہوئے۔ ہمارے شہر کی فصیلوں کو تو انہوں نے منہدم کردیا ہمارے لاکھوں مقتولوں کے سر کاٹ کر فلک بوس مینار تو تعمیر کر لیے، ہمارے ان گنت علمی جواہر پاروں کو انہوں نے دریائے دجلہ میں غرق کردیا، یہاں تک کہ ان کی سیاہی سے اس کا پانی ہفتوں سیاہ ہو کر بہتا رہا۔ عالیشان مسجدیں اور عظیم جامعات کھنڈرات میں تبدیل کر دیے گئے بایں ہمہ ہمارے دلوں کے قلعوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کی جو شمع فروزاں تھی وہ اس کو نہ بجھا سکے ظلم و ستم کی ان خونی آندھیوں میں بھی وہ فروزاں رہی۔ زندگی کی حرارت اور امید کی روشنی سے وہ ہمیں مٹ جانے سے بچاتی رہی اس ملک گیر تباہی پر ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ بربادیوں کی راکھ میں ایمان کی دبی ہوئی یہ چنگاریاں پھر جاگ اٹھیں اور انہوں نے ان دلوں کو گلزار خلیل بنا دیا جو چند سال پیشتر آتشکدہ نمرود کی طرح اسلام کے خلاف نفرت و عداوت کے جذبات سے بھڑک رہے تھے۔

جب یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ عقیدہ توحید کی طرح عقیدہ ختم نبوت پر ہماری زندگی اور بقا کا انحصار ہے تو ہم اپنے عقیدہ ختم نبوت کو نظر انداز کر کے اپنی شاہ رگ کاٹ ڈالیں۔ ہم کسی کو خوش کرنے کے لیے خودکشی کے مرتکب ہوں۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟۔

حالانکہ نوع انسان کی فلاح کے لیے ہمارا زندہ سلامت رہنا ضروری ہے کیونکہ ہم اس اکسیر اعظم کے امین ہیں۔ جاں بلب انسانیت کو جس کی اشد ضرورت ہے۔ ہم اس دین فطرت کے حامل ہیں جو ساری انسانیت کے لیے پیغام رحمت اور سرمایہ سعادت ہے۔ ہمارے سینے اس صحیفہ رشد و ہدایت کے انوار سے منور اور برکات سے معمور ہیں جو رب العلمین نے کسی خاص قوم، کسی خاص نسل، کسی خاص ملک، کسی مخصوص زمانے کے لیے ہدایت بنا کر نہیں نازل کیا بلکہ ھدی للناس کی شان سے مزین کر کے اپنے محبوب کے قلب منیر پر نازل کیا۔ امت مصطفویہ کی شمع حیات اگر گل ہو جائے تو سارا عالم تاریکی میں ڈوب جائے، چاروں طرف گھپ اندھیرا چھا جائے۔

میں نے ابھی ابھی عرض کیا کہ عقیدہ ختم نبوت، وہ عقیدہ ہے جس پر ہماری حیات و موت اور بقا و فنا کا انحصار ہے۔ اگر یہ عقیدہ خدانخواستہ ہم ترک دیں تو بحیثیت امت مسلمہ چشم زدن میں ہمارا نام و نشان تک مٹ جائے گا ممکن ہے بعض احباب یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ جملہ میں نے شاید جذبات سے مغلوب ہو کر لکھ دیا، حقیقت سے اسکا دور کا بھی واسطہ نہیں کیونکہ اگر کروڑوں لوگ پانچ نماز ادا کرتے رہیں، رمضان کا ہلال افروز ہو تو سب پابندی سے روزے رکھیں۔ ذی استطاعت لوگ کارواں در کارواں حج کا فریضہ ادا کرنے کے لیے مکہ کا طویل اور کٹھن سفر طے کرتے رہیں۔ شاندار مساجد کی تعمیر کا سلسلہ جاری رہے۔ ان میں اذان کی آواز بھی بلند ہوتی رہے صرف عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہ رہ

ہے تو اس سے اسلام یا اُمت مسلمہ کے وجود کو کیا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے؟۔

اس شبہ کے ازالے کے لیے میرے لیے اب ناگزیر ہو گیا ہے کہ بطور مثال میں ایسے شخص کا تذکرہ کروں جس کے تذکرے کو میں پسند نہیں کرتا تھا۔ وہ ہے آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کیونکہ انگریزی استعمار کے ظل عاطفت میں انہیں نبوت کا ذبکا کاروبار چلانے کا طویل عرصہ تک موقع ملا ہے۔ اور برگشتہ قسمت لوگوں کا ایک انبوہ انہوں نے اپنے گرد جمع کر لیا اس جماعت اور اس کے لیڈروں کے حالات کا اگر آپ ایمانداری اور سنجیدگی سے جائزہ لیں گے تو آپ کو اس مسئلہ کی سنگینی کا یقیناً احساس ہونے لگے گا اور آپ کو یہ حقیقت آشکارا ہو جائے گی کہ جو شخص حضور پر نور علیہ الصلوۃ والسلام کی ختم نبوت کا انکار کر کے کسی اور شخص (مرزا صاحب ہوں یا کوئی اور) کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اس کا رشتہ اُمت مسلمہ سے ٹوٹ جاتا ہے اور وہ ایک نئی اُمت کا فرد بن جاتا ہے۔

چنانچہ مرزا نے ان تمام مسلمانوں کو جنہوں نے اس نبوت کو تسلیم نہیں کیا اور اپنے ماننے والوں کو تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ اُمت مسلمہ کے افراد سے کوئی دینی اور دنیوی تعلق قائم نہ کریں نہ ان ائمہ کی اقتداء میں ان کی نماز ہو سکتی ہے نہ انہیں اجازت ہے کہ اپنی بچیوں کا رشتہ دوسرے مسلمانوں کو دیں۔ نہ انہیں ان کی شادی کی تقریبات میں شامل ہونے کی اجازت ہے حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان فوت ہو جائے تو اس کا نماز جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتے خواہ وہ فوت ہونے والا بڑا متقی اور پارسا ہو، خواہ وہ ان کا قریبی رشتے دار ہو، خواہ عمر بھر اس نے ان پر احسانات کیے ہوں اور خواہ وہ شیر خوار معصوم بچہ ہو۔ کسی مرزائی کے لیے روا نہیں کہ وہ کسی مسلمان کا نماز جنازہ ادا کرے حضرت قائد اعظم کا انتقال ہوا تو چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے قائد اعظم کی نماز جنازہ پڑھنے سے برملا انکار کر دیا۔

ان انفرادی معاملات کے علاوہ اجتماعی نظریات بھی بدل جاتے ہیں۔ وہ قوتیں جنہوں نے اسلامی مملکتوں کی آزادی کو چھینا اور ان پر غاصبانہ قبضہ کر لیا، جو اُمت مسلمہ کی دشمن تھیں ان سے مرزا اور اس کے معتقدین محبت غیر مشروط وفاداری کا اظہار کرتے اور اس پر فخر کرتے ان کی فتوحات پر خوشی کے شادیانے بجاتے اور گھی کے چراغ روشن کرتے۔ جب پہلی جنگ عظیم میں برطانیہ کی فوجیں عراق میں فاتحانہ داخل ہوئیں اس روز مسلمانوں کے گھروں میں تو صف ماتم بچھی ہوئی تھی لیکن اس روز قادیانیوں کے خلیفہ مرزا محمود نے ایک کانفرنس میں خطاب کرتے ہوئے بے پایاں مسرت کا یوں اعلان کیا!

]] مسلمان علماء انگریزوں کے ساتھ تعاون پر ہمیں مطعون کیا کرتے ہیں اور ان کی فتوحات پر خوشیاں منانے پر ہمیں ملامت کرتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ ہم کیوں خوشیاں نہ منائیں؟۔ ہم کیوں مسرت کا اظہار نہ کریں؟۔ ہمارے

امام (غلام احمد) نے کہا تھا کہ میں مہدی ہوں، حکومت برطانیہ میری تلوار ہے ہم اس فتح پر مسرور ہیں ہماری یہ آرزو ہے کہ اس تلوار کی چمک عراق شام اور ہر جگہ نگاہوں کو خیرہ کرتی رہے]]۔(الفضل 7-12-1918)

جب مسلمانوں کے مقدس شہر بیت المقدس میں برطانوی لشکر نے داخل ہو کر اس پر اپنا پرچم لہرایا یہ لمحہ ساری اُمت کے لیے انتہائی رنج والم کا لمحہ تھا لیکن مرزا محمود نے اس موقع پر بھی اپنی انتہائی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا۔ جب ترکی حکومت کو پہلی جنگ میں شکست ہوئی تو الفضل میں ایک مضمون شائع ہوا جس کا ایک اقتباس پیش خدمت ہے!

[[برطانیہ کی فتوحات پر ہم ہزار بار اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہیں ان کی فتح (یعنی مسلمانوں کی شکست) ہماری خوشی و مسرت کا باعث بنی ہے کیونکہ ہمارا امام ان کی کامیابی کے لیے ہمیشہ دعائیں کرتا تھا اور اپنے فرقے کو بھی ان کے لیے دعا کرنے کی تلقین کرتا تھا]]۔(الفضل 23-11-1918)

مرزا کی سیرت کا از حد شرمناک پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب وہ انگریز حکومت کی خوشامد اس انتہائی لجاجت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مرزا صاحب نے وائسرائے ہند کی خدمت میں ایک درخواست ارسال کی جس میں انہوں نے تحریر کیا۔

عزت مآب:

میں اس درخواست کے ساتھ اپنے پیروکاروں کے نام کی فہرست بھی منسلک کر رہا ہوں اس سے مدعا صرف یہ ہے کہ آپ کو ان عظیم خدمات کی طرف متوجہ کروں جو میں نے اور میرے آباء واجداد نے آپ کے لیے انجام دیں ہیں مجھے قوی امید ہے کہ سرکار دولت مدار میرے خاندان کی حفاظت کرے گی جس نے پچاس سال تک بڑی وفاداری اور خلوص کے ساتھ حکومت کی خدمت کی ہے۔۔۔۔۔ بڑے بڑے افسروں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ خاندان ہمارے خادموں کا خاندان ہے اور بڑا مخلص ہے اس وجہ سے میں پُر امید ہوں کہ عزت مآب اپنے ماتحت افسران کو ہدایت جاری کریں گے کہ وہ اس پودا کی پوری طرح حفاظت کریں جو آپ نے اپنے دست مبارک سے کاشت کیا ہے۔ اور میرے پیروکاروں پر بھی شفقت کی نظر رکھیں گے جنہوں نے اپنی زندگیاں اور اپنے خون کی قربانی دینے سے کبھی دریغ نہیں کیا۔ ان عظیم خدمات کے بدلے میں ہمیں یہ حق پہنچتا ہے کہ ہم آپ سے درخواست کریں کہ حکومت ہماری دستگیری کرے تاکہ کوئی آدمی ہمیں ضرر نہ پہنچائے۔ (خلاصہ از تبلیغ رسالہ قاسم قادیان ص ۷)

اللہ تعالیٰ نے جن انبیاء کا تذکرہ قرآن کریم میں فرمایا ہے ان میں ایک نبی بھی ایسا نہیں جو باطل کی طاغوتی طاقت کے سامنے اپنی نیازمندی اور وفاداری کے جذبات کا یوں اظہار کر رہا ہو۔ اور اس پر فخر محسوس کر رہا ہوں لیکن قادیا

ن کے اس مدعی نبوت کے اطوار ہی نرالے ہیں۔جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ انبیاء صادقین کے پاکیزہ زمرہ کے سا تھ مرزا صاحب کا دور کا واسطہ بھی نہیں ۔اللہ تعالی کے نام کو بلند کرنے کے لیے اور طاغوتی قوتوں کا سر غرور خاک میں ملانے کے لیے اللہ تعالی نے غلامان مصطفے علیہ الطیب التحیۃ واجمل الثناء کو جہاد کرنے کا حکم دیا اسی جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر نہتے مسلمان سپاہی کفر کی زرہ پوش فوجوں سے ٹکراتے تھے اور ان کو پاش پاش کر کے رکھ دیتے تھے۔آج بھی ساری کمزرویوں اور کوتاہیوں کے باوجود جب بھی ہمارے بچے خالد اور طارق کا نام سنتے ہیں تو فخر سے ان کے سر بلند ہو جاتے ہیں۔جوش جہاد سے ان کی آنکھیں چمکنے لگتی ہیں لیکن حکومت برطانیہ کے ساختہ پرداختہ نبی کا انداز بھی حیران کن ہے وہ اس جذبہ جہاد کو ہی ختم کرنے کے درپے ہیں چنانچہ اپنی محسن حکومت کی خدمت میں اپنی عظیم خدمات بیان کرتے ہوئے عرض پرداز ہیں۔

میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریز ی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب ممالک مصر، شام اور کابل روم تک پہنچا دیا ہے ۔(تریاق القلوب ص ۱۵)

ان چند اقتباسات سے آپ کو معلوم ہوگا کہ جب نبوت کا مرکز عقیدت بدل جاتا ہے تو نظریات وعقائد میں ایک ہمہ گیر تبدیلی رونما ہوتی ہے۔خوشی اور غم ۔فتح اور شکست ہود اور زیاں کے سارے معیار بدل جاتے ہیں ۔اس لیے مسلمانوں نے اپنی ملی وحدت کو برقرار رکھنے کے لیے خون کے دریا بہا کر عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی۔رحمت دو عالم ﷺ کے وصال پر ملال کے بعد وہ فتنے جو پہلے جلال نبوت کی وجہ سے سہمے ہوئے تھے پر پرزے نکالنے لگے کوئی قبیلہ زکوۃ دینے سے انکار کر رہا ہے،کوئی قبیلہ مدینہ کی سربراہی کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ۔کوئی اپنی علیحدہ آزاد ریاست بنانے کا خواب دیکھنے لگا اور بعض طالع آزما لوگوں نے قبائلی عصبیت کو از سر نو بیدار کر کے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا ہے ان ناگفتہ بہ حالات میں جانشین رسول مقبول خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی اولین توجہ فتنہ انکار ختم نبوت کی بیخ کنی کی طرف مبذول کی اور اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک لشکر جرار روانہ کیا جو جلیل القدر صحابہ اور اسلام کے جانباز سپوتوں پر مشتمل تھا حضرت خالد نے جب تک یمامہ کے میدان کارزار میں مسیلمہ کذاب اور اس کے اٹھائے ہوئے فتنہ کو ہمیشہ کے لیے ختم نہیں کر دیا اس وقت تک چین کا سانس نہیں لیا ۔طبری کا بیان ہے کہ اس جنگ میں مسیلمہ کذاب کے دس ہزار آدمی تہ تیغ ہوئے اور لشکر اسلام کے بارہ سو مجاہدین نے جام شہاد ت نوش کیا جن میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب، حضرت عالم ،اور حضرت ابو حذیفہ جیسے

عالی مرتبت صحابہ کرام نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلیے اپنے سر کٹائے اور خون کے دریا بہائے مسلمان شہداء میں سات سو کے قریب وہ لوگ تھے جو قرآن کریم کے حافظ تھے۔ اس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی بے مثال جرأت سے اس از حد خطرناک فتنہ کو موت کی نیند سلا دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اعلان کیونکہ ملت اسلامیہ کے شیرازہ کو منتشر کرنے کے لیے ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لیے ان کی فکری یک جہتی کو درہم برہم کرنے کے لیے ایک موثر حربہ تھا اس لیے تمام وہ قوتیں جو مسلمانوں کو کمزور اور بے بس بنانے کے لیے کوشاں تھیں انہوں نے زور شور سے مرزا کی تائید کی، سخنے، درمے قدمے تمام ذرائع سے ان کا دفاع کیا اور ان میں سے چند لوگوں نے ایسے بیانات دیئے جس سے حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے اور بتوں کے پجاری ہونے کے باوجود یا خدا کی ذات کا منکر ہونے کے باوجود مرزا صاحب سے اور ان کی تحریک سے ان کی بے پناہ دلچسپی کا معمہ حل ہو جاتا ہے۔

ایک کٹر متعصب ہندو ڈاکٹر شنکر داس کی ایک تقریر کا مطالعہ آپ کی آنکھیں کھول دے گا یہ تقریر روزنامہ بندے ماترم کے شمارہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی جو اس نے ہندوؤں کے ایک اجتماع کے سامنے کی۔ انہوں نے کہا۔

سب سے نازک ترین مسئلہ جو اس وقت ملک کو درپیش ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندی قومیت کی روح کو کیسے پروان چڑھایا جائے بعض اوقات سودا بازی کے لیے مسلمانوں کے ساتھ معاہدے اور پیکٹ کیے جاتے ہیں۔ بسا اوقات ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے ہمیں ان کو رشوت دینی پڑتی ہے اور بسا اوقات ان کے ساتھ سیاسی اتحاد قائم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن ان میں سے کوئی تدبیر نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئی۔ ہندی مسلمان اپنے آپ کو الگ قوم سمجھتے ہیں وہ رات دن رسول عربی کی مدح و ثناء کے گیت گاتے رہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے تو ملک ہندوستان کا نام بھی ملک عرب رکھ دیں۔ اس تاریک ماحول میں ہندی قوم پرست اور محبان وطن کو روشنی کی صرف ایک کرن نظر آتی ہے اور وہ ہے فرقہ احمدیہ۔ جتنی کثرت سے مسلمان قادیانیت کو قبول کریں گے وہ قادیان کو اپنا مکہ تصور کریں گے۔ آخر کار ہندوستان ان کی محبت اور عقیدت کا مرکز بن جائے گا قادیانی تحریک کی مسلمانوں کے درمیان مقبولیت عرب ثقافت اور اسلامی اتحاد کے خطرے کو دور کر سکتی ہے۔

آپ بنظر انصاف خود ہی فیصلہ کیجیے جس کے ساتھ بت پرستوں نے امیدیں وابستہ کر رکھی ہوں وہ بت شکنوں کا رہنما اور راہبر کیسے بن سکتا ہے؟ پھر ڈاکٹر مذکور ان تغیرات اور تبدیلیوں کا ذکر کرتا ہے جو مسلمان کے افکار و

نظریات میں رونما ہوتی ہیں جو مزار کی نبوت پر ایمان لا کر اس کی یا اس کے خلیفہ کی بیعت کر لیتا ہے، وہ لکھتا ہے۔

جب کوئی ہندو اسلام قبول کرتا ہے تو راما، کرشنا، نیز ویدوں، گیتا اور رامائن سے جو اس کو پہلے عقیدت و محبت تھی وہ قرآن کی طرف منتقل ہو جاتی ہے وہ جزیرہ عرب کے تقدس کو قبول کر لیتا ہے اور اس کی پہلی محبوب چیزیں اپنی اہمیت سے کلیۃً محروم ہو جاتی ہیں اسی طرح جب کوئی مسلمان قادیانیت کو قبول کرتا تو اس کا نقطہ نظر بدل جاتا ہے اس کی عقیدت محمد رسول اللہ سے ختم ہو جاتی ہے مکہ اور مدینہ صرف روایتی طور پر اس کے لیے مقدس رہ جاتے ہیں کوئی قادیانی دنیا کے کسی ملک میں ہو وہ روحانی تسکین حاصل کرنے کے لیے اپنا رخ قادیان کی طرف کرتا ہے۔ قادیان کی سرزمین ہی اس کے لیے نجات کی زمین بن کر رہ گئی ہے اس طرح ہر قادیانی آخر کار ہندوستان سے محبت کرنے لگے گا کیونکہ جو اس کی عقیدت اور محبت کا مرکز ہے ہندوستان میں واقع ہے۔ نیز قادیانی تحریک کا بانی اور اس کا جانشین سارے ہندوستان ہیں۔

ڈاکٹر شنکر داس نے کہا کہ تحریک خلافت میں احمدیوں نے مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا کیونکہ وہ ترکی اور عرب میں مرکز قائم کرنا چاہتے ہیں۔ عام مسلمانوں کے لیے جو ہمیشہ اسلامی اتحاد اور عالمی عرب اتحاد کے خواب دیکھتے رہتے ہیں یہ بات بڑی مایوس کن ہے لیکن ایک قوم پرست کے لیے اس سے زیادہ دل خوش کن اور کوئی بات نہیں۔ ایک ہندو ڈاکٹر نے کھل کر اس حقیقت کو واضح کر دیا کہ ختم نبوت کا انکار کرنے سے ملت اسلامیہ کی اساس جس پر اس کا یہ قصر رفیع تعمیر کیا گیا ہے یکسر منہدم ہو جاتی ہے اور نئی بنیادوں پر ایک نئی عمارت تعمیر کی جاتی ہے۔

پنڈت جواہر لال نہرو کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ وہ ذاتی طور پر دہریہ تھے وہ خدا پر ایمان نہیں رکھتے تھے وہ کسی مذہب کے پیروکار نہیں تھے ہندومت سے بھی انہیں بحیثیت دھرم کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس کے باوجود جب ترجمان حقیقت علامہ اقبال نے مرزا غلام احمد کی تردید میں زوردار مضمون لکھے اور عقلی دلائل سے ثابت کیا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت سراسر جھوٹ ہے اور اس کے پیروکار اس بات کا قطعاً حق نہیں رکھتے کہ انہیں امت مسلمہ کا ایک جز قرار دیا جائے ان مضامین کو پڑھ کر پنڈت نہرو تلملا اٹھے اور بڑے زور شور اور بڑے طمطراق سے مرزائیوں کی تائید میں پے در پے کئی مقالے سپرد قلم کیے۔ حضرت علامہ نے اس پر جو تنقید کی تھی اس سے ان کا دفاع کرنے کی کوشش کی۔ حالانکہ پنڈت جی کو عقائد کی دنیا سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ پنڈت جی نے کھل کر اور جوش خروش سے مرزا قادیانی کا دفاع کیا اور اس کی نبوت کے لیے دلائل فراہم کیے اس کی وجہ محض یہ تھی کہ مرزائیت کی ترقی میں انہیں مسلمانوں کا انحطاط اور زوال نظر آ رہا تھا پنڈت جی کے لیے اس سے زیادہ مسرت آگئیں اور خوش کن اور کیا چیز ہو سکتی تھی۔ مرزا سے

پنڈت نہرو کی دوستی اور حمایت سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا قادیان اسلام کی سربلندی کے لیے نہیں بلکہ کافر قوتوں کی سربلندی چاہتے تھے اس لیے کافر قوتوں کا آلہ کار تھے۔

ہم پنڈت جی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے یہ مضمون لکھ کر حکیم الامت علامہ اقبال کے قلم حقیقت رقم کو جنبش دی اور انہوں نے مرزائیت کی تردید میں ایسے دلائل اور وزنی مضامین رقم فرمائے جن کے مطالعے سے اس وقت کے تعلیم یافتہ مسلم جوانوں کی آنکھوں سے غفلت کے پردے ہٹ گئے اور وہ ان گھناونے اور تلخ نتائج سے بروقت آگاہ ہو گئے جو شیاطین الجن والانس کی پیدا کردہ اس تحریک پر ملت اسلامیہ کے مرتب ہونے والے تھے۔ پنڈت جی کے یہ مضامین علامہ کے لیے ایک چیلنج تھا اپنی شدید علالت کے باوجود انہوں نے اس چیلنج کو قبول کیا اور پھر اس کا منہ توڑ جواب دیا جو قادیان کے قصر نبوت پر بجلی بن کر آ گرا اور اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیا در حقیقت یہ فیض تھا عشق مصطفوی ﷺ کا جس سے علامہ کا دل اور علامہ کا ذہن دونوں جگمگا رہے تھے۔ علامہ کے تقریبا پچاس سال لکھے ہوئے ان مضامین کی آفادیت آج بھی تر و تازہ ہے یقین کی جو مہک ان کے جملوں سے پھوٹ رہی ہے وہ مشام جاں کو آج بھی معطر کر رہی ہے نوجواں کو چاہیے کہ وہ پنڈت نہرو کے مقالوں اور ترجمان حقیقت کے تردیدی مضامین کا تقابلی مطالعہ کریں حقیقت خود بخود آشکار ہو جائے گی۔

الغرض جب مرزا نے مبلغ سے مصلح۔ مصلح سے مہدی، مہدی سے مسیح موعود اور مسیح موعود سے زقند لگا کر ظلی نبی اور ظلی نبی سے چھلانگ لگا کر حقیقی نبی کے منصب پر اجمان ہونے کا دعوی کیا اور اس کے ساتھ انگریز کی غیر مشروط تابعداری اور پختہ وفاداری کا قدم قدم پر اعلان کیا تو ملت اسلامیہ کے تمام طبقوں کے علماء سربکف میدان میں نکل آئے قدم قدم پر انہوں نے جھوٹے نبی کو للکارا اور عقلی اور نقلی دلائل سے اس کے ہر دعوی کے ادھیڑ کر رکھ دیے۔ لیکن مکاری اور عیاری کے اس مضبوط گڑھ کو تخت و تاراج کرنے کے لیے کفر و طاغوت کے اس مستحکم قلعہ کی سنگین دیواروں کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لیے اللہ تعالی نے اہلسنت والجماعت کے ایک فرید العصر عالم ربانی سلسلہ فقیر و درویشی کے مہر منیر خانوادہ چشتیہ نظامیہ کے ایک گوہر شب تاب اور گل سر سبد حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب چشتی نظامی سیالوی قدس سرہ کو منتخب فرمایا، جب مرزا نے مشائخ سلاسل اربعہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو آپ نے مرزا کے مناظرے کو چیلنج کو قبول کیا گولڑہ شریف سے علماء اور فقراء کا ایک لشکر جرار ساتھ لے کر مرزا قادیان کے ساتھ مناظرہ کے لیے لاہور روانہ ہوئے۔ راولپنڈی اور لالہ موسی سے مرزا کو بذریعہ ٹیلی گرام اپنی آمد کی اطلاع دیتے رہے۔ ۲۴ اگست ۱۹۰۰ کو آپ لاہور پہنچے لاہور اسٹیشن پر علماء مشائخ اور عام مسلمانوں کی ایک جم غفیر نے آپ کا شایان شان استقبال کیا۔ آپ ۲۴

اگست سے ۲۹ اگست ۱۹۰۰ء تک چھ روز تک لاہور میں قیام پذیر رہے اور مرزا کو مقابلے کے لیے للکارتے رہے لیکن اس گربہ مسکین بلکہ موش ضعیف وزار کو یہ حوصلہ نہ ہوا کہ قادیان سے قدم باہر رکھ سکے۔ بار بار کے اصرار کے باوجود جب وہ میدان میں نہ آیا تو شاہی مسجد لاہور میں ایک تاریخ ساز عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے علماء نے حضرت شاہ صاحب کی کامیابی اور مرزا کی شکست کا اعلان کیا۔ ذوالفقار حیدری کی یہ وہی کاری ضرب تھی جس نے قادیان کے در و دیوار کو لرزا کر رکھ دیا۔ اس کے بعد بھی قادیانیت کی بیخ کنی کے لیے علماء مشائخ کا جہاد پوری قوت سے جاری رہا۔ مجاہد اسلام حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سجادہ نشین آستانہ عالیہ سیال شریف اور آپ کے فرزند دلبند فخر روزگار شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین امیر ملت حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدست اسرارہم ان کے علاوہ دیگر مشائخ و علماء اور مردان حق ختم نبوت کے عقیدے کے تحفظ کے لیے کفن بدوش سر بکف بشمشیر بدست میدان جہاد میں ڈٹے رہے۔ اہلسنت والجماعت کے علماء ربانیین بھی اپنی بے مثل تصنیفات، قلوب واذہان کو مسحور کر دینے والی اپنی تقاریر اور خطبات سے قریہ قریہ، بستی بستی، کوچہ کوچہ اس فتنہ کا مقابلہ کرتا رہے اور تا قیامت کرتے رہیں گے۔ انشاءاللہ سنت صدیقی پر عمل پیرا رہنا ان کی زندگی کا مقصد اولین ہے۔

جب بھی اس فتنہ کی کنی کے لیے اجتماعی کوششوں کی ضرورت محسوس کی گئی تو اہلسنت کے علماء مشائخ نے کسی عہدہ کا مطالبہ کیے بغیر بلا تامل اس دعوت اتحاد پر لبیک کہی۔ اور تمام اثر و رسوخ اپنے تمام مسائل، اپنی تمام علمی وادبی قابلیت اس مہم کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے وقف کر دیں اور آئندہ بھی سنی ماؤں کی گود میں پلنے والا ہر بچہ اپنے محبوب کریم رحمۃ اللعالمین خاتم النبیین ﷺ کی شان ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اپنی جان لگاتا رہا ہے۔ اور اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہاتا رہے گا۔ درحقیقت یہی جذبہ دفاع ختم نبوت، ملت کی زندگی کی علامت ہے، جب تک یہ جذبہ زندہ و سلامت قوی و توانا رہے گا، ابلیسی نظام کا کوئی فتنہ کوئی سازش اس نور ہدایت کو بجھا نہ سکے گی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔

یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون

آخر میں حضرت علامہ اقبال کے چند اشعار پر اپنی ان گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔ ختم نبوت کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں۔

پس خدا برما شریعت ختم کرد بر رسول ، رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را او رسل را ختم ، ما اقوام را
خدمت ساقی گری با ما گزاشت داد ما را آخریں جامے کہ داشت
لانبی بعدی ز احسان خدا است پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است
قوم را سرمایۂ قوت ازو حفظ سرّ وحدت ملت ازو
حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست تا ابد اسلام را شیرازہ بست
دل ز غیراللہ مسلمان برکند نعرہ لا قوم بعدی می زند

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عقیدہ ختم نبوت اور اسمائے پاک ﷺ

علامہ نسیم احمد صدیقی نوری

اَلْآخِرُ ﷺ (آخری نبی) اٰخِرُ اہلیاﷺ (سب سے آخری نبی)

اٰخِرُ الْاَنْبِیَآءِ بَعْثًا ﷺ (نبیوں میں سب سے آخر میں دنیا میں تشریف لانے والے)

الاکلیل ﷺ (انبیاء واولیاء کے سرتاج) اکرم الناس ﷺ (لوگوں میں سب سے زیادہ معزز)

اکرم ولد ادم ﷺ (آدم علیہ السلام کی اولاد میں سب سے زیادہ افضل)

اکرم عباد اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سب سے زیادہ بزرگ)

اکرم الاولین و الاخرین ﷺ (پچھلوں اور اگلوں میں سب سے زیادہ معزز وافضل)

الامام ﷺ (پیشوا) امام الخیر ﷺ (بھلائی کے پیشوا)

امام العالمین ﷺ (تمام جہانوں کے پیشوا) امام العاملین ﷺ (تمام عمل کرنے والوں (عابدوں) کے پیشوا) امام المتقین ﷺ (تمام پرہیزگاروں کے پیشوا) امام الرسل ﷺ (تمام رسولوں کے امام وپیشوا)

امام النبین ﷺ (تمام انبیاء کے پیشوا اور سردار) امام النبوۃ ﷺ (نبوت کے پیشوا سرتاج نبوت)

امام الناس ﷺ (تمام لوگوں کے پیشوا) الاوسط ﷺ (سب سے ممتاز)

الاولی ﷺ (سب سے برتر حقدار) الاول ﷺ (مخلوق میں سب سے پہلے)

اول الناس ﷺ (انسانوں میں سب سے مقدم)

اول الرسل خلقا ﷺ (رسولوں میں سب سے پہلے پیدا ہونے والے)

اول المومنین ﷺ (اللہ تعالیٰ پر سب سے پہلے ایمان لانے والے)

اول المسلمین ﷺ (اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے فرمابردار)

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

اول من تنشق عنه الارض ﷺ (قیامت کے دن جن کی سب سے پہلے قبر اطہر کھلے گی)

اول من یجوز علی الصراط (سب سے پہلے پل صراط پار کرنے والے)

اول من یقرع باب الجنته ﷺ (سب سے پہلے جنت پر دستک فرمانے والے)

اول من ید خل الجنته ﷺ (سب سے پہلے جنت میں تشریف لے جانے والے)

اول شافع ﷺ (سب سے پہلے شفاعت فرمانے والے)

اول مشفع ﷺ (سب سے پہلے جن کی شفاعت منظور ہوگی) الحاشر ﷺ (لوگوں کو جمع فرمانے والے)

الحجۃ ﷺ (دلیل، حجت) حجۃ اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کی واضح نشانی) الحجۃ البینۃ ﷺ (واضح و کھلی نشانی)

الحجۃ البالغۃ ﷺ (غالب و مکمل دلیل) حجۃ اللہ علی الخلائق ﷺ (مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی روشن دلیل)

البرھان ﷺ (اللہ کی دلیل) البینۃ ﷺ (روشن اور واضح دلیل) الخاتم ﷺ (آخری نبی)

الخاتم ﷺ (انبیاء کرام میں سب سے خوب تر) خاتم النبیین ﷺ (نبیوں میں آخری)

خاتم المرسلین ﷺ (آخری رسول) خاتم الرسل ﷺ (آخری رسول)

خاتم النبوۃ ﷺ (سلسلہ نبوت کی خاتمہ فرمانے والے) الخاتم لما سبق ﷺ (سابقہ شریعتوں کو ختم فرمانے والے)

خیر الانام ﷺ (تمام مخلوق سے بہتر) خیر الانبیاء ﷺ (تمام انبیا علیہ السلام سے بہتر)

خیر البریۃ ﷺ (مخلوق میں بہترین) خیر الناس ﷺ (لوگوں میں سب سے بھلے)

خیر العالمین ﷺ (تمام جہانوں میں سب سے بہتر)

خیر خلق اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے بہتر)

خیر من وطیء الثری ﷺ (روئے زمین میں قدم رکھنے والوں میں سب سے بہترین)

رحمۃ للعالمین ﷺ (تمام جہانوں کے لیے رحمت)

رحمۃ للعالمین ظہورہ ﷺ (جن کی تشریف آوری تمام جہانوں کے لیے باعث رحمت ہوئی)

السلطان ﷺ (تمام جہانوں کے بادشاہ صاحب اقتدار) السید ﷺ (سردار، آقا)

سید الکونین ﷺ (دونوں جہانوں کے سردار، اس مفہوم میں زمان ومکان داخل ہیں یعنی رسول اکرم ﷺ ماضی، حال ومستقبل اور دنیا وآخرت کے سردار ہیں) سید الثقلین ﷺ (جن وانس کے سردار)

سید ولد ادم ﷺ (تمام بنی آدم کے سردار) سید العرب والعجم ﷺ (تمام عرب وعجم کے سردار)

سید الناس ﷺ (تمام لوگوں کے سردار) سید العالمین ﷺ (تمام جہانوں کے سردار)

سید الانبیآء والمرسلین ﷺ (تمام نبیوں اور رسولوں علیہ السلام)

صاحب العلامۃ ﷺ (علامت نبوت والے)

صاحب العلامات الظاہرات ﷺ (نبوت کی ظاہری نشانیوں والے)

صاحب القران العظیم ﷺ (عظیم المرتبت قرآن مجید والے)

صاحب الکلمۃ العلیا ﷺ (بلند کلمے والے) صاحب الحجۃ ﷺ (دلیل والے)

صاحب المعجزات ﷺ (معجزات کے حامل) صاحب الدرجۃ الرفیعۃ ﷺ (بلند مرتبے والے)

صاحب الخاتم ﷺ (مہر نبوت والے) صاحب الخزائن ﷺ (خزانوں کے مالک) یہاں مطلق معنی مراد لیے جائیں گے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عطا سے، محبوب، رسول عظیم ﷺ وصحبہ وبارک وسلم زمین وآسمان، عالم امر وامکان اور دنیا وعقبیٰ کے جملہ خزانوں کے مالک ہیں۔ اور آپ ﷺ ہی ان خزانوں کو تقسیم فرماتے ہیں۔ یعنی دولت وثروت رزق ونعمت، عزت ومنصب، ایمانی فراست ودینی بصیرت

،حمیت وغیرت حشمت وسطوت، جاہ جلال، حسن وجمال، اقبال وکمال، عروج وزوال، اور انعامات جنت سب کچھ سرور مرسلاں خاتم پیغمبراں کے دربار گہر بار سے عطا ہوتا ہے۔

صاحب الرعب ﷺ (رعب وحشمت والے)

صاحب کوثر ﷺ (حوض کوثر کے مالک۔ خیر کثیر کے حامل ہر عزت وعظمت اور ہر مرتبہ ودرجہ کی کثرت پانیوالے کریم آقا صاحب السلطان ﷺ (سلطنت واقتدار والے)

صاحب التاج والمعراج ﷺ (تمام فضیلتوں کی خلعت فاخرہ کا تاج سراقدس پر سجانے والے اور اخص خصائص معجزہ معراج شریف کا شرف رکھنے والے)

صاحب الحوض المورود ﷺ (ایسے حوض والے جہاں پیاسے پیاس بجھانے آئیں)

صاحب المقام المحمود ﷺ (مقام محمود پر فائز)

صاحب المقام الموعود ﷺ (بارگاہ الٰہی سے وعدہ کیے ہوئے مقام عظیم کے حامل)

صاحب المظہر المشہود ﷺ (سب سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ عزوجل کے ذات بزرگ وبرتر کے عدیم المثل مظہر) الصادع بما امر اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل کے احکامات کو دلیل سے بیان فرمانے والے)

صراط اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل تک جانے کا راستہ) صفوۃ اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل کے منتخب ومقرب)

الطراز المعلمہ ﷺ (ممتاز صفات کی وجہ سے پہچانے جانے والے۔ شرف امت اور ہدایت کی لیے شاہراہ دین کی نشاندہی کے لیے مینارہ نور)

الظفور ﷺ (ہر زمانے میں بہت زیادہ کامیاب اور فتح یافتہ) ہر دور وزمن میں آپ ﷺ کی کامیابی کا اطلاق اس لیے کیا گیا ہے، کہ ادوار گزشتہ میں جماعت مسلمین دین کے دشمنوں پر فتح مندی کے لیے آپ ﷺ کے بابرکت اسم گرامی کا وسیلہ کام آتا ہے۔

العاقب ﷺ (سب سے آخر میں تشریف لانے والے)

العروۃ الوثقی ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل تک پہنچنے کا مضبوط ذریعہ)

عصمۃ اللہ ﷺ (اللہ کی پناہ وحفاظت) عصمۃ للارامل ﷺ (مسکینوں اور محتاجوں کی مرجع اور پناہ)

العلم ﷺ (نشانی) علم الایمان ﷺ (ایمان کی نشانی) علم الھدی ﷺ (ہدایت کی نشانی)

علمہ یقین ﷺ (یقین کی نشانی) العلی ﷺ (بڑے بلند مرتبے والے)

العماد ﷺ (سب کے سہارے۔دین کے ستون)

الغالب ﷺ (صاحب اقتدار) العین ﷺ (سربرآوردہ۔افضل نبی)

عین العز ﷺ (سراپا عزت ووقار۔عزت کا سرچشمہ)

عین الغر ﷺ (صاحبان عزت کی روشن جبینوں کے لیے مرکز نگاہ) عین النعیم ﷺ (نعمتوں کا سرچشمہ)

الغنی باللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل کی عطا کی وجہ سے سب سے بے نیاز) غیث البلاد (دنیا بھر کے لیے باران رحمت وکرم) الفاتح ﷺ (فتحمند اور کامیاب) الفتاح ﷺ (سب سے بڑے فتحمند جیتنے والے، مددگار)

الفارقلیط ﷺ (حق وباطل میں نمایاں فرق فرمانے والے) یہ اسم گرامی توریت شریف وانجیل مقدس میں بھی بیان ہوا ہے، یہ عبرانی زبان کا لفظ ہے۔رسول اکرم نور مجسم ﷺ کی تشریف آوری کی بشارت ونوید دیتے ہوئے حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اجمعین جن اسماء گرامی سے اپنی اپنی قوموں کو مژدہ سنایا کرتے تھے، ان اسماء مقدسہ میں یہ نام فارقلیط بھی بیان کرتے تھے۔

الفاروق ﷺ (حق وباطل میں بہت زیادہ اور خوب عمدہ فرق ظاہر فرمانے والے) الفرد ﷺ (بے مثال)

الفرط ﷺ (پیشوا) فضل اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل کا آپ ﷺ کے ذریعہ سے امت پر فضل و کرم)

الفلاح ﷺ (جن کے ذریعہ باطل کو نابود کیا جائے اور نجات و کامیابی عطا کیجائے)

فواتح الفوز ﷺ (کامیابی کے دروازے کھولنے والے)

فواتح النور ﷺ (روشنی و اجالے کو اجاگر کرنے والے)

فواتح الکنوز ﷺ (خدائی خزانوں کی کنجیوں کے مالک یعنی خزانہ رحمت کے منہ کھولنے والے)

فئة المسلمین ﷺ (دنیا و آخرت میں مسلمانوں کے مددگار)

القاسم ﷺ (اللہ تعالیٰ عزوجل کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے) رسول اکرم سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں! میرے نام پر نام رکھ لیا کرو، لیکن میری کنیت نہ رکھا کرو کیونکہ قاسم صرف میں ہی ہوں پس بیشک میں تمہارے درمیان (فیضان و انعامات الہیہ) تقسیم کرتا ہوں۔ سموا باسمی و لا تکتنوا بکنیتی فانما انا قاسم اقسم بینکم۔ (صحیح البخاری، صحیح المسلم ۲:۲۰۶)

دوسری روایت میں ہے انما انا خازن وانما یعطی اللہ یعنی بیشک میں خازن ہوں اور اللہ مجھے عطا فرماتا ہے (مسلم: اول: ۳۳۳ مسند امام احمد ۵:۶۶، الترغیب والترھیب ۱:۵۹۵) سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ للبانی ۲:۷۰۱ رقم: ۹۷۳)

تیسری روایت میں ہے! انما انا قاسم واللہ یعطی (ترجمہ) بیشک میں ہی تقسیم فرمانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عزوجل مجھے عطا فرماتا ہے۔ (متفق علیہ) بخاری، مسلم، اول: ۳۳۳)

امام مسلم علیہ الرحمہ نے متعدد طرق سے کئی روایات اس ضمن میں نقل کی ہیں، مثلاً

فانما بعثت قاسما اقسم بینکم (ترجمہ) بے شک مجھے قاسم مبعوث کیا گیا میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔ (مسلم دوم: ۲۰۶)

مزید فرمایا! انا ابو القاسم اقسم بینکم (ترجمہ) میں ابوالقاسم ہوں میں ہی تمہارے درمیان تقسیم

کرتا ہوں۔(حوالہ:المرجع السابق)

مزید فرمایا! انما جعلت قاسما اقسم بینکم (ترجمہ) بے شک مجھے تقسیم کرنے والا ہی بنایا گیا ہے اور میں تمہارے درمیان تقسیم کرتا ہوں۔(حوالہ:ایضاً)

القائدﷺ (قائد،پیشوا،راہنما)

قائدالغر المحجلینﷺ (روشن چہروں،سفید ہاتھوں وپیروں والوں کے پیشوا اور امام) یعنی صحابہ کرام واہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے جملہ امور نماز میں اور دیگر معاملات میں امام اور راہنما ۔

قائد الخیرﷺ (بھلائی کے راہنما) القائد الی الخیرﷺ (بھلائی کی جانب بھلائی کی راہنمائی فرمانے والے)

القاھرﷺ (کافروں پر غالب) القتالﷺ (جہاد فرمانے والے)

القتولﷺ (جہاد کی جانب رغبت دلانے والے بہت زیادہ بہادر)

قدمایاﷺ (مقام ومرتبہ میں سب سے آگے۔سب کے پیشوا) قرآن مجید آیت مقدسہ ہے! یا یھا الذین امنو لاتقدموابین یدی اللہ و رسولہ۔

القطبﷺ (امت کے نگہبان۔سربراہ) القیمﷺ (نگراں،اللہ کے احکام کو قائم فرمانے والے)

القیومﷺ (اللہ کی دی ہوئی طاقت سے افراد کائنات اور عالم آب وگل کو قائم رکھنے والے) یہ اسم شریف اللہ تعالیٰ عزوجل کے لیے بولا جائے گا تو اس کا مطلب ہوگا کہ خود قائم اور سب مخلوق کو قائم رکھنے والا۔کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمﷺ کو اپنی ذات وصفات کا مظہر بنایا ہے لہذا محبوب معظمﷺ کی صفات عظیمہ سے متصف ہیں۔اس اعتبار سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو جب القیوم کہا جائے گا تو اس کا مفہوم ہوگا،اللہ تعالیٰ جوحی وقیوم ہے اس نے آپﷺ کو دنیا کے قائم وثبات کی لیے تخلیق قائم فرمایا ہے اس اعتبار سے جملہ مخلوقات عالمین میں کوئی آپکا ہمسر نہیں۔القاھرﷺ۔(غالب)

القدوس ﷺ (عیوب سے پاک) القریب ﷺ (اللہ کا قرب رکھنے والے)

قوام المومنین ﷺ (ایمان والوں کا سہارا اور بنیاد) القسیم ﷺ (خوبصورت) القطب ﷺ (سربراہ)

القوی ﷺ (زورآور) الکامل ﷺ (باکمال) کافۃ الناس ﷺ (سب لوگوں کے لیے بھیجے ہوئے)

الکامل فی جمیع امورہ ﷺ (سب چیزوں میں باکمال) الکریم ﷺ (بڑے سخی اور فیاض)

کریم الطبیعۃ ﷺ (شریف الطبع) کریم الحسب ﷺ (پاکیزہ حسب نسب والے)

کاشف الکرب ﷺ (غموں سے نجات دلانے والے)

کشاف مظلمۃ ﷺ (مظالم کو ختم کرنے والے) المومل ﷺ (جن سے امیدیں وابستہ ہوں)

الماضی علی انفاذ امر اللہ ﷺ (اللہ کے حکموں کو کرگزرنے والے)

الماموم ﷺ (جن کی پیروی کی جائے) الماحی ﷺ (برائی کو مٹانے والے) المانح ﷺ (عطا کرنے والے) المبرد ﷺ (بے نقص و بے عیب) المبلغ ما مولہ ﷺ (اپنے مقصد تک پہنچے ہوئے)

المترحم ﷺ (رحم کرنے والے) المجاب ﷺ (جن کی دعا قبول ہو)

مجیب الدعوۃ ﷺ (پکار کا جواب دینے والے)

المتمم ﷺ (پورا کرنے والے) المجیر ﷺ (پناہ دینے والے)

مجرم المیتۃ ﷺ (مردار کو حرام کرنے والے) المحرم للظلم ﷺ (ظلم کو حرام قرار دینے والے)

المتمم لمکارم الاخلاق ﷺ (اخلاقی قدروں کو پورا کرنے والے)

المحکم ﷺ (فیصلہ فرمانے والے) محرم الخبائث ﷺ (بری چیزوں کو حرام کرنے والے)

المحرم ﷺ (حرام قرار دینے والے) المحلل ﷺ (حلال فرمانے والے)

المجید امتہ عن النار ﷺ (اپنی امت کو آگ سے بچانے والے) المحید ﷺ (بچانے والے)

المخلص ﷺ (نجات دہندہ) المختص بالقرآن ﷺ (جنہیں خاص طور پر قرآن دیا گیا)

المختص بالشرف ﷺ (عظمت وشرافت کے ساتھ جن کو مخصوص کیا گیا)

المختص بآن لا تنقطع ﷺ (ایسی نشانیاں دیا گیا جو کبھی ختم نہ ہوں گی)

المرتجی ﷺ (جن سے امیدیں وابستہ ہوں) المزیل ﷺ (تکالیف کو دور کرنے والے)

مزیل الغمۃ ﷺ (غم کو دور فرمانے والے) مفتاح الجنۃ ﷺ (جنت کی کنجی)

مفتاح الرحمۃ ﷺ (رحمت کی کنجی) المطھر ﷺ (پاک کرنے والے)

المعطی ﷺ (عطا کرنے والے) المعقب ﷺ (نبیوں میں سب سے آخر میں تشریف لانے والے)

المعقب ﷺ (جن کی نسل قیامت تک جاری رہے گی) المقفیی ﷺ (سب پیغمبروں کے بعد آنے والے)

القسم ﷺ (اللہ کی نعمتوں کو تقسیم فرمانے والے) القفی ﷺ (جن کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا)

القصو ص علیہ ﷺ (جن کو غیب کی باتیں بتائی جاتی ہیں) الماوی ﷺ (جائے پناہ) الملجأ ﷺ (پناہ گاہ)

ملح الوجہ ﷺ (دل کش وجاذب نظر چہرے والے) النادی ﷺ (مدد کو پہنچنے والے)

المنقذ ﷺ (نجات دہندہ) المنفذ لحکم اللہ ﷺ (اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ کرنے والے)

المنجی ﷺ (نجات دلانے والے) المنتصر ﷺ (مدد فرمانے والے) المنجد ﷺ (فریاد

رس)

الموصل ﷺ (منزل مقصود تک پہنچانے والے)

الموروحو ضہ ﷺ (جن کے حوض پر پیاسے پیاس بجھانے آئیں) المھدی ﷺ (عطا کرنے والے)

الناظر من خلفہ ﷺ (پیچھے والوں کو بھی دیکھنے والے) نعمۃ اللہ ﷺ (اللہ کی خاص نعمت) النور ﷺ (نور)

نور الامم ﷺ (تمام امتوں کے نور) نور اللہ الذی لا یطفأ ﷺ (اللہ کا نور جو بجھایا نہیں جا سکتا)

الوحید ﷺ (یکتا) الوکیل ﷺ (کارساز) الوھاب ﷺ (بہت عطا فرمانے والے)

ھدی للعالمین ﷺ (تمام جہانوں کے لیے باعث ہدایت)

ھدی للمتقین ﷺ (پرہیزگاروں کے لیے باعث ہدایت)

الھادی الی الحق ﷺ (حق کی طرف رہنمائی فرمانے والے) الھمام ﷺ (بہادر سردار)

☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆ ☆☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور قادیانیت

منیر زیدی

چودھری ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کی نماز ہ میں شرکت نہیں کی تھی ۔یہ ایک ایسی خبر تھی جسے میں نے بارہا سنا، نا قابل یقین پایا اور اس پروپیگنڈے کا حصہ سمجھا جو بعض اقلیتی فرقوں کے خلاف کیا جاتا ہے ۔مجھے اس کی تصدیق کی جستجو بھی تھی چودھری صاحب مرحوم سے کبھی بالمشافہ گفتگو کا شرف حاصل نہیں ہوا ۔جون ۱۹۸۳ کے اواخر میں واشنگٹن میں احمدیہ تحریک کی ایک کانفرنس میں تحریک کے سربراہ اعلیٰ مرزا طاہر احمد صاحب سے گفتگو کے دوران اچانک خیال آیا کہ ان سے اس کی وضاحت حاصل کروں ،موقع بھی مناسب تھا ۔ایک اور سوال کے جواب میں قائد اعظم کا ذکر آ بھی گیا تھا ۔مرزا صاحب کا دعویٰ تھا کی جب قائد اعظم محمد علی جناح سیاست سے دل برداشتہ ہو کر لندن واپس چلے گئے تھے تو ان کو تحریک پاکستان کی قیادت سنبھالنے اور انڈیا واپس لانے کی ترغیب احمدیہ تحریک کے بزرگوں ہی نے دی تھی ۔مرزا طاہر احمد صاحب کے بیان کے مطابق جناب عطاء اللہ شاہ بخاری جیسے بزرگان دین نے قائد کو یہ ترغیب دینے کی کوشش کی کہ وہ احمدیہ تحریک کو اسلامی فرقوں کا حصہ نہ سمجھیں لیکن بقول مرزا صاحب قائد اعظم نے ان ترغیبات پر توجہ نہ دی۔

غالبًا قائد اعظم نے اپنی رواداری ،اعلیٰ ظرفی اور روشن خیالی کی وجہ سے ان تمام باتوں سے واقف ہوتے ہوئے بھی سر ظفر اللہ خان کو وزارت خارجہ کا اہم قلم دان دیا کیونکہ غالبًا ان کے خیال میں وہ ہی اس کے اہل تھے ۔بہر حال اس پس منظر میں تجسس اور بھی بڑھا کہ سر ظفر اللہ نے قائد تحریک پاکستان اور سربراہ مملکت کی نماز جنازہ میں شرکت کیوں نہیں کی؟

مرزا صاحب نے قائد اعظم کے متعلق جو کچھ بھی کہا ،وہ اگر مان بھی لیا جائے اور ان کی گفتگو کو سچ سمجھ لیا جائے تو بھی سوال پیدا ہوتا ہے کہ احمدی حضرات نے قائد اعظم کو مسلمان کیوں نہ سمجھا اور ان کی نماز جنازہ کیوں نہ پڑھی؟ میں نے حسب عادت دو ٹوک سوال کیا ۔مرزا طاہر احمد نے اس امر کی تصدیق کی اور وجہ یہ بتائی کہ احمدیہ تحریک کے آغاز کے ۱۴ برس بعد یہ اصولی فیصلہ ہوا تھا کہ احمدی عقیدے کے افراد مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہوں گے ۔بقول ان کے اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو احمدیت کے خلاف ہوں ،نماز پڑھنے سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں اور قائد کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنا سر ظفر اللہ کا ذاتی فیصلہ نہیں تھا بلکہ وہ اپنے فرقے کی قیادت کے اصولی فیصلے پر عمل کر رہے تھے ۔قائد اعظم زندگی میں ایک با اصول انسان تھے اور مجھے یقین ہے کہ اس اصولی اجتناب

کو ان کی روح نے سراہا ہوگا۔ لیکن اصول کی بنیاد تو منطق پر ہوتی ہے۔ چنانچہ میں نے اس گفتگو کو آگے بڑھانے کی اجازت چاہی اور کہا کہ مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ احمدیہ قیادت کا ایک اصولی فیصلہ تھا جو قابل احترام ہے لیکن چونکہ قائداعظم نے اس فرقے کے لوگوں کے ساتھ بقول مرزا صاحب اتنی رواداری دکھائی تھی، انہیں تحریک پاکستان میں حصہ لینے کا شرف بخشا اور قیام پاکستان کے بعد بغیر کسی تعصب کے احمدیہ تحریک کے افراد کو ان کی قابلیت کی بنیاد پر اعلیٰ عہدوں پر فائز کیا۔ اگر ایسے عظیم شخص کی نماز جنازہ میں شرکت کی راہ میں کوئی اصول حائل ہو گیا تھا تو کیا آپ حضرات نے کسی دوسرے مقام پر قائداعظم کی غائبانہ نماز جنازہ ادا کی تھی؟ مرزا صاحب نے فرمایا کہ نہیں، ایسا نہیں ہوا، اور پھر انہوں نے وضاحت کی کہ اگر کسی شخص کا نماز جنازہ ایک مرتبہ ہو جائے اور اس میں ایک دو افراد بھی شریک ہو جائیں تو پھر دوبارہ نماز کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے کہا جناب یہ تو تکنیکی پہلو ہے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ اتنے بڑے لیڈر کے لیے جس نے آپ کے خلاف کسی قسم کا قانون اور آرڈیننس پاس نہیں کیا، کوئی تعصب نہیں برتا۔ اس کی نماز جنازہ یا ایصال ثواب کے لیے کوئی دوسرا طریقہ کار محض تکنیکی پہلو کی آڑ لے کر ترک کرنا عجیب سا لگتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اسلام کے ہر فرقے نے دوسرے فرقے کے خلاف کفر کے فتوے جاری کیے ہیں اور اگر ایک فرقے کے افراد دوسروں کی نمازوں میں شریک ہوں تو تشدد کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ میں نے گزارش کی کہ بعض مذہبی لیڈر ایسی غیر ذمہ دارانہ باتیں بھی کرتے ہیں لیکن مجموعی طور پر مسلمانوں کے تمام فرقوں نے شرکت کی اور کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔

آپ کی قادیانیوں کے بارے میں کیا رائے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے وہی ہے جو علمائے کرام اور پوری امت کی ہے۔ آپ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ پوری امت کی طرح قادیانیوں کو کافر سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ قادیانیوں نے آپ کا جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا تھا اور آپ کی حکومت کو کافر کہا تھا۔

قائداعظم نے ۱۹۴۸ء میں راجہ صاحب آف محمود آباد کی کراچی آمد کے موقع پر ان کو آگاہ کیا تھا کہ قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کی وفاداریاں مشکوک ہیں میں ان پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہوں اور عملی اقدامات اٹھانے کے لیے مجھے مناسب وقت کا انتظار ہے۔ شومئی قسمت کہ قافلہ وقت تیزی سے رواں دواں تھا قائداعظم کو مہاجرین کی آبادکاری اور دیگر مسائل نے مہلت نہ دی ورنہ آپ اس خطرے کا ابتدا میں ہی حل ڈھونڈ لیتے اور قوم آئندہ تباہیوں سے محفوظ ہو جاتی۔ قائداعظم کے انتقال پر ملال سے ساری قوم کی کمر ٹوٹ گئی۔ آپ کے داغ مفارقت سے ہر شخص یوں دکھائی دیتا

تھا جیسے وہ یتیم ہو گیا ہو لیکن اس جانکاہ صدمہ پر بھی قادیانیوں کے رویہ میں کوئی فرق نہ آیا۔ پاکستان کے باشعور شہری جانتے ہیں کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے بانی پاکستان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی اور وہ ایک طرف بیٹھے رہے حالانکہ اس وقت وہ وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے جب اخبارات اس معاملہ کو منظر عام پر لائے تو ان کی طرف سے یہ جواب دیا گیا کہ چوہدری ظفر اللہ پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائد اعظم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا حالانکہ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائد اعظم قادیانی نہ تھے۔ لہذا جماعت قادیان کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت ابو طالب بھی قائد اعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول خدا ﷺ نے۔ لیکن دنیا کے پردے پر ایسا بد بخت کون ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ اور حضور ﷺ کے عالی مرتبہ صحابہ کو حضرت ابو طالب سے محبت والفت تھی۔ اور وہ بھی احسان فراموشی کے مرتکب ہوئے تھے۔ سپریم کورٹ کے فل بنچ نے قادیانیوں کے خلاف اپنے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار (۱۹۹۳ SCMR ۱۷۱۸) میں لکھا:

یہ امر بہت معروف ہے کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائد اعظم کا نماز جنازہ نہیں پڑھا تھا۔ اخبار زمیندار مورخہ ۸ فروری ۱۹۵۰ء کے مطابق جامع مسجد ایبٹ آباد کے خطیب مولانا محمد اسحاق نے سر ظفر اللہ خان سے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ قائد اعظم کو صرف ایک سیاسی لیڈر سمجھتے ہیں۔ ان سے استفسار کیا گیا کہ کیا وہ بھی مرزا صاحب کو نہ ماننے کی وجہ سے مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں؟ حکومت کے وزیر ہوتے ہوئے بھی سر ظفر اللہ خان نے جواب دیا آپ مجھے ایک کافر حکومت کا مسلمان ملازم یا مسلمانوں کی حکومت کا کافر ملازم سمجھ لیں۔

مسٹر مجیب الرحمٰن (قادیانی جماعت کی طرف سے پیش ہونے والے وکیل) سر ظفر اللہ خان کے اس موقف کی تردید نہ کر سکے۔ لہذا یہ امر کسی قسم کے شک وشبہ کے بغیر ثابت ہو جاتا ہے کہ جیسا کہ سر ظفر اللہ نے پیش کر دیا ہے یا تو پاکستان میں رہنے والے لوگوں کی اکثریت کافر ہے یا قادیانی کافر ہیں۔ جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ دونوں ہرگز نہیں مل سکتے اور نہ ہی ایک امت کے افراد ہو سکتے ہیں۔ دونوں میں وحدت کا کوئی نکتہ موجود نہیں کیونکہ مسلمان ختم نبوت کا عقیدہ رکھتے ہیں اور اسکے برعکس قادیانی مرزا صاحب کو اپنا نبی مانتے ہیں۔ مسلمانوں کی ایک عظیم صاحب بصیرت شخصیت نے قادیانیوں کو امت مسلمہ کی سالمیت کے لیے خطرہ اور انتشار کے علمبردار قرار دیا تھا انہوں نے کہا تھا:

"اس (امت مسلمہ) کی سالمیت صرف عقیدہ ختم نبوت کی رہین منت ہے۔"

قادیانیوں کو احمدی بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ ۵۴ برس کی عمر میں یعنی ۱۸۸۹ء میں انہوں نے اس تحریک کی بنیا دڈالی۔ یہاں تھوڑی سی تفصیل نہ صرف نوجوان نسل کے لیے ضروری ہے بلکہ ان لوگوں کی یادداشت تازہ کرنے کے لیے بھی ہے جو ۱۹۷۴ء میں شعور رکھتے تھے۔ یہی وہ سال ہے جب قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا تھا۔

قادیانیوں کے خلاف کئی تحریکیں چلیں اور ۱۹۵۳ء میں ان کو تحفظ دینے کے لیے مارشل لا بھی لگا جس کے سربراہ جنرل اعظم خاں تھے۔ ۱۹۷۴ء میں نشتر میڈیکل کالج کے طلباء بذریعہ ٹرین کہیں جاتے ہوئے ربوہ سے گزرے تھے جو کہ پاکستان میں قادیانیوں کا مرکز ہے۔ ان طلباء نے ربوہ سٹیشن پر قادیانی لٹریچر دینے پر قادیانیت کے خلاف نعرے لگائے جنہیں مقامی افراد نے اشتعال انگیز سمجھا۔ ربوہ میں سٹیشن سمیت تمام انتظامی امور قادیانی افراد کے ہاتھوں میں ہوتے تھے۔ چنانچہ واپسی پر جب ٹرین رکی تو اس میں سے طلباء کو جو ملتان واپس جا رہے تھے، مبینہ طور پر اتارلیا گیا اور بعض بیانات کے مطابق سخت جسمانی اذیت پہنچائی گئی۔ اس واقعہ کی خبر پورے پاکستان میں آگ کی طرح پھیل گئی اور منتخب اسمبلی اور اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو سے مطالبہ کیا گیا کہ اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائے اور اس گروپ کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔

اسمبلی میں اس بات پر بحث شروع ہوئی کہ مسلمان کون ہے؟ قادیانی تحریک کے اس وقت کے پیشوا مرزا ناصر احمد صاحب اسمبلی کی سماعت میں احمدی تحریک کی نمائندگی کر رہے تھے۔ جب اس امر پر اتفاق رائے نہ ہوسکا کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں تو اس وقت کے ممبر قومی اسمبلی مولانا ظفر احمد انصاری نے مرزا صاحب سے ایک سادہ سا سوال پوچھا اور وہ یہ تھا کہ کیا وہ باقی قوم کو مسلمان سمجھتے ہیں؟ مرزا صاحب سے گزارش کی گئی کہ وہ اس کا جواب ہاں یا نہ میں دیں۔ مصدقہ اطلاع کے مطابق مرزا صاحب نے نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد اراکین اسمبلی اور وزیراعظم بھٹو کے پاس کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ قادیانی تحریک کو غیر مسلم قرار دیں۔ دوسری صورت میں پوری قوم کو غیر مسلم تصور کرنا پڑتا۔

اس تفصیلی پس منظر کی ضرورت یوں پیش آئی کہ ۱۹۷۴ء کے بعد اب یہ تحریک دوبارہ شروع ہو رہی ہے کہ اس گروپ کو غیر مسلم قرار دینا غلط تھا۔ یہ ناانصافی تھی اور ۱۹۷۴ء کی ترمیم اور مارشل لا ضابطہ ۲۰ کے ذریعے اس فرقے پر جو پابندیاں لگادی گئی ہیں، وہ انسانی حقوق کے منافی ہیں۔ پاکستان میں نوجوان نسل اور بیرون ملک پاکستانی، تفصیلات سے واقف نہ ہونے کے باعث یہ سوچ رکھتے ہیں کہ حکومت یا کمیونٹی کو کسی کے مذہب کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار نہیں ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ بیرون ملک اور خاص طور پر امریکہ میں قادیانی تحریک اس بات پر زور دے رہی

ہے کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتے ہیں اور اس کے باوجود انہیں مسلمان نہیں مانا جاتا۔

قادیانی تحریک کی سو سالہ تقریب پر جو کتابچہ شائع ہوا ہے اس میں قادیانی اور غیر قادیانی مسلمان میں جو فرق بتائے گئے ہیں، وہ باعث دلچسپی ہو سکتے ہیں۔ ایک فریق تو بقول ان کے یہ ہے کہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے صلیب سے جسمانی طور پر اٹھا لیا تھا اور وہ جنت میں ہی ہیں۔ اسکے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اسی دنیا میں بچا لیا گیا تھا اور وہ علاج کے بعد صحت یاب ہو گئے تھے۔ اسکے بعد چکر لگاتے ہوئے افغانستان سے کشمیر پہنچے جہاں مبینہ طور پر انکا انتقال ہوا اور سری نگر میں انکا مزار بھی موجود ہے۔

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسمانی طور پر دوبارہ ظہور کریں گے۔ قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چونکہ سری نگر میں انکی قبر موجود ہے لہذا اب انکی آمد ثانی جسمانی لحاظ سے نہیں بلکہ صرف روحانی لحاظ سے ہو گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ نے انہیں جو معجزہ عطاء کیا تھا وہ مُردوں کو زندہ کرنے کا تھا۔ یہ بڑی ستم ظریفی ہے کہ جو پیغمبر مُردوں کو جسمانی حالت میں زندہ کرتا تھا اسکے متعلق یہ خیال ہے کہ اسکا خدا اسکو جسمانی حالت میں واپس نہیں لا سکتا (نعوذ باللہ) کیونکہ سری نگر میں انکی مبینہ قبر موجود ہے۔ اس کتابچے میں مسلمانوں سے دوسرا فرق یہ بتایا گیا ہے کہ احمدی جہاد کی اس توجیح کو قبول نہیں کرتے کہ مذہبی معاملات میں طاقت استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ بعد میں یہ جملے ہیں کہ "قرآنی تعلیم یہ ہے کہ مذہبی امور میں مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ تمام لوگوں کو ضمیر کی آزادی ہونی چاہیے مذہبی آزادی ہونی چاہیے اور تمام عقائد کے مصلحین کی عزت کی جانی چاہیے اور حقیقی جہاد نفس کی پاکیزگی اور اسلام کی عمدگی کی تشہیر کرنا ہے۔ جہاد میں طاقت کے استعمال کی اجازت صرف ذاتی دفاع میں ہونی چاہیے"۔

یہ ایک دلچسپ وضاحت ہے اس میں خود تضاد ہے اور بالواسطہ یہ تجویز بھی کہ نعوذ باللہ قرآن میں تضاد ہے۔ جہاد ارکان اسلام میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ کے بعد آتا ہے جس شخص نے ان پہلے چار ارکان پر صدق دل سے عمل کیا اس کا نفس تو پاک ہو ہی گیا اب اسے نفس کی پاکیزگی کے لیے پانچویں رکن کی تلقین کی ضرورت کیوں ہو گی؟

جہاد کا مقصد مذہبی معاملات میں طاقت کا استعمال ایک اور وجہ سے بھی نہیں ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان حکمران کے زیر نگیں غیر مسلم رعایا کے لیے جزیہ لگا کر یہ بات قبول کی گئی ہے کہ غیر مسلموں کو مسلمانوں کے قوانین قبول کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور انکی ایک علیحدہ حیثیت تسلیم کی گئی ہے۔ تاریخ میں بعض بادشاہوں نے تلوار کا سہارا

لے کر فتوحات کیں اور اس کے بعد مفتوحین کی بڑی تعداد مسلمان ہوئی۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ جہاد کا مقصد بزور شمشیر لوگوں کو مسلمان کرنا تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں جہاد کی مثال قائم کی اور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ارکان دین خدا کی طرف سے ہیں اور یہ ناقابل یقین ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ یا اسکے رسول آخر ﷺ کے نزدیک اسکا مفہوم یہ ہوگا کہ دین کے معاملات میں طاقت استعمال کی جائے۔

قادیانی تحریک کا یہ واضح عقیدہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے بعد (معاذ اللہ) نبی آسکتے ہیں لیکن وہ صاحب شریعت نہیں ہو سکتے اور وہ صرف رسول اکرم ﷺ کے زیر نگیں نبوت کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ کو واضح طور پر خاتم النبیین کہا گیا ہے خاتم المرسلین نہیں۔ انکا یہ دعویٰ کہ مرزا غلام احمد ''مہدی'' تھے شیعہ عقائد کے بھی خلاف ہے۔ اثنا عشری عقیدہ یہ ہے کہ امام مہدی جن کو شیعہ اپنا بارہواں اور آخری امام مانتے ہیں وہ زندہ اور غائب ہیں اور مناسب وقت پر مشیت الٰہی کے مطابق ظہور کریں گے۔ انکا ظہور شیعوں کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اہل سنت کی ایک بڑی تعداد بھی غیر رسمی طور پر ایسا عقیدہ رکھتی ہے اگرچہ اسکی وہ اہمیت نہیں جو شیعوں میں ہے۔ چنانچہ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ کسی مہدی یا اس کے پیروکاروں کو تسلیم نہیں کر سکتے کیونکہ اگر انہوں نے یہ مان لیا کہ ''مہدی'' کا ظہور ہو گیا ہے اور پھر اس پر ایمان نہ لائے تو وہ ضرور اپنے عقیدے کے مطابق مسلمان نہیں رہیں گے۔

اسکے علاوہ پوری اُمت مسلمہ کا ایمان ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ ظہور کریں گے۔ اس عقیدے سے قادیانی تحریک کے اختلاف کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شرکت نہ کرنے کا فیصلہ بھی قادیانی تحریک نے کسی آئینی ترمیم یا مارشل لاء آرڈیننس کے نفاذ سے کوئی ستر برس پہلے کیا تھا اور یہ ایسا اٹل فیصلہ ہے کہ اس میں قائداعظم کے لیے بھی لچک نہیں پیدا ہوئی۔

قادیانی تحریک اور دوسرے مسلمان فرقوں میں فرق یہ ہے کہ بقیہ تمام فرقے رسول اکرم ﷺ کے بعد خلافت امامت اور فقہ کی مختلف توضیحات کی وجہ سے وجود میں آئے۔ کسی فرقے نے رسول اکرم ﷺ سے پہلے کی کڑیوں پر اختلاف رائے نہیں کیا ہے اور کسی فرقے نے رسول اکرم ﷺ کے بعد جن شخصیتوں کو خلیفہ یا امام مانا کے لیے لفظ نبی استعمال نہیں کیا۔ لیکن قادیانی تحریک اپنے پیشوا کو نہ صرف نبی بلکہ ''مسیح'' کہتی ہے جو ہمارے عقیدے کے مطابق حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لیے مخصوص ہے اسکے علاوہ حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ظہور کے بارے میں بھی بنیادی اختلافات رکھتے ہیں۔

ہر شخص اپنے ایمان اور بصیرت کے مطابق کسی مذہب کو قبول کرتا ہے۔ جب عیسائیوں نے دعویٰ کیا کہ

حضرت عیسیٰ "مسیح" ہیں تو انھوں نے اپنے مذہب کو نیا نام دیا۔ یہ نہیں کہا کہ اصل یہودی وہ ہیں ،اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تسلیم نہیں کرتے وہ یہودی نہیں۔ انھوں نے یہودیوں سے اپنا تشخص الگ کرلیا اور عیسائیت کے نام سے تبلیغ کی، یہودیت کے نام سے نہیں۔ اسی طرح اگرچہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صاحب کتاب نبی مانتے ہیں لیکن جب وہ محمد مصطفی ﷺ پر ایمان لا چکے تو وہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے لگے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اصل عیسائیت یہ ہے اور جو محمد مصطفی ﷺ پر ایمان نہیں لاتا وہ عیسائی نہیں ہے۔

اس پس منظر میں مسئلہ یہ ہے کہ قادیانی تحریک اور اس کے پیشواؤں کا اصرار ہے کہ اصل اسلام انکا ہے اور جو ان کے "مہدی" اور "مسیح" پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہے۔ ظاہر ہے کہ اسی (۸۰) کروڑ مسلمان جو ڈیڑھ ہزار برس سے بعض مشترکہ بنیادی عقائد پر عمل کرتے آرہے ہیں یہ اجازت نہیں دے سکتے کہ انکا مذہب ہائی جیک ہوجائے اور یہ رد عمل مسلمانوں کا ہی نہیں ہے مغربی دنیا میں بھی جن لوگوں نے ایسے دعوے کیے انکو عیسائیت کے دائرے سے خارج کردیا گیا ہے پھر انکے خلاف شدید معاندانہ رویہ اختیار کیا گیا۔ جوزف سمتھ نے انیسویں صدی میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور مورمن مذہب کی بنیاد ڈالی لیکن عیسائیوں نے اس فرقے کو قبول نہیں کیا اور یہاں بعض قوانین ایسے وضع ہوئے جنکا مقصد صرف اس فرقے کو روکنا تھا۔

اب تک جتنی بھی قادیانی تحریریں نظر سے گزری ہیں اور جتنا بھی تبادلہ خیال ہوا ہے اس میں لفظوں کے ہیر پھیر کو اگر نظر انداز کردیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ قادیانی اسلام کے چمن میں اپنا آشیاں نہیں بنانا چاہتے بلکہ چمن اسلام سے بقیہ اُمت کو خارج کرنا چاہتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کی آئینی ترمیم اور صدر ضیاء الحق کے مارشل لاء آرڈیننس سے پہلے ہی قادیانیوں نے مسلمان نمازیوں اور مسلمانوں کی مساجد سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ اسلام کا نام کس کی ملکیت ہے اس بحث کے نتیجے میں خونی محاذ آرائی سے کس طرح بچا جاسکتا ہے؟ غالباً اسکا حل یہی ہے کہ!

تم کوئی اچھا سا رکھ لو اپنے ویرانے کا نام

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

علامات ظہور امام مہدی

صاحبزادہ سید محمد زین العابدین راشدی

آئے دن امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا جارہا ہے اسی لیے یہاں حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات وشخصیت کے متعلق صحت مند مواد جمع کیا ہے تاکہ قارئین حضرت امام مہدی سے متعلق آگاہی پاسکیں اور جعلی مہدی کو پرکھ سکیں۔

نسب شریف:

عن ام سلمة قالت سمعت رسول الله ﷺ يقول المهدی من عترتی من اولاد فاطمة (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ باب قیامت)

ترجمہ: حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ! میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ "مہدی میری اولاد، اولاد فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے ہے۔

لا تذهب الدنيا حتى يبعث الله رجلا من اهل بيتى يواطى اسمه اسمى واسم ابيه اسم ابى (کنز العمال ج ۷ ص ۱۸۸ عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ! دنیا ختم ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ میرے اہل بیت سے ایک مرد اٹھائے گا اسکا اور اسکے والد کا نام میرا اور میرے والد کا نام ہوگا۔ (یعنی محمد بن عبداللہ)

ان کا نام محمد ہوگا لقب مہدی۔ بعض جاہل کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ ہی ہوں گے جو اس شکل میں تشریف لائیں گے یہ عقیدہ کفر ہے۔ یہاں صاف ارشاد ہے کہ وہ میرے اہل بیت یعنی اولاد فاطمہ سے حسنی سید ہونگے۔ انکا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اس حدیث مبارکہ سے ان روافض (شیعہ) کا رد ہوگیا جو کہتے ہیں کہ امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں۔ انکا نام محمد بن حسن عسکری ہے یہ غلط ہے وہ پیدا ہوں گے (مراۃ شرح مشکوۃ)

امام مہدی والد کی طرف سے حسنی سید ہونگے اور والدہ کی طرف سے حسینی (مراۃ ہفتم ص ۲۷۴)

نورانی صورت وعدل وانصاف:

عن ابى سعيد الخذرى قال قال رسول الله ﷺ المهدی منی اجلی الجبهته اقنى الانف يملاء الارض قسطاً و عدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً بملك سبع سنين (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ)

ترجمہ: "حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا! مہدی مجھ سے ہیں (یعنی میری اولاد سے ہیں) چوڑی پیشانی والے اونچی ناک والے، زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی تھی۔ سات سال سلطنت کریں گے" ۔اس حدیث مبارکہ میں امام مہدی کی نورانی صورت کے خدوخال، عدل وانصاف (یعنی نظام مصطفی ﷺ کا نفاذ) اور یہ بتایا گیا ہے کہ حضرت امام مہدی سات سال تک حکومت کریں گے۔ معلوم ہوا کہ حضرت امام مہدی حضور پُرنور ﷺ کے ہم شکل بھی ہوں گے۔ حضور کی جیتی جاگتی تصویر کہ یہ دونوں صفتیں حضور انور ﷺ کی ہیں کہ!

۱۔چوڑی پیشانی ۲۔اونچی ناک شریف

کشادہ پیشانی اور اونچی بینی انتہائی حسن ہے۔ پتلی اونچی ناک! سبحان اللہ (مراۃ)

سخاوت انکے گھر کی ہے:

عن النبی ﷺ فی قصته المهدی قال فیجی الیه الرجل فیقول یا مهدی اعطنی اعطنی قال فیحثی له فی ثوبه مااستطاع ان یحمله (رواہ الترمذی، مشکوٰۃ)

ترجمہ: "نبی کریم ﷺ نے امام مہدی کے قصے کے بارے میں فرمایا! پھر آئے گا انکے پاس ایک شخص کہے گا۔ اے مہدی! مجھے دیجیے مجھے دیجیے۔ فرمایا! آپ اسکے کپڑے میں لپ بھر کے ڈالتے رہیں گے جس قدر اٹھانے کی وہ طاقت رکھے گا"۔

انتہائی سخی ہونا امام مہدی کی ایک نشانی ہوگی علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اسکی شرح میں فرماتے ہیں کہ! حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ جیسے صورت میں حضور انور ﷺ کے مشابہ ہوں گے ویسے ہی سیرت واخلاق میں بھی ان کی طبیعت میں جود وسخا، رحم وکرم انتہائی ہوگا۔ گٹھری بھر بھر دینا جو منگتے سے نہ اُٹھ سکے یہ حضور انور ﷺ کی ہی سخاوت ہے۔ حضور انور ﷺ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اتنا دیا کہ گٹھری ان سے نہ اٹھ سکی۔ (مراۃ)

امام مہدی کے ظہور کی کیفیت:

صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں کہ حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کا ظاہر ہونا اسکا اجمالی واقعہ ہے کہ دنیا میں جب سب جگہ کفر کا تسلط ہوگا اس وقت تمام ابدال بلکہ تمام اولیاء ہر جگہ سے سمٹ کر حرمین شریفین کو ہجرت کو جائیں گے صرف وہیں اسلام رہے گا اور ساری زمین کفرستان ہو جائے گی۔ رمضان شریف کا مہینہ ہوگا ابدال طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے اور حضرت امام مہدی بھی وہاں ہوں گے۔ اولیاء اللہ انہیں پہچانیں

گے ان سے درخواست بیعت کریں گے وہ انکار کریں گے دفعۃً غیب سے ایک آواز آئے گی **ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوا** یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے اسکی بات سنو اور اسکا حکم مانو تمام لوگ ان کے دست مبارک پر بیعت کریں گے وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لیکر ملک شام کو تشریف لے جائیں گے۔(بہار شریعت ج ا،۲۴)

ظہور کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کی ہوگی جب آپکی بیعت کی خبر مشہور ہوگی تب مدینے کی فوجیں مکے کو روانہ ہوں گی شام، یمن اور عراق کے اولیاء اللہ اور ابدال بھی آپ کی خدمت شریف میں حاضر ہوں گے اور بہت سی عربی فوجیں بھی جمع ہو جائیں گی اور خزانہ جو کعبے میں گڑا ہوا ہے جس کو تاج الکعبہ کہتے ہیں آپ نکال نکال کر مسلمانوں میں تقسیم کریں گے۔جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہوگی تو خراسان کے رہنے والوں میں سے ایک شخص جسکے لشکر کے سپہ سالار کا نام منصور ہوگا آپ کی مدد کے لیے بہت سی فوجیں بھیجے گا اور وہ راستے میں نصاریٰ اور بددینوں کے بڑے بڑے گروہوں کو صاف کرینگے اور وہی سفیانی جسکا ننھیال بنوکلب کی قوم میں ہے حضرت امام علیہ السلام سے لڑنے کے لیے فوج بھیجے گا جب وہ فوج مکے اور مدینے کے درمیان والے میدان میں پہنچے گی اور پہاڑ کی ترائی میں اترے گی سب کے سب دھنس کر زمین کے اندر ڈوب جائیں گے۔حضرت امام مہدی مکے سے کوچ کرکے مدینے کو چلے جائیں گے وہاں سے دمشق تک پہنچیں گے یکا یک دوسری طرف سے نصاریٰ (عیسائی) کی فوج مقابلے میں آجائے گی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی فوج چوتھے دن تھوڑے سے لوگ جو خیموں کی حفاظت کے لیے رہ جایا کرتے تھے آپ جناب کے ہمراہ ہو کر لڑیں گے اس دن اللہ تعالیٰ پوری فتح عطا فرمائے گا اور نصاریٰ کے لوگ اس قدر قتل ہوں گے کہ ان میں سے بچے ہوئے لوگوں میں ریاست کی بو تک باقی نہ رہے گی۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

نعت اور عقیدہ ختم نبوت

سید صابر حسین شاہ بخاری (مدیر اعلیٰ)

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَکِ ضِوْءَۃً صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرآن

اے آخری رسول! آپ کی برکت و سعادت کی جوئے فیض ہیں۔

آپ پر تو قرآن نازل کرنے والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

اَغَرُّ عَلَیْہِ لِلنُّبُوَّۃِ خَاتَمٌ مِنَ اللّٰہِ مَشْھُوْدٌ یَلُوْحُ وَ یَشْھَدُ

علامہ سید احمد سعید کاظمی

کیا شان شہنشاہ کونین نے پائی ہے ختم آپ کی ہستی پر ہر ایک بڑائی ہے

محمد علی ظہوری

راز دار ازل، تاجدار ابد اول آخر کا دولھا ہمارا نبی

شبیر احمد ہاشمی

وجہ تخلیق جہاں خلقت رسول اللہ کی ختم دورِ انبیاء بعثت رسول اللہ کی

نعیم صدیقی

تو نبوت کے قصیدے کا مقدس مقطع دیں کی تکمیل کا پیغام سنانے والے

احسان دانش

اب نہ اتریں گے صحیفے، اب نہ آئیں گے رسول لے کے قرآں آخری پیغامبر پیدا ہوئے

خواجہ غلام محی الدین قادری

زمبداء ولایت تا بختام رہبر و ہادی بہر دور و زماں اندر محمد ہی محمد ہے

شورش کاشمیری

اس ذات پر رحمت ختم ہوئی نبیوں کی شہادت ختم ہوئی یعنی کہ نبوت ختم ہوئی پھر کوئی نہ اس کے بعد آیا

محمد یعقوب حاکم

احمد مرسل، ختم رسولاں ﷺ شافع محشر، رحمت یزداں ﷺ

سیف زلفی

ذاتِ ختم المرسلین خورشید، عنبر، تازگی حیدر و حسنین و زھرا، روشنی، خوشبو، حنا

محشر بدایونی

دل کو عرفانِ ذاتِ ختم رسل انتہائے یقیں سے ملتا ہے

ضیاء القادری

حضور رحمت عالم، حضور ختم الرسل بشر کے وہم سے بالاتر آپ کے درجات

مختار بخاری

ختم الرسل کی شوکت و عظمت نہ پوچھئے محبوب کبریا ہیں، رسول رحیم ہیں

غلام شبیر بخاری

بحر ہدایت کانِ سخاوت گنج سعادت مہر
رسالت
رہبر اعظم مرسل خاتم ﷺ

رابعہ نہاں، سیدہ

آئے ختم المرسلین عالم منور ہو گیا ذرہ ذرہ یوں چمک اٹھا کہ اختر ہو گیا

کامل جوناگڑھی

خدا نے سب سے پہلے کر رکھا تھا خاتم شہ
پہ
نبوت کا، رسالت کا ہدایت کا شفاعت کا

سجاد مرزا

اے حبیب خدا، خاتم الانبیا ذکر کرتا ہے رب علیٰ آپ
کا
جن و انس، ملائک بھی محو ثنا میرے آقا یہ مرتبہ آپ کا

شرر نعمانی

آپ ہیں ختم رُسل آپ سراپا رحمت یہ حقیقت میرے ایمان کا پیمانہ ہے

احمد ندیم قاسمی

حرفِ اتممت علیکم ہے گواہ حسنِ تکمیل ہے بعثت ان کی

محشر رسول نگری

ہے اتباعِ پیمبر ہی اتباعِ خدا جو فیض ہم کو ملا ختم المرسلیں سے ملا

———

نور اس کا سب سے پہلے پیدا کیا خدا نے بزمِ جہاں میں لیکن آخر میں سب سے آیا

غضنفر عباس قیصر فاروقی مجر

ہیں غایتِ تخلیق میں وہ اوّل و آخر آغاز سے پہلے ہیں وہ انجام سے پہلے

ستار غفاری

گنہگارو! مبارک ہو کہ ختم المرسلیں آئے شفیع المذنبیں آئے، شفیع المذنبیں آئے

اُمۃ اللہ تسنیم

حضرتِ اقدس مُرسلِ خاتم ﷺ مظہرِ دین اور رہبرِ عالم ﷺ

محمد عبدالعزیز شرقی

جو پہنچا بامِ نبوت پہ انبیاء کا کمال تو ذاتِ ختم نبوت کا انتخاب ہوا

ضیاء القادری بدایونی

خیر البشر و ختم الرسل تم بخدا ہو کونین میں تم سا کوئی انسان نہیں دیکھا

راغب مراد آبادی

رہ ختم الانبیاء کا میں اگر غبار ہوتا مرا سر بلند رہتا میں فلک وقار ہوتا

شہزاد مجددی

خدا نے صورت ختم الرسل میں بھیج دیا
ہر اک سوال کا کامل جواب کیا کہنا
اے ختم الرسل! ناسخ ادیان و صحائف
اے نور مبیں، جلوہ رحمٰن سراپا

نظیر لدھیانوی

خاتم عہد سلاطیں ہوا آتا تیرا
سکہ اب حشر تلک چلتا رہے گا تیرا

محمد اعظم چشتی

تیرا ثانی تو کہاں دہر میں اے ختم رسل
ہم نے دیکھا نہیں اب تک کہیں سایہ تیرا

عزیز حاصل پوری

کہیں ممکن نہیں دنیا میں نمونہ تیرا
کون جانے؟ ترا اول ترا آخر کیا ہے

ضیاء القادری

کردیا ختم نبوت کو خدا نے تم پر
عہد آدم کی قسم، عہد مسیحا کی قسم

قمر یزدانی

ناسخ ادیاں، رسالت ہے تمہاری واہ وا
قاطع باطل شریعت ہے تمہاری واہ وا

بے چین رجپوری

امام دو جہاں ختم الرسل صدر العلا آئے
کرمگار دو عالم دافع رنج و بلا آئے

ختم الرسل پیمبر سب رہبروں کے رہبر
دونوں جہاں کے سرور، محبوب رب اکبر

اے ختم رسل آپ ہیں سچے رہبر
ہیں آپ بس شافع روز محشر

عبداللہ افضل

لولاک لما حق نے کہا شان میں جس کی
وہ ختم رسل ہے، وہ شہ جن و بشر ہے

محمد ظہور علی اقدس

سارے نبی ہیں چاند مگر چاند نا تمام کیا بات ہے مدینہ کے ماہِ تمام کی

سیدہ تسنیم رحمت

رحمتوں کے خزینوں کے مالک نبی، آسمانوں زمینوں کے وارث

نبی

سید المرسلین خاتم الانبیاء مرحبا مرحبا شان صلی علیٰ

حافظ چشتی تونسوی

مقابل میں خدا کے اور نہیں کوئی خدا ٹھہرا نہ امکاں میں کوئی ممکن نظیر مصطفیٰ ٹھہرا

سید ولایت شمس آبادی

احمد تھا نام اور تھا خیر البشر لقب ختم الرسل ہے مہر نبوت حضور کی

شبیر نعمانی باغدروی

اے رسول خدا تم پہ لاکھوں سلام خاتم الانبیا تم پہ لاکھوں سلام

مشتاق احمد عاجز

اے میرے واحد خدا کے آخری سچے نبی نعت کہنے کو عطا ہو از سر نو زندگی

غلام ربانی فروغ

بہاریں اور بھی آئیں مگر محدود عرصے تک بہارِ آخرِ دوراں بہار جاودانی ہے

مرزا اقبال بیگ نعیم

رسولوں میں شرف جس کو ملا مسند نشینی کا بھلا لگتا ہے جس کو تاج ختم المرسلینی کا

سعید بدر

اے ختم رسل، رحمت کل، صاحب اخلاق ہیں زیر نگیں آپ کے سب انفس و آفاق

امین گیلانی سید

سر پہ ہر عاصی کے ہے احسانِ ختم المرسلین دور تک ہے گوشۂ دامانِ ختم المرسلین

سکندر لکھنوی

شاخ سدرہ منزل آغاز ختم المرسلین عرش سے ہے ماورا پرواز ختم المرسلین

فیضی سید

وہ صدر آخریں ہیں رسالت کی بزم کے صدر اور پھر نہ بن سکا صدر العلا کے بعد

عارف امرتسری

ہو ناز کیوں نہ مدینے کو اپنی قسمت پر تمام نبیوں کے ہیں پیشوا مدینے میں

افضل تحسین

وہ نبی پاک ، ختم المرسلیں
فخرِ عالم ، خاتم ادیان ہے
سلسلہ تجھ پر کیا حق نے رسالت کا تمام
تیری ہی ذات گرامی پر ہوئی تکمیل دیں
آپ ہی حُسنِ ازل ہیں آپ ہی حُسنِ ابد
آپ ہی نورِ ہدیٰ ہیں اولیں و آخریں
ہم ہر ایسے نبی کو قتل کے قابل سمجھتے ہیں
جو دشمن راستی کا ہے جو سچائی کا قاتل ہے
سمجھتے کا ہے دل سے مسئلہ ختم نبوت کا!
یہ طے ہے اب نبی دنیا میں کوئی بھی نہ آئے
گا
مکمل ہو چکا ہے دین بھی اخلاق بھی ان پر
جو آئے بھی نبی کوئی تو وہ کیا چیز لائے گا؟

شیخ غلام حسین جعفر

مکان والا مکاں کی منزلوں کے راز داں ہو کر نبوت ختم ہے جن پر وہ ختم الانبیاء آئے

خواجہ قمر الدین سیالوی

آں جملہ رُسل ہادی برحق کہ گزر بر فضل تو اے ختم رُسل دادہ گواہی

حاجی سلطان احمد سالک

ہوا اسلام کا غوغا جہاں میں جن کے آنے سے
رہے گا دین حق ان کا یہ ختم المرسلیں آیا

بدر الدین بدر

کس نے بخشا یتیموں کو دہر میں عالی مقام
کس کے اعزاز نبوت کو ہوا حاصل دوام

جوہر نظامی

سب انبیاء سے گرچہ بظاہر تو ہے موٴخر
ہے مرتبے میں لیکن مقدم تیرے سوا کون

شمیم بھیروی

محورِ گردشِ صبح و مسا ہے، کن فیکون اول و آخر
ان کا تبسم ان کا تکلم ﷺ

سیف زبیری

مانا کہ صحیفے اور بھی ہیں جو دوسرے نبیوں پر اترے
قرآن کی عظمت بر حق ہے یہ ختم رسل کے نام آیا

واحد حسین نشان

ظہور اولیں و آخریں ختم الرسل تم ہو
لیے پشت مبارک پر نبوت کا نشان آئے

بشیر احمد بشیر

فراق ختم رسل میں یہ منجمد تو ہوا
جو پہلے داغ تھا اب ہے چراغ سینے کا

محمد حسین نیلوی

رسول اللہ اشرف انبیاء ہیں
نبی اللہ خاتم انبیاء ہیں

محمد نواز نسیم

فخر کون و مکاں باعث کن فکاں
رحمت دو جہاں، ہادی انس و جاں
خاتم الانبیاء مصطفٰے مصطفٰے

سعید مرزا

آپ کی بعثت سے پہلے بھی نبی آئے مگر
آپ کے آنے سے آقا دین حق کامل ہوا

حکیم تائب رضوی

مقتدی سارے نبی اور محمد تھے امام راز تھا اول و آخر کا عیاں آج کی رات

جان محمد جان

مدحت ختم الرسل ہے جان کا شیوا قدیم راز بخشش کا یہی ہے راز داں فرما گئے

اسلم کاشمیری

مٹانے جہالت کی تاریکیوں کو رسالت کے ماہِ تمام آ گئے ہیں

منظر جعفری

وہ عزت ملی سرورانبیاء کو کہ جبریل تھامے زمام آ گئے ہیں

راجا حسن

جہالت کی دنیا کو پر نور کرنے رسالت کے ماہِ تمام آ گئے ہیں

تائب رضوی

ستاروں کی ضو ماند کیسے نہ ہوگی نبوت کے ماہِ تمام آ گئے ہیں

نذر صابری

ختم رسل بھی تو ہے شاہ انبیاء بھی تو خیر البشر بھی تو ہے خیر الوریٰ بھی تو

تو مقصد کن، مظہر حق، ہادی عالم تو ختم رسل، رحمت کل، سرور دیں ہے

ساحر

جنت سے جو بڑھ کر ہے وہ طیبہ کی زمیں ہے کونین میں طیبہ ہے کہ خاتم میں نگیں ہے

شاکر

تو خاتم کونین کا رخشندہ نگیں ہے تو فخر رسل، مہبط جبریل امیں ہے

محمد عنایت وحید

ہے سارے انبیاء میں الگ آپ کا مقام سارے ہی انبیاء پر فضیلت ہے آپ کی

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم

انبیاء مرسلیں اب تک آتے رہے

درس توحید رب سب سناتے رہے
جن کی توصیف سب گنگناتے رہے
اب وہی خاتم المرسلیں آگئے

سید محمد محدث کچھوچھوی

حبیب خاص خدا ختم انبیاء و رسل
سوا حضور کے کوئی بھی دوسرا نہ ہوا
نبیوں کے خاتم خدا کے موید رسولوں کی محفل کے صدر
مجد
ہمارے پیمبر ہمارے محمد علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

مسرور کیفی

صدیوں کی داستاں کا حسن تمام بھی دل پر رہے جو نقش وہ لمحہ بھی آپ ہیں

مختار اجمیری

وہ امین و صادق محرم وہ نبی آخری ذی حسم
وہ شفیع یوم نشور ہیں وہ حضور ہیں وہ حضور
ہیں

عیش بخاری

شاہ عالی صفات پہ ہے درود ختم مُرسل کی ذات پہ ہے درود

چودھری فضل حق

وہ کہ ہیں مقصودِ کن وہ کہ ہیں اصل وفگار آپ ہی ختم الرسل آپ حدِ اولیں

راجا رشید محمود

درود آقا و مولا پر جو بھیجا اول و آخر نہ کوئی فاصلہ پایا دعا میں اور اجابت میں

رشید قیصرانی

کوئی شمس رو، کوئی زہرہ وش، کئی نام عرش مقام تھے بڑے نام
تھے
مگر ایک نام جہان اسم کا آخری جو امام تھا بڑا نام تھا

داغ

اے شہنشاہِ رسل فخر رسل ختم رسل
خوب سے خوب خوش اسلوب ہوا خوب ہوا

سیماب اکبر آبادی

وہ خود آئینہ ہے خود اپنے آئینے کا جوہر بھی
خدا کا آخری پیغام بھی ہے اور پیغمبر بھی

حافظ انصر لدھیانوی

سر پہ اُس کے تاج شرافت، پشت پہ اُس کے مہر نبوت
اُس کی جبیں پر نور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

شاہ ابو المعالی غرق

سید الکونین ختم الانبیاء والمرسلین
مطلع نور ہدایت ماوا وج سروری

حافظ برخوردار رانجھا

کیہا ظلم قریش تے جو کفر اعراب
پایا ختم المرسلیں نال لے جو اصحاب

مولوی نورالدین

کیا کروں میں نعت ختم المرسلیں
ہے محمد مصطفےٰ رحمت یقین

رشک ترابی

لاریب وہی حجتِ آخر ہے کہ جس نے
اعلان صداقت کا سر عام کیا ہے

سعید مرزا

آپ کی بعثت سے پہلے بھی نبی آئے مگر
آپ کے آنے سے آقا دین حق کامل ہوا

پروفیسر غلام جیلانی اصغر

تکمیل دو عالم یہ ہے وہ مہر نبوت
اس واسطے پھر کوئی پیمبر نہیں آیا

سردار علی شاہین

کل نبیاں دا سلطان ہویا ایہہ پیار دیاں سوغاتاں نیں

شبلی پانی پتی

کامل ہے میرا ایمان کہ میرے نبی کے بعد بس ہوگیا ہے ختم نبوت کا سلسلہ

منظور علی ہاشمی

ہک لکھ چوی ہزار پیغمبر دا سردار کہائے
سب جہاناں دی ہے رحمت، اللہ آپ
بنائے

احمد یار خان بلوچ

محمد مصطفےٰ آئے حبیب کبریا آئے وہ بعد آئے مگر بن کر امام الانبیاء آئے

ثاقب ملک

محمد اسم اول اسم آخر محمد مبتداء و منتہا ہیں

شفیع ضامن

جس نے دنیا کو دیا دین مکمل تو ہے تیرے مرسل کی قسم آخری مرسل تو ہے

محمد صفدر خان

سردار سب رسولوں کے اور رہنما ہیں آپ
اک نورِ بے کراں ہیں حبیب خدا ہیں آپ
سب انبیاء کو آپ کا ہے اقتداء قبول
وہ مقتدی ہیں رہبر کل انبیاء ہیں آپ

شمیم عزیز، پروفیسر

غل تھا آتے ہیں لولاک والے پیا ابتداء، انتہا، مصطفےٰ، مجتبیٰ

محمد صدیق اختر

اوہنوں نبیاں دا میں بادشاہ کہہ دیاں ابتدا کہہ دیا انتہا کہہ دیاں

دل تے چاہندا اے اختر خدا کہہ دیاں میرے ایمان نوں ایہہ گوارا

نئیں

سرفراز ظفر، ڈاکٹر

اطاعتِ خاتم مرسل میں ہے حب خداوندی
یہی ہے اصلِ ایماں اور یہی فرمانِ ربانی

بیدار سرمدی

اوہ جہنے انصاف کر کے دسیا تے دلاں نوں صاف کر کے دسیا

اوہ جیہڑا اے آخری پیغمبر، درود اوس تے سلام اوس تے

عبدالقادر خاں

کہ وہ موعود نبی تیرے سوا کوئی نہیں
میرے ممدوح محمد، ہے مجھے پورا یقین

آصف راز

آپ ہی ثابت ہی ختم المرسلیں
ابتدا تا انتہا میرے نبی

محمود کاشف

اول الانبیاء
آخر الانبیاء

سوچ سے ماورا
آپ کا مرتبہ

اقبال قریشی

مٹھے مدنی دا سوہنا ہے نام ٹھردا
آیا نبیاں دا بن کے امام ٹھردا

محمد شجاع منعم

لکھ نہیں سکتا میں منعم مدحتِ سلطان کل
ختم ہے جس پر نبوت وہ رسول محترم

سلیمان جاذب

کوئی نہیں ہے ان سا پیمبر بلاشبہ
ہے دو جہاں میں واضح رسالت حضور کی

انور حسین نفیس الحسینی

ہاں نقش پائے ختم رسل میرا تخت ہے
ہاں میرے سر کا تاج نعال رسول ہے

کنور محمد اعظم خان خسروی

وہ ایک ذات کہ جو حرفِ آخرِ حق ہے
قلم نے پہلے کبھی جس سے کچھ لکھا بھی نہیں

اشک امرتسری

احمد مرسل افضل واکرم، ساقی کوثر، شافع محشر
سب سے مؤخر سب سے مقدم ﷺ

سرفراز قریشی

وہ جس کا خلق ہے خلق عظیم، اس ذاتِ والا کو
کمال آدمیت، انتہائے انبیاء کہیے

خیال مینائی

وہ جو ہر دور کی تاریخ کا رخ بدلے گا
سارے نبیوں کا وہ سرتاج وہ سرور اترا

زیب عثمانیہ لودھیانوی

یہ تو ناچیز کا ایمان ہے یا ختم رسل
ہر نفس آپ کا فیضان ہے یا ختم رسل

محمد عبدالقدیر صدیقی حسرت

بتوں کی شوکت وعظمت جہاں سے کیوں نہ ہو باطل
اڑاتا پرچم توحید ختم المرسلیں آیا

حفیظ تائب

آدمی کے اولیں درد آشنا شاہد پئی
آگہی کے آخری پیغامبر خیر البشر

عیسیٰ نشتر

اے حبیب احمد اے اوّل کن ختم رُسل
تیری ہستی کا تصدق ہیں جہاں کے جزو کل

عابد نظامی

تجھ سا کوئی آیا ہے، نہ آئے گا جہاں میں
تو خاتم کونین کا رخشندہ نگیں ہے

واصف علی واصف

مبارک اہل ایماں کو کہ ختم المرسلیں آئے
مبارک صد مبارک بانیٔ دین مبیں آئے

محبوب کوالیاری

محبوب یہ بھی ختم نبوت کی ہے دلیل
آئندہ آسماں سے نزول کتاب بند

قدیر احمد قدر القادری

دامن ختم الرسل کی قدر ٹھنڈی چھاؤں
میں
دل کے ویرانے کو اپنے گلستاں کرتے چلو
یادِ ختم الرسل کے صدقے میں
زندگی میں بہار آئی ہے
شاہِ ہر دوسرا مصطفیٰ مصطفیٰ
خاتم الانبیاء مصطفیٰ مصطفیٰ

مفتی احمد میاں حافظ البرکاتی

شہ لولاک حاضر اور شہ لولاک ناظر ہیں
یہی اول یہی آخر ہیں ختم ان پہ رسالت ہے

محمد عارف قادری

آج محبوب رب العلیٰ آگئے
آگئے خاتم الانبیاء آگئے

شاہ رفیع الدین دہلوی، مولانا

احمد المختار یا زین الورٰی
یا خاتما للرسل ما اعلاک
اے احمد مختار! اے زینت مخلوقات عالم
اے خاتم رسول! کوئی آپ سے بڑھ کر
نہیں

مولانا اختر رضا خان بریلوی

کرنا تھا خدا کو ہم پر آشکارا — آخری نبی ہے اس کو سب سے پیارا
کوئی بھی نبی ہو پچھلی اُمتوں کا — تم کو سب پہ سبقت یا رسول اللہ

نعرہ رسالت یا رسول اللہ

اکبر الٰہ آبادی

وہ حبیب خدا، سید المرسلیں — خاتم الانبیاء شاہِ دنیا و دیں

فیض رسول فیضان

حریم لامکاں و عالم بالا! مبارک ہو! — تمہارے پاس ختم المرسلیں تشریف لاتے ہیں

چودھری خوشی محمد ناظر

قلب مسلم کو داغ سینہ فروز — جزغم ختم انبیاء نہ ملا

وجاہت حسین وجاہت

کبھی جو وقت پڑا، ہم ثبوت دے دیں گے — یہ نقد جاں ہے فقط آخری نبی کے لیے

محمد اعظم چشتی

ھو الاول ھو الآخر ھو الظاھر ھو الباطن — مٹایا عشق نے جھگڑا مقدم اور موخر کا

راغب مراد آبادی

جس سے راغب ہوں خوش خاتم المرسلیں — ایک ہی ایسی خوبی ہو انسان میں

کوہر ملیسانی

شافع محشر، شوکت عالم ﷺ — شاہِ رسولاں، مرسل خاتم ﷺ

عارف معین بلے

ہے رسالت آپ کی ہر اک زمانے کے لیے — ہے یقیناً آج بھی دنیا کی رہبر روشنی

عزیز لودھیانوی

خاتم الانبیاء ہے لقب آپ کا — اور نبوت کا حسن و جمال آپ ہیں

صادق نسیم

تابندگیاں جس کی ازل تا بہ ابد ہیں
اس خاتم دوراں کے درخشندہ نگیں آپ

زیب ظفری لنگاہی

سورج کی ضرورت کچھ نہ پڑے اور چاند کی حاجت کچھ نہ
رہے
جب آپ سا خاتم ہستی کو تابندہ نگینہ مل جائے

ادا جعفری بدایونی

یہی حرف اوّل یہی حرف آخر
یہ تعبیر قرآں زبانِ صداقت

میاں محمد بخش

نور محمد روشن آیا آدم جدوں نہ آیا
اوّل آخر دوئے پاسے اوہو ل کھلوایا

ابو المعانی مولانا محمد غلام ربانی

وہی اوّل وہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
وہی قاسم وہی خاتم وہ ختم المرسلیں آیا

سید جمیل احمد نقوی

میری جانب بھی ہو اک نگاہِ کرم اے شفیع الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ نورِ ازل آپ شمع حرم آپ شمس الضحیٰ خاتم الانبیاء

ماہر القادری

شریعت کا ہے یہ اصرار ختم الانبیاء کہیے
محبت کا تقاضا ہے کہ محبوب خدا کہیے

سید امین گیلانی

نبی آتے رہے آخر میں نبیوں کے امام آئے
وہ دنیا میں خدا کا آخری لے کر پیام آئے

شاہ محمد سبطین شاہجہانی

شاہِ کون و مکاں، اے حبیب خدا، خاتم المرسلیں خاتم الانبیا ﷺ
تابش و طلعتِ جملہ ارض و سما، خاتم المرسلیں خاتم الانبیا ﷺ

امام احمد رضا بریلوی

فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

مفتی خلیل خان خلیل برکاتی

کہنے کو اور بھی تھے اولو العزم انبیاء
خالق نے تم کو صدر چنا بزم نور کا
مبارک ہو نبی الانبیاء تشریف لے آئے
مبارک ہو شہِ مشکل کشا تشریف لے آئے

رعنا اکبر آبادی

گُلِ معنی کھلا جب رحمۃ للعالمین آئے
مشیت تھی کہ آخر میں بہار اولیں آئے

اعجاز رحمانی

خلقت اولیں خاتم المرسلیں
آپ پہلی کرن آخری روشنی

سید ہاشم رضا

محسن انسانیت روح رواں ہر دور کے
ابتدائے آفرینش اور ختم المرسلیں

سید سلیم گیلانی

اے ختم خیل انبیاء، خیر البشر خیر الوریٰ
ہر ابتدا کی انتہا خیر البشر خیر الوریٰ

محمد حنیف الاسدی

کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا! نہیں! اُن کے بعد کوئی
نہیں

خاطر غزنوی

فرازِ عرش کے مہماں، جہاں کے والی
تمام نبیوں کے سردار و تاجدار درود

محمد حقیر فاروقی

لکھی ہے مدح میں نے عمر بھر ختم رسالت
کی
نہیں بیکار مصرع کوئی ہرگز میرے دیوان کا

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

خاتم الانبیاء سلامٌ علیک

اے شہِ دوسرا سلامٌ علیک

محسن کاکوروی

بیدار ہوئے خاتم النبیین

مہر عرفان و عزو تمکین

اک مخبر صادق البیان ہے

پیغمبر آخر الزماں ہے

عزیزالدین خاکی القادری

خالق نے اس طرح سے نبوت تمام کی کوئی نبی نہ آیا شہِ دوسرا کے بعد

مفتی اعظم محمد مصطفےٰ رضا نوری

تم ہو فتح باب نبوت تم سے ختم دور رسالت

ان کی پچھلی فضیلت والے صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیک وسلم

صلی اللہ صلی اللہ

تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن

نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو

حافظ نور محمد انور

نوید جاں فزا اہل زمیں کو دی فرشتوں نے مبارک ہو جہاں میں آج ختم المرسلیں آئے

ضیاء الحسن ضیاء

خاتم الانبیا شہِ دیں ہیں آیتیں کہہ رہی ہیں قرآن کی

فطرت قریشی

کھڑے ہیں بہر استقبال صف بستہ نبی

سارے

ہوئی تکمیل دیں جس سے وہ ختم المرسلیں آیا

نیّر حسین جوش مچھلی شہری

وہ اک تنظیم کار کائنات اول و آخر ازل کی دوش پر رکھے ہوئے سرمایہ محشر

مشتاق مبارک

ختم ہے تیری ذات پر سلسلہ پیغمبری تجھ پہ نثار جان و دل مظہر شان داوری

صفدر رام پوری

روزِ ازل تھا آپ پر صعبت حق کا خاتمہ اس لیے ذات پاک پر ختم ہوئی پیغمبری

سید فیضی

وہ صدر آخری تھے رسالت کی بزم کے کوئی نہ صدر بن سکا صدر العُلیٰ کے بعد

فضل اکبر کمال

لوگ اُس ہادی برحق کو سمجھتے جو کمال مسئلہ ختم نبوت کا نہ پیدا ہوتا

ہوش سرمدی

تصویر تحیّر ہے عالم یارائے بیاں زیبا ہی نہیں
امکانِ ثنائے ختم رُسُل لفظوں میں سما سکتا ہی
نہیں

صادق نسیم

تابندگیاں جس کی ازل تا ابد ہیں اُس ختم دوراں کے درخشندہ نگیں آپ

سبطین احمد بدایونی

حق کے انعام آخر پہ بے حد درود اب کے تمام نعمت پہ لاکھوں سلام

حافظ آفتاب وارثی

جس کی فرقت میں زمانہ کروٹیں لیتا رہا وہ نبی ختم رُسُل فخر الانام آہی گیا

اختر اویس بیگ

جب بھی چلی ہیں فرطِ حوادث کی آندھیاں ختم الرُسُل نے آکے مجھے آسرا دیا

علامہ محمد سلیم اختر فتح پوری

تجھ سا پیدا نہ ہوا اور نہ ہو گا کوئی ----- حق کی تو آخری برہان رسول عربی

رحمت اللہ شہزاد

جتنے نبی بھی آئے، پیغام دے گئے ہیں ----- سردار سب کے آقا بعد از خدا محمد

زہیر کنجاہی

نبیوں نے دی جن کی بشارت، جن پہ ہوئی تکمیل رسالت ----- ابراہیم کا حسنِ دعا ہیں علیہ السلام

ظفر علی شاہ عباسی

وہ نبیوں کا سرتاج ختم الرسل ہے ----- خدا کو ہے ہر اک سے پیارا محمد

فیض الحسن ناصر

آشنائے سُبل پیشوائے رُسُل ----- خاتم الانبیاء مصطفی مصطفی

خوشی محمد ناظر

سلام اُس پر قیامت تک نبوت جس کی جاری ہے
رہینِ منت فیضان دنیا جس کی ساری ہے
سلام اُس پر کہ بعد اس کے نبی پیدا نہیں ہوگا
کہ یہ فرض اب سپرد حاملانِ علم دیں ہو گا
مگر جھوٹی نبوت کا اگر دعویٰ کہیں ہوگا
تو اس کذاب کا یہ کذب ہی داغ جبیں ہو گا

عزیز وارثی

ستاروں نے صدا دی رحمۃ للعالمین آئے ----- شریعت کے علم بردار ختم المرسلیں آئے

ڈاکٹر ظہیر الدین علوی

جس کی نہیں مثال وہ مُرسل تمہی تو ہو ----- جو ہے خاتم انبیاء وہ مُرسل تمہی تو ہو

عنایت گورداسپوری

وہ آقا زینت عالم بھی فخر انبیاء بھی ہے ----- خدا کا آخری پیغامبر بھی دلربا بھی ہے

رشید وارثی

انبوہ انبیاء میں وہ ختم مُرسلیں ہیں
ہیں مصطفےٰ محمد، ہیں مجتبےٰ محمد (صلی علی محمد)

ختم رُسل کے اسوہ کامل کی شکل میں
تکمیل ہو گئی ہے خدا کے نظام کی

منصب ہے ترا ختم رُسل، رحمت عالم
رتبے میں سوا تجھ سے فقط ذات خدا ہے

یہ بھی تو وصفِ ختم رُسل کی دلیل ہے
تھی پشت پہ جو مہر نبوت حضور کی

سید نصیر الدین نصیر گیلانی

دنیا میں رسول انس و جاں آتے ہیں
پیغمبر آخر الزماں آتے ہیں
میلاد مناؤ اے مقدر والو!
سلطان رسولانِ جہاں آتے ہیں

جگن ناتھ کمال کرتار پوری

امین جس وحدت آئے ختم المرسلیں آئے
محمد مصطفےٰ محبوب رب العالمین آئے

پیارے لال رونق دہلوی

تم وہ ہو حق نے بنایا جن کو شاہِ انبیاء
تم وہ بالا ہے سب نبیوں میں جس کا مرتبہ

بلوان سنگھ راجا

ھو الاول، ھو الآخر کا مطلب نور احمد ہے
اسی پر ابتدا ٹھہرے اسی پر انتہا ٹھہرے

کنج بہاری لعل برق

جو محبوب خدا ٹھہرے، جو خاتم الانبیاء ٹھہرے
وہ میرے پیشوا ٹھہرے وہ میرے رہنما ٹھہرے

سردار کور بخش سنگھ مخمور جالندھری

ظلمت کدوں میں ہیں سحر نو کی تابشیں
یہ فیض ہے ولادتِ ختمی مآب کا

رانا بھگوان داس بھگوان

شانِ معراج سے بس یہ عقدہ کھلا
مرکزِ عشق ہیں خاتم الانبیاء
لا نبی بعدی ہے قول محبوب حق
ورد اسکا ہے بھگوان صبح و مسا

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

فلسفۂ ختم نبوت

مجاہد العلماء مفتی احمد میاں برکاتی

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی الہ وصحبہ

بسم اللہ الرحمن الرحیمO

انسان جب اپنے نفس سے باہر جھانکتا ہے تو اسے افق کے کناروں سے پرے غیب کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک قلزم ناپیدا کنار دکھائی دیتا ہے بلکہ وہ اپنے نفس کے اندر بھی جھانکتا ہے تو اُسے آغاز وانجام ایک پہیلی کیطرح نظر آتا ہے جسکی آخری حقیقت اسکی ظاہر بین عقل سے پوشیدہ ہے نہ صرف انسان کا عقل علم، لاعلمی سے شروع ہو کر لاعلمی پر ختم ہو جاتا ہے بلکہ انسانی عزائم اور ارادوں کی ابتدا اور انتہا بھی بے خبری سے شروع ہو کر بے خبری پر ختم ہو جاتی ہے ۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! "عرفت ربی بفسخ العزائم" ۔انسانی عزائم اور ارادوں کے ٹوٹ جانے سے مجھے پتہ چل گیا ہے کہ اس کائنات پر اصل حکمرانی انسان سے بالاتر ایک ہستی اور طاقت کی ہے۔ ؎

پھر بھی جب انسان نے بہت زور لگایا تو اندازہ ہوا کہ انسان کے علم کا آغاز ایسے حالات وکوائف کے تحت ہوتا ہے جن کی تحقیق وتفتیش وہ ایک حد سے آگے نہیں کر سکتا اور انسان کا علم ایک ایسی حد پر جا کر ختم ہو جاتا ہے جس سے آگے کے مسائل فقط انسانی جستجو سے حل نہیں ہو سکتے ۔یہ بھی دیکھا گیا کہ آغاز وانتہاء کی ان دو لاعلمیوں کے درمیان انسانی علم کی جو مختصری زندگی ہے اسکے دوران میں بھی علم کی بقاء انسانی معاشرے کی بقا کی محتاج ہے ۔جب علم سے علم ٹکرا جاتا ہے جب پیچیدہ معاشرتی مسائل کا حل معلومات سے فراہم نہیں ہوتا تو اس وقت انسان کو کائنات کی فطری ہدایات کی جانب سے رہنمائی کی حاجت ہوتی ہے جسکا پیغام صرف "نبی" دے سکتے ہیں ۔جہاں علم انسانی کی حد ختم ہو جاتی ہے وہاں سے نبوت کی سرحد شروع ہوتی ہے ۔منصب نبوت کے حاملین ہر دور میں انسانی پندار کو شکست دیتے رہے مگر انسان بھٹکتا رہا ۔یہاں تک کہ رب کائنات نے "خاتم النبیین" کی بعثت فرما کر سلسلہ نبوت وہدایت کی تکمیل کر دی۔

محمد کریم ﷺ کی ذات اقدس میں کائنات کے لیے ایک ایسا اُسوہ کاملہ وجود میں آ گیا جسکی کامل رہنمائی سے زندگی کے تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لحاظ سے حضور ﷺ کی قائدانہ صلاحیتیں اُس مقام پر ہیں کہ انسانیت اپنی تکمیل کے لیے ہر وقت انہیں ذروہ کمال پر دیکھے گی ۔بلکہ مقام نبوت کی وسعتیں ہمیشہ کے لیے انسانی ترقی کیلیے دامن کھلا رکھیں گی ۔

ہر کجا بینی جہانِ رنگ و بو   آنکہ از خاکش بروید آرزو

یا زِنور مصطفےٰ اُو را بہاست　　یا ہنوز اندر تلاش مصطفےٰ است

خلق وتقدیر وہدایت ابتدااست　　رحمت للعالمینی انتہا است

آج امکانی لحاظ سے خاتم النبیین ﷺ کی اُمت پر علم کے تمام دروازے اس طرح سے کھلے ہیں کہ شرائع سابقہ میں جن مسائل کا کوئی حل موجود نہیں وہ آج علمائے اُمت محمدی کے ذریعے حل کیے جا سکتے ہیں اس لیے کہ خاتم النبیین کی تشریف آوری سے دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور تمام مسائل ختم نبوت کی گرہ ہی اسیر ہیں۔

تاج ختم نبوت کی وجہ سے معراج والے نبی نے عقل پر ماورائے عقل کے تمام راستے کھول دیئے لیکن ان راستوں کے کھل جانے کے ساتھ یہ شرط عائد رہی کہ تمام راستے ایک دروازے سے ہو کر گزریں گے۔۔۔جس کا نام ۔۔۔توحید ہے۔۔۔اگر کسی شخص نے اپنی مختلف معلومات کو ایک۔۔۔توحید۔۔۔پر مرکز نہ کیا تو اُسکی شخصیت کے پرزے ہو کر اُسکے اعمال رائیگاں ہو جائیں گے۔۔۔جہاں علم کے لیے تمام راستے کھول کر ان کو توحید کے دروازے سے گزر یا لازمی قرار پایا۔۔۔وہاں اس دروازے کی کلید۔۔۔اقرار رسالت خاتم النبیین ﷺ قرار پائی۔۔۔ختم نبوت کے ساتھ الیوم اکملت لکم کے اعلان نے وحی کی راہ آئندہ کے لیے مسدود کر کے علم اور تحقیق کی ایسی شاہراہیں کھول دیں جن پر چل کر ہر ظاہر اور غیب موجود اور مقصود حاضر اور آخرت کے سنگم کو پل صراط کی طرح عبور کرنا ہر طالب کے لیے طریقہ ممکن۔۔۔سلوک کی مانند ممکن ہو گیا۔

خاتم النبیین ﷺ کی صفت ختم نبوت روز روشن کی طرح واضح کر رہی ہے کہ نبوت کا وہ مضمون جو نور محمدی کی تخلیق سے شروع ہوا اور مختلف عنوانات سے آگے بڑھتا رہا وہ ذات محمدی پر آ کر ختم ہو گیا اور اب نبوت پر مہر لگ گئی۔۔۔مہر لگائے جانے کے بعد مضمون نبوت ختم ہو گیا۔۔۔اعلان بھی ہو گیا۔۔۔تمثیل سے بھی سمجھا دیا۔۔۔اور شانہ اقدس پر مہر نبوت بھی لگا دی گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

"آپ کے دونوں شانوں کے درمیان خاتم نبوت تھی وھو خاتم النبیین اور خود آپ خاتم النبیین تھے"۔ ۲

قرآن کریم میں اللہ رب العزت جل جلالہ سید الانبیا ﷺ کی تعریف میں ارشاد فرماتا ہے!

"ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"۔آپ اللہ کے رسول اور تمام نبیوں میں آخری ہیں۔ ۳

اس آیت کریمہ میں رسول اکرم ﷺ کو وہ اعزاز عطا فرمایا گیا جو کسی نبی اور رسول کو نہیں ملا تھا۔ اور یہ اعزاز "ختم نبوت" ہے۔ اس اعزاز ختم نبوت میں فلسفہ یہ ہے کہ رسول اکرم کے ہر کمال کو اس وصف ختم نبوت کے پس منظر میں دیکھا

جائے تو آپ کا ہر وصف اپنے کمال پر نظر آئے گا اور اگر معاذ اللہ اسی وصف کو الگ کر دیا جائے تو آپ کے اوصاف کی کمالی حیثیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔ اور بہ نظر غائر دیکھا جائے تو آپ کے اسم ذاتی محمد سے بھی یہ نکتہ حل ہو جاتا ہے ۔۔۔ یہ بات نہایت واضح ہے کہ اس کائنات میں سے سب سے پہلے "محمد" نام آپ کا ہی رکھا گیا۔۔۔ آپ سے پہلے کسی کا نام محمد نہ تھا۔۔۔ اور آیت مذکورہ کا آغاز بھی ما کان محمد سے ہوا ہے۔۔۔ ذرا نام پاک محمد کے معنی پر غور کر لیجئے۔۔۔ نام مبارک محمد کا عام اور سادہ ترجمہ ہی کیا جاتا ہے کہ وہ ذات جسکی تعریف کی گئی۔۔۔ ترجمہ کی صحت میں کوئی شبہ نہیں۔۔۔ لیکن اس جامعیت کبریٰ ۔۔۔ برزخ کامل کے فضائل وکمالات اس سے کہیں بلند و بالا ہیں۔۔۔ خدا کے تمام نبی اسکے نزدیک موجب توصیف ہیں۔۔۔ دنیا کے حکماء۔۔۔ علماء۔۔۔ اور فاتحین۔۔۔ عام انسانوں کی نظر میں لائق مدح وستائش ہیں اسلیے اس ترجمے کی صحت کو پورے طور پر تسلیم کرتے ہوئے اور زیادہ وسعت دی جائے۔۔۔ صاحب المفردات راغب اصفہانی "محمد" کے معنی لکھتے ہیں:

"الذی اجمعت فیہ الخصال المحمودۃ" جس ذات میں تمام خصائل محمودہ جمع ہوں۔ ۲

یعنی مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسم محمد کے معنی "مجموعہ خوبی" کے ہیں لہذا اگر یوں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ نام مبارک "محمد" حضور کے نہ صرف نبی بلکہ خاتم النبیین ہونے کی دلیل بھی ہے۔۔۔ اسلیے کہ مجموعہ خوبی اور مخلوق کامل کے آگے کوئی نقطہ ہی نہیں ہے۔۔۔ اسی حالت پر کمال کلی کی انتہا اور معارف کا اختتام ہے۔۔۔ مستشرقین یورپ میں سے جن لوگوں نے رسول عربی ﷺ کی حیات وسیرت طیبہ کا مطالعہ کیا ہے۔۔۔ تنقیص کی ہزار کوششوں کے باوجود اعتراف کمال پر مجبور ہوئے۔۔۔ اس لفظ خاتم کو دو طرح پڑھا گیا ہے (تاء کے زبر کے ساتھ خاتَم اور تاء کے زیر کے ساتھ خاتِم) ۵ لیکن دونوں کے معنی ایک ہیں۔ ۱۔ یعنی آخری نبی۔۔۔ تو اس ایک آیت مبارکہ سے ہی خوب واضح ہے کہ حضور آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد نبوت کا باب بند ہو چکا ہے۔ اب کوئی نبی کسی طرح کا پیدا نہ ہوگا۔۔۔ اس آیت کی تائید میں علماء نے کم از کم سولہ آیات قرآنیہ جمع فرمائی ہیں۔ جن کی تفصیل کی اس مختصر مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔۔۔ تاہم ایک اس مفہوم کی آیت ملاحظہ فرمائیں:

"الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی" آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو مکمل کر دیا۔ ۷

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کے مکمل فرما دینے کا اعلان فرمایا ہے۔ پہلی چیز "دین" ہے دوسری چیز "نعمت" ہے۔۔۔ نعمت سے مراد ذات رسول اکرم ﷺ ہے، یا نبوت ہے، یا وحی ہے۔ ۸

گویا اب اسلام کے بعد کوئی نیا دین الٰہی قیامت تک نہ ہوگا اور حضور کے بعد کوئی شخص نبی نہیں بنایا جائیگا۔۔۔نبوت بھی ایک نعمت ہے۔۔۔اور یہ نعمت بنی اسرائیل پر باقساط نازل ہوتی رہی مگر ہم پر اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کو بھی مکمل فرما دیا اور اپنی نعمت کاملہ محمد رسول اللہ ﷺ کی صورت میں ہم کو عطا فرما دیا۔۔۔اب اگر اسکے بعد بھی ہم اپنی طرف سے نبی بنانے لگیں تو یہ قہر خداوندی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔۔۔گویا ہم نعمت خداوندی سے محرومی کا شکار نہیں بلکہ نعمت کاملہ سے مستفید ہونے کے باعث مسرور وشاداں ہیں۔"قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذلک فلیفرحوا" ۹ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت ملنے پر خوشیاں مناؤ۔

قرآن کریم کی اس نص قطعی کے علاوہ دیگر بہت سی آیات میں جن کا خلاصہ یہی ہے۔۔۔کہ حضور اکرم ﷺ چونکہ ساری مخلوق کے رسول ہیں اور سب کو کافی ہیں اور تمام اوصاف کے جامع ہیں اسلیے یہ وصف ختم نبوت بھی آپ کو ہی عطا فرمایا گیا۔پوری اُمت مسلمہ کا اس پر اجماع ہے۔

احادیث مبارکہ سے بھی فلسفہ ختم نبوت خوب واضح ہوتا ہے اور اس عنوان پر بے شمار احادیث موجود ہیں۔۔۔جن کو ایک تحریر میں جمع کرنا نہایت مشکل ہے اگر ہم حدیث کی چھ صحیح مشہور کتب سے ہی حدیثیں بیان کریں تو ایک رجسٹر تیار ہو جائے۔حدیث شفاعت میں ایک حدیث بخاری و ترمذی میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کل بروز حشر جب تمام لوگ انبیائے کرام کے پاس سے ٹھوکریں کھاتے پریشان حال آپ کے پاس آئیں گے تو کہیں گے:"انت رسول اللہ و خاتم الانبیاء"۔ ١٠ آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں۔یعنی ہم سب انبیاء کے پاس ہو کر آگئے ہیں کہیں ہماری نہ سنی گئی اور آپ آخری نبی ہیں۔۔۔اگر یہاں بھی دستگیری نہ ہو تو پھر کہاں ہوگی؟۔گویا اہل محشر کا یہ عقیدہ ہے کہ ختم نبوت کے عظیم الشان منصب کی وجہ سے حضور ﷺ شفاعت فرمانے کے زیادہ مستحق ولائق ہیں۔

خود حضور ﷺ نے مرتبہ ختم نبوت کو "وجہ فضیلت" قرار دیا چنانچہ مسلم اور ترمذی کی روایت ہے آپ نے فرمایا! مجھے اور انبیاء پر چھ فضیلتیں دی گئیں اسی میں فرمایا! "ختم بی النبیون" ١١۔۔۔مجھ سے انبیاء کو ختم کیا گیا۔

عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا!

میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا ہوا ہوں۔ ١٢ اور بے شک آدم ابھی اپنی مٹی میں تھے۔حضرت جابر کی روایت ہے:

میں قائد مرسلین ہوں اور فخر نہیں، میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ ١٣

حضور اکرم ﷺ کے جسم مقدس پر مہر نبوت کا نبوی نشان موجود تھا اور یہ وصف کسی نبی میں موجود نہ تھا۔ حضرت علی کی روایت ابھی پیچھے گزری۔ ۱۴

ختم نبوت کے الفاظ کے ساتھ ایسی حدیثیں بھی وارد ہیں جن میں اللہ کے رسول ﷺ نے انبیائے کرام کو ایک عمارت سے تشبیہ دی اور خود کو ایک اینٹ سے تشبیہ دی اور عمارت نبوت کی تکمیل اپنی ذات سے بتائی مسلم شریف میں پوری تشبیہ کے بعد یوں فرمایا! "فانا موضع اللبنة، جئت فختمت الانبیاء" اس کامل اور حسین عمارت میں جس اینٹ کی جگہ خالی تھی میں اس اینٹ کی جگہ ہوں اور میں نے انبیاء کو ختم کیا۔ ۱۵

اس معنی اور مفہوم کے لیے بہت سے صحابہ کرام کے لفظ لا نبی بعدی ۱۶ (میرے بعد کوئی نبی نہیں) آیا ہے اس میں لفظ لا وہی ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ میں ہے۔ یعنی جس طرح اللہ کے سوا کسی کیلیے کسی قسم کی الوہیت ماننا شرک ہے اسی طرح ختمی مرتبت کے بعد کسی کیلیئے کسی قسم کی نبوت ماننا کفر، ضلالت اور ارتداد محض ہے لا نبی بعدی کے معنی یہی ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اور خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے۔ ۱۷

ایک روایت یوں ہے کہ لا نبوۃ بعدی۔ ۱۸ (میرے بعد کوئی نبوت نہیں)۔ ختم نبوت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ لوگ میرے بعد دعویٰ نبوت و رسالت کریں گے لیکن وہ سب جھوٹے ہوں گے۔ "فاحذروھم" "ان سے بچنا۔ ۱۹

اسی مفہوم کے لیے حدیث میں ایک لفظ "عاقب" بھی آیا ہے۔ جسکے معنی ہیں سب سے آخر میں آنے والا آپ نے فرمایا وانا العاقب۔ ۲۰ اور میں سب سے پیچھے آنے والا ہوں۔

ختم نبوت کے معنی، نبوت کے چلے جانے کے بھی ہیں۔ احادیث میں اس لفظ کی بھی تصریح ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا! "لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا وما المبشرات؟ قال الرویاء الصالحة"۔ ۲۱

نہیں باقی نبوت سے مگر بشارتیں لوگوں نے عرض کی مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا! اچھے خواب۔

حضرت ابن عباس کی روایت یوں ہے!

لوگو! نبوت کی بشارتوں سے صرف سچے خواب رہ گئے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا مسلمان کیلئے دیکھا جائے۔ ۲۲

ایک روایت میں یوں ہے!

"رویاء من المومن جزاء من ستة واربعین جزاء من النبوۃ"۔ ۲۳ "مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں

حصہ ہے۔

ان کے علاوہ وہ تمام آیات جن میں حضور اکرم ﷺ کی رسالت کا عام ہونا اور قیامت تک نافذ رہنا معلوم ہوتا ہے، بڑی صراحت سے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے پر دلالت کرتی ہیں کیونکہ آپ کی رسالت کا عام ہونا اور اسکا قیامت اور بعد قیامت بھی شفیع محشر بن کر جاری رہنا آپ کی ایک خصوصیت ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانیوالی ہے

اب اگر آپ کے بعد بھی نبی بنائے جاتے رہے خواہ ظلی خواہ بروزی تو آپ کی یہ خصوصیت جو نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے۔ظاہر ہے باطل ہو جاتی ہے۔فلسفہ ختم نبوت کو ڈاکٹر محمد اقبال نے بھی خوب واضح کیا ہے اور عقیدہ خاتمیت کے صدقے اُمت کو مقام خویش سے کیسا آگاہ کیا ہے۔اقبال نے آخری نبی ہونے کی خصوصیت کو آخری اُمت کے ساتھ اسطرح پیوست کیا ہے:

پس خدا برما شریعت ختم کرد بر رسول ما رسالت ختم کرد
خدا نے ہم پر شریعت ختم کی اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کی

———

رونق از ما محفل ایام را او رسل را ختم کرد ما اقوام را
ہمارے دم قدم سے جہان میں رونق ہے آپ نے رسولوں کو ختم کیا اور ہم نے قوموں کو

———

خدمت ساقی گری باما گزاشت داد مارا آخریں جامے کہ داشت
ساقی گری کی خدمت اس نے ہمارے سپرد کی اور جو آخری جام تھا وہ ہمیں دیدیا

———

لا نبی بعدی ز احسان خداست پردۂ ناموس دین مصطفٰے است
میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا(حدیث) خدا کے احسانات میں سے ایک ہے اور اس سے دین مصطفٰے کی عزت کا بھرم قائم ہے ع

آبروئے ما زنام مصطفےٰ است

قوم را سرمایۂ قوت ازو حفظ سر وحدت ملت ازو

اس سے قوم کو قوت کی دولت ملی اور ملت کی وحدت اور یگانگت کا راز بھی یہی ہے

حکیم الامۃ ڈاکٹر محمد اقبال نے ان اشعار میں جو نکتے بیان کیے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے لائق ہیں۔ ہمارے نبی آخر الزماں ﷺ کا خاتم النبیین ہونا خود ہمارے لیے باعث فخر و فرحت ہے۔

حضرت خواجہ بختیار کاکی علیہ الرحمہ بھی ختم نبوت کے فلسفہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

گرچہ بصورت آمدی بعد از ہمہ پیغمبراں اما بمعنی بودہ سرخیل جملہ انبیاء

ڈاکٹر اقبال اسی مفہوم کو دوسری جگہ یوں بیان کرتے ہیں:

وہ دانائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے غبارِ راہ کو بخشا فروغ وادیٔ سینا

نگاہ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

اقبال کہتے ہیں کہ وہ محمد مصطفےٰ ﷺ جو ھو الاول والآخر [۲۲] کا ظہور اور جلوہ ہیں ان کی اولیت تو تخلیق نور محمدی سے خوب ظاہر ہے۔ جبکہ ختم نبوت ان کے آخر ہونے کا مظہر ہے۔

سکندر لکھنوی مرحوم فلسفہ ختم نبوت پر یوں گویا ہیں۔

وہی ہیں افضل و اشرف وہی ہیں ختم رُسل شرف ان ہی کو ملا منصب امامت کا

ہر اک کمال ہوا ختم ذات والا پر رسول بن کے بڑھایا شرف رسالت کا

اُن ہی کے قلب پہ نازل ہوا قرآن مبین ہوا انہیں پہ مکمل یہ دین فطرت کا

ہوئی ہے ختم نبوت حبیب خالق پر چلے گا کام ولایت سے اب رسالت کا

کیا ہے خاتم پیغمبراں انہیں رب نے اُنہی پہ ختم ہوا سلسلہ رسالت کا

وہ شخص کاذب و مرتد ہے از روئے قرآں اب ان کے بعد جو دعویٰ کرے نبوت کا

آخری نکتہ:

ختم نبوت کا ایک فلسفہ یہ ہے کہ چونکہ اب باب نبوت بند فرما دیا گیا اور کوئی نبی نہیں آئیں گے تو اب ولایت کا دروازہ کھول دیا گیا اگر باب نبوت بند نہ ہوتا تو فتح باب ولایت کیونکر ہوتا؟ ضرورت رحمت خداوندی تھی اور تقاضائے رحمت للعالمینی تھا کہ عام اُمتیوں میں سے بعض کو خصوصیات سے نوازا جاتا تو باب کرم اسطرح کھلا کہ ولایت کا دروازہ کھول دیا گیا اور تقسیم ولایت شروع کر دی گئی تمام اصحاب نبی ﷺ رضوان اللہ علیہم مقام ولایت سے سرفراز فرمائے گئے اور تقسیم ولایت کا کام حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد فرما کر مولائے کائنات شیر خدا کو بادشاہ ولایت بنا دیا گیا اور پھر اس دروازے سے ایسے ایسے پھول مہکے جن سے آج بھی گلشن کائنات مہک رہا ہے اور اس چمنستان کرم کے پھول ہر گوشہ کو مہکا رہے ہیں۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی زہرا ہوں کلی جس میں حسین اور حسن پھول ۲۵

قرآن وحدیث کے علاوہ ختم نبوت کا عقیدہ نبی مکرم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ کے لیے قدیم ۔۔۔ ہندو ۔۔۔ وید ۔۔۔ پران اور سنتوں کی بانیوں میں بھی ملتا ہے چنانچہ اٹھارہ پرانوں میں سے ایک پران ہے جس میں وید ویاس جی نے اس گفتگو کو جو کاک بھشنڈ جی نے گڑ رجی سے بزبان سنسکرت کی تھی نقل کیا ہے اور تلسی داس جی نے ہندی میں اسکا ترجمہ کیا ہے ۔ اسکے بارھویں اسکند چھٹے کانڈ میں ہے کہ!

تشریح: جسکی قدرت سے عجائب وغرائب کا ظہور ہوگا اور وہی اللہ کے ولی قائم ہو جائیں گے اشارہ اسطرف ہے کہ وہ ہمیشہ کے لیے ہوں گے اور سب کے لیے ہوں گے یعنی خاتم النبیین رحمۃ اللعالمین ہوں گے۔ بھوشن اتران میں یوں ہے!

کُل جگ میں "سرب اُتما" پیدا ہوں گے اسی میں یہ ہے کہ محمد (ﷺ) نام ہوگا۔ اخیر زمانے میں تشریف لائیں گے۔ خاتم النبیین ہوں گے۔ بہ حساب ابجد "اُتما" اور "محمد" کے اعداد ۹۲ ہیں۔

کلکی پران نامی کتاب میں یوں ہے صفحہ ۱۲ پر کہ! کلکی اوتار کے تین بھائی ہوں گے ۱۔ کوی ۲۔ سمت ۳۔ پراک۔ کوی بمعنی بہت بڑی عقل والے یعنی عقیل اور سمت بمعنی بہت بڑے علم والے یعنی جعفر اور پراک بمعنی بہت بڑے مرتبے والے یعنی علی۔ مطلب یہ ہوا کہ نبی آخر الزماں خاتم النبیین ﷺ کے تین بھائی بنام عقیل، جعفر طیار و علی مرتضیٰ ہوں گے۔ ۲۶

غرضیکہ ختم نبوت کی برکات وثمرات بے شمار ہیں جن میں سے چند اوپر مذکور ہوئیں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

ماخذ

۱)بحوالہ استقامت محمد عربی نمبر ص ۶۸۲ مطبوعہ برکاتی پبلشرز کراچی ۱۹۸۸ء

۲) شمائل ص ۵۶۷

۳) آیت ۴۰ سورۃ الاحزاب پارہ ۲۲

۴) صاحب المفردات ابوالقاسم حسین بن المفضل راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) استقامت ص ۵۳۹

۵) تفسیر ابن جریر ص ۱۱ ج ۲۲

۶) تفسیرات احمدیہ زیر آیت مذکورہ

۷) آیت ۳ سورۃ المائدہ پارہ ۶

۸) تفسیر ازہری بحوالہ ترجمان اہل سنت کراچی شمارہ اگست ستمبر ۱۹۷۲ء

۹) آیت ۵۸ سورۃ یونس پارہ ۱۱

۱۰) بخاری شریف ص ۶۸۵، ج ۲ ترمذی شریف ص ۳۵۱

۱۱) مسلم ص ۱۹۹ ج ۱ ترمذی ص ۲۳۳ باب ماجاء فی القیمۃ

۱۲) مشکوۃ شریف ص ۵۱۳

۱۳) داری ص ۳۱ ج ۱ مطبوعہ مصر مشکوۃ ص ۵۱۲

۱۴) شمائل ص ۵۶۷

۱۵) مسلم شریف ص ۲۴۸ ج ۱

۱۶) بخاری شریف ص ۳۹۱ ج ۱

۱۷) مسلم شریف ص ۱۲۶ ج ۲

۱۸) مسلم ص ۲۷۸ ج ۲ ترمذی ص ۳۹۱ ج ۱

۱۹) مسلم ص ۱۲۰، ص ۳۹۶ ج ۲

۲۰) بخاری ص ۵۰۱ ج ۱، شمائل ترمذی ص ۵۹۷

۲۱) بخاری ص ۱۰۳۵ ج ۲

۲۲) مسلم ص ۱۹۱ ج ۱

۲۳) ترمذی ص ۳۳۱

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۲۴) آیت ۳ سورۃ الحدید پارہ ۲۷

۲۵) حدائق بخشش امام احمد رضا مطبوعہ لاہور

۲۶) استقامت محمد عربی نمبر ص ۸۰ ۱۹۸۷ء

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

شاہکار ختم رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر محمد اکرم رضا

شہ دیں ، نورِ ایمان ، زینت ختم رسالت ہیں
حبیب دوجہاں ختم الرسل اعزاز فطرت ہیں
ازل تا ابد ہیں آپ کے انوار کے چرچے
شفیع دوجہاں ہیں شوکت بزم رسالت ہیں
خدا نے تاج بخشا آپ کو ختم رسالت کا
حضور پاک ہی تو کشور ملک نبوت ہیں
دلوں کو آپ ہی کے نام سے تسکین ملتی ہے
مسلماں کے لیے اک آپ ہی نور ہدایت ہیں
خبیب و زید و یاسر ہوں یا علم الدین غازی ہوں
شہ کونین پہ کٹ کر یہ اعزاز ۔ شہادت ہیں
نبی پاک پہ مٹنا ہی اصل زندگانی ہے
جنہوں نے پالیا یہ راز وہ جانِ صداقت ہیں
خدا نے جان دی ختم رسل پہ سر کٹانے کو
رضا ہم تو اسی جذبے سے حقدارِ شفاعت ہیں
سدا اسم محمد کے اجالوں سے ہوں دل روشن
اسی اک نام کے صدقے میں ہم زندہ سلامت ہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

قطعہ تاریخ طباعت خوب کردار ماہنامہ الحقیقہ

1429ھ فکر باکمال سید صابر حسین شاہ بخاری 2008ء

سید عارف محمود مجور رضوی

حفظِ ناموسِ مقامِ مصطفیٰ ۔۔۔ باعث آبادیٔ اعمال ہے
خاتمِ دورِ رسالت ، بالیقین ۔۔۔ رب کا پیارا، آمنہ کا لال ہے
شک ذرا اس میں نہیں کرنا روا ۔۔۔ سوچ یہ ایماں کرے کنگال ہے
منکرِ ختمِ نبوت جو بھی ہو ۔۔۔ واقعی بد بخت ہے بدحال ہے
قادیانی پر ہوں سب کی لعنتیں ۔۔۔ سرتاپا کذاب یہ دجال ہے
یہ معاذ اللہ کہے خود کو نبی ۔۔۔ کفر یہ ہر ایک اس کی چال ہے
کاشتہ پودا ہے یہ طاغوت کا ۔۔۔ انگلشی سرکار کا دلال ہے
راندۂ دارین مرزا ہو گیا ۔۔۔ موت پائی اس نے حسبِ حال ہے
رد و تردید غلامِ قادیاں ۔۔۔ سُنّیوں کے شاملِ احوال ہے
خوب یہ محبوب ان کا مشغلہ ۔۔۔ دشمنانِ دین کا ابطال ہے
کام ہے احقاقِ حق سے ان کو بس ۔۔۔ کیا مثالی ان کا استقلال ہے
جب بھی آیا وقت تو اسلاف نے ۔۔۔ حل کیا جرأت سے ہر اشکال ہے
آج بھی ہے سلسلہ جاری یہی ۔۔۔ آج بھی ان کی پرانی چال ہے
حرمتِ سرکار کی تقدیس کی ۔۔۔ ہر کوئی سُنّی بنا اک ڈھال ہے
خاص نمبر "الحقیقہ" کا بجا ۔۔۔ خوب سعیِ صابر خوشحال ہے
اک صدی میں جو ہوئی ہیں کاوشیں ۔۔۔ اُن کی تفصیلات کا اجمال ہے
کس طرح مرزا ہوا رسوا و خوار؟ ۔۔۔ کس طرح مرزا ہوا پامال ہے؟
کفرِ مرزا کس نے ثابت ہے کیا؟ ۔۔۔ کس نے توڑا سازشوں کا جال ہے؟

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کس نے کی مردود کی مٹی پلید؟   کس نے مرزا کو کیا بے حال ہے؟
معرکے جو سر کیے اسلاف نے   اُن کی تشریحات پہ یہ دال ہے
"الحقیقہ" کا خصوصی یہ شیوع   شانِ ماضی آبروئے حال ہے
الغرض یہ خاص نمبر ، مرحبا   کیہ اشاعت کا بجا مجبور تو
ایک دستاویز یک صد سال ہے   "شہرۂ ختم نبوت" سال ہے

2008ء

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

غازیِ ختم نبوت مولانا عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

سید عارف محمود مجہور رضوی

1

اللہ اللہ دینِ حق کی آبرو	غازیِ ختم نبوت، ضیغم اسلام تھا
مردِ غازی، مردِ حق، مردِ خدا	بالیقیں قدرت کا اک انعام تھا

2

عزم و ہمت کا بجا تھا تاجدار	استقامت کا تھا وہ کوہِ وقار
اپنے قول و فعل سے ثابت کیا	خود کو محبوبِ خدا کا جاں نثار

3

غازیِ ختم نبوت، مردِ حق	آج بھی تجھ پر جہاں کو فخر ہے
جرأت و مردانگی کی سلطنت	حق نے کی کیا واہ تیری نذر ہے

4

جان کو رکھ کر ہتھیلی پر چلا	حرمتِ سرکار کی شہراہ پر
کوئی بھی نہ چال باطل کی ہوئی	کارگر، اس مردِ حق آگاہ پر

5

دار کو چوما بنامِ مصطفےٰ	عزت و توقیر بخشی جیل کو
غازیِ ختمِ نبوت کے سبب	مل گئی اکسیر دیں کی بیل کو

6

اہلِ سنت کی بڑھائی آبرو	لاج رکھی ہے رسن اور دار کی
طنطنہ تجھ سے شجاعت کو ملا	شان ہے تو جرأتِ اظہار کی

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

7

زندگی بھر ہے رہا پیشِ نظر   عظمتِ ختمِ نبوت کا فروغ
تیرا ہم پایہ نہیں کوئی کہیں   کچھ نہیں اس میں ذرا سا بھی دروغ

8

قادیانی کا کیا بند ناطقہ   کی سدا تردید ہے مردود کی
تیری تربت پر ہوں رب کی رحمتیں   راہ تو نے کفر کی مسدود کی

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

قطعہ تاریخ اشاعت

ماہنامہ الحقیقہ تحفظ ختم نبوت نمبر

صاحبزادہ پیر فیض الامین فاروقی سیالوی (ایم اے)

اہل سنت کا موقر ہے جریدہ الحقیقت — سب مضامین اسکے ہوتے ہیں نہایت پُر
سیدِ عالی نسب صابر حسین اس کے مدیر — بصیرت
لے کے ہیں اس مرتبہ آئے اسکا خاص نمبر — پیکرِ اخلاص و الفت باشعور و ذی فراست
اس کی ہر نظم ونثر ہے لائق صد داد و تحسین — ہے عیاں جس سے مقامِ صاحبِ ختمِ نبوت
ہوں گے اسکو دیکھ کر شاداں و فرحاں اہل ایماں — کاشفِ اسرار و حکمت، داعیِ حق و صداقت
مسئلہ ختمِ نبوت کا نص قطعی سے ثابت — منہ چھپائے گی لعینِ قادیانی کی ذریت
عظمتِ خیر البشر کا جو نہیں ہے دل سے قائل — جو کرے انکار اسکا ہے سراپا وہ ضلالت
ایک کاوش ہے اچھوتی، الحقیقہ کا یہ نمبر — روزِ محشر وہ اٹھائے گا یقیناً بارِ ذلت
شاہ جی کا ہے یہ احساں ملتِ اسلامیہ پر — ایسے لٹریچر کی تھی اس دور میں بے حد ضرورت
دہر میں حاصل فروغ ان سے ہے افکارِ رضا کو — آپ کو رکھے خدا تا دیر دنیا میں سلامت
فنِ تحقیق و رسا میں ہے میسر ان کو سبقت

فکر جب سالِ اشاعت کی ہوئی فیض الامیں کو
ہاتفِ غیبی پکارا "نقشِ رنگیں الحقیقت"

۱۴۲۹ھ

WWW.NAFSEISLAM.COM

کوئی ان کے بعد نبی ہوا؟

محمد حنیف الاسعد

کوئی ان کے بعد نبی ہوا ؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کوئی ایسی ذات ہمہ صفت! کوئی ایسا نور ہمہ جہت؟
کوئی مصطفیٰ کوئی مجتبیٰ ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
بجز اُن کے رحمت ہر زماں ، کوئی اور ہو تو بتایئے
نہیں اُن سے پہلے کوئی نہ تھا ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کسی ایسی ذات کا نام لو ، جو امیں بھی ہو جو اماں بھی ہو
ہے مرے یقیں کا فیصلہ ، نہیں! اُن کے بعدکوئی نہیں
یہ نگار خانہ ء روز و شب ، اسی مبتدا کی خبر ہے سب
مگر ایسا جلوہ حق نما نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
یہ سوال تھا کوئی اور بھی ہے گناہ گاروں کا آسرا
تو رُواں رُواں یہ پکار اٹھا ، نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
وہ قدم اُٹھے تو بیک قدم ، ہمہ کائنات تھی زیرپا
یہ بلندیاں کوئی چھو سکا ؟ نہیں! !اُن کے بعد کوئی نہیں
کوئی ان کے بعد نبی ہوا ؟ نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں
کہ خدا نے خود بھی تو کہہ دیا نہیں! اُن کے بعد کوئی نہیں

WWW.NAFSEISLAM.COM

مقام ختم نبوت پہ جان بھی قربان

امیر البیان میر حسّان الحیدری سہروردی

نظام ختم نبوت پہ جان بھی قربان   مقام ختم نبوت پہ جان بھی قربان
وہ سب نبیوں کے اصل الاصول وخاتم ہیں   امام ختم نبوت پہ جان بھی قربان
وہی ہیں خاتم ختم نبوت و صادق   ختام ختم نبوت پہ جان بھی قربان
وما محمد الا رسول له الخاتم   کلام ختم نبوت پہ جان بھی قربان
نہیں ہے بعد میرے کوئی اور نبی!   پیام ختم نبوت پہ جان بھی قربان
جہاد ختم نبوت جہاد ابدی ہے   حسامِ ختم نبوت پہ جان بھی قربان
جہاد اوّل صدیق پر کسے ہے کلام؟   حُسامِ ختم نبوت پہ جان بھی قربان
وہ علم دین ہو کہ غازی رشید اور قیوم   غلام ختم نبوت پہ جان بھی قربان
یہ سلسلہ ہے ازل سے ابد تلک جاری   زمامِ ختم نبوت پہ جان بھی قربان

بس اک دعا ہے اور ایک آرزو حسّان
ہو نامِ ختم نبوت پہ جان بھی قربان

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

ہر نبوت کا ہے اُن پر اختتام

امیر البیان میر حسّانُ الحیدری سہروردی

ہیں وہی خیر الرُّسل خیر الانام ہر نبوت کا ہے ان پر اختتام
آپکا رتبہ ہے ختمی مرتبت لکھ دیا ہے رب نے خود ختمت تمام
وہ نبی اوّلیں نُور اِزل لے کے آئے آخری جامع پیام
قاطعِ برہان باطل آپ ہیں آپ ہیں تیغ نبوت کی نیام
خاتم ختم نبوت آپ ہیں قبلۂ آخر ہے جوں بیت الحرام
ہیں وہ فخر اوّلیں و آخریں سب نبی ان کے سلامی والسّلام
کاذب و دجّال خاک قادیاں شاتمِ ملت ہے اور بے ننگ و نام
ہو نہیں سکتا کوئی اسکا مثیل جس کا سایہ تک نہیں بالالتزام
دشمن ختم نبوت مٹ گئے مدعی سارے ہیں بے نیل مرام
کیا کہیں اب جھوٹے دجّالوں سے ہم لا حدیث و لا دلیل والا کلام
آپ ہیں دیباچہ تخلیق کن آپ پر وحی و رسالت ہے تمام
جامع ذات و صفات حق ہیں آپ قلبک یقظان عینک لا ینام
چشمۂ صافی نبوت آپ کی کوئی بھی خالی گیا نہ تشنہ کام
رُشدی شیطاں ہو یا مرزا لئیم ہیں خرِ دجّال خنگ بے لگام
سید صابر بخاری زندہ باد عاشق ختم نبوت خوش کلام
دی ہے ترتیب اِک کتاب لاجواب خوب ہے تدوین کا بھی اہتمام
کام جو ختم نبوت پر کرے تا قیامت وہ رہے گا شادکام
ہے گدائے کوچۂ ختم الرُّسل حضرت حسّان کا ادنیٰ غلام
خانقاہِ خطۂ بُرھان شریف اے خدا قائم رکھ اسکو تا قیام

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تاریخی قطع

انتخاب علی کمال شاہ

"زیرک، جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب"

۲۰ عیسوی ۰۸

"مدیر اعلیٰ، مرقعِ انوار ماہ نامہ الحقیقہ"

۱۴ ہجری ۲۹

"آپ کا باسعادت مکتوب اشارہ جنوری کو ملا"

۲۰ عیسوی ۰۸

"گنجینۂ ختم نبوت نمبر کے لئے"

۲۰ عیسوی ۰۸

"حسبِ ارشاد صناعیٔ تاریخ"

۲۰ عیسوی ۰۸

"پیشِ خدمت نازہے"

۱۴ ہجری ۲۹

"گر باعزت قبول افتد زہے عزّ و شرف"

۲۰ عیسوی ۰۸

"مکمل تاریخی جملہ"

۱۴ ہجری ۲۹

"تحویل در صنعت مخمس"

۲۰ عیسوی ۰۸

۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸
۲۰۰۸	المرسلین ۴۲۱	سید ۷۴	نبوت ۴۵۸	خاتم ۱۰۴۱	وجہ ۱۴	۲۰۰۸
۲۰۰۸	شمس جہاں ۴۵۹	مخبر صادق ۱۰۳۷	وہاج ۱۵	منبع کرم ۴۲۲	داعی ۷۵	۲۰۰۸
۲۰۰۸	زہد ۱۶	قرب سبحان ۴۲۳	احمد پاک ۷۶	مجتبیٰ ۴۵۵	ظلِ حق ۱۰۳۸	۲۰۰۸
۲۰۰۸	واللہ ۷۲	یا کردگار ۴۵۶	آگاہِ غیب ۱۰۳۹	باحجاب ۱۷	معدنِ کرم ۴۲۴	۲۰۰۸
۲۰۰۸	آفتابِ روشن ۱۰۴۰	زبدہ ۱۸	سرمایۂ عدل ۴۲۰	جلیل ۷۳	شاہِ دوعالم ۴۵۷	۲۰۰۸
۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸

"ہر طرف سے واضح دو ہزار آٹھ"

۲۰ عیسوی ۰۸

"فدوی سید انتخاب علی کمال"

۲۹

"اسمِ اعظم خط کی ہر سطر حامل ..."

ہجری ۲۹ ۱۴

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

صاحبانِ علم و مطالعہ تو یقیناً واقف ہی ہوں گے۔ عام قارئین کیلئے عرض ہے کہ اس نوعیت کی سب سے پہلی تاریخ

تاریخیہ :- شاعر میر شیر علی، قانع تتوی (صاحبِ مقالات الشعراء نے ۱۱۶۸ ہجری (مطابق ۱۷۵۴ عیسوی) میں کہی تھ

محفوظ نہیں۔ دوسری بار اس نوعیت کی تاریخ مدّاح تتوی (غلام علی ابن محمد محسن نے ۱۱۶۸ ہجری ہی میں کہی تھی۔ اس کے بعد ایک سو

میں ملتی۔ تیسری تاریخ جویا مراد آبادی (میر محمد علی ابن حکیم سید نجف علی)۔ (صاحبِ سرودِ غیبی) نے ۱۲۸۸ ہجری (مطاب

ان کے نو سال بعد امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت احمد رضا خان، فاضل بریلوی (صاحبِ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن و فتاویٰ رضویہ وغیر

پانچویں تاریخ سید ابو الحسن حافظیاں مشہدی (صاحبِ بوستانِ محفوظ) نے ۱۳۵۹ ہجری (مطابق ۱۹۴۰ عیسوی) میں کہی۔ چ

۔ مہر تقوی سجے پوری، (سید خورشید علی ابن سید انور علی شاد سجے پوری علیہ الرحمہ) صاحبِ تذکرۂ درفشاں نے ۱۳۷۷ ہجری (م

تویں تاریخ راقم الحروف، بیج مداں نے ۲۰۰۸ عیسوی (مطابق ۱۴۲۸ ہجری) عیسوی سال نو کی آمد پر، آٹھویں غالب دہلوی کی ایک

قعہ اور نویں فتنۂ قادیان کے خلافت کی صد سالہ سالگرہ پر کہنے کی جسارت کی ہے۔ بہت کوشش کی کہ کوئی مصرعہ ہو جائے مگر ا

سے کامیاب نہ ہو سکا۔ لہٰذا یہی تاریخی فقرہ فنِ تاریخ گوئی کے قارئین کے اعلیٰ ذوق کی نذر ہے۔ گر قبول افتد زہے عز و ش

(انتخاب علی کمال ۲۴ جنوری ۲۰۰۸ ع

"استعانت در صنعتِ مربع"

۲۰۰۸ عیسوی

"تاریخی بہار"

۱۴۲۹ ہجری

۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸
۲۰۰۸	منبر ۲۹۲	نبوّت ۳۵۸	ختم ۱۰۴۰	حقیق ۲۱۸	۲۰۰۸
۲۰۰۸	غیب آگاہ ۱۰۳۹	والا مقام ۲۱۹	سلطانِ عالم ۲۹۱	قاسمِ انوار ۴۵۹	۲۰۰۸
۲۰۰۸	صدق گو ۲۲۰	ذی المکارم ۱۰۴۲	یا کردگار ۴۵۶	مقصودِ کل ۲۹۰	۲۰۰۸
۲۰۰۸	شاہِ دو عالم ۴۵۷	جنابِ کبریا ۲۸۹	صاحبِ جہاں ۲۲۱	خاتم ۱۰۴۱	۲۰۰۸
۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸	۲۰۰۸

"ہر چار خانوں کا مجموعۂ عدد دو ہزار آٹھ"

۲۰۰۸ عیسوی

دارِ توضیح :- مندرجہ بالا مربع میں ۴ در ۴ سولہ خانے ہیں۔ ہر خانے میں ایک مادۂ تاریخ درج ہے جس کے ابجدی ا

۱۴۲۹ ہجری

کوئی چار مادہ ہائے تاریخ کو سطر وار جمع کرنے سے اس مربع میں بھی سابقہ مخمس کی طرح ۲۰۰۸ برآمد

"از اکمال سید انتخاب علی کمال"

۱۴۲۹ ہجری

خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری

ہیں حبیب خدا خاتم الانبیاء　　سید الانبیاء خاتم الانبیاء
آفتاب ولیٰ خاتم الانبیاء　　مصطفیٰ مجتبیٰ خاتم الانبیاء
اولیں، آخریں خاتم ہر نبی　　مالک دوسرا خاتم الانبیاء
سید المرسلیں، رحمت عالمیں　　نور ذات خدا خاتم الانبیاء
آپ شمس الضحیٰ آپ بدر الدجیٰ　　آپ خیر الوریٰ خاتم الانبیاء
آپ پر عرش اعلیٰ سے دائم درود　　بھیجتا ہے خدا خاتم الانبیاء
ہیں تمام انبیاء اصفیاء اتقیاء　　تیرے مدحت سرا خاتم الانبیاء
زاہد و پارسا بے نواؤں کے ہیں　　آپ حاجت روا خاتم الانبیاء
ہیں ترے وصف انجیل و تورات میں　　مصحفِ حق نما خاتم الانبیاء
جھوٹے دعوے نبوت کے ہو گئے　　میں ہوں خاتم کہا خاتم الانبیاء
بہت　　یا حبیب خدا خاتم الانبیاء
تیرے صدقے میں کون و مکاں ہیں　　سر عرش علیٰ خاتم الانبیاء
بنے　　چاہے تیری رضا خاتم الانبیاء
شب اسریٰ ہیں پیش خدائے کریم　　کیجئے کچھ عطا خاتم الانبیاء
ہیں رضائے جو رب دو جہاں رب مگر　　میرے مشکل کشا خاتم الانبیاء
تیرے در کے بھکاری ہیں شاہ و گدا
للہ چشم کرم مجھ پہ چشم کرم

تابش بے نوا کی ہے یہ التجا
لو مدینہ بلا خاتم الانبیاء

WWW.NAFSEISLAM.COM

نعت بحضور خاتم الانبیا ﷺ

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم

آپ کی ہر ادا میں کرم بے بہا ،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
کون ہے آپ جیسا کوئی خوش ادا،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
آپ آئے تو سب گلستاں کھل گئے ،خلق کو نور کے راستے مل گئے
آپ کی ذات میں خوشبوئے دلربا،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
آپ جیسا درخشاں جبیں کون ہے؟ آپ جیسا جہاں میں حسیں کون ہے؟
آپ کو دیکھ کر قدسیوں نے کہا!خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
میں ہوں اپنے خدا کا حقیقی نبی،بعد میرے نہ ہوگا پیمبر کوئی
آپ کا نوری فرمان ہے یہ بجا،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
آپ کی ذات خالق کی محبوب ہے،آپ کو رنگ ِسیرت ملا خوب ہے
آپ کی ہر رضا میں ہے رب کی رضا ،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
آپ سے پہلے جگ میں شب تار تھی،ہر طرف کفر وظلمت کی یلغار تھی
آپ آئے تو جگ ہو گیا خوشنما،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
آپ کا ساری دنیا پہ احسان ہے،آپ پہ ہر گھڑی لطفِ یزدان ہے
آپ کی ہر ضیا میں ہے رب کی ضیا،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء
آپ کی مہر سے قلب انجم دُھلا،آپ نے کر دیا زندگی کو ہرا
آپ کی ہر عطا میں ہے رب کی عطا،خاتم الانبیاء خاتم الانبیاء

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ظفر علی خان کے شعر کی

﴿تضمین﴾

غلام مصطفیٰ مجددی (ایم اے)

قادیانی دہر میں ناشاد ہو جانے لگے
دامنِ حق چھوڑ کر برباد ہو جانے لگے

حالِ نامردی میں کام آیا کوئی مردِ بروز
مرزا جی بھی صاحب اولاد ہو جانے لگے

ٹی چی ہٹی چی نے نکالی ڈھینچوں ڈھینچوں کی صدا
جب اُسے شیطاں کی امداد ہو جانے لگے

دیکھیے ختم نبوت کی غلامی کا صلہ
ہم سے مردہ باد زندہ باد ہو جانے لگے

جن کی آنکھوں میں حیا ہے سرورِ لولاک کی
وہ خدا کے فضل سے آباد ہو جانے لگے

منکر ختم نبوت ہو گئے اہل قادیاں
اپنے وقتوں کے ثمود و عاد ہو جانے لگے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

توحید ہے پھر ختم نبوت کا عقیدہ

علامہ حافظ پیر بخش چشتی تونسوی

اللہ نے جسے نور(۱) کے فیضان سے چنا تھا اول بھی وہی تھا وہی خاتم بھی بنا تھا
آدم کی کھلی آنکھ تو ہر(۲) شے پہ پڑھا تھا اللہ کے بعد اسم(۳) محمد ہی لکھا تھا
آدم وہی نام وسیلہ بھی رہا تھا مقبول ہوئی توبہ حدیثوں(۴) میں پڑھا تھا
پھر اسکو براہیم نے اللہ سے(۵) مانگا کعبے کو بنا کر جو دعا مانگ رہا تھا
اللہ نے اسی نسل میں پھر اسکو ہے بھیجا جب پشت ذبیح اللہ(۶) سے شجرہ وہ چلا تھا
موسیٰ نے جو تورات میں اوصاف(۷) کو پایا الفت میں محمد کے گرفتار ہوا تھا
بولے مجھے یارب اسی اُمت میں ہی کردے تو نے جسے یہ مرتبہ اعلیٰ دیا تھا
داؤد و سلیماں بھی(۸) اسی ذوق میں رہتے گیت اسکا بھی خود غزل غزلاں میں پڑھا تھا

عیسیٰ نے بشارت دی کہ(۹) من بعد اسمہ احمد
تورات میں انجیل میں ہر وصف لکھا تھا

قرآن نے گواہی(۱۰) دی کہ خاتم ہیں محمد بے مثل سے بے مثل کو تمغہ یہ ملا تھا
اُمت سے یہ فرمایا کہ(۱۱) لا نبی بعدی وحی کی جو زباں ترجماں تھی اس سے کہا تھا
اُمت پہ جب آجائیگا اک وقت(۱۲) بہت اُمت کو مداوا کا بھی پہلے سے پتہ تھا
سخت عیسیٰ کو بھی(۱۳) اللہ نے زندہ ہی رکھا تھا
کعبے میں امام(۱۳) اُمت کا جو آجائیگا اللہ کے نبیوں کا وہ خاتم ہی ہوا تھا
مہدی
ہر کلمۂ توحید کے قائل کا ہے ایماں

بعد انکے جو تجویز کرے کوئی نبوت
دجال ہے وہ بندہ ہوس اور ہوا کا

ویدوں(۱۵) میں کیا یاد انہیں کالکی اوتار آخری رہبر عالم کا بھی نام لیا تھا
ویدوں میں پرانوں میں ثبوت اسکا دکھا کر اک ہندو(۱۶) محقق جو مسلماں بھی ہوا تھا
بدھ نے تو کہا نام اسکا محمد(۱۷) ہے کرو یاد الفاظ یہ فرما کے وہ دنیا سے اٹھا تھا
نانک(۱۸) کے بھی اشلوک ذرا غور سے دیکھو ڈٹھا نور محمدی(۱۹) جو کہا اور لکھا تھا
"پیغامِ نجات"(۲۰) آپ نے قرآں کو کہا تھا
یہ آپکا فرمان بھی موجود ہے اب تک

برحق ہیں عقائد سبھی حافظؔ مگر اوّل
توحید ہے پھر ختم نبوت ہی پڑھا تھا

حواشی

حضور اقدس سمیت تمام انبیا کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام عرض ہے۔

۱) اللہ نے آپکو اپنے نور کے فیض سے پیدا فرمایا نشر الطیب تھانوی ۔ہدیۃ المہدی وحید الزماں اہلحدیث

۲،۳) نشر الطیب تھانوی، حوالہ بیہقی، مستدرک حاکم طبرانی نیز نمبر ۲ بھی

۵) ربنا وابعث فیهم رسولا منهم قرآن حکیم پارہ اول

۶) انا ابن الذبیحین (الحدیث)

۷) چوں بشاش نگاہ موسیٰ کرد = شدن از آتش تمنا (مولانا ئے روم نے حدیث کا ترجمہ منظوم کیا)

۸) خلد محمد یم زہ ودی زہ ریٔ ۔وہ محمد میرے محبوب میری جان ہیں (تسبیحات سلیمان علیہ السلام)

۹) سورۃ الصف پ ۲۸

۱۰) احزاب پ ۲۲

۱۱) حدیث صحیح از صحاح

۱۲) ظہور دجال (حدیث صحاح)

۱۳) احادیث صحاح

۱۴) قرآن کریم پ ۳، پ ۱۶ احادیث صحاح

۱۵) ہندوؤں کی قدیم کتاب اتھر وید وغیرہ میں کلکی اوتار یا کالکی اوتار آخری رہبر عالم کے معنوں میں ہے۔

۱۶) ہندو محقق وید پرکاش اوپادھائے ایک پنڈت تھا اب مسلمان ہو چکا۔ نام نورالہدیٰ ہے۔ ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ کر رہا ہے۔ انکی تحقیق کی تصدیق الہ آباد کے آٹھ ہندو پروفیسروں نے بھی کی تھی یہ خود بھی اسی الہ آباد یونیورسٹی میں پروفیسر تھے۔ یہ طویل مضمون ہے یہاں گنجائش نہیں۔

۱۷) جناب بدھ (جسے بدھا بھی کہتے ہیں) کے خاص خدمتگار نندا نامی چیلے نے عرض کیا کہ آپ بھی جا رہے ہیں اب ہم کس کو ڈھونڈیں؟ آپ نے فرمایا! وہ آخری رہبر آئیگا اسکا انتظار کرو۔ نندا نے عرض کیا کہ ہم اسکو کیسے پہچانیں گے؟ آپ نے فرمایا وہ میترا یالفظ میتریا ہے کے نام سے مشہور ہوگا۔ سنسکرت کے ماہر بدھ مت کے محققین نے میتریا کا اردو ترجمہ کیا ہے "رحمت" قرآن نے رحمۃ للعلمین بتایا۔ (بحوالہ انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا تحقیق سنسکرت وید)

بعض محققین نے ویدوں سے ثابت کیا ہے کہ بدھ نے فرمایا اس آخر رہبر (کلکی اوتار) کا نام محمد ہے۔ نوٹ چونکہ ہندی زبان میں حاء حُطّی ہے ہی نہیں اس لیے ہاہوز لکھا ہوا ہے تب بھی بات واضح ہے۔

۱۸) بابا گرونانک صاحب کے اشلوک بہت مشہور ہیں اب یہ اشلوک اور گرنتھ پاکستان میں بھی دیکھے جاسکتے ہیں آپ کا فرمان ہے!

ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول (جنم ساکھی بھائی والا)

پھر فرمایا! قرآن شریف کل جگ میں پروار۔ یعنی میں نے ساری کتابیں پڑھیں ہیں دنیا کی نجات کا ذریعہ قرآن پاک ہی ہے (جنم ساکھی بھائی والا)

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

ترانہ ختم نبوت

محمد صلاح الدین سعیدی

ہے ہر اک اہلسنّت پاسباں ختم نبوت کا
مجاہد ہے ہر اک پیرو جواں ختم نبوت کا

وہ جس کے علم نے میدان سے دوڑایا
ہے شاہِ گولڑہ کوہ گراں ختم نبوت کا

مرزے کو
خدا کا شیر وہ برق تپاں ختم نبوت کا

دعا جس کی گری تھی برق بن کر جانِ مرزا پر
تھا بوالحسنات میر کارواں ختم نبوت کا

ترپن میں چلی تحریک جب ختم نبوت کی
مرا قائد تھا میر کارواں ختم نبوت کا

چوہتر میں چلی تحریک جب قومی اسمبلی میں
تھا اپنی ذات میں وہ کارواں ختم نبوت کا

وہ پیکر جاہ وحشمت وہ نیازی مردِ میداں کا
وہ صوفی باصفا ایاز خاں ختم نبوت کا

مجاہد بے ریا جس نے بنا ڈالی فدایان کی
تمہارا کام سب ہے رائیگاں ختم نبوت کا

مقام مصطفیٰ کی عظمتوں کے منکرو سن لو
وہی سچا فدائی ہو گا ہاں ختم نبوت کا

فدائی مصطفیٰ کا اور نظام مصطفیٰ کا ہو
ہو کم سے کم ماہانہ اک بیاں ختم نبوت کا

ہمارا واعظانِ خوش نوا کو مشورہ ہے کہ

الٰہی اپنی رحمت سے، شہیدوں کے وسیلے
سے
سعیدی کو بنا دے نغمہ خواں ختم نبوت کا

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

قادیانیوں کا سربراہ جو ۲۰۰۳ء کے اوائل میں لندن میں رسوائی کی موت مرا اُسے پاکستان کی سرزمین میں دفن کرنے کی سازش کی گئی۔ جسے شمع ختم نبوت کے پروانوں نے بے مثال جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ناکام بنا دیا۔ درج ذیل اشعار روزنامہ "انصاف" لاہور کے دفتر میں دوران مذاکرہ بعنوان "ختم نبوت" پیش کیے گئے۔ مورخہ ۲۰۰۳-۴-۲۲)

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری

ہمارے دین کی بنیاد مستحکم تعالی اللہ — خدائے پاک کی توحید اور ختم نبوت ہے

رسول ہاشمی کے بعد پیغمبر نہیں کوئی — یہ وہ نکتہ ہے جس پر متفق آقا کی اُمت ہے

نبوت کا کیا آقا کے اک غدار نے دعویٰ — کھلا شاہِ مدینہ سے یہ اعلان بغاوت ہے

قبائے وحدتِ اُمت کو پارہ پارہ کرنے کو — ہمارے دشمنوں کی چال، یہ اُن کی شرارت ہے

مکمل ختم فتنہ کب ہوا جعلی نبوت کا — ہمیں اپنی مساعی تیز کرنے کی ضرورت ہے

نہیں کمزور ہرگز قادیانی فتنہ انگیزی — ابھی تک اس کی پشتی بان ہر شیطانی قوت ہے

مرا رسوائی میں وہ جانشین میرزا آخر — محمد کے جو سرکش ہیں، مقدر ان کا ذلت ہے

اسے اس سرزمین میں دفن کرنے کے جو خواہاں ہیں — مذمت کی بلا شک مستحق اُن کی جسارت ہے

نہ ہونے دیں گے ایسا، غور سے سب سازشی سن لیں — غلامانِ نبی میں آج بھی موجود غیرت ہے

نہیں ایسے خبیثوں کے لیے اس میں جگہ کوئی

یہ ملک اس کا ہے طارق جو محبِّ جانِ رحمت ہے

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

مسیلمہ عصر حاضر مرزا قادیانی (۲۵/۲۶ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ، ۲۷/۲۸ مئی ۱۹۰۸ء) واصل جہنم ہوا

اس رئیس الکاذبین ورأس الضالین کی عبرتناک موت کا

قطعہ تاریخ

ہلاکت عدوئے پیغمبر حق

۱ ۹ ۰ ۸ ء

میرزا کو نبی بنا ڈالا — ذہنِ افرنگ ہی کا ہے یہ کمال
عصرِ حاضر کا بدترین کذاب — عہدِ موجود کا بڑا دجّال
اُس کے اقوال قابلِ نفرت — شرمناک اُس خبیث کے اعمال
فتنہ پالا ہے جس کو مغرب نے — ہے گراں جس پہ دینِ حق کا
مصطفیٰ کے غلاموں نے جس کا — کمال
ایسی قربانیاں انہوں نے دیں — دے کے جانیں کیا ہے
مرحبا اُن کا جذبۂ ایثار — استیصال
سر میں تھا قادیانیوں کے جو کبر — جن کی تاریخ میں نہیں ہے مثال
ہوگیا، ذہن میں جو تھا اُن کے — واہ واہ اُن کا عزم واستقلال
اس وطن میں یہ فتنۂ انگریز — حق پرستوں نے کردیا پامال
مُرا ہیضے سے وہ رذیل آخر — نقشۂ اقتدار، خواب و خیال
پھر ہو مُنہ زور، ہے یہ اَمرِ محال
ہے بُرا دشمنِ نبی کا مآل

نقشِ عبرت وفات کا اُس کی

”دوزخی، لعنتی الحق“ ہے سال

۱۳۲۶ھ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۷ ستمبر ۱۹۷۴ء پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم (کافر) قرار دیا۔ اس تاریخ ساز فیصلے کا یادگار!

﴿قطعہ تاریخ﴾

"اعلانِ حقیقت اُوجِ خاتم النبیین"   "آوازِ انہدام قصر کذب قادیان"

۷ ۴ ۹ ۱ ء   ۴ ۹ ۳ ۱ ھ

O

مقبول مدام ہے شہادت حق کی
مردود تمام دعویٰ ہائے باطل
کافر ہے جو کہتا ہے نبی مرزا کو
وہ شخص تھا اک برزہ سرائے باطل
مرزائی کافر ہیں زروئے آئین
انجام ہے رسوائی برائے باطل
اک مصرع میں طارق نے کہی ہے تاریخ
"بروقت تدارک وبائے باطل"

۴ ۹ ۳ ۱ ھ

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

تحفظ ختم نبوت میں

فیض ملت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی کی تصنیفات

محمد احمد حسن قادری

شیخ التفسیر والحدیث حضور مفسر اعظم صاحب کتب کثیرہ حضرت علامہ مولینا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ وطن عزیز پاکستان کے عظیم مصنف اور جماعت اہل سنت کے صاحب تصنیف بزرگ ہیں۔ سینکڑوں موضوعات پر آپ کی تین ہزار سے زائد تصانیف موجود ہیں۔ درج ذیل سطور میں ہم مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ کا مختصر تعارف اور تحفظ ختم نبوت ورد قادیانیت کے موضوع پر لکھی جانے والی آپکی تصانیف پر مختصر تعارفی نوٹ لکھیں گے۔

حضور فیض ملت مدظلہ کی شخصیت اور خدمات پر لکھنے کیلئے تو ایک وسیع دفتر درکار ہے۔ شاید کوئی سنی ادیب اسلام کے عظیم مصنف اہل سنت کے اس عظیم محسن (امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے بعد ایسا مصنف جس کا مدمقابل کہیں نظر نہیں آتا) کے حالات واقعات اور خدمات پر جامع کتاب تصنیف کردے۔ لیجئے! حضرت علامہ مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ کا مختصر تعارف اور خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت سے متعلق پڑھیے اور بزرگان دین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کیلئے اپنا فریضہ سرانجام دیجیے۔

تعارف حضرت مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ:۔

حضرت اویسی کا اسم شریف محمد فیض احمد ہے۔ آپ ۱۹۳۲ء کو حضرت مولینا نور احمد کے ہاں حامد آباد ضلع رحیم یار خان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق لدڑ خاندان سے ہے جن کے متعلق بعض کے نزدیک یہ ہے کہ یہ خاندان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے۔ حضرت اویسی مدظلہ نے حفظ قرآن حکیم کی تعلیم حضرت حافظ سراج احمد، حافظ جان محمد اور حافظ غلام یسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے حاصل کی فارسی کی کتب حکیم مولینا اللہ بخش علیہ الرحمہ سے پڑھی۔ علوم عربیہ کی کتب متداولہ حضرت مولینا خورشید احمد، مولینا عبد الکریم، اور مولینا سراج احمد سے پڑھیں۔ درس حدیث کی تعلیم محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولینا سردار احمد قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ ۱۹۵۲ء میں تعلیم مکمل کر کے اپنے آبائی گاؤں حامد آباد میں واپس آگئے اور ایک دینی ادارہ منبع الفیض قائم کیا یہ ادارہ پندرہ سال تک علم کی شمع روشن کئے ہوئے تھا ابھی سفر خدمت دین جاری تھا کہ حضور فیض ملت بہاولپور تشریف لے آئے اور دارالعلوم اویسیہ رضویہ کے نام سے ایک ادارہ قائم فرمایا جو اس وقت وطن عزیز پاکستان کا ایک عظیم تعلیمی ادارہ ہے۔ حضرت مولینا فیض احمد اویسی مدظلہ نے حضرت الحاج خواجہ محمد الدین اویسی علیہ الرحمہ سجادہ نشین دربار عالیہ

حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور سلسلہ قادریہ میں حضور مفتی اعظم ہند مولینا مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی علیہ الرحمہ کی طرف سے سند مجاز بھی حاصل ہے۔مملکت خداداد پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ اور مقام مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کی خاطر قائد اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی قیادت میں مصروف عمل جمعیت سے منسلک رہے ہیں۔آپ کے چار صاحبزادے بنام (۱) حضرت حافظ مفتی محمد صالح اویسی علیہ الرحمہ (۲) حضرت حافظ عطاء الرسول اویسی (۳) حضرت حافظ محمد فیاض احمد اویسی (۴) حضرت حافظ محمد ریاض اویسی ہیں ایک صاحبزادی بھی ہے جبکہ ممالک اسلامیہ ودیگر ممالک مختلفہ میں اپکے تلامذہ کثیر تعداد میں موجود ہیں جو خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔خدمت دین کا فریضہ سرانجام دینے والے اس عظیم بزرگ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حرمین شریفین اور مسجد نبوی شریف میں متعدد بار اعتکاف بیٹھنے کی سعادت سے مشرف ہوئے ہیں۔اللہ کریم عزوجل کے حضور التجاء ہے کہ نبی کریم ﷺ کے طفیل ہمارے اس عظیم بزرگ کا سایہ تا دیر ہمارے سروں پر قائم رہے۔آمین۔

حضرت فیض ملت کی تصانیف پر ایک نظر:۔

حضور مفسر اعظم پاکستان حضرت علامہ مولینا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کی درج ذیل کتب خدمت اسلام کا ایک منہ بولتا ثبوت ہے۔

۱)ترجمہ روح البیان بنام فیوض الرحمان	۱۶جلدوں میں
۲)عربی تفسیر بنام فضل المنان تفسیر آیات القرآن	۱۰جلدوں میں
۳)اردو تفسیر بنام فیض القرآن	۳۰جلدوں میں
۴)اللمعات فی شرح مشکوۃ	۵جلدوں میں
۵)فیض الرسول فی اسباب النزول	۱۰جلدوں میں
۶)شرح حدائق بخشش	۲۵جلدوں میں
۷)شرح مثنوی	۱۰جلدوں میں
۸)الفیض الباری شرح صحیح البخاری	۱۰جلدوں میں
۹)احادیث موضوعہ	۵جلدوں میں
۱۰)مواعظ اویسیہ	۱۰جلدوں میں
۱۱)کشکول اویسی	۱۰جلدوں میں
۱۲)فیصلہ ہشت مسئلہ	
۱۰جلدوں میں	
۱۳)فتاوئی اویسیہ	۱۰جلدوں میں

WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۴)اجمائی وارضی صراطی شرح داری	۸جلدوں میں
۱۵)رسائل اویسیہ	۵جلدوں میں
۱۶)راز و نیاز	۵جلدوں میں
۱۷)خواتین کا اسلامی نصاب	۵جلدوں میں
۱۸)تفسیر اویسی	۱۵جلدوں میں
۱۹)ترجمہ مسلم مع مختصر حاشیہ	۱۰جلدوں میں
۲۰)ترجمہ ترمذی مع مختصر حاشیہ	۵جلدوں میں
۲۱)بیاض اویسی	۵جلدوں میں
۲۲)اویسی نامہ	۵جلدوں میں
۲۳)انوار المغنی فی شرح دار قطنی	۱۰جلدوں میں
۲۴)الاحادیث السنیہ فی الفتاویٰ الرضویہ	۵جلدوں میں
۲۵)نعم الحامی شرح جامی	۱۰جلدوں میں

اسکے علاوہ اور بھی کافی ساری کتب ہیں جو کہ دو، تین، اور چار جلدوں پر مشتمل ہیں نیز حضرت اویسی صاحب مدظلہ کی کل تصانیف کی فہرست "بنام علم کے موتی" کے مطابق حضرت کی کتابوں کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے۔درج ذیل سطور میں ہم حضرت اویسی مدظلہ کی خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

حضرت مولیٰنا فیض احمد اویسی مدظلہ اور تحفظ ختم نبوت:۔

وطن عزیز کے عظیم مصنف اور صحافی جناب علامہ ملک محبوب الرسول قادری صاحب مدظلہ نے حضرت فیض ملت مولیٰنا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ کا ایک انٹرویو کیا تھا اُس میں ختم نبوت کے حوالہ سے دو سوال تھے جو کہ درج ذیل ہیں اور ساتھ حضرت اویسی صاحب مدظلہ کے جوابات بھی شامل ہیں۔

سوال۔ختم نبوت اور جہاد کے موضوعات پر کوئی علمی کام؟

جواب۔ختم نبوت اور جہاد پر فقیر (حضرت مولیٰنا فیض احمد اویسی) کے متعدد رسالے ہیں کچھ مطبوعہ ہیں اکثر غیر مطبوعہ۔

سوال۔تحریک ختم نبوت کے حوالے سے آپ کا کام؟

جواب۔جب پاکستان میں تحاریک ختم نبوت چلی تھیں فقیر ہر دونوں (۱۹۵۳ء،۱۹۷۴ء) میں اپنے اکابر کے ماتحت تحریکوں میں شامل رہا۔

ملک محبوب الرسول قادری کے سوالات کے جوابات کے سلسلے میں حضرت مولانا فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ سے یہ بات بھی واضح طور پر عیاں ہوگئی کہ آپ جہاد ختم نبوت کی اُن تحریکوں تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھی شامل تھے۔درج ذیل سطور میں ہم حضور فیض ملت کی تصانیف کی فہرست "علم کے موتی" میں درج کتب میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے موضوع پر تصانیف کو نمبر وار درج کر رہے ہیں آخر پر جو کتب ہمارے پاس موجود ہیں انکا مختصر تعارف لکھ رہے ہیں۔

فہرست تصانیف فیض ملت برد قادیانیت:۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

نمبر شمار	سیریل نمبر	نام کتاب	کیفیت
۱	-	مرزا کے عقائد و اخلاق	مطبوعہ
۲	۰۲۹	آئینہ مرزا نما	=
۳	۳۷۰	قادیانی کافر کیوں؟	=
۴	۳۷۱	القول الجلی فی الکجۃ تذھب الی زیارۃ الولی	=
۵	۳۷۲	القول الفصیح فی قبر المسیح	=
۶	۳۹۱	امام مہدی رضی اللہ عنہ	غیر مطبوعہ
۷	۵۲۱	الابراء الصحیح فی حیاۃ المسیح	=
۸	۵۲۷	انگریز کا پٹھو (قادیانی)	=
۹	۵۵۵	ابن النسیان فی النبی آخر الزمان ﷺ	=
۱۰	۵۷۳	اویسی نوٹ بک	=
۱۱	۵۹۰	اسلام کی فتح (مناظرہ مسلمان و مرزائی)	=
۱۲	۶۹۵	ابطال الباطل الکلام الجاہل الماطل	=
۱۳	۹۲۵	پنجابی دجال	=
۱۴	۹۳۶	مقاتل مذاہب وادیان	=
۱۵	۱۲۰۶	جھوٹے نبی	=
۱۶	۱۲۳۷	حیات عیسیٰ علیہ السلام	=

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

فیض ملت محمد فیض احمد اویسی اور ختم نبوت ص ۱۴۲۴		حالات [redacted] مجددی رضی اللہ عنہ	= تحفظ ختم نبوت نمبر
۱۸	۱۳۱۶	حملہ قادیانی بر امام شعرانی	=
۱۹	۱۳۶۵	خدا کی خدائی محمد مصطفیٰ کی مصطفائی	=
۲۰	۱۳۸۷	خود مدعی خود منکر (قادیانی)	=
۲۱	۱۴۰۳	خلافت خاتم الانبیاء علیہ السلام	=
۲۲	۱۴۵۳	دشمن احمد ﷺ پہ شدت کیجیے	=
۲۳	۱۴۹۲	دجال کا جال	=
۲۴	۱۵۳۸	ریاض الجنان فی حیاۃ النبی آخر الزمان	=
۲۵	۱۵۴۶	رد بد مذاہب	=
۲۶	۱۵۸۱	رد مرزائیت	=
۲۷	۱۶۲۳	السیف المسلول علی شاتم الرسول	=
۲۸	۱۸۰۹	شہدائے ناموس رسول ﷺ	=
۲۹	۱۹۶۲	عقائد نامہ	=
۳۰	۲۱۳۲	فیصلہ حق و باطل رد مرزائیت	=
۳۱	۲۱۳۸	فرقے ہی فرقے	=
۳۲	۲۲۱۳	قادیانی انگریزی پودا	=
۳۳	۲۲۹۱	قادیانی کی کہانی اسکی زبانی	=
۳۴	۲۲۹۲	قہر سبحانی بر دجال قادیانی	=
۳۵	۲۳۹۵	گستاخ نبوت کا انجام بد	=
۳۶	۲۴۰۲	گستاخ واجب القتل	=
۳۷	۲۴۰۵	گستاخ رسول کا قتل	=
۳۸	۲۴۲۶	لا نبی بعدی	=
۳۹	۲۵۰۱	مرزائیت کی شرارت	=
۴۰	۲۵۵۰	مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوے	=

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

۴۱	۲۵۵۴	المہدی والمسیح	=
۴۲	۲۷۸۶	بد مذہب لڑکیوں اور لڑکوں سے نکاح	=
۴۳	۲۹۶۹	کلمۃ الحق	=
۴۴	۔	علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل (کے سوال کا جواب)	=

درج بالا فہرست میں درج کتب مجاہدین ختم نبوت کیلئے ایک عظیم ذخیرہ ہیں۔ضرورت اس امر کی ہے کہ انکی اشاعت کا اہتمام کیا جائے۔درج بالا کتب و رسائل کی تعداد چنتالیس ہے۔جن میں سے صرف چند رسائل و کتب مطبوعہ ہیں۔مطبوعہ کتب میں سے تین کتب راقم کے پاس موجود ہیں ان تین کتب کا مختصر تعارف ذیل کی سطور میں تحریر کر رہا ہوں۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱) آئینہ مرزا نما:۔

حضرت مولینا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ بقلم خود اس کتاب کے شروع میں رقم طراز ہیں کہ!

"مرزا غلام احمد قادیانی بالاتفاق علمائے دین ومشائخ اسلام کافر ومرتد ہے اور خارج از اسلام ہے اس کے ساتھ جو بھی اس کے جھوٹے دعوائے نبوت ودیگر دعاوی باطلہ کو حق اور سچ سمجھتا ہے وہ بھی کافر، مرتد، خارج از اسلام ہے۔ مجدد دین وملت شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے اپنی تصنیف "حسام الحرمین شریف" ودیگر تصانیف مبارکہ میں اس کے کفر وارتداد پر براہین قاطعہ ودلائل ساطعہ قائم فرما کر علمائے ملت ومشائخ اسلام کی تصدیقیں وتقریظیں ثبت فرمائی ہیں۔ فقیر انکے فیض سے یہ رسالہ "آئینہ مرزا نما" مرزا قادیانی کی کفریہ عبارات کا مجموعہ پیش کر رہا ہے۔ (آئینہ مرزا نما ص ۲) نیز اس رسالہ میں قادیانی کی کفریہ عبارات اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ ودیگر انبیاء کرام علیہم السلام حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام، صحابہ کرام و اہلبیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین قرآن وحدیث حرمین طیبین اولیاء کرام و علماء عظام سے متعلق ترتیب وار درج کی ہیں تا کہ قارئین کرام آستین کے سانپ قادیانیوں کے گروہ اور انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریات سے آگاہ ہو اور اپنے ایمان کا تحفظ کر سکیں۔ آخر کتاب قادیانی عبادت گاہ کی ایک تصویر شامل اشاعت کی ہے جس پر قادیانی کلمہ تحریر ہے جس میں محمد ﷺ کی جگہ احمد لکھا ہوا ہے۔ رب کریم عزوجل نبی کریم ﷺ کے دامن اقدس سے وابستہ رکھے"۔ آمین!

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۲) القول الفصیح فی قبر المسیح:۔

اس کتاب کے پیش لفظ میں حضور فیض ملت تحریر فرماتے ہیں کہ!

"آج کل ذریت مرزا (یعنی مرزائی/قادیانی/احمدی) کا زور بڑھتا جا رہا ہے۔ اور عوام کے سامنے اپنی تحقیق کی ڈینگیں مارتے پھرتے ہیں کہ مسیح ابن مریم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جب فوت ہو گئے تو پھر ان کیلئے واپس تشریف لانے کا کیا معنی؟ جب کہ انکی قبر کشمیر (سرینگر) میں موجود ہے۔ مجھے انکے اس دھوکہ سے تعجب ہوا کہ یا اللہ عزوجل جہالت کا بیڑا غرق کیوں نہیں ہو جاتا جبکہ سورج کی روشنی سے بھی زیادہ واضح امر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ فوت ہوئے نہ ہی انکی قبر کا سوال پیدا ہوتا ہے لیکن باطل پرستی کے سامنے اگر حق باایں معنی خاموش ہو جائے تو باطل سر اٹھاتا ہوا غریب عوام کو کھا جاتا ہے۔ فقیر خادم اسلام (حضرت مولیٰنا فیض احمد اویسی) نے قلم کے زور سے یہ مختصر رسالہ پیش کیا ہے اللہ تعالیٰ اہل حق کیلئے تقویت اور اہل باطل کو حق قبول کرنے کی توفیق بخشے اور میرے لیے باعث نجات بنائے"۔ آمین! (القول الفصیح ص ۲)

۳) مرزا قادیانی کے عقائد و اخلاق:۔

کتاب کے نام سے ہی موضوع واضح ہے خود مصنف حضرت فیض ملت صاحب مدظلہ لکھتے ہیں کہ!

"جس قادیانی کے لیے نبوت کی کوشش جاری ہے۔ اُس کے اخلاق و عقائد کیسے تھے اس سے منصف مزاج خود سمجھ لے کہ جس شخص کے اخلاق و عقائد اتنے گھٹیا ہوں وہ کس منہ سے اپنے آپ کو مثیل مسیح یا نبی ہونے کا دعویٰ کرتے رہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارات جو معجزات مصطفیٰ ﷺ کے انکار، ختم نبوت کے انکار، جہاد کے خلاف وغیرہ جیسے موضوع پر ہیں ترتیب دی گئی ہیں۔

الحاصل! حضرت فیض ملت مولیٰنا محمد فیض احمد اویسی صاحب مدظلہ نے جہاں خدمت اسلام کے سلسلہ میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ، سائنس، عقائد و اعمال، اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر اپنا قلم رواں رکھا وہیں حضرت مفسر اعظم حضور فیض ملت دامت برکاتہم العالیہ نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ منکرین ختم نبوت بالخصوص فتنہ قادیانیت کے خلاف اپنا قلم رواں رکھا۔ رب کریم اللہ عزوجل کے حضور التجا ہے کہ نبی کریم مدنی سرکار لجپال سیدنا محمد

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

مصطفیٰ ﷺ کے طفیل ہم سب کو دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ رکھتے ہوئے تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم کو حضور فیض ملت حضرت علامہ مولینا فیض احمد اویسی رضوی صاحب مدظلہ کے فیض روحانی سے مستفید ہونے اور آپ کی تصانیف جو کہ صرف ختم نبوت کے موضوع پر تین درجن سے زائد اور کل تین ہزار سے زائد ہیں ان کتب کی اشاعت کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے آمین!

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

تعارف رسائل ختم نبوت

محمد احمد حسن قادری

اللہ تعالیٰ عزوجل نے انبیاء کرام ورسولان عظام کو انسانیت کی رشد وہدایت کے لیے زمین پر مبعوث فرمایا تا کہ انسان کی اصلاح اور رہنمائی ہوتی رہے یہ مقدس سلسلہ نبوت ورسالت حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور اپنے نقطۂ کمال پر پہنچ کر حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوا۔ معروف ہے اس کو عقیدہ ختم نبوت کہتے ہیں تمام اہل اسلام کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اللہ کے آخری نبی ورسول حضرت سیدنا محمد ﷺ ہیں خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں تمام اکابرین اسلام، صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اُمہات المومنین، ائمہ کرام، مفسرین، محدثین، مورخین اور اولیائے اُمت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا یہی عقیدہ ہے۔

سواد اعظم اہل سنت وجماعت کے صحافتی میدان میں شائع ہونے والے رسائل کے وہ ضخیم نمبرز جو تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر شائع ہوئے اُن رسائل کا تعارف تحریر کرنے کے لیے یہ سطور تحریر کی جارہی ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر رسائل کے بے شمار خاص نمبرز ہیں مگر اس مضمون میں صرف اُن نمبرز کا تعارف تحریر کیا گیا ہے جو راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ راقم نے رسائل کو خود پڑھ کر تعارف تحریر کیا ہے۔ اس تحریر میں رسائل کے نام، ایڈیٹرز کے نام، خاص اشاعتوں کے عنوان اور صفحات سن تالیف واشاعت ترتیب دے کر ایک فہرست تیار کی گئی ہے تا کہ قاری کو پڑھنے اور سمجھنے میں آسانی رہے۔ آگے رسائل کا تعارف تحریر کیا گیا ہے علمائے حق ومشائخ عظام نے جہاں تحریک ختم نبوت میں اپنا کردار ادا کیا ہے وہیں اہل صحافت اخبار ورسائل کے ایڈیٹرز بھی کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ پڑھیے اور تحفظ ختم نبوت کیلیے میدان عمل میں اُتر کر اپنا کردار ادا کیجیے اللہ کریم عزوجل بوسیلہ نبی کریم ﷺ تمام رسائل کے ایڈیٹرز معاونین اور منتظمین کو بہتر جزا دے اور اُن پر اپنی رحمت فرمائے۔

فہرست رسائل ختم نبوت

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

نمبر	نام ماہنامہ	نام اشاعت خاص	نام ایڈیٹر	صفحات	سن اشاعت	سن اشاعت
شمار	تائید الاسلام	بشارت محمدی	بابو پیر بخش	104	/ھ	/ء
1	====	کرشن قادیانی	لاہوری	32	1336ھ	1918ء
2	====	مباحثہ حقانی فی	====	164	1338ھ	1920ء
3		ابطال رسالت	====		1339ھ	جون 1921ء
	====	قادیانی		44		
4		کاشف مغالطہ	چودھری محمد		1339ھ	جولائی 1921ھ
		قادیانی	حسین			

نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

6	====	کھلی چٹھی	====	32	1343ھ	1925ء

	تیغ الاسلام	برق آسمانی بر خرمن	[redacted] احمد بگوی	215		
8	====	قادیانی	====	56	1350ھ	1932ء
9	رضوان	قادیان نمبر	سید محمود احمد رضوی	118	1351ھ	1933ء
10	ماہ طیبہ	ختم نبوت نمبر	ابو النور بشیر کوٹلوی	112	1372ھ	1952ء
11	ترجمان اہل	بنیادی مسئلہ ختم نبوت	مولانا جمیل احمد نعیمی	120	==	==
12	سنت	کلیان	پیر محمد کرم شاہ	160	1391ھ	1972ء
13	ضیائے حرم	ختم نبوت نمبر	مجیب الرحمٰن شامی	285	1394ھ	1974ء
14	قومی ڈائجسٹ	تحریک ختم نبوت نمبر	محمد جاوید القادری	104	1408ھ	1988ء
15	منہاج	قادیانیت نمبر	محمد نعیم طاہر رضوی	112	==	==
16	القرآن	ختم نبوت کانفرنس نمبر	پیرزادہ اقبال احمد	64	1418ھ	1997ء
17	کنز الایمان	ختم نبوت نمبر	فاروقی	64	1421ھ	2001ء
18	جہان رضا	ختم المرسلین نمبر	پروفیسر محمد حسین آسی	240	1422ھ	2001ء
19	الحقیقہ	ختم نبوت نمبر	سردار محمد خان لغاری	296	1423ھ	2002ء
20	لا نبی بعدی	====	سید محمد اجمل		1424ھ	2003ء
	====	مجاہدین ختم نبوت نمبر	گیلانی/محمد افضل	04		
21			نقشبندی	224	1425ھ	2004ء
22	اسلامی فیضان	ختم نبوت نمبر (اخبار)	صاحبزادہ عزیز رسول	32	1426ھ	2005ء
23	معراج	ختم نبوت نمبر	صدیقی	18	1428ھ	2007ء
24	انسانیت	معارف ختم نبوت	ڈاکٹر آر اے امتیاز	32	==	2007ء
25	معارف ختم	تحفظ ختم نبوت نمبر	محمد احمد حسن قادری	560	1429ھ	2008ء
26	نبوت	ختم نبوت نمبر	محمد عرفان قادری		==	2008ء
	تعمیر فکر	====	محمد امجد جاوید سعیدی			
	دین فطرت		ملک محبوب الرسول			
	انوار رضا		قادری			

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

نام رسالہ: ماہنامہ تائید الاسلام لاہور

ایڈیٹر: حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ بھاٹی دروازہ لاہور کے رہنے والے تھے۔ گورنمنٹ کے محکمہ ڈاک میں ملازم تھے۔ فروری ۱۹۱۲ء میں پوسٹ ماسٹر کے عہدہ سے ریٹائرمنٹ پائی آپ نے لاہور میں انجمن تائید الاسلام کی بنیاد رکھی اور تائید الاسلام کے نام سے ہی ایک ماہنامہ جاری کیا جو تا حیات شائع کرتے رہے۔ ماہنامہ تائید الاسلام کی تقریباً ہر اشاعت عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت، عقیدہ حیات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حمایت اور قادیانی عقیدہ وفات مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی تردید اور فتنہ قادیانیت کے انکار ختم نبوت اور اجرائے نبوت جیسے عقائد باطلہ کا رد تحریر فرماتے تھے اکثر رسائل میں سے چند رسائل راقم الحروف کے پاس موجود ہیں۔ ان رسائل کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

رسائل ماہنامہ تائید الاسلام لاہور:

۱) ماہنامہ تائید الاسلام 1918ء بشارت محمدی فی ابطال غلام احمدی

۲) = = = 1920ء کرشن قادیانی

۳) = = = جولائی 1921ء مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی

۴) = = = = = کاشف مغالطہ قادیانی فی رد نشان آسمانی (مصنف چودھری محمد حسین ایم اے)

۵) ماہنامہ تائید الاسلام ستمبر 1922ء تحقیق صحیح فی قبر مسیح

۶) = = = = = تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامت

۷) = = = = = کھلی چٹھی مجدد کون ہو سکتا ہے؟

۱) ماہنامہ تائید الاسلام

(1918ء)

ماہنامہ تائید الاسلام کی اس اشاعت کا نام "بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی" ہے اس کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری ہیں سن اشاعت 1918ء/ 1336ھ میں شائع ہوا مصنف نے کتاب کے ٹائٹل پر کتاب کا تعارف اس طرح کرایا ہے!

"بشارت محمدی فی ابطال رسالت غلام احمدی جسے خاکسار بابو پیر بخش (پنشنر پوسٹ ماسٹر) مصنف معیار عقائد قادیانی اور تردید نبوت قادیانی وسیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور نے جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی غلط فہمیوں اور غلط بیانیوں کو منکشف اور طشت از بام کرنے کے لیے (1918ء/1336ھ) میں انجمن تائید الاسلام لاہور کی طرف سے مطبع گلزار محمدی لاہور میں شیخ گلزار محمد کے اہتمام میں چھپوائی۔ٹائٹل کے ایک طرف حضرت پیر سید مہر علی شاہ چشتی گولڑوی کی کتاب سیف چشتیائی کا تذکرہ بھی ہے"۔

پیر صاحب گولڑہ شریف کی کتاب کا تعارف کچھ اس طرح ہے!

حجۃ اللہ البالغہ المعروف سیف چشتیائی علامہ زماں قطب دوراں حضرت خواجہ پیر سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ادام اللہ فیوضہم کی رد مرزائیت میں بے نظیر مسلمہ عالمانہ کتاب ہے۔(بشارت محمدی مطبوعہ 1918ء کا ٹائٹل)

۲) کرشن قادیانی

(1920ء)

یہ کتاب ماہنامہ تائید الاسلام کی اشاعت خاص کرشن قادیانی سن 1920ء کو شائع ہوئی اس کے مصنف بھی حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔کتاب کے ٹائٹل پر قرآن مجید کی سورہ النساء کی آیت نمبر 151 اور اس کا اردو ترجمہ تحریر کیا ہے۔

ترجمہ:[اور چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے بیچ بیچ میں کوئی دوسرا راستہ اختیار کریں اور یہ لوگ سچ مچ کافر ہیں]

کتاب کے ٹائٹل پر ہی عنوان کے نیچے کتاب کا خلاصہ اور نام مصنف سن اشاعت اور نام ناشر وغیرہ تحریر کیا ہوا ہے تعارف یوں لکھا ہے!

"کرشن قادیانی جسمیں ثابت کیا گیا ہے کہ اگر مرزا (قادیانی) صاحب کرشن جی کے اوتار تھے تو مسلمان نہ تھے"۔(ٹائٹل کرشن قادیانی مطبوعہ 1920ء)

۳) مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی

(1922ء)

اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری ہیں۔حضرت بابو پیر بخش اور مرزائی مربی غلام رسول راجیکی قادیانی کے درمیان لاہور میں 26,27,28 جون 1921ء کو مناظرہ ہوا۔مناظرہ کا موضوع تھا کہ مرزائی

غلام رسول نے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی نبی کے پیدا ہونے کے امکان پر بحث کرنی تھی اور قرار پایا تھا کہ قرآن وحدیث کے سوا کچھ پیش نہ کیا جائے گا۔ اور حضرت بابو پیر بخش لاہوری نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر دلائل دینے تھے کہ بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کوئی نبی پیدا ہونے کا امکان نہیں۔ اس مناظرہ میں قادیانی مناظر ملعون راجیکی نے شکست کھائی تو یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ میں اپنے دلائل کتابی شکل میں شائع کروں گا۔ بابو پیر بخش اپنے دلائل لکھیں میں ان کا جواب لکھوں گا۔ بعد میں قادیان جا کر کہا کہ پہلے بابو پیر بخش اپنے دلائل لکھیں میں انکا جواب لکھوں گا۔ چنانچہ ستمبر 1921ء میں بابو پیر بخش نے اپنے رسالے ”تائید الاسلام“ میں اپنے دلائل تحریر کیے۔ قادیانی مربی نے ”مباحثہ لاہور“ نامی کتابچہ میں ان کا جواب الجواب لکھا۔ حضرت بابو پیر بخش نے مباحثہ لاہور کے جواب میں مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی تحریر کی اس میں مباحثہ لاہور کا جواب ہے۔ مصنف کتاب حضرت بابو پیر بخش اس کتاب کے ٹائٹل پر تعارف اس طرح تحریر کرتے ہیں!

”مباحثہ حقانی فی ابطال رسالت قادیانی یعنی مباحثہ لاہور کی سچی کیفیت جو مابین غلام رسول قادیانی مرزائی آف راجیکی اور سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور جون 1921ء میں ہوا تھا اور مولوی غلام رسول قادیانی نے غلط بیانی کر کے مسلمانوں کو مغالطہ میں ڈالا تھا اس کا جواب الجواب مع شہادت عہدہ داران مسلمہ فریقین انجمن تائید الاسلام لاہور کی طرف سے جولائی 1922ء کو شائع کیا گیا“۔ (ٹائٹل مباحثہ حقانی مطبوعہ 1922ء)

اس کتاب کے 164 صفحات ہیں۔

۴) کاشف مغالطہ قادیانی فی روشنان آسمانی

(جون 1921ء)

تالیف چودھری محمد حسین ایم اے

اس کتاب کے 48 صفحات ہیں۔ اس کی اشاعت ماہنامہ تائید الاسلام لاہور جولائی 1921ء کی ہے۔ اسکا تعارف درج ذیل ہے!

”جاء الحق وزھق الباطل سچ آیا اور جھوٹ رخصت ہوا۔ کذب را نبود فروغ چوں نماید نور حق۔ مولفہ جناب چودھری محمد حسین صاحب ایم اے۔ جس میں فاضل مولف نے نہایت محققانہ طور پر قصیدہ شاہ نعمت اللہ ولی کرمانی کی تنقید وتحقیق کر کے ثابت کیا ہے کہ مرزا صاحب قادیانی نے قصیدہ مذکورہ کی ترتیب الٹ پلٹ کر کے بہت جگہ تحریف لفظی ومعنوی کر کے مسلمانوں کو سخت دھوکہ دیا ہے لائق مولف نے پروفیسر براؤن صاحب جو کہ یورپ کے سربرآوردہ

فاضل و محقق سیاح ہیں اُن کے حاصل کردہ قصیدہ سے مقابلہ کر کے مرزا صاحب (قادیانی) کی غلط بیانی ثابت کی ہے جس کے واسطے چودھری صاحب شکریہ اور قدردانی کے مستحق ہیں"۔(ٹائٹل کتاب کاشف مغالطہ قادیانی مطبوعہ 1921ء)

اس کتاب پر پروفیسر محمد اصغر علی روحی کی تقریظ ہے۔

۵) تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح 1921ء:

اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔کتاب کے ٹائٹل پر تعارف تحریر کیا ہوا ہے۔

تحقیق صحیح فی تردید قبر مسیح جو کہ انجمن تائید الاسلام لاہور کے ماہواری رسالوں میں جولائی اگست ستمبر 1920ء میں شائع ہو چکے ہیں۔اب وہ کتاب کی شکل میں باہتمام خاکسار پیر بخش لاہوری سیکرٹری انجمن تائید الاسلام ماہ ستمبر 1922ء میں شائع کی گئی۔تاکہ ان مسلمانوں کو جن کو مرزائیوں سے بحث کا موقع ملتا ہے کام آوے۔اس رسالہ کے 54 صفحات ہیں۔(ٹائٹل کتاب مطبوعہ ستمبر 1922ء)

۶) تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ فی خیر الامت اشاعت دوم 1925ء:

صفحات 238:

اس کتاب کے مصنف حضرت بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔اس کتاب کا سن اشاعت اول معلوم نہ ہو سکا۔ایک قادیانی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام "النبوۃ فی خیر الامت" تھا۔اس کتاب کے جواب میں حضرت بابو پیر بخش لاہوری نے یہ کتاب تحریر فرمائی یہ کتاب صحیح معنوں میں قادیانی کتاب کا جواب ہے۔حضرت مصنف مرحوم نے ایک اعتراض کے کئی کئی دلائل کیساتھ جوابات تحریر فرمائے ہیں۔

کتاب کے شروع میں اطلاع ضروری کے عنوان سے لکھتے ہیں کہ برادران اسلام! مرزا قادیانی اور ان کے مرید و ارکین مرزائیت ہمیشہ ہر ایک جلسہ و مجمع میں کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت و رسالت کا ہرگز نہیں۔اور خاتم النبیین ﷺ پر ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں جیسا کہ اور مسلمان۔صرف مرزا قادیانی کو بروزی و ظلی نبی مانتے ہیں بلکہ ہینڈ بل نمبر ۹ میں لکھا کہ جو خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی جدید نبی کا آنا جائز سمجھے ہم اس کو کافر جانتے ہیں۔حکیم نورالدین اور خواجہ کمال الدین نے کئی ایک جلسوں اور مجمعوں میں بطور لیکچر اور وعظ کہا کہ ہم مرزا قادیانی کو خواجہ اجمیری و پیران پیر عبدالقادر جیلانی،حضرت گنج بخش (داتا صاحب) وغیرہ اولیاء اللہ کی طرح مانتے ہیں اور ایک

سلسلہ کے پیشوا جیسا کہ نقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی ہیں ایسا ہی ایک مرزا قادیانی کو جانتے ہیں مگر اب میر قاسم علی مرزائی ایڈیٹر الحق دہلی (مصنف کتاب النبوۃ خیر الامت) نے جو یہ لکھا ہے کہ جو لوگ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی یا رسول کا آنا جائز نہیں رکھتے وہ کفار بنی اسرائیل یہودی ہیں اور لن یبعث اللہ من بعدہ رسولا جس طرح یہود حضرت یوسف کے بعد کسی نبی کا آنا جائز نہ رکھتے تھے اسی طرح تم کہتے ہو کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی رسول نہ آئے گا۔ (کتاب النبوۃ فی خیر الامت ص ۱۰۵)

اس سے ثابت ہوا کہ یا تو مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین اور خواجہ کمال الدین عوام کو مغالطہ میں ڈالتے رہیں ہیں یا میر قاسم علی مرزائی مصنف کتاب النبوۃ فی خیر الامت غلطی پر ہے۔ اس بات کا فیصلہ حکیم صاحب وخلافت قادیانی مرزائیہ خود کرے گی ہم صرف مسلمانوں کو اس دھوکہ سے بچنے کے واسطے جواب لکھتے ہیں تا کہ ہر ایک مسلمان یاد رکھے اور بحث کے وقت اس آیت کا جواب دے کہ قرآن میں یہود کا قول نقل کیا گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یوسف علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا یہ بات نہ خدا کی ہے نہ یوسف کی یہ صرف دھوکہ ہے ایسا ہی یہود کہتے تھے لیکن وہ تو بلا سند شرعی کہتے تھے مگر مسلمان نص قرآنی سے کہہ رہے ہیں اور حدیث رسول ﷺ سے کہتے ہیں یہ یہود کے کہنے کے موافق ہر گز نہیں۔ کیونکہ یہاں تو خدا تعالیٰ خاتم النبیین فرماتا ہے اور حضرت محمد ﷺ لا نبی بعدی فرماتے ہیں لیکن یہود کے پاس نہ تو خدا کا کلام ہے اور نہ حضرت یوسف علیہ السلام کی حدیث ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہو گا پس اس دھوکہ سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔

۲) خدائے تعالیٰ فرماتا ہے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی اللہ کی فرمانبرداری کرو اور اُس کے رسول کی پیروی کرو۔ رسول کی فرمانبرداری فرض ہے مشیت ایزدی میں محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی اور رسول کا آنا منظور ہوتا تو رسل جمع کا لفظ فرمانا چاہیے تھا نہ کہ واحد کا پس ثابت ہوا کہ چونکہ ایک ہی رسول واحد یعنی حضرت سیدنا محمد ﷺ کی فرمانبرداری فرض فرمائی ہے اور کسی رسول کی نہیں فرمائی۔ اس لیے مدعیان نبوت بعد حضرت سیدنا محمد ﷺ کے کاذب ہیں لہذا انہیں میں سے ایک مرزا قادیانی بھی تھے۔ (تردید نبوت قادیانی فی جواب النبوۃ خیر الامت مصنف بابو پیر بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر الف مطبوعہ سن 1925ء)

۷) مجدد وقت کون ہو سکتا ہے؟

اس رسالہ کے مصنف بھی ایڈیٹر رسالہ ماہنامہ تائید الاسلام ہیں۔ اس رسالہ کے 32 صفحات ہیں سن اشاعت معلوم نہ ہو سکا کیونکہ اس کا ٹائٹل نہیں مل سکا۔ کتاب ھذا کے شروع میں بابو پیر بخش لاہوری لکھتے

ہیں ابرادران اسلام مرزائی لاہوری جماعت کی طرف سے محمد علی لاہوری ایم اے نے ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "بعثت مجدد دین" شائع کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی صرف مجدد دین محمدی تھے اور رسالت ونبوت کا الزام ان پر جھوٹا ہے وہ ایک اُمتی محمد رسول اللہ تھے۔(نعوذ باللہ)

مجدد وقت کون ہوسکتا ہے؟ اس رسالے کے صفحہ 18 پر اعلیٰ حضرت مولیٰنا شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو چودھویں صدی کا مجدد تحریر کیا ہے۔

قادیانی کتاب کا جواب یہ خاص اشاعت تائید الاسلام ہے۔ جس طرح اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کے نام کے اعداد تحریر کریں تو سن تالیف بنتا ہے۔ اسی طرح بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی انجمن تائید الاسلام کے ماہانہ رسالہ تائید الاسلام کی اشاعت خاص کا صرف ٹائیٹل پڑھ لیں تو کتاب کا تعارف وخلاصہ معلوم ہو جاتا ہے۔ حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ان درج بالا رسائل کے علاوہ بھی رسائل موجود ہیں جن میں اردو رسائل کے علاوہ حافظ ایمان از فتنہ قادیان عربی اور فارسی میں موجود ہے کیونکہ ہمارا موضوع مضمون صرف ماہانہ رسائل کا تعارف تھا اسلیے جو ماہانہ رسائل کی اشاعت خاص ملی اُن کا تعارف تحریر کر دیا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل کے حضور بوسیلہ نبی کریم سیدنا محمد ﷺ مصنف مرحوم کی قبر پر رحمتیں نازل فرمائے جنہوں نے فتنہ قادیانیت کے مکروفریب کو طشت ازبام کر کے ملت اسلامیہ کو قادیانی دھوکوں سے بچایا۔ حضرت بابو پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر لاہور کے مشہور قبرستان میانی صاحب میں ہے۔

۸) شمس الاسلام (برق آسمانی بر خرمن قادیانی 1932ء/1350ھ)

ایڈیٹر: حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ

ضلع سرگودھا کے شہر بھیرہ میں ایک علمی خاندان بگوی خاندان ہے۔ یہ خاندان علم وفضل میں ایک اعلیٰ خاندان تھا اس خاندان کے چشم وچراغ حضرت مولیٰنا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں جن لوگوں نے اپنا تن من دھن سب داؤ پر لگایا تھا اُن میں سے ایک حضرت بگوی بھی تھے۔ اپنے زمانے میں ایک اتھارٹی مانے جاتے تھے۔ آپ نے فتنہ قادیانیت کے خلاف دعوت وتبلیغ کیساتھ ساتھ تحریری میدان میں بھی نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں آپ انجمن حزب الانصار بھیرہ کے روح رواں تھے۔ آپ نے انجمن کا نقیب ماہنامہ شمس الاسلام جاری کیا۔ اس ماہنامہ میں اسلامی عقائد واعمال اور فرقہ ہائے باطلہ کا رد بڑی شدومد سے کیا جاتا تھا۔ فتنہ قادیانیت کے رد میں آپ کی تصانیف متعدد ہیں جن میں سے ایک برق آسمانی بر خرمن قادیانی ہے اس کتاب

کے 215 صفحات ہیں سن اشاعت 1932ء ہے۔یہ کتاب ماہنامہ شمس الاسلام کا خاص اشاعت نمبر ہے اسکے ٹائٹل پر تعارف یوں تحریر ہے۔

برق آسمانی بر خرمن قادیانی اس میں اعمالنامہ مرزا ہوا سوانح مرزا و خلفائے مرزا کے علاوہ ستمبر 1932ء کے اندر مرزائیوں کیساتھ بھیرہ سلانوالی چک نمبر 37 جنوبی میں مناظروں کی روئیداد اور ضلع شاہ پور میں مرزائیوں کے تعاقب کی مفصل کیفیت درج کی گئی ہے۔

۹) ماہنامہ شمس الاسلام (قادیان نمبر 1351ھ/ 1933ء)

ایڈیٹر: حضرت مولانا ظہور احمد بگوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ظہور احمد بگوی تحریک ختم نبوت کے عظیم مبلغ ہونے کی حیثیت سے کچھ نہ کچھ شائع کرتے رہتے تھے۔ماہنامہ شمس الاسلام میں مضامین تحریر کرتے۔واعظ و تبلیغ کرتے۔اور جہاں قادیانیت کی ارتدادی سرگرمیاں ہوتی وہیں آپ پہنچ کر تحفظ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیتے۔ماہنامہ شمس الاسلام کا قادیان نمبر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔فتنہ قادیانیت کے بانی سے لیکر آپ کے زمانہ تک قادیانی حضرات کے کفریات،اہل قادیان کی تاریخ جیسے اہم موضوعات پر تحریر کردہ مضامین کا یہ مجموعہ ہے۔فتنہ قادیان جیسا کہ نام سے ہی واضح ہے اہل اسلام کو فتنہ قادیانیت سے آگاہی حاصل کروانے اور قادیانی سازشوں سے باخبر کرنے کے لیے مختلف حضرات کے مقالات کا خاص نمبر شائع کیا گیا ہے۔صفحات 56 ہیں۔

۱۰) ہفت روزہ رضوان (ختم نبوت نمبر 1952ء/ 1372ھ)

ایڈیٹر: شارح بخاری قائد تحریک ختم نبوت حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ

برصغیر پاک وہند کی عظیم علمی وروحانی درسگاہ ادارہ حزب الاحناف لاہور سے ہفت روزہ رضوان حضرت سید ابوالبرکات قادری رحمۃ اللہ علیہ کے زیر سرپرستی اور حضرت سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے زیر ادارت شائع ہوتا تھا حضرت سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ کے ذریعہ سے اشاعت اسلام اور احیائے اسلام کے ساتھ ساتھ فرقہ ہائے باطلہ کا خوب خوب رد فرمایا۔آپ نے ایک طرف عید میلاد النبی ﷺ نمبر،حضور داتا گنج بخش نمبر،غوث اعظم نمبر شائع کیئے تو دوسری طرف فتنہ قادیان نمبر،چکڑالویت نمبر،رد مرزائیت نمبر وغیرہ شائع کیے۔

زیر تعارف خاص نمبر:

ہفت روزہ رضوان کا ختم نبوت نمبر ہے یہ شمارہ ۷ تا ۱۴ اگست ۱۹۵۲ء کی اشاعت خاص ہے حضرت سید محمود

احمد رضوی اسکا تعارف کراتے ہوئے اس شمارہ کے صفحہ نمبر ۳۶ پر رقم طراز ہیں۔

(الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا جواب)

رضوان کا ختم نبوت نمبر کی کتابت جاری تھی کہ مرزائیوں کے آرگن الفضل یعنی الدجل یا الف ضل نے مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۵۲ء کو خاتم النبیین نمبر شائع کیا۔ جس میں چند آیات و احادیث و اقوال بزرگان دین کی غلط تفسیر و تاویل کر کے مسلمانوں کو گمراہ اور دین سے بے خبر عوام کو دھوکہ و فریب دینے کی کوشش کی گئی۔ بفضلہ تعالیٰ ہم نے رضوان کے ختم نبوت نمبر میں الفضل کے استدلات و شبہات کا نہایت متانت سے مدلل و مکمل جواب دیا ہے اور اس کی مکاری و کیاوی کا پردہ چاک کیا ہے اور بوقت تردید احمدیہ پاکٹ بک کو بھی سامنے رکھا ہے جن مسلمانوں نے الفضل کا یہ نمبر پڑھا ہے اگر وہ انصاف و دیانت سے اور مرزائی تعصب و ہٹ دھری سے علیحدہ ہو کر ہمارے مدلل و مسکت جوابات کو پڑھ لیں گے تو ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ وہ الفضل کے فریب سے بچ جائیں گے۔ اور حقیقت ان پر منکشف ہو جائے گی۔ الفضل کا یہ نمبر ۲۴ صفحات کا ہے۔ (رضوان ختم نبوت نمبر ۱۹۵۲ء صفحہ نمبر ۳۶)

رضوان ختم نبوت نمبر میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت کے موضوع پر آیات قرآن کریم، احادیث رسول کریم ترتیب دی گئیں ہیں۔ ایک طرف اسلامی تعلیمات نوٹ کی گئی تو دوسری طرف مرزا قادیانی کی سیرت و کردار اور کفریات کو نوٹ کیا گیا ہے۔ یہ خاص نمبر 112 صفحات کا ہے اب یہ نمبر مسئلہ ختم نبوت کے عنوان سے جناب محمد نعیم اللہ قادری صاحب مدظلہ نے دوبارہ شائع کر دیا ہے۔

۱۱) ماہ طیبہ کا ختم نبوت نمبر 1952ء / 1372ھ (تیسرا ایڈیشن)

ایڈیٹر: مجاہد اسلام سرمایہ اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ فقیہ اعظم حضرت مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ محتاج تعارف نہیں آپ اشاعت دین کیلیے ماہنامہ ماہ طیبہ ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں کوٹلی لوہاراں سے شائع کرتے رہے۔ اس رسالہ کا خاص نمبر ختم نبوت نمبر کا تعارف حضرت مصنف خود یوں تحریر کرتے ہیں۔

[[مرزائیوں کے رد کے لیے بہترین تصنیف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر نبوت (نئی نبوت) ختم ہوگئی۔ قرآن و حدیث، اجماع اُمت اور ارشادات ائمہ سے اس کا ثبوت اور مرزائیوں نے اجرائے نبوت پر جس قدر بھی احمدیہ پاکٹ بک میں دلائل لکھے ہیں ان سب کے متعدد جوابات اس میں دیکھیے۔ علماء نے بھی اس کتاب کو پسند کیا ہے۔

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱۱) ترجمان اہل سنت کا ختم نبوت نمبر 1972ء/ 1392ھ

ایڈیٹر: حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ

سواداعظم اہل سنت و جماعت کے عقائد ونظریات کا نقیب ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی سے شائع ہوتا تھا۔اس کے ایڈیٹر حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب مدظلہ تھے مجلس ادارت میں حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ اور سید طارق علی قادری صاحب تھے۔

ترجمان اہلسنت کا یہ شمارہ ختم نبوت نمبر کے عنوان سے خاص پرچہ ہے اس کے 120 صفحات ہیں اس میں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر حضرت علامہ مفتی سید شجاعت علی قادری اور حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری کے مضامین ہیں جبکہ حیات مسیح پر حضرت مولینا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا مضمون ترتیب دیا ہے۔خاتم النبیین ﷺ کے معنی اور مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت کے موضوع پر حضرت مولینا حاجی ابوداؤد صادق رضوی صاحب مدظلہ اور حضرت علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی کے مضامین ہیں ردّ فتنہ قادیانیت کے سلسلہ میں ماہر رضویات حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد مجددی مظہری اور حضرت صوفی ایاز خان نیازی کے مضامین ہیں۔ اہل سنت کی قلمی جہاد کی روداد جناب مفتی سید مسعود علی قادری نے ترتیب دی ہے۔انٹرویو پینل میں حاجی محمد حنیف طیب صاحب نے قائد اہل سنت حضرت علامہ مولینا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، شبیر احمد نے حضرت مولینا سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ جناب علامہ محمد اقبال اظہری صاحب نے حضرت مولینا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ محمد فاروق سعیدی صاحب نے حضرت مولانا حامد علی خان اور محمد رحمت اللہ صاحب نے حضرت میاں جمیل احمد شرقپوری، جناب احمد عبدالشکور صاحب نے حضرت حاجی محمد حنیف طیب صاحب کا انٹرویو تحریر کیا ہے شاعری میں ڈاکٹر علامہ اقبال جناب سکندر لکھنوی اور جامی بی اے علیگ کی نظمیں شامل ہیں۔ تنظیم فدایان ختم نبوت کا تعارف اور قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی ڈاکٹر علامہ اقبال کی نظر میں جیسے تحقیقی علمی اور معلوماتی مضامین بھی شامل اشاعت ہیں۔یہ خاص ختم نبوت نمبر بڑا ہی اہم میگزین ہے اللہ تعالیٰ عزوجل کے فضل وکرم سے اس رسالہ ترجمان اہل سنت نے نظام مصطفیٰ نمبر اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء نمبر بھی شائع کیے ہیں اللہ تعالیٰ عزوجل اس ختم نبوت نمبر لکھنے والے شائع کرنے والے احباب اور اکابر کی سعی جمیل کو قبول کرتے ہوئے دامن مصطفیٰ ﷺ کی ٹھنڈی ہوا نصیب کرے جنہوں نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء سے پہلے فتنہ قادیانیت کے ناپاک عزائم سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کیا اور تحفظ ختم نبوت کا اہم فریضہ سرانجام دیا۔

۱۲) ماہنامہ ضیائے حرم کا ختم نبوت نمبر 1974ء/ 1394ھ

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ایڈیٹر: ضیاءالامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ابوزاہد حضرت خواجہ عابد نظامی صاحب

۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ میں قادیانیوں نے نشتر میڈیکل کالج ملتان کے مسلمان طلبہ پر غنڈہ گردی کا وہ مظاہرہ کیا جو ظلم وستم، بربریت وطاغوتیت میں مرزائی روایات کا علمبردار تھا اس واقعہ کے خلاف تحریک ختم نبوت چلی۔ جس کے نتیجہ میں ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء/۱۳۹۴ھ کو مرزائی آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔ تحریک ختم نبوت کے خدوخال واضح کرنے کے لیے ماہنامہ ضیائے حرم کا یہ شاندار نمبر شائع کیا گیا جو گراں قدر قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے۔ (قلمی جہاد ص ۳۶۶)

ماہنامہ ضیائے حرم کے موسس ضیاءالامت مفسر قرآن مصنف ضیاءالنبی ﷺ حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری محتاج تعارف نہیں آپ نے خواجہ عابد نظامی صاحب کے تعاون سے تحریک ختم نبوت نمبر شائع کیا یہ نمبر دوبار شائع ہو کر پھر نایاب ہو چکا ہے۔ پہلی بار دسمبر ۱۹۷۴ء اور دوسری بار ۱۹۹۷ء میں شائع ہوا۔ اس تحریک ختم نبوت نمبر میں مشاہیر اہل سنت کے بلند پایہ مضامین شامل اشاعت ہیں۔ سر دلبراں کے عنوان سے پیر صاحب کا مقالہ عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت پر دلائل کی اہم دستاویز ہے۔ فتنہ انکار ختم نبوت کے عنوان سے مقالہ میں ختم نبوت کے تحفظ میں متعدد احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔

تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کے عظیم رہنما حضرت مولینا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا انٹرویو قومی اسمبلی میں قادیانیت پر آخری ضرب کے عنوان سے مترجم قرآن حضرت علامہ پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب مدظلہ کا معلوماتی مقالہ خواجہ عابد نظامی کا مضمون عہد صدیقی میں مسیلمہ کذاب کا استیصال۔ ردّ مرزائیت میں صوفیائے کرام کا حصہ از جناب محمد صادق قصوری، حضرت خواجہ غلام فرید اور مرزائیت از قاضی غوث محمد منصور، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور معرکہ قادیانیت از علامہ عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ، تحریک ختم نبوت اور پیران تونسہ شریف از شیخ غلام محمد نظامی، مشائخ کانفرنس رپورٹ از خواجہ عابد نظامی، ردّ مرزائیت میں علماء اہل سنت کا حصہ از حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری مدظلہ تحریک ردمرزائیت کے تین مجاہد از علامہ مولانا محمد منشاء تابش قصوری، ردّ مرزائیت میں حضرت مولانا نواب الدین ستکوہی کا حصہ از حافظ مظہر الدین رداسی (حسان پاکستان) تحریک ختم نبوت کی کہانی میری زبانی (تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء) از مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ، قادیانیت علماء ازہر کی نظر میں از محمود احمد غازی، ختم نبوت اور علامہ اقبال از عابد نظامی تحریک ختم نبوت اور مولانا ظفر علی خان از خالد بزمی تحریک ختم

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

نبوت میں جمعیت علماء پاکستان کا کردار از جناب علامہ محمد صادق قصوری (مورخ پاکستان) تحریک ختم نبوت میں الفتح کا حصہ از پروفیسر حافظ احمد بخش مدظلہ اور قادیانیوں کو دعوت اسلام از مفسر قرآن شیخ الحدیث شارح صحیح مسلم حضرت علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ جیسے اہم مضامین کا یہ خاص نمبر آج پھر نایاب ہے۔ہم ادارہ ضیاء القرآن سے اپیل کرتے ہیں کہ یہ خاص نمبر دوبارہ شائع کیا جائے۔ضیائے حرم کے متعدد خاص نمبر حضرت سیدنا صدیق اکبر نمبر، حضرت سیدنا فاروق اعظم نمبر، میلادالنبی نمبر، ضیاءالامت نمبر ڈاکٹر عبدالقدیر خان نمبر شائع ہوتے ہیں اس کے علاوہ خاص نمبر تحریک ختم نبوت نمبر بھی شائع ہوا جس کے 160 صفحات ہیں اللہ تعالیٰ مصنفین و ناشرین کو اس کی بہتر جزا عطا فرمائے۔

۱۳)ماہنامہ قومی ڈائجسٹ کا قادیانیت نمبر

ایڈیٹر: جناب مجیب الرحمٰن شامی (چیف ایڈیٹر روزنامہ پاکستان 1404ھ/1984ء)

تحریک ختم نبوت میں رسائل و تصانیف کا سب سے زیادہ تاریخی کام کرنے والے سنی عالم دین نعت گو شاعر پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ جو ہزار صفحات سے زیادہ کی ضخامت پر مبنی ہے قادیانیت کے استحصال کیلیے ایک انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔سن اشاعت 1984ء میں حکومت نے جب امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا تو قادیانی سازشیں تیز تر ہوگئیں اس وقت جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے پروفیسر محمد الیاس برنی کی کتاب قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ سے حوالہ لیکر ایک خاص نمبر اپنے ماہانہ رسالہ قومی ڈائجسٹ کا شائع کیا آئیے اس کا تعارف تحریر کرتے ہیں۔

[[جناب مجیب الرحمٰن شامی ہمارے ملک عزیز کے نامور کہنہ مشق صحافی ہیں۔جنہیں قدرت نے قلم کا دھنی بنا دیا ہے۔۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو صدر مملکت جنرل ضیاء الحق نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس پر ملک میں ایک بار پھر مرزائیت کا موضوع بڑی شدومد سے زیر بحث آیا۔جناب شامی صاحب نے اپنے ماہنامہ جریدہ قومی ڈائجسٹ کی ایک اشاعت قادیانیت کے لیے خاص کردی جس میں مرزا قادیانی کا بچپن، بھولپن، جوانی دیوانی، بڑھاپا سیاپا کا عنوان قائم کرکے ۸۲ ذیلی عنوانات پر پروفیسر الیاس برنی کا مرتب شدہ مواد شائع کیا ہے۔زمین کی حسرت، زر کی محبت، زن کی قیامت کا عنوان قائم کرکے ۱۳ ذیلی عنوانات پر مواد جمع کیا ہے جو ۳۳ صفحات پر مشتمل ہے۔تعلقات کا عنوان قائم کرکے محبتیں، نفرتیں، منتیں، خوشامدیں، دھمکیاں، پیشنگوئیاں کے عنوانات سے اٹھارہ صفحات کی بحث کی ہے۔سیاست کے عنوان کے تحت انگریز سے وفاداری، ملت سے غداری، مسلمانوں سے بیزاری کے عنوانات پر ۵۲

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

صفحات کی بحث کی ہے۔کفریات مرزا کا عنوان قائم کر کے ۸۷ ذیلی عنوانات کے تحت مرزائیت کی کتب کے حوالہ جات ایسی خوبصورتی سے ۴۲ صفحات جمع کر دیئے ہیں جس سے مرزائیت کے صحیح خدوخال آشکارا ہو گئے ہیں۔ناپاک جسارت کے عنوان سے تحریف معنوی ولفظی پر متعدد مضامین شامل کر دیئے گئے ہیں۔آخری ستر صفحات مرزائیت کے سیاسی امیج کو سمجھانے کے لیے وقف کر دیئے گئے ہیں۔

شامی صاحب نے لائبریری ایڈیشن کے مقدمہ میں لکھا ہے کہ یہ نمبر اتنا تقسیم ہوا کہ جس کی کوئی مثال کم از کم اس جریدے کی تاریخ میں نہیں ملتی۔کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔اس نمبر کی اشاعت کے بعد شامی صاحب کو حج کا بلاوا آگیا۔جو اپنے لیے وہ اس نمبر کی مقبولیت کا نشان قرار دیتے ہیں۔اللہ رب العزت شامی صاحب کو جزائے خیر دیں کہ واقعی انہوں نے کمال کا نمبر ترتیب دیا ہے]]۔(حوالہ: قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت صفحہ نمبر ۱۶۲)

۱۴)منہاج القرآن کا ختم نبوت نمبر دسمبر 1988ء ربیع الاول 1408ھ

ایڈیٹر: جناب محمد جاوید القادری

قادیانی جماعت کے امیر مرزا طاہر احمد نے جون ۱۹۸۸ء میں عالم اسلام کو للکارتے ہوئے پوری اُمت مسلمہ کو مباہلے کا چیلنج دیا۔جسے منہاج یونیورسٹی کے سرپرست پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قبول کیا اور ۱۲ ربیع الاول کی رات اُسے مینار پاکستان پر آکر مباہلہ کرنے کی دعوت دی اور ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس مینار پاکستان لاہور منعقد کی۔تمام مکاتب فکر کے علماء کانفرنس میں شریک ہوئے۔مجلہ منہاج القرآن کا یہ خاص اشاعت کا شمارہ ختم نبوت کانفرنس نمبر بڑے سائز کے ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

اس میں بانی تحریک منہاج القرآن کا مرزا طاہر قادیانی امیر فتنہ قادیانیت کے نام کھلا خط اردو میں شامل اشاعت ہے یہ مضمون مرزا طاہر کے نام کھلا خط کے عنوان سے کتابچے کی صورت میں اردو، عربی اور انگریزی میں ترجمہ ہو کر ہزاروں کی تعداد میں شائع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔

ختم نبوت کانفرنس کی مکمل روداد بعنوان "ختم نبوت کانفرنس حال اُس شب کا کہ ہر آنکھ تماشائی تھی" تحریر ضیاء نیر صاحب۔اکابرین کے خطبات اور انکی تصاویر شامل ترتیب ہیں۔اتحاد اُمت کے لیے طاہر القادری صاحب کا بارہ نکاتی فارمولا۔کل پاکستان ختم نبوت کے بارے میں تاثرات پر مشتمل بعض اکابرین کے خطوط اور ملکی وغیر ملکی اخبارات میں چھپنے والی خبریں جو ختم نبوت سے متعلق ہیں شامل کی گئی ہیں۔یہ خبریں اردو، انگریزی، عربی اور گجراتی زبان میں شائع ہوئی تھیں۔

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

(افسوس کہ جناب طاہر القادری صاحب راہ حق سے بھٹک گئے ہیں اور اپنی سیاسی جماعت "پاکستان عوامی تحریک" میں قادیانیوں کو بھی شامل کرنے کی کھلی آفر کر چکے ہیں۔(ظفر سلطانی)

۱۵) کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر (ستمبر 1997ء/1418ھ)

ایڈیٹر: جناب محمد نعیم طاہر رضوی

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے نام پر لاہور سے شائع ہونے والا ماہنامہ کنز الایمان ایک علمی معلوماتی ماہنامہ ہے۔اس کے چیف ایڈیٹر نام محمد نعیم طاہر رضوی ہیں ۔اور ایڈیٹر جناب طارق محمود عزیز ہیں۔ماہنامہ کنز الایمان نے کئی ایک خاص اشاعتیں کی ہیں۔مثلاً سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نمبر، ختم نبوت نمبر، ناموس رسالت نمبر، تحریک پاکستان نمبر، تحریک خلافت و ترک موالات نمبر۔قائد اعظم نمبر، امام نورانی نمبر وغیرہ کل نمبر کی تعداد بارہ ہے۔درج ذیل سطور میں ہم کنز الایمان کے ختم نبوت نمبر سے متعلق مختصر تعارف تحریر کریں گے۔

کنز الایمان کی اشاعت خاص ختم نبوت نمبر کی ضخامت ایک سو بارہ صفحات رنگین ٹائٹل ستمبر ۱۹۹۷ء جمادی الاول ۱۴۱۸ھ کو شائع ہوا۔اس کے ٹائٹل پر سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ اور ترجمہ تحریر ہے اور ٹائٹل کے ایک سائیڈ پر گنبد خضراء کی تصویر اور بیک میں صحیح مسلم شریف کی حدیث **انا خاتم النبین لا نبی بعدی** اور ترجمہ درج ہے۔

اداریہ میں ایک اہم مقالہ مسئلہ ختم نبوت اور علمائے اہل سنت جناب رضوی صاحب کا تحریر کردہ ہے ایک علمی تحقیقی معلوماتی مقالہ ہے۔ماہنامہ کنز الایمان کا ختم نبوت نمبر اہل سنت کے لٹریچر میں اچھا اضافہ اور دینی مدارس کے طلباء و طالبات تحریک ختم نبوت کے کارکنوں کیلئے مفید معلومات مصنفین و مقالہ نگار حضرات کے لیے بہترین حوالہ جاتی دستاویز ہے۔

اللہ کریم عزوجل بوسیلہ نبی کریم ﷺ مرتبین اور دیگر کو بہترین جزا خیر عطا فرمائے۔

۱۶) ماہنامہ جہان رضا کا ختم المرسلین ﷺ نمبر

(2001ء/1421ھ)

ایڈیٹر: حضرت علامہ پیر زادہ محمد اقبال فاروقی صاحب مدظلہ العالی

سواد اعظم اہل سنت و جماعت کا ایک اشاعتی ادارہ مرکزی مجلس رضا لاہور ہے اس ادارے کے بانی حکیم محمد موسیٰ

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ سربراہ عظیم قلمکار بزرگ عالم دین اور معروف ادیب حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ہیں۔ماہنامہ جہان رضا حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب ہی ترتیب دے کر شائع کرواتے ہیں۔اس ختم المرسلین نمبر کے شمارے میں حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیقی تحریر خاتم المرسلین پر مشتمل ہے جو مرزائیت کے رد میں لکھی گئی تھی۔

اسکا اداریہ بڑا معلوماتی اور اہل تحقیق کے لیے اہم دستاویز ہے۔ختم نبوت از قرآن،ختم نبوت از حدیث،اجماع اُمت،دلائل عقلیہ اور اجرائے نبوت پر مرزائی دلائل اور اُنکے جوابات مرزائی،اور میرے بعد کوئی نبی (اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتاب سے اقتباس) جیسی اہم تحریریں عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور فتنہ قادیانیت کی تردید میں شامل ہیں۔

۱۷)ماہنامہ مجلہ الحقیقہ کا ختم نبوت نمبر

(ستمبر 2001ء/جمادی الثانی 1422ھ)

مدیر اعلیٰ:شجاعت علی مجاہد

آستانہ عالیہ علی پور سیداں شریف لاثانی کے خلیفہ مجاز حضرت پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی ایک تنظیم انجمن شیران اسلام شکر گڑھ ضلع نارووال میں اشاعت دین اور احیائے اسلام کیلئے متحرک ہے۔اقامت دین کیساتھ ساتھ فرقہائے باطلہ کا رد اس تحریک کے بنیادی مقاصد میں سے ایک اہم مقصد ہے۔اس تنظیم کے سرپرست پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم عالم دین پیر طریقت اور مصنف تھے۔آپ نے ۲۰۰۰ء کے آخری مہینوں میں مجلۃ الحقیقہ کے نام سے ایک علمی،تحقیقی اور معلوماتی میگزین جاری کیا۔مجلہ الحقیقہ ہر سال مذاہب عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ایک خاص اشاعت میلاد نمبر شائع کرتا ہے۔اس کے خاص نمبرز میں میلاد شریف نمبر ۲۰۰۳،۲۰۰۴،۲۰۰۵ اور مفکر اسلام نمبر ۲۰۰۶ وغیرہ اہم دستاویز ہیں۔اس خاص اشاعتوں کے علاوہ زیر تعارف شمارہ مجلۃ الحقیقہ کا ختم نبوت نمبر ۲۰۰۱ء ہے۔اس کے بڑے سائز کے صفحات ۱۲ ہیں۔اسکے ٹائٹل پر قرآن مجید،روضہ رسول ﷺ کی تصویریں ہیں۔مضامین میں اعلان ختم نبوت،عرفان ختم نبوت،درس قرآن کے عنوان سے صاحب تصانیف کثیرہ علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب کی تحریریں ہیں۔کلمۃ الحقیقہ اور کاش ہم بھی بیدار ہوں جیسی مایہ ناز تحریریں جناب پروفیسر محمد حسین آسی صاحب کی ہیں۔اس کے علاوہ ردّ قادیانیت میں مختلف اہل قلم کے بڑے جاندار مضامین شامل ہیں۔قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی سے باتیں کے عنوان سے اہم مقالہ ترتیب دیا

گیا ہے جس میں امام نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات بسلسلہ تحفظ ختم نبوت شامل ہیں۔(نوٹ) ماہنامہ مجلہ الحقیقہ ایک مرتبہ پھر ایک ضخیم تحفظ ختم نبوت شائع کر رہا ہے۔ جسکی ترتیب اور مواد کو اکٹھا کرنے کی خدمات اسکے مدیر اعلیٰ معروف مصنف جناب حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری مدظلہ سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ مقالہ بھی اس عظیم نمبر کے لیے ترتیب دیا گیا ہے۔

۱۸) ماہنامہ لانبی بعدی کا عظیم الشان ختم نبوت نمبر

(2002ء/1423ھ)

مرتبین: محمد صادق علی زاہد، محمد افضل رشید نقشبندی

تحریک دایان ختم نبوت کا نقیب ختم نبوت پر اہلسنت کا ترجمان ماہنامہ لانبی بعدی لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس کے منتظم جناب محترم محمد افضل رشید نقشبندی ہیں۔ ماہنامہ لانبی بعدی کے سرپرست قائد اہل سنت حضرت علامہ الشاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ چیف ایڈیٹر سردار محمد خان لغاری ہیں۔ اس ماہنامہ کا ہر شمارہ تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی تردید میں شائع ہوتا ہے۔

ماہنامہ لانبی بعدی کا عظیم الشان ختم نبوت نمبر ۲۴۰ صفحات پر مشتمل ہے اور ۲۰۰۲ء میں شائع ہوا ہے۔ اس کا ٹائٹل رنگین اور خوبصورت ہے۔ اندرون ٹائٹل میں عمامہ شریف بہ رنگ سبز کلاہ منسوب بہ حضرت محمد ﷺ اور درود شریف بڑی خوبصورتی سے شائع کیا گیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے ۲۶ مقالات شامل کیے گئے ہیں۔ جو عقیدہ ختم نبوت از رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ آف انڈیا سے شروع ہو کر رائے محمد کمال ایڈوکیٹ کے مضمون غازی حاجی محمد مانک پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ یہ دستاویز ایک کتاب کا مقام رکھتی ہے ایسی کتاب جس میں کئی مقالے اور رسالے شامل ہیں اگر میں یہ تحریر کروں کہ یہ اشاعت خاص ماہنامہ لانبی بعدی کا ختم نبوت نمبر ماہنامہ ترجمان اہل سنت کے ختم نبوت نمبر اور ماہنامہ ضیائے حرم کے تحریک ختم نبوت نمبر کا نچوڑ ہے تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ معاونین، مصنفین اور منتظمین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

۱۹) ماہنامہ لانبی بعدی کا تاریخ ساز مجاہدین ختم نبوت نمبر

(1424ھ/2003ء)

مرتبین: سید اجمل گیلانی، صلاح الدین سعیدی، افضل رشید نقشبندی

ماہنامہ لانبی بعدی نے اپنی اشاعت خاص کا پہلا شمارہ اول الذکر ختم نبوت نمبر شائع کیا اور دوسرا خاص نمبر

تاریخ ساز مجاہدین ختم نبوت ایک سال بعد شائع کیا۔اس شمارے کا ٹائٹل بھی رنگین خانہ کعبہ، روضہ رسول اور کلمہ طیبہ سے مزین ہے۔اس تاریخ ساز مجاہدین ختم نبوت نمبر میں درس قرآن قرآن از علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری (قائد تحریک ختم نبوت)،درس حدیث از سید محمود احمد رضوی (شارح بخاری)اور مشاہیر اہلسنت پیغامات کے علاوہ ۲۹ مقالات شامل اشاعت ہیں۔اس کے صفحات بڑے سائز کے ۲۹۶ ہیں۔شامل اشاعت مقالات میں سے ۲۲ شخصیات پر بقیہ میں رحمۃ اللعالمین کے خاتم النبیین ہونے کا بیان، قادیانی دلائل کا قرآنی توڑ اور دیگر نہایت اہم مضامین شامل ہیں۔یہ شمارہ بھی ایک اہم کتاب کی حیثیت رکھتا ہے۔اکابرین اہل سنت کی مساعی جمیلہ کو محفوظ کرنے اور نئی نسل تک پہنچانے کیلئے بہترین کاوش ہے۔اہل تحقیق کے لیے ایک نایاب تحفہ ہے۔

۲۰)ہفت روزہ اسلامی فیضان کا ختم نبوت نمبر

(1425ھ/ستمبر 2004ء)

ایڈیٹر: صاحبزادہ عزیز رسول صدیقی

مدینۃ الاولیاء ملتان شریف میں قرآن وسنت کی تبلیغ کرنے والی عالمگیر تحریک دعوت اسلامی کا انٹرنیشنل سطح کا بین الاقوامی اجتماع ہر سال ہوتا ہے۔سال ۲۰۰۲ء کے اجتماع میں ملتان کے نوجوان قلمکار مجاہد ختم نبوت صاحبزادہ عزیز رسول صدیقی صاحب نے ایک اخبار ہفت روزہ اسلامی فیضان کے عنوان سے شائع کیا۔اس اخبار کے چیف ایڈیٹر راؤ امجد علی قادری اور ایڈیٹر صاحبزادہ عزیز رسول صدیقی تھے اس کا پہلا شمارہ اجتماع کے موقعہ پر شائع کیا گیا۔یہ شمارہ ختم نبوت پر اشاعت خاص تھی۔اس کے بڑے سائز (اخبار سائز) کے چار صفحے تھے۔پہلے اور آخری صفحہ پر ختم نبوت کے حوالے سے ہیڈ لائنز بنائی گئی تھیں۔اور اندورنی صفحات میں سات مقالات شائع کیے گئے ہیں۔یہ نمبر ختم نبوت کے لیے نسل نو کو تیار کرنے اور اکابرین کی خدمات سے آگاہ کرنے کے لیے ایک بہترین دستاویز ہے۔

۲۱)ماہنامہ معراج انسانیت کا ختم نبوت نمبر

(1426ھ/2005ء)

چیف ایڈیٹر: ڈاکٹر آر اے امتیاز

ایڈیٹر: حکیم غلام سرور شباب

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ڈاکٹر آر۔اے۔امتیاز صاحب شعبہ میڈیکل سے متعلقہ رسالہ بعنوان معراج انسانیت شائع کرتے ہیں۔انہوں نے ایک ضخیم اور خوبصورت مجلد ختم نبوت نمبر شائع کیا ہے۔اس اشاعت خاص کے ۲۲۴ صفحات ہیں سن ۲۰۰۵ء ہے۔اس نمبر کی ایڈیٹنگ جناب محترم محمد عرفان محمود برق (سابق قادیانی ،نومسلم) نے کی ہے۔مرزا قادیانی کی زندگی، رہن سہن اور دیگر اہم موضوعات اس اشاعت میں شامل ہیں۔اس کے مطالعہ سے ایک عام شخص بھی مرزائیت کو باآسانی سمجھ سکتا ہے۔

۲۲) مجلہ معارف کا ختم نبوت نمبر

(1428ھ/2007ء)

ایڈیٹر: محمد احمد حسن قادری

راقم الحروف تحریک فدایان ختم نبوت کا ادنیٰ سا خادم ہونے کی حیثیت سے تحفظ ختم نبوت کے موضوع پر کچھ نہ کچھ لٹریچر شائع کرتا رہتا ہے۔فیصل آباد میں الحمدللہ ہر سال ردّ قادیانیت کورس کے موقع پر لٹریچر شائع کر کے مفت تقسیم کرتا ہوں۔چھوٹے بڑے پمفلٹز کے علاوہ تحفظ ختم نبوت، دفاع ختم نبوت، دشمنان اسلامی کا بائیکاٹ اور خاتم النبیین، مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت، مرزا قادیانی کی انگریز دوستی، قادیانی سازشیں، اسلامی بم بر قادیانی دم وغیرہ رسائل شائع کیے۔قادیانی سازشوں کی روک تھام کیلیے مستقل طور پر ایک سلسلہ اشاعت جاری رکھنے کے لیے اشاعت نمبر ۲۱ سے مجلہ معارف ختم نبوت جاری کرنے کا پروگرام بنایا۔اس میں مجلہ ختم نبوت کا یہ پہلا پرچہ ہے۔اس کے ۳۲ صفحات اور رنگین ٹائٹل ہے۔اس کی اشاعت کا اہتمام جناب انجینئر محمد اکبر قادری نے کیا ہے۔اللہ تعالیٰ معاونین، مولفین اور ناشرین کو بہتر جزاء عطا فرمائے۔آمین!

۲۳) مجلہ تعمیر فکر کا یوم تحفظ ختم نبوت نمبر

(1428ھ/2007ء)

ایڈیٹر: محمد عرفان قادری

تحریک فدایان ختم نبوت کے ممتاز رہنما شاہین ختم نبوت حضرت علامہ مفتی محمد امین عطاری القادری رحمۃ اللہ علیہ نے علمائے اسلام کی تصانیف کو عقیدہ ختم نبوت انسائیکلوپیڈیا شائع کرنا شروع کیا ابھی چھ جلدیں ہی شائع ہوئی تھیں کہ آپ کو داعی اجل کا بلاوا آ گیا۔آپ کے وصال کے بعد جناب محمد عرفان قادری نے مفتی صاحب کے بھائی علامہ محمد جاوید قادری صاحب کے تعاون سے مجلہ تعمیر فکر کا خاص شمارہ شائع کیا۔اس میں جید علماء اہل سنت کے نہایت پُرمغز

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

مقالات شائع کیے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

۲۴) مجلہ دین فطرت کا ختم نبوت نمبر

(1429ھ/2008ء)

ایڈیٹر: مجاہد ختم نبوت محمد امجد جاوید سعیدی

حضور محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ شیخ الحدیث مفتی محمد سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے شہر فیصل آباد میں تحریک احیائے اسلام کا ایک عظیم ادارہ "حزب الاسلام" ہے اس ادارہ کے بانی و سرپرست حضرت پیر سید سعید الحسن شاہ صاحب مدظلہ ہیں۔ پیر صاحب حضور محدث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے پیر فضل رسول حیدر رضوی صاحب مدظلہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اشاعت دین کے سلسلہ میں آپ کی خدمات بے شمار ہیں۔ آپ کے مریدوں میں ایک قابل فخر نام جناب محمد امجد جاوید سعیدی صاحب کا بھی ہے۔ جناب سعیدی صاحب مجلہ دین فطرت شائع کرتے ہیں۔ اور مختلف موضوعات پر مجلہ دین فطرت میں آپ کی کئی اشاعتیں منظر عام پر آچکی ہیں۔

۲۶ مئی ۲۰۰۸ء کو مرزا قادیانی کی موت کے سو سال ہو گئے تھے۔ لہٰذا قادیانیوں نے اپنے تبلیغی سازشی پروگراموں کی بھرمار شروع کی ہوئی تھی۔ دوسری طرف پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد میں قادیانی طالب علموں کی ارتدادی سرگرمیوں کی وجہ سے کالج میں تصادم ہو چکا تھا۔ ان پریشان کن حالات میں مجاہد ختم نبوت جناب محمد امجد جاوید سعیدی نے عقیدہ ختم نبوت کی حقانیت اور فتنہ قادیانیت کی تردید کے موضوع پر مبنی لٹریچر شائع کر کے کالج کے سٹاف اور طلباء میں تقسیم کیا۔ کالج کے پروفیسرز اور ڈاکٹرز نے لٹریچر کا مطالعہ کر کے تحفظ ختم نبوت کیلئے اپنی خدمات سر انجام دیں۔ اسی موقع پر مجلہ دین فطرت کا خاص شمارہ تیسرا ختم نبوت نمبر ۲۰۰۸ء جناب سعیدی صاحب نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا۔ اس کے صفحات ۳۲ اور یہ رنگین ٹائٹل پر مشتمل ہے۔ ختم نبوت پر ایسے دلنشیں مضامین شامل اشاعت کیے گئے ہیں کہ جیسے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہو۔

۲۵) مجلہ انوار رضا کا ختم نبوت نمبر

(1429ھ/2008ء)

ایڈیٹر: ملک محبوب الرسول قادری

سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کے عظیم صحافی قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی اور جاہد ملت حضرت مولانا عبدالستار خان نیازی کے تربیت یافتہ جناب ملک محبوب الرسول قادری محتاج تعارف نہیں ۔آپ کثیر تصانیف کے حامل، مجلہ انوار رضا کے چیف ایڈیٹر، ماہنامہ سوئے حجاز کے ایڈیٹر اور کئی سنّی رسائل کی مجلس ادارت کے ممبر ہیں اور کونسل آف جرائد اہل سنت کے صدر بھی ہیں ۔اس مجلہ کی اشاعت خاص میں مجاہد ملت نمبر، قائد ملت اسلامیہ نمبر، اعلیٰ حضرت نمبر، ماہ صیام نمبر اور ختم نبوت نمبر قابل ذکر ہیں۔ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی ایک کتاب ''سیدنا محمد ﷺ خاتم النبیین'' ہے قائد اہل سنت کا تاریخی انٹرویو بسلسلہ تحفظ ختم نبوت بھی آپ نے ہی شائع کیا تھا۔اس کے علاوہ آپ کی کتاب عقیدہ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء بھی بڑی اہم دستاویز ہے ۔اب آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کی دردناک موت کے سو سال پورے ہونے پر سچے نبی حضور خاتم النبیین ﷺ کی عظمت و ناموس ختم نبوت کے لیے ایک عظیم الشان ضخیم اور شاندار ختم نبوت نمبر شائع کیا ہے۔جس میں بڑے اہم مقالات اور تاریخی حقائق ترتیب دیئے گئے ہیں ۔یہ اشاعت خاص ۵۱۰ صفحات پر مشتمل ہے۔حمد باری تعالیٰ نعت رسول مقبول ﷺ کلام مولانا محمد حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سیدنا غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے ۔اکابرین اہل سنت کے پیغامات اور بے شمار علمی رسائل مقالات اور مضامین ترتیب دیئے گئے ہیں ۔ان میں اکثر مضامین اور رسائل یا تو پہلی بار شائع ہو رہے ہیں یا بہت مدت بعد ان کی اشاعت ہوئی ہے ۔اس شمارے کے آخر میں علماء و مشائخ کے انٹرویو بھی شامل کیے گئے ہیں۔

اس عظیم الشان ختم نبوت نمبر ۲۰۰۸ء کی بروقت اشاعت پر انوار رضا کی انتظامیہ مبارکباد کی مستحق ہے ۔اللہ تعالیٰ عزوجل محترم ملک محبوب الرسول قادری صاحب کی اس خدمت کو شرف قبولیت بخشے ۔آمین ۔

قارئین کرام! ''تعارف رسائل ختم نبوت'' اس مقالہ کو مختصر تحریر کرنے کا ارادہ تھا مگر یہ طوالت پکڑ گیا ۔راقم نے کئی تاریخی حقائق پیش کر دیئے ہیں ۔کوشش تو یہی تھی کہ بہتر سے بہتر ہو مگر ایک طالب علم کی یہ ادنیٰ کاوش ہے ۔اہل سنت و جماعت کے یہ خاص نمبرز ۱۹۱۸ء سے لیکر ۲۰۰۸ء تک جو راقم کے پاس موجود تھے اور راقم نے انہی رسائل کو شامل تحریر کیا ہے ۔اللہ تعالیٰ بوسیلہ نبی کریم ﷺ ان مجاہدین ختم نبوت پر اپنی رحمت خاص فرمائے اور ہمیں بھی تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے ۔آمین بجاہ خاتم النبیین والمرسلین ﷺ ۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

ایک مرحوم روزنامے کا نادرونایاب

قادیان نمبر

محمد عالم مختار حق

جب سے قادیانیت کے بدبودار پودے نے انگریز کی بلّہ شیری سے برصغیر پاک و ہند میں پنپنا شروع کیا ہے تب ہی سے علماء و مشائخ (اہلسنت) نے اسے بیخ و بن سے اکھاڑنے کا تہیہ کرلیا اور اس سلسلے میں مناظراتی اور جدلیاتی چیلنجز دیے جانے لگے اور ساتھ ہی ساتھ تحریری طور پر قادیانیت کا رد کیا جانے لگا۔ اس سلسلے میں اخبارات و رسائل میں مضامین لکھے جانے لگے۔ چنانچہ حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کار خیر میں تحریری طور پر اپنا حصہ ڈالا۔ اور وہ غالباً پہلے شخص ہیں جنھوں نے مدعی نبوت کو واجب القتل قرار دیا۔ (ملاحظہ ہو علامہ کی تحریر کا عکس بالمقابل ص ۱۴۳ انوار اقبال مرتبہ بشیر احمد ڈار مطبوعہ اقبال اکادمی پاکستان کراچی ۱۹۶۷ء)

معلوم ہوتا ہے کہ مرتب کتاب قادیانیت کے متعلق نرم گوشہ رکھتا ہے اس لیے وہ واجب القتل والے فقرے کو متن کتاب سے حذف کر گیا۔ انا للہ۔ تاہم رد قادیانیت کا سلسلہ پھیلتے پھیلتے کتابی صورت اختیار کر گیا اور یہ سلسلہ تا حال قائم ہے۔ اس طویل عرصہ میں قادیانیت کے رد میں اتنا کچھ لکھا جا چکا ہے کہ اس موضوع کی کتابیں اگر یکجا کی جائیں تو بلا مبالغہ ایک اچھی خاصی لائبریری منتشل پذیر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ رد قادیانیت میں لکھی گئی کتابوں کی ایک فہرست سید محمد علی مونگیری نے بعنوان "حفاظت ایمان کی کتابیں" مرتب فرمائی جس میں اسی ۸۰ کتابوں کے کوائف درج تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے "قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت" میں انکی تعداد ایک ہزار تک بتائی۔ مگر افسوس کہ کتابوں یا ان کے مصنفین کے اسماء ابجدی ترتیب سے نہیں دیئے گئے۔ جس کی وجہ سے مطلوبہ کتاب یا مصنف کی تلاش میں دقت پیش آتی ہے۔ تلاش و طباعت کا یہ سفر مسلسل جاری ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی ادارہ ان مضامین اور ماہوار رسائل کے کوائف بھی جمع و ترتیب کا فریضہ اپنے ذمہ لے جو رد قادیانیت میں شائع کیے گئے ہیں۔ ان میں بعض خاص نمبر ایسے بھی ہیں جنھیں ری پرنٹ کے مرحلہ سے گزار کر محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہم روزنامہ "زمیندار لاہور" کے "قادیان نمبر" بابت اگست ۱۹۳۷ء کا تعارف قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جس سے ایسے مضامین کی افادیت از خود اظہر من الشمس ہو جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

روزنامہ زمیندار لاہور کے قادیان نمبر اگست ۱۹۳۷ء کا تعارف:

یہ نمبر اگست ۱۹۳۷ء میں چھپا تھا جس پر تاریخ کا اندراج نہیں ہے۔یہ اخبار کا ہفت روزہ باتصویر ایڈیشن ہے۔سائز ۲۲x۲۸/۱۲اور ضخامت ۲۸ صفحات۔

سرورق آرٹ پیپر مولانا ظفر علی خان کی تصویر سے مزین ہے جس کے اندرونی صفحہ پر آنجہانی غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کے اقانیم ثلاثہ حکیم نورالدین آنجہانی ،مرزا غلام احمد آنجہانی اور مرزا بشیر الدین محمود ایں جہانی کی تصاویر ہیں۔ایک تصویر قادیانیت کے کشتۂ ناز حضرت محمد حسین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے جب کہ آخری صفحہ پر مسجد برلن کے مرزائی امام مسٹر عبداللہ ایک ایکٹریس کے ساتھ اپنے تبلیغی مشن میں مصروف ہیں۔ایک تصویر چودھری شہاب الدین کی ہے جنھوں نے چندرہ سو قادیان نمبر فروخت کرنے کا اعلان کیا ہے۔ایک تصویر مولانا ظفر علی خان کی راولپنڈی ریلوے سٹیشن کی ہے جہاں وہ اتحاد ملت کے اراکین کے ساتھ کھڑے ہیں۔اور آخری تصویر ایک درخت کی ہے جس کے نیچے مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ قول درج ہے ''میں وہ شجر ہوں جسے ساری دنیا تباہ نہیں کر سکتی'' اور اسکے بعد ''زمیندار'' کا تبصرہ بجا ارشاد ہوا۔بیشک آپ وہی شجر معلومہ ہیں جس کی آبیاری کی اجازت معلم الملکوت نے رب کعبہ سے **الست** والے دن **الیٰ یوم التضاد** لی تھی۔

ناظرین کرام!اب آیئے اس نمبر کے مشمولات کی طرف

۱۔تابوت قادیان میں آخری میخ:

یہ مدیر رسالہ مولانا ظفر علی خان کی بارہ اشعار پر مشتمل ایک نظم ہے جس کا مطلع و مقطع اس طرح ہے!

(مطلع) نبی کی شرم نہ ہو خوفِ لا الہ نہ ہو ہوس نہ جس کی ہوایسا کوئی گناہ نہ ہو

(مقطع) جب اس میں جمع ہیں یہ سب جہنمی صفتیں غضب ہے پھر بھی اگر قادیاں تباہ نہ ہو

(واضح ہو کہ یہ نظم مولانا کے کلام کے مجموعوں بہارستان، نگارستان، حبسیات اور ارمغان قادیاں میں نظر نواز نہیں ہوئی)

۲۔مرزائیوں کی تکفیر مرزا غلام احمد قادیانی کے اعتقادی معیار پر پوری اترتی ہے۔

ختم نبوت کے متعلق قادیانی اجتہادات از سر مرزا ظفر علی سابق جج ہائیکورٹ لاہور۔

اس مضمون میں آپ نے عقیدہ ختم نبوت کو اسلام کا مرکزی اصول ثابت کرنے کے بعد مرزائے قادیانی کی تصنیفات کے حوالے سے بتایا ہے کہ وہ ختم نبوت کے منکر کو خارج از اسلام قرار دیتے ہیں۔اس کے بعد مرزا صاحب کی ان انقلاب انگیز اعتقادی لغزشوں پر تبصرہ کیا ہے جو انھیں رسالت کا ذبہ کی گہرائی میں گرانے کا موجب

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

ہوئیں۔اسکے بعد مرزائیوں کے غیر اسلامی معتقدات کے پیش نظر انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔(ٹھیک اس کے ۳۷ سال بعد بحمد اللہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو ۱۹۳۷ء کا مطالبہ پورا کر دیا اور قادیانی غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔سچ ہے خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں)

۳۔(اداریہ) قادیانیت کی پاپ بھری ناؤ دریائے مکافات گرداب میں از مولانا ظفر علی خان:

وقت کے سب سے بڑے ملحد مرزا غلام احمد کی اٹکل اور بے جوڑ خرافات کی بنا پر اسے دجال، متنبی اور مراقی کے القاب سے یاد کیا ہے اور اس کی کلام پاک میں تحریف اور علمائے وقت کو مغلظات سے نوازنے اور نصاریٰ کو اولی الامر قرار دینے جیسی ناپاک جسارتوں کو الم نشرح کیا ہے اور آخر میں دمشقی (قادیانی) اور اندلسی (لاہوری) گروہوں کی آپس میں چپقلش سے پردہ اٹھایا ہے۔

۴۔فکاہات از قاضی شوستری:

فکاہات میں قاضی صاحب نے مرزا کی محمدی بیگم سے شادی کے سلسلے میں حکیم نورالدین سے مشاورت کے بارے میں لکھا ہے حکیم صاحب مرزا صاحب کی شادی خانہ آبادی کے متعلق ارتجالاً فارسی میں تین اشعار کہے۔ان پر تبصرہ کرتے ہوئے قاضی صاحب نے کہا ہے کہ یہ اشعار فی الحقیقت نعمت خان عالی کے وقائع سے ماخوذ ہیں اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ حکیم نورالدین صرف مرزا صاحب کے خلیفہ اول ہونے کے لحاظ سے سارق اعظم ہی نہ تھے بلکہ دوسروں کی مطاع سخن پر نہایت دلیری سے ڈاکا ڈالنے کے اعتبار سے سارق اعظم بھی تھے۔(وقائع نعمت خان عالی میں یہ اشعار راقم کی نظر سے نہیں گزرے)

۵۔مرزا غلام احمد قادیانی کا تدریجی صعود ذروۂ نبوت کی طرف۔مقصد میر سد جویائے کام آہستہ آہستہ از قاضی محمد احسان اللہ بی اے:

اس مقالہ میں مرزا قادیان کے اعتقادی انقلابات اور ان کے متغیر و متزلزل دعاوی پر دلائل و معلومات کی روشنی میں تبصرہ کیا گیا ہے۔جس کے مطالعہ سے یہ حقیقت رموز اسرار کی خلوت سے جلوت عام میں آجاتی ہے کہ مرزا صاحب نے منزل نبوت تک پہنچنے کے لیے جو راہ منتخب کی ہے وہ اس درجہ پُر پیچ اور دراہر و فریب واقع ہوئی ہے کہ انھیں ہر مرحلہ پر ایک نئے تذبذب کا سامنا کرنا پڑا اور ہر قدم پر ایک ایسی لغزش کھانا پڑی جس کے اثر سے ان کے گزشتہ دعاوی کا شیشہ پاش پاش ہوتا رہا۔

۶۔مرزا غلام احمد کی بے حقیقت پیش گوئیوں کے معیار پر انکے دعوائے نبوت کی جانچ پڑتال۔کتاب مرزائیت کے چند

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

عبرت انگیز اوراق از حکیم عزیز الرحمن امرتسری:

حکیم صاحب نے اس مضمون میں پہلے تو یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد نے اپنی نبوت کی صداقت کا معیار پیش گوئیوں کو قرار دیا تھا۔ اس کے بعد مرزا صاحب کی پیشگوئیوں کی کاذبانہ رسوائی کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ اور مرزا صاحب کی ۹ پیش گوئیوں کی تغلیط کی گئی ہے

۷۔ مسئلہ ختم نبوت اور مرزائی استدلال۔ مسٹر محمد علی اجمیری قادیانی کے دعوائے اجرائے رسالت کی مدلل تردید از مفتی محمد عبداللہ معمار امرتسری

محمد علی اجمیری مبلغ مرزائیت نے ایک رسالہ موسومہ ختم نبوت شائع کیا تھا جس میں اجرائے نبوت کے جواز پر آٹھ دلیلیں پیش کی گئی تھیں۔ یہ دلائل وہ ہیں جن پر مرزائی عقائد کا کاشانہ تعمیر ہو چکا ہے۔ یہ مضمون محمد علی کی غلط فہموں کا ازالہ ہے جس میں دلائل واسناد سے اجرائے نبوت کی تردید و تکذیب کی گئی ہے اور ختم نبوت کو اسلام کا بنیادی عقیدہ ثابت کیا گیا ہے۔ یہ مضمون خاصا طویل تھا جس کا خلاصہ یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ مضمون نگار "مرقع قادیاں" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ بھی نکالتے رہے۔

۸۔ "قادیان کے اصطلاحی نبی" کے دعویٰ نبوت کے پُر پیچ مرحلے اور انکی اعتقادی لغزشیں۔ لفظ نبی کی لغوی اصطلاحی اور حقیقی حیثیت پر عالمانہ تبصرہ از مولانا محمد بخش مسلم بی اے:

یہ ایک علمی اور تحقیقی مقالہ ہے جس میں لفظ "نبی" کی لغوی، اصطلاحی اور شرعی حیثیت سے مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کے تدریجی تغیرات کا محاسبہ کیا گیا ہے۔ یہ مقالہ اپنی علمی وافادی بلند پائیگی کے اعتبار سے ممتاز مقام کا حامل ہے۔ مقالہ نگار ایک کامیاب خطیب اور بہترین مبلغ اسلام ہونے کیساتھ جادو نگار ادیب بھی تھے۔ اس لیے انکے مقالہ میں ادب اور تحقیق ایک مرکز پر نظر آتے ہیں۔ انھیں تحریک پاکستان میں خدمات کے اعتراف میں گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ مولانا ۸ فروری ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوئے تھے اور پورے سو سال کی عمر پا کر ۷ فروری ۱۹۸۷ء کو راہی ملک بقا ہوئے۔

۹۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور انگریزی حکومت۔۔ متزلزل ارادے اور متضاد خیالات۔۔ منکرے بودن ہمرنگ مستان زیستن۔ از ابو عبیدہ بی اے کوہاٹی۔

اس مضمون میں مرزا کے اقوال سے ثابت کیا گیا ہے کہ انگریز من حیث القوم دجال ہیں نیز یہ کہ مسیح موعود اس دجال کی سلطنت کی تباہی اور مقابلہ کے لیے مبعوث ہوں گے۔

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

۱۰۔ مولانا ظفر علی خان کی شان میں ایک قطعہ۔ از منیر مسلم کمال بی اے:

خم خانۂ یثرب کا ہے مخمور ظفر ہشیاروں کا مستی میں نگہ دار ظفر
ناموس پیمبر پہ جو کٹ مرتا ہے اس لشکر خوددار کا سردار ظفر

۱۱۔ ھُوالباقی کے عنوان سے منیر مسلم کمال بی اے کی پانچ اشعار پر مشتمل ایک نظم جس کا ایک شعر نذر قارئین ہے:

نبوت مرزا کی دو ہی دن میں پارہ ہو جائے مگر اس کی حمایت پر ابھی تک نام باقی ہے

۱۲۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی قرآن کریم احادیث نبوی اور ائمہ اسلام کی شہادتیں۔ عقیدہ وفات مسیح کے متعلق قادیانی دلائل کی تردید۔ از مبلغ اسلام ابوعبیدہ مولوی نظام الدین بی اے کوہاٹی:

مولوی نظام الدین صاحب نے فتنہ مرزائیت کی تخریب اپنا مقصد زندگی بنا لیا ہے آپ نے عقائد مرزائیہ کے خلاف چند کتابیں بھی لکھی ہیں جو صحیح الخیال مسلمانوں سے معقولیت و مقبولیت کی قابل رشک سند حاصل کر چکی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب کا نام ''توضیح الکلام فی ثبات حیات عیسیٰ علیہ السلام'' ہے۔ اس مقالہ میں انہوں نے عقیدہ وفات مسیح کی تردید میں وہ دلائل و براہین پیش کیے ہیں جن کی مدافعت سے اُمت مرزائیہ قاصر رہے گی۔ فاضل مضمون نگار نے ''مسئلہ تصلیب'' کے متعلق قرآن شریف کی مشہور آیت پیش کی ہے۔ (سورۃ النساء آیت **وقولهم انا قتلنا المسيح عيسىٰ ابن مريم**) اسکے بعد آیت کے مختلف اجزا پر قواعد لسان، اقوال ائمہ و مفسرین کی روشنی میں بحث کرنے کے بعد حیات مسیح کا عقدہ حل کیا ہے۔

۱۳۔ ہدیہ نیاز بحضور ختم المرسلین و رحمۃ للعالمین۔ از محمد احسان اللہ بی اے:

یہ سات اشعار پر مشتمل حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام نیاز ہے۔ جس کے دو اشعار پیش خدمت ہیں!

تیری ختم المرسلینی کا جو منکر ہو گیا منحرف اس سے ہوا سارا جہاں تجھ پر سلام
تیرا دامانِ رسالت چھوڑنے کے جرم میں بے کفن ہے آج نعشِ قادیاں تجھ پر سلام

۱۴۔ کیا مرزائے قادیاں رحمۃ للعالمین تھے؟ ایک مضحکہ خیز دعویٰ اور اسکی تردید۔ از سلطان الواعظین ابوالنور مولانا محمد بشیر کوٹلی لوہاراں ضلع سیالکوٹ:

یہ ایک علمی اور تحقیقی مقالہ ہے اکابرین اہل سنت کی تفاسیر کی روشنی میں مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کا رد بلیغ کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ ہر مومن و کافر کے لیے رحمت ہیں اس لیے اُمت عذاب سے محفوظ ہے۔ اور اختتام اس فقرہ پر کیا ہے کہ محمد رحمۃ للعالمین ہیں تو مرزا رحمۃ للمومنین ہیں۔ مضمون نگار جو ایک جوشیلے مقرر تھے۔ انکے

خطاب میں مزاح کی چاشنی تھی۔وہ ماہ طیبہ میں حاجی حق حق کے تخلص سے مزاحیہ نظمیں لکھا کرتے تھے۔انھوں نے طویل عمر پا کر ۱۲ اگست ۲۰۰۷ء کو جان جان آفرین کے سپرد کی۔

۱۵۔مسئلہ ختم نبوت پر عقلی وتاریخی دلائل سے روشنی۔عقیدہ ختم نبوت کے متعلق مرزا غلام احمد کے متضاد دعاوی۔از عبد العزیز سیکرٹری محمد یہ ایسوسی ایشن لاہور:

مضمون نگاران صحیح الخیال نوجوانوں میں سے ہیں جوتردید مرزائیت کو اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے چکے ہیں۔مضمون ھذا انکے شغف وانہماک کی نوعیت ظاہر کرتا ہے۔جس میں انھوں نے ختم نبوت کی تاریخی، اسلامی اور قومی اہمیت نہایت واضح انداز میں بتائی ہے اور آخر میں مرزا کے اقوال سے ثابت کیا ہے کہ اجرائے نبوت کے عقیدہ نے انکے دماغ وعقائد کی بنیادیں بھی متزلزل کردی ہیں۔

۱۶۔ایسے نبی کی کون نبوت قبول کرے۔از ستراط کشمیری:

یہ پانچ اشعار پر مشتمل ایک نظم ہے۔جس کا مقطع اس طرح ہے!

مرزائے قادیاں کو سمجھتے ہیں جو رسول ۔ آتا نہیں سمجھ میں انھیں کیا کہے کوئی

۱۷۔آخری نبی اور آخری کتاب۔۔۔۔مسئلہ ختم نبوت پر قرآنی آیات سے تبصرہ۔از خواجہ احمد دین امرتسری:

اس مقالہ میں خواجہ صاحب نے نہایت سادہ انداز میں مسئلہ ختم نبوت پر بحث کی ہے۔اس مضمون کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ تمام مسائل میں کلام ربانی سے استدلال کیا گیا ہے اور آیات قرآنی ہی سے اس حقیقت کی وضاحت کی گئی ہے کہ جس طرح قرآن کریم آخری کتاب ہے اسی طرح حضرت محمد مصطفی ﷺ بھی آخری نبی ہیں۔

۱۸۔مسئلہ شرک فی النبوت اور مذاہب ساویہ۔۔۔مرزائی عقائد کے ماخذ ومنبع کی عالمانہ توضیح۔۔۔فتنہ تحریف وتاویل کی تربیت گاہوں اور اس کے علمی وعملی مدارج پر سیر حاصل تبصرہ۔از مولانا محمد نورالحق پروفیسر اورنٹیل کالج لاہور:

مضمون کے ابتدائی حصہ میں فتنہ تحریف عقائد کے محرکات اور انکی مختلف تربیت گاہوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور دلائل واسناد سے ثابت کیا گیا ہے کہ فتنہ تحریف کو جن آغوشوں میں پرورش پانے کا موقع ملا انکی بنا اعتقادی زوال اور ملحدانہ نظریات پر تھی۔اسکے بعد فرقہ معتزلہ کی محرفانہ فلسفہ طرازیوں کا عکس انکے علم الکلام کی روشنی میں دکھایا گیا ہے۔مقالہ کا وہ حصہ حد درجہ معلومات آموز ہے جس میں حضور سرور کائنات ﷺ کی شان خاتم النبیین پر بحث کی گئی ہے اور علماء وفقہاء کے ارشادات واجتہادات سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔مضمون نگار نے لفظ "خاتم النبیین" پر لغوی، تاریخی، علمی اور تحقیقی دلائل واسناد سے حکیمانہ بحث کی ہے۔اسکے بعد متنبی اور اسکے لائحہ

تبلیغ پر بصیرت افروز تبصرہ کیا ہے۔

۱۹۔زہر ہلاکت آفرین۔ازمحمد حسین عرشی امرتسری:

؎ حذر اے طائر بام حرم اے کمنظر مسلم زشر وفتنہ کز دام گاہ قادیاں خیزد

یہ نظم موصوف کے مجموعہ کلام "گلہائے رنگ رنگ" مرتبہ محمد حسین تسبیحی میں شامل ہے اور سات اشعار پر مشتمل ہے۔

۲۰۔اسلامی نبوت اور اُمتی۔۔۔مرزا صاحب کے دعوائے نبوت کی عام فہم تکذیب۔ازمقصود احمد:

یہ مضمون مقصود صاحب کے علمی تجسس کا نتیجہ ہے جس میں انھوں نے اسلامی نبی اور قادیانی نبی کے امتیازات کو علم وحکمت کے معیار پر جانچنے کی کوشش کی ہے اور ختم نبوت کے متعلق مرزا صاحب کے بیانات پیش کر کے ثابت کیا ہے کہ وہ خود بھی اجرائے نبوت کے قائل نہیں تھے۔

۲۱۔مرزائے قادیانی۔۔۔اپنی زبان سے اپنی تکذیب۔ازایم محمد یوسف نوشہروی:

یہ ایک طلبانہ مضمون ہے جو نصف کالم پر محیط ہے۔اس میں صاحب مضمون نے ثابت کیا ہے کہ الہام ہمیشہ مخاطب کی مادری زبان میں ہوتا ہے جبکہ مرزا صاحب کا دعویٰ یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا عبرانی یا سنسکرت وغیرہ۔

۲۲۔سچے نبی کی سچی پیش گوئیاں۔۔۔صداقت نبوت کے چند سبق آموز مظاہرے۔ازحکیم عزیز الرحمن امرتسری:

حکیم صاحب نے اس مضمون میں رسول اکرم ﷺ کی گیارہ پیشگوئیوں سے آپ کی صداقت نبوت کے نظائر پیش کیے ہیں۔وہ کھل کر رسول اللہ ﷺ کے وسعت علم کا اظہار مضمون کے ابتدائی پیراگراف میں یوں کرتے ہیں!

معشر المسلمین! آپ کو مبارک ہو کہ آپ ایسے نبی کریم ﷺ کی اُمت مرحومہ میں شامل ہیں جس کو علم اولین وآخرین دیا گیا تھا۔جس پر حقائق اشیاء اور معارف کون ومکاں اور اسرار عالمین کھولے گئے تھے۔جس کی چشم جہاں بین کے سامنے تمام حجاب اُٹھا دیئے گئے تھے۔جس کے سبب حقائق منزل سے علم ویقین نے وجود پکڑا ہے اور جس کے نور کی پیدائش کے بعد ہست ونیست کا فرمان حوادث پر جاری ہوا۔اس ابتدائیہ سے نہ صرف نفس مضمون پر روشنی پڑتی ہے بلکہ موصوف کی خوش عقیدگی اور اپنے مسلک پر پختگی کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

۲۳۔تحریک حریت کشمیر اور قادیانیت: حمایت مظلوم کے پردہ میں قادیانیت کی تبلیغ "زمیندار" کے نامہ نگار مقیم سرینگر کے قلم سے۔

قادیانیوں کی طرف سے کشمیریوں کو خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانے کے لیے تبلیغی لٹریچر کی اشاعت اور آل

انڈیا کشمیر کے مذموم اغراض ومقاصد پر نامہ نگار کی مساعی جمیلہ کا ذکر۔اس سلسلے میں مجلس احرار نے مولانا ظفر علی خاں کی زیر قیادت حکومت سے مطالبات کی تفصیل بھی بیان کی ہے اور ساتھ ہی جہاد کشمیر میں عملی حصہ لینے کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ مولانا ظفر علی خاں کے مرزائیت شکن قلم نے کشمیر میں مرزائیت کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے۔

۲۴۔بحضور رحمۃ للعالمین۔از خاں اصغر حسین خاں نظیر لدھیانوی:

یہ ہدیہ عقیدت فارسی میں بیس اشعار پر مشتمل ہے جب کہ مصنف کے مجموعہ کلام ''صبح نشاط'' میں اس کے بائیس اشعار درج ہیں۔

۲۵۔مرزائے قادیان کی منزل نبوت کے دلچسپ اور خندہ آفریں مرحلے متضاد دعاوی کی کشمکش۔۔تدریجی نبوت کے کذب پر دلکش تبصرہ۔ایک مبلغ اسلام کے قلم سے:

مرزا صاحب نے منزل نبوت تک پہنچنے کے لیے یہ عجیب وغریب رستہ منتخب کیا جس میں ہر قدم پر آپ کو جدید اعتقادی لغزشوں کا سامنا ہوا۔مضمون کے مطالعہ سے قارئین کرام کو مرزائے قادیانی کے رنگا رنگ دعاوی اور دلچسپ شطحیات سے پوری طرح آگاہی ہو جائے گی کہ مرزا صاحب کا دعویٰ نبوت جن آغوشوں میں پل کر جوان ہوا وہ کس درجہ بداعتقادی کا گہوارہ تھے۔

۲۶۔قادیانیت اور قرآن کریم:از مولانا محمد مصلح

یہ ایک مختصر مضمون ہے جس میں مصنف نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر مسلمان پر دو فرض عائد ہوتے ہیں۔ایک تو یہ کہ خدا کے اوامر کو پورا کریں اور نواہی سے باز رہیں اور دوم یہ کہ دوسروں کو بھی امر کریں اور نواہی سے روکیں۔یوں اس تحریک سے قادیانیت خود بخود اپنی موت آپ مر جائے گی۔

۲۷۔مرزائے قادیاں کا صدق وکذب قرآن کریم کی روشنی میں:از مبلغ اسلام مولانا ابو عبید بی اے کوہاٹی

مضمون میں مرزا کی کذب بیانی قرآن کریم کی روشنی میں بیان کی گئی ہے۔اس ضمن میں مرزا کے حلفیہ بیان کو نقل کیا گیا ہے جس میں اس نے آئندہ دشنام آمیز فقرات وغیرہ کے استعمال سے پرہیز کرنے کا وعدہ کیا ہے۔مصنف نے قرآن کریم کے سات معیار بیان کیے ہیں۔جن کو پرکھنے سے مرزا صاحب اپنے قول کے مطابق سچے نبی ثابت نہیں ہوتے۔

۲۸۔مرزائے قادیانی اور معجزات انبیاء:اقرار وتسلیم کے بعد انکار وتکذیب۔از مفتی محمد عبداللہ معمار امرتسری

مضمون نگار نے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث مبارکہ "قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کے تیس دجال وکذاب پیدا نہ ہوں لیں" کو مضمون کے آغاز میں نقل کیا ہے اور پھر حدیث کے دعاوی کو ملحوظ رکھتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ مرزا من الثلاثین۔یعنی تیس دجالوں میں سے ایک تھے۔

☆☆☆☆ ☆☆☆☆ ☆☆☆☆

WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

رَدِّ قادیانیت میں اہلسنت کا

عظیم قلمی جہاد

صادق علی زاہد

اللہ رب العزت کی رحمت بے پایاں ﷺ کے ظہور کے ساتھ ہی انبیاء ورسل کی آمد کا سلسلہ اختتام پذیر ہو گیا اور دین حنیف کی تکمیل کا اعلان الیوم اکملت لکم دینکم ٥ کے لافانی الفاظ سے کر دیا گیا۔ پھر بھی ہوس کے بیماری کفار ومنافقین نے اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے اپنی مکروہوس کی تشنگی مٹانے کی غرض سے تقریباً ہر زمانہ میں جھوٹی نبوت ورسالت کا ڈھونگ رچائے رکھا۔ خصوصاً برصغیر کے دور غلامی میں انگریزوں کی شہ پر مرزا غلام احمد قادیانی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے بہت اودھم مچایا جسکی سرکوبی کے لیے علمائے حق اہلسنت وجماعت (بریلوی) نے ہر محاذ پر نہ صرف اس کا مقابلہ کیا بلکہ عملی طور پر اسے نیست ونابود کر دیا ورنہ انگریز کی مکمل پشت پناہی کی بدولت یہ فتنہ پورے برصغیر کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا۔ زیر نظر مقالہ میں علمائے حق کی ان کوششوں کی ایک ہلکی سی جھلک دکھائی گئی ہے۔ جو انھوں نے اس گھناؤنے فتنے کی سرکوبی کے لیے قلمی طور پر کیں۔ ضرورت تو اس امر کی ہے کہ اس عنوان پر علمائے حق کی قلمی کاوشوں کو یکجا و مرتب کرنے کی غرض سے محققین کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے جو شبانہ روز محنت سے نہ صرف ان علمی خزانوں کا تعارف شائع کرے جو علمائے اہل سنت نے قادیانی ذریۃ الباغیہ کے رد میں تحریر کئے ہیں بلکہ ان اہم ترین کتب کی تدوین وترتیب کر کے انکو دوبارہ شائع کرنے کا اہتمام بھی کرے۔ لیکن راقم الحروف نے کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے کے اصول کے تحت انتہائی محدود وسائل کے ساتھ یہ مقالہ تیار کیا ہے جو بلاشبہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن قوی امید ہے کہ بارش کا پہلا قطرہ گرنے کے بعد موسلا دھار بارش بھی ہو ہی جائے گی۔ مقالہ کے مطالعہ سے قبل چند اصطلاحات ذہن نشین رکھیے گا۔ اس سے راقم الحروف کا مافی الضمیر سمجھنے میں آپ کو آسانی رہے گی۔

(۱) مقالہ میں مرتب شدہ کتب سن عیسوی کے لحاظ سے مرتب کی گئی ہیں تاہم سن ہجری بھی ساتھ ہی لکھا گیا ہے۔ جن کتب کے سنین اشاعت میسر نہ آسکے انکے سامنے جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے جب سنین اشاعت میسر آجائیں گے تحریر کر دیے جائیں گے۔

(۲) حوالہ کے ضمن میں جو کتب کے نام اختصار کے ساتھ لکھے گئے ہیں ان میں قادیانی فتنہ اور علمائے حق مراد ہے جو کہ محمد سعید احمد نے مرتب فرما کر 1998ء میں نارتھ امریکہ ورجینیا سے شائع کی۔ قاموس سے مراد کتب

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

کے تعارف پر مشتمل ضخیم ترین کتاب قاموس الکتب ہے۔ ''قلمی جہاد'' مولانا اللہ وسایا کی مرتب فرمودہ کتاب ''رد قادیانیت کے خلاف قلمی جہاد کی سرگزشت'' کی طرف اشارہ ہے۔ جو کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے اکتوبر 1990ء میں شائع کی۔ جبکہ حافظ عبد الستار سعیدی کی مرتب کردہ کتاب ''مراۃ التصانیف'' مراۃ کا اختصاری نام اختیار کیا گیا ہے۔ یہ کتاب مکتبہ قادریہ لاہور نے نومبر 1980ء میں شائع کی تھی۔ شاہین ختم نبوت مفتی محمد امین قادری علیہ الرحمہ نے علمائے حق کی نایاب تصنیفات شائع کرنے کی غرض سے جو فہرست مرتب کی تھی اسکا حوالہ 'فہرست مفتی امین'' کے نام سے دیا گیا ہے۔ اسی طرح حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری نے جب اپنا ضخیم کتب خانہ جامعہ پنجاب لاہور کو عطیہ کردیا تو یونیورسٹی نے اس کتب خانہ کی ایک فہرست مرتب کی جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس فہرست کے حوالہ کے لیے 'فہرست حکیم موسیٰ'' کا نام استعمال کیا گیا ہے۔

(۳) کیفیت کے خانہ میں ابوبکر لائبریری سے مراد راقم کی لائبریری ہے جبکہ گوشہ محققین سے مراد لائبریری پروفیسر شبیر

حسین زاہد

ننکانہ

نمبر شمار	نام کتب	مصنف/مؤلف	صفحات	سن اشاعت	حوالہ	کیفیت

صاحب اور　　　احمد حسن　　　سے

مراد لائبریری احمد حسن قادری کھڑیانوالہ چک نمبر 72 ہے۔ اسی طرح احتساب سے مراد مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے شائع شدہ کتب ''احتساب قادیانیت'' سلسلہ ہے۔ امید ہے کہ راقم الحروف کی یہ کاوش محققین کے لیے چراغ راہ ثابت ہوگی۔ اور کوئی صاحب علم اس طالب علم کی کاوش کو مزید بہتر بنانے کی جدوجہد کرے تو یہ امت مسلمہ پر عظیم احسان ہوگا۔

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱۲	قادیانی	قاضی فضل احمد	۱۰۸	۱۳۱۷ھ	۱۸۹۹ئ	۱۸۹۹ء قادیانی فتنہ	لائبریری
۱۳	[illegible]	[redacted] لدھیانوی		۱۲ ربیع	۱۹۰۰ء	ص ۷۶	تحفظ ختم نبوت نمبر
	اوہام غلام قادیانی	علامہ حامد رضا خان		الاول ۱۳۱۸ھ	اگست ۱۹۰۰ء	قلمی جہاد	ابوبکر
۱۴	الصارم الربانی علی اسراف	بریلوی	۴۰	۱۳۱۸ھ		ص ۲۶۳	لائبریری
۱۵	القادیانی		۴۳۰	۱۳۱۸ھ	۱۹۰۰ء	قلمی جہاد ص	ننکانہ
۱۶		امام احمد رضا خان	۴۰	۱۳۱۹ھ	۱۹۰۰ء	۲۱۰ قادیانی	
۱۷	جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم نبوت	بریلوی		۱۳۲۰ھ	۱۹۰۱ء	فتنہ ص ۷۱	ابوبکر
۱۸	قصیدہ عربیہ بے نقط	مولانا محمد حسن فیضی	۲۳	ربیع	۱۹۰۲ء	قادیانی فتنہ ص	لائبریری
	شمس الہدایہ فی اثبات	حضرت پیر مہر علی		الآخر ۱۳۲۰ھ	جولائی ۱۹۰۲ء	۷۰	ننکانہ
	حیات المسیح	شاہ گولڑوی				قادیانی فتنہ	
	حجۃ الجبار	سید محمد عبدالجبار				ص ۷۳	گوشہ محققین
						قادیانی فتنہ	ننکانہ
	درۃ الدرانی علی رد القادیانی	محمد حیدر اللہ خان				ص ۷۲	
	سیف چشتیائی	درانی				قلمی جہاد ص	
	راست بیانی بر شکست	حضرت پیر مہر علیشاہ				۲۳۸ قاموس	
	قادیانی	گولڑوی				ج ۱ ص ۹۱۷	ابوبکر
	المستند بنا نجاہ الابد	امام الدین گجراتی				قلمی جہاد ص	لائبریری
	السو والعقاب علی المسیح	امام احمد رضا خان				۳۰۳	ننکانہ
	الکذاب	بریلوی				قلمی جہاد	
		امام احمد رضا خان				ص ۹۸	
		بریلوی				قلمی جہاد ص	ابوبکر
						قادیانی فتنہ	لائبریری
						ص ۶۹	ننکانہ
						قادیانی فتنہ	
						ص ۶۹	

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

لامهدی الا عیسیٰ			قلمی جہاد	
ردقادیانیت [illegible] جہاد	بابو پیر بخش	[redacted]	ص ۲۱۰	تحفظ ختم نبوت نمبر
	لاہوری		راقم کے نام خط	احتساب
	بابو پیر بخش		انیس احمد شاد	قادیانیت
	لاہوری		محررہ ۸/۶/۹۷	ج ۱۱
	مولانا قاضی غلام			احتساب
	گیلانی		قلمی جہاد	قادیانیت
	بابو پیر بخش لاہور		ص ۱۶۸	ج ۱۲
	بابو پیر بخش لاہور		قلمی	احتساب
			جہاد ص ۱۹۶	قادیانیت
	امام احمد رضا خان		مراۃ	ج ۱۲
	بریلوی		التصانیف	لائبریری مجلس
	مولینا محمد صادق		ص ۲۶۷	تحفظ ختم
	بہاولپوری		قلمی جہاد	نبوت ملتان
	بابو محمد پیر بخش		ص ۹۵	ابوبکر
	لاہور			لائبریری
	بابو محمد پیر بخش		قلمی جہاد	ننکانہ
	لاہور		ص ۱۰۷	
			قلمی جہاد	
			ص ۱۰۱	احتساب
			قلمی جہاد	قادیانیت
			ص ۱۰۰	ج ۱۱
			مراۃ	
			التصانیف	
			ص ۲۶۷	

WWW.NAFSEISLAM.COM

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فتنہ ارتداد کے خلاف جہاد علماء اہلسنت کی فتنہ قادیانیت کے خلاف تاریخ ساز قربانیاں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے روحانی فرزند فاتح مرزائیت قائد اسلام قائد اہلسنت قائد ملت اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی فتنہ قادیانیت کے خلاف قومی اسمبلی کے اندر و باہر عظیم جدوجہد ایک تاریخ ساز دستاویز مشہور قلمکار محقق مصنف کالم نگار جناب محمد احمد ترازی (ایم اے) کے قلم کا عظیم شاہکار

تحریک تحفظ ختم نبوت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (شائع ہوگئی ہے)

اُفق پبلی کیشنز

B/77 سیکٹر 35A گلشن حالی، زمان ٹاؤن کورنگی نمبر 4 کراچی (0300-2699072)

ماہنامہ الفرید	بابو محمد پیر بخش	قلمی جہاد ص	لائبریری
ردقادیانیت [illegible]	لاہور	قلمی	تحفظ ختم نبوت نمبر
نبیں	مولینا ظہور احمد	جہاد ص ۳۱۳	
تحریک قادیان (حصہ اول)	بگوی	قلمی	
اسلام اور قادیانیت (اردو)	نور محمد گرجاکھی	جہاد ص ۴۶	احتساب
اسلام اور			قادیانیت
قادیانیت (انگریزی)	مولینا بابو حبیب	قلمی	ج ۳
	اللہ کلرک	جہاد ص ۹۳	=====
ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ کا	نور احمد تازکی	قلمی	=====
قادیان نمبر	مولینا بابو حبیب	جہاد ص ۱۵۰	
نبوت قادیانی	اللہ کلرک	قلمی	ابوبکر
قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	سید حبیب	جہاد ص ۹۳	لائبریری
	شاہ (مدیر سیاست)	قلمی	ننکانہ
	ڈاکٹر محمد اقبال	جہاد ص ۳۲۵	
	قادری	قلمی جہاد	
	ڈاکٹر محمد اقبال	ص ۳۲۰	ابوبکر
	قادری	قادیانی فتنہ	لائبریری
		ص ۸۲	ننکانہ
	مولینا ظہور احمد		
	بگوی	قلمی جہاد	ابوبکر
	بابو پیر بخش	ص ۲۱۳	لائبریری
	لاہوری	قلمی	ننکانہ
	پروفیسر محمد الیاس	جہاد ص ۱۸۵	
	برنی	قلمی	
		جہاد ص ۱۶۲	

الٰہی	الحسن آلوجہار		جہادص ۲۰۹	
رد قادیانیت [illegible] ختم	مولانا مرتضی احمد	[redacted] ۱۳۶۲ھ	تحفظ ختم نبوت نمبر	
نبوت نمبر	خان میکش		قلمی	
رفع الحجاب عن وجہ الکذاب	مفتی عزیز احمد		جہادص ۱۲۰	=====
اتمام الحجہ عن اعراض عن الحجہ	سید محمود احمد رضوی		فہرست مفتی محمد	
	مولینا شہاب		امین قادری	
قادیانی کذاب	الدین چوہدری		قلمی جہاد	
	مولینا اصغر علی روحی		ص ۲۲۰	
			قلمی جہاد	
	مفتی رفاقت حسین		ص ۳۴۴	
	بریلوی		قلمی جہادص	
			قلمی	
			جہادص ۳۶۰	
			قلمی	
			جہادص ۲۱۵	
			قلمی	
			جہادص ۲۳۱	
			قلمی	
			جہادص ۱۴۹	
			مراۃ	
			التصانیف	
			ص ۲۶۷	
			قلمی جہاد	
			ص ۲۲۴	

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

۱۳۵	ختم نبوت	ملک محمد اکبر ساقی	۲۳۲	۱۴۲۳ھ	۲۰۰۲ء	ص ا	احمد حسن
۱۳۶	[illegible]	محمد متین خالد/حاجی	[redacted]	۱۴۲۶ھ	۲۰۰۶ء	قلمی جہاد	[illegible]
۱۳۷	قبول ہے	عبدالحمید رحمانی	۴۳	==	==	قلمی جہاد	ابوبکر
۱۳۸	مرزا قادیانی اپنے	محمد متین خالد	۱۶	==	==	ص ۳۱۹	لائبریری
۱۳۹	شرمناک کردار کے آئینہ	====	۳۵۲	==	==	قلمی جہاد	ننکانہ
۱۴۰	میں	====	۱۶	۱۴۲۸ھ	۲۰۰۷ء	ص ۴۰۱	
۱۴۱	قادیانیت ہماری نظر میں	====	۴۸				=====
	قادیانیت سے اسلام تک	====					=====
	غدار پاکستان	====					=====
	قادیانیت ایک دہشت	====					=====
	گرد تنظیم	====					=====
	قادیانی خلیفہ مرزا طاہر کا	====					=====
	عبرتناک انجام	====					=====
	قادیانی راسپوٹینوں کے	====					=====
	عبرتناک انجام	====					=====
	قادیانیوں سے فیصلہ کن	====					=====
	مناظرے						=====
	قادیانیت پر تبصرے						
	قادیانیوں سے متعلق						
	عدالتی فیصلے						
	تحفظ ختم نبوت، فضیلت						
	اور اہمیت						
	الفاظ اپنا حق مانگتے ہیں						
	احمدی دوستو تمہیں اسلام						
	بلاتا ہے						

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱۶۳ غازی مجم ۳۲ ص ۹۵

۱۶۴	اور مسیح کا جائزہ	پیر محمد کرم شاہ		۱۸۰ الاول ۱۴۰۷ھ	قلمی جہاد	
۱۶۵		الازہری	۴۳	یکم	۱۱۵گست ۱۹۸۸ص ۱۰۱	گوشہ محققین
۱۶۶	قادیانی نبی اور غازی			۸ صفر ۱۴۰۹ھ	۱۹۸۷ء	ننکانہ
۱۶۷	مجم (حصہ اول)	مولینا عبدالستار		۶ ۷ ۱۴۰۷ھ	۱۱۵پریل ۸ ۱۹فروالت مفتی	ابوبکر
	توہین رسالت کی سزا	انصاری چشتی		یکم صفر	اکتوبر ۱۹۸۸ء محمد امین	لائبریری
	ایک حقیقت جس سے			۱۴۰۹ھ	قادری ص ۲	ننکانہ
	انحراف ممکن نہیں	غازی مجم		ربیع	قادیانی دھرم	=====
		حاجی نواب		الاول ۱۴۰۹ھ	ج ۲ ص ۲۶۵	
	قادیانیوں کو دعوت اسلام	الدین گولڑوی			قلمی جہاد	احمد حسن
		خواجہ شوکت علی			ص ۱۶۵	گھڑیانوالہ
	لا نبی بعدی	طہ داری			قلمی	
	عظمت تاجدار ختم نبوت				جہاد ص ۲۱۹	ابوبکر
	تاریخی عدالتی فیصلہ	علامہ غلام رسول			قادیانی فتنہ	لائبریری
	عقیدہ ختم نبوت اور مرزا	سعیدی			ص ۸۳	ننکانہ
	قادیانی					احمد حسن
		مفتی محمد امین				گھڑیانوالہ
		نقوی				گوشہ محققین
		راجا رشید محمود			قلمی جہاد	ننکانہ
		میاں تاج			ص ۱۹۳	ابوبکر
		الملوک قریشی				لائبریری
		ڈاکٹر طاہر				ننکانہ
		القادری			قلمی جہاد	
					ص ۲۲۷	

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

Nafse Islam
نفس اسلام
WWW.NAFSEISLAM.COM

Visit: http://www.nafseislam.com http://forum.nafseislam.com
Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

KhatameNabuwat.Ahlesunnat.com

۱۹۷	سازشوں کا	فیصل آباد	۲۴۸	==	۱۹۹۷ء		=====
۱۹۷	ردِ قادیانیت [illegible] (قادیانی جہاد)	امراء فضل	[redacted]	==	۲۰۰۰		تحفظ ختم نبوت نمبر
۱۹۸	فاتح مرزائیت	خان	۹۶	==	==		کھڑیانوالہ
	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ	خالد محمود		صفر ۱۴۱۸ھ	==		=====
	قادیانیت (سوالاً جواباً)	قادری					ابوبکر
	انجام گلستان	پروفیسر شاہین		۱۴۱۸ھ			لائبریری
	قادیانی دھرم	لودھی		۱۴۲۱ھ		قادیانی	ننکانہ
		سید عبدالحفیظ		۱۴۱۸ھ		دھرم کا علمی	گوشہ محققین
	ماہنامہ کنزالایمان کا ختم	شاہ		۱۴۱۹ھ		محاسبہ	ننکانہ
	نبوت نمبر	رائے محمد کمال					ابوبکر
	عقیدہ ختم نبوت اور	محمد سلیم مست					لائبریری
	حضرت مجدد الف ثانی	قادری					ننکانہ
	مرزائیوں کے باطل	صادق علی زاہد					=====
	نظریات	سید محمد سعید					
	قادیانی فتنہ اور علمائے حق	الحسن					=====
		مفتی عبد					=====
		الواجد قادری					=====
							=====
		نعیم طاہر					
		رضوی					
		پروفیسر					
		شبیر حسین زاہد					
		محمد ہمایوں					
		عباس شمس					
		محمد سعید احمد					

Click For More Books Ahlesunnat Kitab Ghar

۲۲۶	ختم نبوت زندہ باد	محمد انور قریشی	۱۵ رمضان ۱۴۲۲ھ		==	ابوبکر
	ردِ قادیانیت میں اہلسنت کا عظیم علمی جہاد	غلام مصطفیٰ مجددی	[redacted] ۱۴۲۲ھ		==	تحریک ختم نبوت نمبر
۲۲۸	ماہنامہ لانبی بعدی کا ختم	علامہ سید احمد سعید	۳۲	==	مارچ ۲۰۰۲ء	ننکانہ
۲۲۹	نبوت نمبر	کاظمی	۱۶	==	مئی ۲۰۰۳ء	=====
	تحریک ختم نبوت اور	صادق علی		==		=====
	غزالی زماں	زاہد/افضل رشید		محرم ۱۴۲۳ھ		=====
	علامات امام مہدی	مولینا محمد حنیف		ربیع		=====
	القول المعتبر فی الامام	اختر		الاول ۱۴۲۳ھ		=====
	المنتظر	مولینا ظفر اقبال				=====
	مرزائے قادیان اسلامی	کلیار				احمد حسن
	لبادے میں شیطان	ڈاکٹر طاہر				کھرڑیانوالہ
	ماہنامہ لانبی بعدی کا	القادری				=====
	مجاہدین ختم نبوت نمبر	سید محمد سعید الحسن				ابوبکر
	عقیدہ ختم نبوت اور	سید اجمل				لائبریری
	تحریک ۷۴ء	گیلانی/افضل				ننکانہ
	اقوال مرزا	رشید				=====
	حق الکلام من آیات	ملک محبوب محمد				=====
	القرآن	الرسول				=====
	فتنہ قادیانیت زہر قاتل	مولینا امجد علی				=====
	دشمنانِ اسلام کا بائیکاٹ	اعظمی				احمد حسن
		محمد عبد الرحمن				کھرڑیانوالہ
		قادری				ابوبکر
		محمد شاہد حبیب مئو				لائبریری
		محمد احمد حسن				ننکانہ
		قادری				

۲۵۵	کورس (۱۹۹۸ء تا	محمد امین گولڑوی	۲۳۶	==	==	احمد حسن
	رد قادیانیت میں [illegible] کا علمی و قلمی جہاد	سید ہدایت رسول	[redacted]	==	==	[illegible]
۲۵۶	سچ کیا ہے	شاہ	۳۲	==	==	ابوبکر
۲۵۷	قادیانی سازشیں		۸	==		لائبریری
	دعوت غور وفکر	محمد احمد حسن			۲۰۰۷ء	ننکانہ
۲۵۸	قادیانی مسلمانوں کو کیا	قادری	۴	۱۴۲۸ھ	جون ۲۰۰۷ء	=====
۲۵۹	سمجھتے ہیں؟	سید محمود احمد رضوی	۸	جمادی		
	اسلامی بم پر قادیانی دم	رانا محمد اکرم طاہر		الآخر ۱۴۲۸ھ	اگست ۲۰۰۷ء	=====
	مرزا قادیانی کی انگریز	صوفی محمد ارباز			ستمبر ۲۰۰۷ء	=====
	دوستی	خان نیازی		شعبان ۱۴۲۸ھ		=====
	خاتم النبیین	سید محمد امین نقوی		==		=====
	عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ	محمد عبدالحکیم اختر				=====
	قادیانیت (سوالاً جواباً)	شاہجہانپوری				=====
	تحفظ ختم نبوت اور	مفتی احمد یار خان				=====
	ہماری ذمہ داریاں	نعیمی				=====
	شش روزہ شیڈول رد	صادق علی زاہد				
	قادیانیت کورس ۲۰۰۷ء					=====
	قادیانیوں کی ناپاک	میر محمد اسلم ناصر				=====
	جسارت	ایڈوکیٹ				=====
	قادیانیوں کے	سید ہدایت رسول				=====
	خارزاروں سے رسم	شاہ				=====
	کے گلزاروں تک					
		صوفی محمد امین				
		گولڑوی				
		شعیب احمد				

۲۸۷	ہمارے استفسارات	قادری		محمد امین قادری	
	رد قادیانیت میں امام احمد رضا کا علمی قلمی جہاد	=====	[redacted]	ص ۱	تحفظ ختم نبوت نمبر
۲۸۸	کہانی	=====	۲۲۳	قلمی جہاد	
۲۸۹	قادیانی کے احکام	سید خرم ریاض رضوی	۱۲	ص ۹۰	
۲۹۰	کرشن قادیانی کے	مولانا محمد عمر اچھروی	۱۹	قادیانی فتنہ	
۲۹۱	بیانات ہذیانی	=====	۱۰	ص ۸۱	
	عقیدہ ختم نبوت اور			قلمی جہاد	گوشہ محققین
	امام احمد رضا خان	علامہ محمد مہر الدین		ص ۲۲۲	ننکانہ
	مقیاس نبوت	مفتی عبدالحفیظ قادری		فہرست مفتی	
	(۲ حصے)	علامہ سید محمود احمد		محمد امین قادری	=====
	مقیاس نبوت (تیسرا	رضوی		ص ۲	
	حصہ)	علامہ غلام علی اوکاڑوی		=====	
				=====	
	حیات عیسیٰ علیہ السلام	علامہ ضیاء اللہ قادری		=====	
	السیوف الکلامیہ لقطع	علامہ سید احمد سعید		=====	
	دعاوئی الغلامیہ	کاظمی			
	فتنہ قادیان	صوفی اللہ دتہ وسن پورہ			
	مسئلہ ختم نبوت	لاہور			
		مفتی محمد اشرف			
	نجدے قادیاں براستہ	القادری گجرات			
	دیوبند				
	ختم نبوت				
	الرد الغبی فی ظہور الامام				
	المھدی				
	قادیانی دھرم اور اسلام				

۳۱۰	کاپس منظر	نعیم اختر نورانی	۲۸		ننکانہ
۳۱۱	[illegible]		[redacted]		تحفظ ختم نبوت نمبر
۳۱۲	ردفتنہ مرزائیت	سردار محمد خاں لغاری	۴۰		
۳۱۳	دین فطرت (اشاعت	محمد اکرم ناز/ظفر	۱۴۸		=====
۳۱۴	نمبر ۱۶)	عباس	۱۸		=====
۳۱۵	مرزائیوں کے عقائدو	اے جے سعیدی	۱۶		=====
۳۱۶	مرزا کی بکواسات	گروپ فیصل آباد	۴۰		=====
۳۱۷	مرزائیت اپنے آئینہ میں	اصغر نورانی	۱۶		
۳۱۸	سازش کا انکشاف	سید محمد جمال الدین	۲۵۰		=====
۳۱۹	حضرت پیر مہر علی شاہ اور	کاظمی	۳۲		=====
۳۲۰	ردقادیانیت	سید محمد سعید الحسن	۱۶		=====
	ایٹم بم رحمانی بر حق	محمد صدیق ہزاروی		قلمی جہاد	=====
	قادیانی	عبدالرحمٰن گیلانی		ص ۶۳	
	ختم رسالت	مجددی		قلمی جہاد	
	ختم نبوت پر مستند دلیل	مسلم بی اے		ص ۷۶	
	خاتم النبیین	خلیل الرحمٰن قادری		قلمی جہاد ص	
	خاتم النبیین	محمد شریف خالد		۷۷	
	لامھدی الاعیسیٰ	رضوی		قلمی جہاد	
	مرزا غلام احمد قادیانی کے	امام الدین واعظ		ص ۱۰۰	
	حالات (سندھی)	بابو پیر بخش		قلمی جہاد	
	مرزا کی کہانی اسکی اپنی	مولانا عبدالکریم		ص ۱۷۸	
	زبانی	سعدی		قلمی جہاد	
	قادیانیوں کا ارتداد اور	امان اللہ شاہ گجراتی		ص ۲۰۳	
	مولانا غلام مرشد کا اجتہاد	محمد الدین		قلمی جہاد	
				ص ۲۳۱	

۳۳۰	مرزائی کافر کیوں؟	ملتانی	۳۲			کمریانوالہ
۳۳۱	حقیقت مرزائیت و	سید ارتضی علی	[redacted]			=====
	خرافات قادیانی	کرمانی				=====
۳۳۲	سوشل بائیکاٹ کی شرعی	سید محمد یونس شاہ	۲۴			=====
۳۳۳	حیثیت	کاظمی	۱۶			=====
۳۳۴	گستاخ رسول کی سزا کے	مفتی محمد امین	۸			
۳۳۵	بارے میں استفتا کا	فیصل آباد	۱۶			=====
	جواب	ڈاکٹر طاہر				=====
۳۳۶	اسلام اور رد مرزائیت	القادری	۸۰			=====
۳۳۷	محبان اہلبیت کہاں ہیں		۴			=====
۳۳۸	مسئلہ ختم نبوت	پیر محمد کرم شاہ	۱۶			
۳۳۹	مرزا غلام احمد قادیانی اپنی	الازہری	۸۰	یکم	۱۵اگست	=====
۳۴۰	کتابوں کے آئینے میں	حافظ غلام حسین	۱۶۲	صفر ۱۴۰۹ھ	۱۹۸۸ء	=====
	گستاخ رسول کی سزا	کلیالوی		۱۴۰۹ھ	۱۹۸۹ء	=====
	کلمہ طیبہ اور قادیانی	مفتی ابوداؤد محمد			قلمی جہاد	ابوبکر لائبریری
	سازش	صادق			ص ۱۹۳	ننکانہ
	تحریک ختم نبوت اور محمد	حاجی محمد اسماعیل				=====
	طاہر القادری					
	لانبی بعدی	احمد رضا				
	محمد رسول اللہ	خان/احمد سعید				
		کاظمی				
		محمد احمد فریدی				
		نذیر احمد مغل				
		سید محمد امین نقوی				
		=====				

WWW.NAFSEISLAM.COM